جلد سوم | حسن | نمبر ۱

جنوری سنہ ۱۸۹۰ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھاپا گیا

اپنی حالت

مین چند مختصر الفاظ مین اپنے قلمی اور مالی معاونون کا دلی شکریہ ادا کرکے خدا سے دست بدعا ہون کہ سال حال اونکے ہر کام مین مبارک ہو اور قوم و ملک کی خدمتون کی روز افزون توفیق ہو۔

رسالہ حسن جو ششماہی سے ماہوار نکلتا ہے آج خدا کے بے انتہا فضل اور محبان قوم و ملک کے قابل قدر عنایتون سے عزت کے سال سوم مین قدم رکھتا ہے۔

جن خیالات نے مجھکو اس بار گران اٹھانے کی تحریک کی تھی اگرچہ مجھکو اپنے خیال کے موافق اوس مین ہنوز کامیابی نہین ہوئی۔ مگر جس حد تک نامی گرامی حضرات ملک نے اپنی مختلف بے بہا خدمتون سے سہارا دیا ہے اوس سے امید ہوتی ہے کہ آیندہ مجھکو اور بھی مغرورانہ شکر گزاری کا موقع ملے۔ اور کیا عجب کہ بالآخر اپنے مقصد مین پورے طور سے کامیاب ہو جاؤن۔

قلمی معاونین جو اس رسالہ کے قدر و قیمت کے باعث ہوئے اور جنکی بے لوث خدمتین ایک دنیا کی نظر مین امتیاز پیدا کرنے والی ہین اس رسالہ کو سر بفلک کر دیا۔ میرے پاس جس کثرت سے خطوط شکریہ تقریباً کل مضامین رسالہ کے متعلق وقتاً فوقتاً پہونچے ہین اور نامی گرامی معاصرین نے جس شوق سے اپنے بیش قیمت کالمون

مضامین رسالہ کو جگہیں دین [illegible] ہیں کہ رسالہ نے مقبولیت عام
حاصل کی۔ نامی اخبارات نے اس رسالہ کے مختلف قابل قدر طریقون سے عزت افزائی
کی۔ جسکے لئے وہ ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہین اور غالباً متعدد اخبارون کے
ہزارہا ناظرین ہمارے اس منت پذیری مین شریک ہونگے۔ انہون نے رسالہ کا حوصلہ
افزا ریویو کیا مضامین نقل کرنے سے رسالہ کی عزت افزائی کی۔ تعریفی تحریرلط
سے اس کی شہرت بڑھائی۔ اشتہارون سے قدردانان کو ترقی دی۔

جسطرح رسالہ کو فخر ہے اور غالباً یہ فخر بیجا نہ ہوگا کہ اوسکے قلمی معاونین
قدیم و جدید شرقی و مغربی علوم و فنون کے بے بہا خزینے ہین اسیطرح رسالہ
کو یہ خاص سرفرازی ہے کہ اوس کے مالی معاونین علاوہ فرقہ متوسطین اور
عام شائقین کے آسمان عزت و امتیاز کے چمکتے ہوے ستارے ہین۔

بجٹ کی نسبت مین نہایت خوشی سے اقرار کرتا ہون کہ مجھکو توقع
سے زیادہ شکرگزاری کا موقع دیا گیا ہے۔

ہندوستان کے ہر حصہ سے عموماً اور پنجاب سے خصوصاً زاید
از امید قدردانی کا اظہار ہوا یقین ہے کہ یہ سال سال گزشتہ سے زیادہ
ہمکو ہر طرح کی شکرگزاری کا موقع دیگا۔ اور قلمی و مالی معاونین رسالہ
حسن کو لندن ”نین ٹینتھ سینچوری“ کا مرتبہ بخشین گے۔

حسن

قبل از اسلام اہل عرب کا حال — یعنی زمانۂ جاہلیت کا بیان

مورخوں اور دانشمندوں کا یہ عاقلانہ مقولہ ہے کہ شریف اور رذیل قومیں سب
بنی آدم ہیں۔ ان میں جو بڑا فرق ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ شریف قوموں کو
اپنے آباؤ اجداد کے کارہائے نمایاں یاد ہوتے ہیں اور اونکے اقتدا اور پیروی
کو اپنے شرافت قایم رکھنے کے لئے فرض سمجھتے ہیں۔ اور رذیل قومیں زمانہ دراز
کے گزرنے کے سبب سے اپنے بزرگوں کے بزرگ کاموں کو بھول جاتے ہیں۔

پس اگر کسی خاندان یا قوم میں جسکے باپ دادا نے خداپرستی — جوانمردی —
علم و ہنر — جاہ و حشمت — شان و شوکت کے میدان میں علم بلند کیا ہو اور وہ انکو
نہ بھول گئے ہوں تو وہ اس کو یاد اس کے بزرگوں کے بڑے بڑے کام یاد
دلانے سے عزم و ہمت و غیرت و حمیت اس میں پیدا کر سکتے ہیں — مگر رذیل
قوموں کے اندر یہ کام نہیں ہو سکتا — تاریخ میں بہت جگہ لیسے ذکر آتے ہیں
کہ میدان کارزار میں جہان سپہ سالار نے سپاہیوں کو ان کے باپ دادا کے
بہادری و دلیری یاد دلائی — تو ان میں حمیت و غیرت ایسی جوش میں
آئی کہ جان توڑ کر لڑنے لگے — ہندوستان میں مسلمان بہت ہیں مگر اکثر
ایسے تھوڑے ہیں کہ جنکو آباؤ اجداد کے بزرگانہ کاموں کی یاد دل میں غیرت و
حمیت کا جوش پیدا کرے۔ اس لئے کہ ان میں زیادہ تر غربا ہیں جو اپنی شرافت
کو بھول گئے ہیں۔ اور امرا اپنی عیش و عشرت میں ڈوبے بیٹھے ہیں —

کچھ تو سلطین ایسے ہیں جنکو اپنے آبا و اجداد کے کارنامے خواہ وہ جنگ کے میدان میں ہوں خواہ علم و فضل و خدا پرستی زہد و تقوے حسن و خلق کے باب میں سنائے جائیں تو ضرور وہ متاثر ہونگے - انکو غیرت آئیگی - اور وہ خوبیاں اپنے میں پیدا کرنے کی کوشش کرینگے جو ان کے باپ دادے تھے گو ایسے مضامین جن میں ہمارے بزرگوں کے کارنامے لکھے ہوئے ہوں بہت سے موجود ہیں مگر ان کی طرز تحریر ایسی ہے کہ اگر اس میں دس واقعات اصلی ہیں تو بیس داستانیں جن میں کرامات خرق عادات کے لگے ہوئے ہیں - اب زمانہ کا رنگ ایسا بدل گیا ہے کہ ایسے تحریروں کا ذرا اثر دل پر نہیں ہوتا - یہی سبب ہے کہ ان کتابوں کے پڑھنے سے غیرت کا جوش طبیعت میں پیدا نہیں ہوتا - اس زمانہ میں ایسے واقعہ کو کہ کوئی سپہ سالار اپنے جاسوسوں کی معرفت دشمن کے لشکر کا حال و مقام دریافت کرکے اس کو شکست دیوے اسکو یوں زمانہ سابق کے موافق بیان کرنا کہ خدا تعالے نے اپنے فرشتے میر عسکر کے پاس دشمن کے مقام و حال بتلانے کے لئے بھیجدئے تھے ایک ہنسی کی بات ہے - ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ جنگ مصر میں لارڈ ولسیلی نے پہلے سے یہ کہدیا تھا کہ فلاں فلاں مقام پر جنگ ہوگی - لڑائی میں اتنے دن لگیں گے اور بہت سی باتیں بتلائیں جو سب کی سب اوسیطرح واقع ہوئیں جو انھوں نے پہلے سے کہی تھیں - اس زمانہ میں ان کی فراست و دانائی کی تعریف کی جاتی ہے - مگر کوئی یہ کہے کہ ان کو یہ معلومات پہلے سے مکاشفات و الہاموں سے ہوئے تھے تو مہذب قومیں اوسکو پاگل جانینگی

پس ہمکو اپنے بزرگون کے وہ حالات صحیح صحیح بتلانے چاہیئین کہ جس کی اقتدا و
پیروی کر کے ہم بھی اپنے مین وہ خوبیان پیدا کرین۔ ایسے کام بتلائے کہ جنکا کرنا ہمارے
لئے ناممکن ہو کیا اثر رکھتا ہے؟ اگر کسی ولی اللہ کا حسن خلق بیان کیا جاے تو ہم
اوسکی تقلید کر سکتے ہین اگر یہ اون کے حال مین بیان کیا جاے کہ وہ ایک رنگ
سے سو طرح کے رنگ رنگدیتے تھے تو اس کا کیا اثر ہوگا۔
یہ کرامت ہم اپنی اس زمانہ کے اندر نہین پیدا کر سکتے۔ غرض اگر بزرگون کا حال یون بیان
کیا جاے کہ انہون نے اپنے زمانہ مین وہ بزرگ کام کئے جو انسان اعلی سے اعلی
کر سکتا تھا اور اون کے اسباب ایسے تھے کہ جنکا ہم پہونچانا ہمارے اختیار مین
ہے تو اسکے اقتدا و تقلید سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین لیکن ان کے حال مین اگر کوئی
ایسی مشکل بات لکھی جاے جو نہ ہم سے اوٹھائی جاے نہ دہری جاے تو وہ
حال لکھنا نہ لکھنا برابر ہوگا۔ اس لئے ہم جب کبھی اپنے بزرگون کا حال لکھینگے
تو اس طرح کہ ہم اوسکا اقتدا اس زمانہ مین کر سکین۔ اول ہم قبل از اسلام
اہل عرب کا حال یعنی زمانۂ جاہلیت کا لکھتے ہین۔ جس سے مسلمانون کو معلوم
ہو کہ پہلے زمانہ مین ملک عرب کا حال جو اسلام کا سرچشمہ اور مسلمانون کے اقبال
اور عروج کا صدر مقام ہے کیا تھا قبل از اسلام اہل عرب خدا اور رسول اور شریعت
سے جاہل تھے۔ اس لئے جو زمانہ اہل عرب پر قبل از اسلام گزرا ہے (اوس کو
زمانۂ جاہلیت کہتے ہین۔)

عرب کا مقام و وسعت و صورت

ہندوستان سے ملک عرب وسعت مین کچہ تہوڑا ہی کم ہوگا - ہندوستان کی شکل کی طرح اسکو بھی شلثی نما تبلاتے ہین اور باب المندب زاویہ قائمہ اس کا ٹھراتے ہین - لیکن حقیقت مین اس کی صورت ایک بے قاعدہ متوازی الاضلاع کی سی ہے - صوبہ عمان کو جو ایران کی طرف ہے علٰحدہ کردین تو ہر دو حصہ مستطیل نہجا بآ ہے عربا عبرانی مین ریگستان کو کہتے ہین اور لغت عرب مین عربا ایک خاص قوم کا نام ہے کہ عجم نہو عرابہ کے معنی گندم گون کے ہین شاید ان سببون مین سے کوئی سبب عرب کے نام کا باعث ہو - ایران - سریا - مصر - افریقیا اسکو گھیرے ہوئے ہین اسکا کنارہ شمالی سرحد ملک شام مین سمندر سے ملا ہے یعنی وہ ایک جزیرہ نما ہے شرق مین خلیج فارس و بحر عمان - جنوب مین بحر عرب - مغرب مین بحر قلزم ہے شمالی سرحد ملک شام ہے - اسکے رقبہ کا تخمینہ ۱۲۱۹۰۴۸ مربع میل ہے - طول عرض سے دوگنا ہے - زیادہ سے زیادہ طول پندرہ سو میل ہے - ۱۲° ۴۰ و ۳۴° کے درمیان عرض بلد شمالی و ۳۲° ۳۰ و ۶۰° کے درمیان شرقی طول البلد ہے ـــــ

زمین اور آب وہوا　زراعت وتجارت

اس ملک مین بیابان وریگستان وکوہستان کی عجب بہار ہے - تاتار کے بیابانون مین تو کہین کہین دست قدرت نے بلند بلند درخت اور سبز جہاڑی بوٹے لگا دی ہے - جب کہ تنہا مسافران بین منزل پیما ہوتا ہے تو ان نباتات کی ملاقات کو بہت غنیمت جانتا ہے - اور وہ انسے متمتع ہوتا ہے - مگر ملک عرب کے

بیابان تو وہ ہموار ریگستانی میدان ہین کہ جس مین پہاڑ کھڑے ہین ۔ اور ان
پہاڑون پر بھی کہین سبزہ زار نہین ۔ پھر اس صحرا مین نہ جس مین درختون کا
سایہ ہی نہ کوئی اور پناہ کی جگہ ہی ۔ آفتاب کی شعاعین سیدہی اور تیز پڑتی
ہین ۔ جو خط استوا کے اقالیم مین پڑا کرتی ہین ۔ بھلا ایسے مقام مین باد نسیم
کا نشان کہان ۔ اس کی جگہ پچھم دکن کی طرف سے باد صرصر کے طوفان
آتے ہین مہلک بخارات اپنے ساتھ لاتے ہین ۔ ریگستانون کو نچلا بیٹھنے نہین دیتے
ان مین سمندر کا سا تلاطم مچاتے ہین ۔ ریگ کے تودے کے تودے ادہر سے
ادہر ایسے لہرلتے ہین کہ جیسے بحر مین طوفان کے اندر پانی کی لہرین لہراتی ہین
ان کے بگولون مین قافلے کے قافلہ غائب ہو جاتے ہین ۔ فوجین کی فوجین
دب کر دفن ہو جاتی ہین ۔ پانی وہان ایسا نایاب کہ جسکے لئے انسان بیتاب
رہتا ہی ۔ جب ملتا ہی تو اوسکے پینے پلانے اور فائدہ اوٹھانے پر ایک فساد
برپا ہو جاتا ہی ۔ پانی کے ساتھ آگ کی بھی قلت تھی ۔ لکڑی کا کال رہتا تھا
آگ کا سلگانا اور اوسکو دیر تک قایم رکھنا ایک بڑے ہنر اور سلیقہ کا کام
گنا جاتا تھا ۔ عرب کی سرزمین ایسے دریاؤن سے خالی ہی کہ جس مین جہاز رانی
ہو سکے ۔ اور وہ زمین کو سرسبز و شاداب کرین ۔ اور ملک کے پیداوار کو
قرب و جوار کے ملکون کے اندر لیجانے کی راہین بنائی جائین ۔ زمین ہی کی
ہمیشہ تشنگی رہتی ہی ۔ اس لئے ایسی پیاسی ہوتی ہی کہ جو پہاڑون سے سیل اور
اوچٹین پانی کی بہہ کر آتی ہین اون کو نوش جان کرکے ایسی ہضم کر جاتے ہین کہ ڈکار

بھی نہین بستی۔ کھجور کے جھنڈ اور ببولون کے درخت نہایت سخت پہاڑون کی چٹانون مین اپنی جڑین جاتے ہین۔ رات کی اوس اون کو پال پوس کر بڑا کرتی ہو مینھ گاہ گاہ برستا تھا تو مینھ کا پانی موضعون اور نالیون مین بھر لیا جاتا تھا۔ ریگستان مین کنوئن اور چشمون کا پانا گویا جنگل مین ایک مخفی گنج دولت کا پانا سمجھا جاتا تھا۔ حاجی جو مکہ کو حج کرنے جاتے تھے اُن کو بری کڑی منزلین خشک و گرم میدانون مین طے کرنی پڑتی تہین۔ جب ان کو شورزمین کا آب روان تلخ و بے مزہ پینا پڑتا تھا تو اون کی طبیعت کو نہایت ناگوار ہوتا تھا۔ قاہرہ سے مکہ تک پندرہ منزلین ہوتی تہین جن مین گیارہ منزلون مین پانی نہین ملتا تھا۔ غرض ملک عرب کے اکثر حصون کی آب وہوا کا یہ حال تھا گو بعض مقامات ان مین مستثنے بھی تھے۔

قاعدہ ہو کہ جہان محنت مشقت تکلیف مصیبت کی کثرت ہوتی ہو وہان تھوڑے سے آرام کی بھی نہایت قدر ہوتی ہو۔ جہان کچھ بھی آرام ملتا ہو وہ آرام سمجھا جاتا ہو۔ جب ملک عرب کا یہ حال تھا کہ اس کی آب وہوا روح پرور کم تر۔ ادھر صرصر کا طوفان سر پر اکثر رہتا تھا اُدھر ہوا آتش فشان ہوتی تھی اور پانی کا نشان پانا مشکل ہوتا تھا۔ پکانے جلانے کو لکڑی کے پانے مین تکلیف سراسر تھی۔ گرداب آتش آب رنگ (سراب) جان لینے کے لیے بلاتے تھے۔ کانٹے و ٹیلے چلنے کو سد راہ ہوتے تھے۔ سبز کھیتی اور سایہ دار درخت شاذ و نادر ہوتے تھے۔ جہان یہ یہ تکلیفو بہر تکلیفین ہون۔ وہان کے باشندے ایسے مقامات کی قدر حد سے زیادہ

کیون نہ کرین اور وہان سکونت کیون نہ اختیار کرین جہان سایہ دار درختون
کے جھنڈ کے جھنڈ ہون - چراگاہ سبز موجود ہون - برسات کا پانی یا کوئی چشمہ
وہان روان ہو - پس اہل عرب ایسے مقامات کی تلاش مین رہتے تھے جہان
ان کو مل گئی وہان ان کے قبیلے کے قبیلے چلے جاتے تھے - اپنے دُنبے بکرون
کے گلے اور اونٹون اور گھوڑون کو ساتھ لے آتے تھے - اور اون کو چرا کر
تازہ دم اور توانا کرتے تھے اور خرما اور انگور کی زراعت سے اپنی محنت کا
ثمرہ پاتے تھے - ملک عرب مین جو سرزمین سر نفع بحر ہند کے ساحل پر واقع
ہے وہ سارے ملک مین ممتاز و سرفراز اس بات مین تھی کہ وہان پانی اور
لکڑی کی افراط تھی - ہوا مین اعتدال رہتا تھا - میوے بڑے بامزہ ہوتے تھے
حیوانون اور انسانون کی وہان کثرت تھی - زمین کی شادابی اور زرخیزی کا
کاشتکار کو پکار پکار کے بلاتی تھی کہ یہان آؤ اور مجھ مین زراعت کرکے اپنی ریاضت
کا ثمرہ پاؤ اور اسکا مزہ اٹھاؤ - یہان زراعت کا سامان یہ تھا تجارت کی
صورت یہ تھی کہ قہوہ نافعہ اور لوبان معطرہ ساری دنیا کے تاجرون کو ہر زمانے
مین اپنی طرف رغبت دلاتا رہا ہے - تاجر ہمیشہ اس کی طرف بطیب خاطر التفات
کرتے رہتے ہیں - ساری عبادت گاہون کو لوبان معطر کرتا تھا پھر ایسی عمدہ
چیز پر کیون نہ تاجر دوڑتے آئین - یہان کے ساحلون کا خوشبودار ہونا ضرب
المثل کے طور پر دور دور مشہور تھا - کتب مقدسہ مین ان کا ذکر بہت آتا ہے
شعرون مین انکے تشبیہات موجود ہین - چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے کہ ان خوشبودار

سے سمندر سر در ہو کر اپنے موجون سے کوسون تک تبسم کرتے ہین - ملک عرب
مین یہ خطہ اسکے تمام اور حصون سے ایسا جدا ہی کہ اگر ہم اسکو فردوس عرب
کہین تو بجا ہی - شاعرون نے تو اپنے خیالات و تصورات کے رنگ آمیزی
سے اس کو فردوس بنا کر کہدیا کہ ؎ اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ؎ خدا تعالے نے اس خطہ کو عجیب عجیب
نعمتین اور اپنے ید قدرت سے عجب عجب صنعت کے کام اسمین کئے ہین - عیش و
عشرت و عصمت ایسے راگ ہین کہ جن کے سُر کبھی نہین ملتے - مگر یہان ان کو
ملا دیا ہی - زمین کا پیٹ زر و جواہر سے بھر دیا - بحر و بر کی ہوا سے عطر یہان
سے ایسی اُٹھائی کہ قوت شامہ کو عطر آگین کرتی تھی -

ملک عرب کی تقسیم

یونانیون اور رومیون کو خوب معلوم ہی کہ ملک عرب کا ایک حصہ سنگلاخ
و کوہستان ہی - دوسرا بیابان و ریگستان - تیسرا حصہ سبز و شادمان - مگر
اہل عرب نے اپنے ملک کی یہ تقسیم و تحدید خود نہین کی - تعجب ہی کہ جس
ملک کے باشندون کی زبان ایک ہو اور وہ خود بھی ایک ہون وہ اپنی سرزمین
کی تقسیم قدیم کی نشانیان اور علامتین ذرا بھی نہ مقرر کرین - بحرین و عمان کے
اضلاع بحری سلطنت فارس کے محاذی و مقابل واقع ہین -
یمن کی سلطنت عرب فیلکس (عرب شادمان) کا مقام اور حدود ظاہر کرتے ہین
وسط مین سمندر سے جدا ملک نجد واقع ہی - حجاز بحر قلزم کے ساحل پر واقع ہی -

اِس کی شہرت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ولادت نے ساری دنیا مین کر دی۔

بدّوؤن کے طریقے اور اُن کی شانی

کیخسرو کے زمانہ مین عرب کی ماندوبود کی یہ کیفیت تھی کہ خلیج فارس اور بحر ہند اور بحر قلزم کے کنارون پر وہ مچھلی کا شکار کر کے اپنے پیٹ کو پالتے تھے۔ مچھلیون کے آسرے پر جیتے تھے۔ ساحلِ بحر پر اس شکار کی تلاش مین خوار پھرتے تھے۔ شکار کا ہاتھہ آنا کچھہ شکاری کے اختیار مین تو ہوتا نہین۔ کبھی اتنا ہاتھہ آگیا کہ پیٹ بھر گیا اور بچ رہا۔ کبھی اتنا بھی ہاتھہ آتا کہ پورا پڑتا۔ یہ ابتدائی ماہی خوری کی حالت ایسی ذلیل وخوار تھی کہ اس کو تمدن انسانی کہنا کجا نوع بشر سے ان وحشی انسانون مین گو مردم خوری نہ تھی مگر نہ انکو کوئی فن آتا تھا نہ کوئی قانون وآئین جاری تھا۔ عقل وزبان کے پیرایہ سے بھی معرا تھے۔ ان کی اور بہایم کی حالت ایسی یکسان تھی کہ ان مین تمیز کرنا بھی دشوار تھا۔ معلوم نہین کہ ان مچھلیون کے صید نے اُن کو ساحل بحر کے تنگ قید خانے مین کب تک قید رکھا۔ اور ان کو ایسا اپنے مین ڈوبا رکھا کہ نہ اُبھرنے کی اجازت دی نہ آگے چلنے کی۔ اتنے قرن ان کے اس بہائمِ صنفتی مین گزر گئے جس کو اب زمانہ یاد نہین رکھتا۔ بیابان بھی اِن وحشیون کے پاس ایسے نہ تھے کہ اُن کے شکار سے مدت تک گزارہ ہو سکتا۔ اِس لئے کہ قاعدہ ہے کہ شکاریون کا بیابان مین جب ہی تک گزارہ ہو سکتا ہے کہ پیٹ بھر کر

شکار اوس مین سلے - پس جب اِن بیابانون مین بھی ان کا گزارہ مشکل ہوا تو بہت زمانہ اِس پر گزر چکا ہر کہ انھون نے اپنے تئین اِس پستی سے اُٹھایا انھون سے چرواہہ ہونے کا پیشہ اختیار کیا - یہ پیشہ بڑا میمون اور مانوس ہر - سارے ریگستانی بیابانون کے اقوام خانہ بدوش اسی پیشہ سے اپنے بسراوقات کرتی تھین - زمانہ حال مین بدوون کی صورت وبشرہ اُن کے بزرگون کے پیشہ شبانی کی شہادت دیتا ہر - وہ حضرت موسیٰ وآنحضرت علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مین ایک ہی طرح رہتے تھے - وہی اُن کے چمڑے کے خیمے بدوون کے خرگاہین رہنے کے لیے تھین - دُنبون اور بکریون کے گلّے اور اونٹ گھوڑے اپنے قبیلے کے ساتھ لئے پھرتے تھے جہان پانی کا چشمہ اور جانورون کا چارہ اور اپنا گزارہ دیکھا وہین ڈیرے ڈالدیئے - تنبو تان لئے - آسمان کے تلے بسیرا لینے لگے -

گھوڑا

قاعدہ ہر کہ جب سودمند اور بکار آمد جانور انسان کے قابو اور بس مین آجاتے ہین تو انسان کی محنت کرنے اور دولت بڑہانے مین وہ بڑے ممد ومعاون ہوتے ہین - پس اِن عرب کے چرواہون کو گھوڑا جیسا ایک وفادار دوست کا کام دیتا تھا - اور اونٹ جو جہاز کشتی کی سی خدمت کرتا تھا ملگیا - جن کی باگ ونکیل ان کے ہاتھ مین تھی کہ جہان چاہین ان کو لیجائین اور جو خدمت چاہین وہ لین - علم حیوانات کے جو عالم ہین ان کی یہ رائے

ہر کہ گھوڑا سب سے پہلے ملک عرب مین پیدا ہوا ہر وہین اوس کی پہلے جنم بھومی
ہر۔ یہان کی آب وہوا اس شریف ونجیب جانور کے لیے موزون کی گئی تھی
گو اس کے قد وقامت کو وہ چندان بلند نہین کرتی۔ مگر تیزی وچستی وچالاکی
شتاب روی وہ پیدا کرتی ہر کہ جس کا جواب دنیا مین نہین ۔
اسپانیہ۔ انگلستان کے گھوڑون کی نسل مین جو خوبیان پیدا ہوئی ہین وہ
ان عربی گھوڑون ہی کے تناسل کا طفیل ہر۔ شریف ونجیب گھوڑون کی
نسل کا باقی رکھنا بدؤن کا ایمان ہر۔ اور حکیہ انسان اپنی شرافت کو ایسا
یاد نہین رکھتا جیسا کہ بدو ان گھوڑون کی نسل کی نجابت کو یاد رکھتا ہر۔
وہ نر کو زیادہ فروخت کر ڈالتا ہر اور مادہ کو جان کے برابر رکھتا ہر مشکل سر
اُسے جدا کرتا ہر۔ جب کوئی نجیب گھوڑی بچھیرا دیتی ہر تو اوس کی خوشی
کی مبارک سلامت آپس مین شادی کی سی ہوتی ہر۔ بدو اپنے خیمون مین
گھوڑون کی تعلیم وتربیت اپنی اولاد کی طرح کرتے ہین ۔
اور ان سے محبت بھی اپنی اولاد سے کم نہین کرتے اسی سبب سے اُن کے
گھوڑون مین شایستگی اور ارتباط کی عادت ہو جاتی ہر۔ وہ رہوار اور بہت
دوڑنے کے مشتاق ہوتے ہین۔ سوار چھیڑ اور تازیانہ کی متواتر مار سے
ان کے حواس کو کند نہین کرتا بلکہ ان دو چیزون کو اس وقت کے لیے اُٹھا
رکھتا ہر کہ اس کو خود بھاگنا ہوتا ہر یا کسی کے تعاقب مین جانا ہوتا ہر۔
ہان ایسے وقت مین وہ تازیانہ کا ہاتھ اُٹھاتا ہر اور ایڑ مارتا ہر جب یہ ہوتا ہر

تو گھوڑا بھی ہوا کی طرح اڑتا ہی - اگر کہین اس کا سوار پیٹھ سے جدا ہو کر گر جاتا ہی تو وہ اس اپنے دوست کے انتظار مین کھڑا ہو جاتا ہی - جب وہ اپنے ہوش حواس ٹھیک کر کے پھر سوار ہوتا ہی تو وہ آگے قدم اٹھاتا ہی -

اونٹ

عرب اور افریقہ کو خدا نے یہ بڑا شرف دیا ہی کہ اس مین اونٹ کو پیدا کیا ہی - یہ جانور کیا صابر حلیم ہی کیسی گرمی کی شدت - تشنگی - گرسنگی کا متحمل ہوتا ہی - کئی کئی روز تک بے آب و دانہ و چارہ کڑی کڑی منزلین طی کرتا جاتا ہی ع بیچارہ خار میخورد و بار میکشد - اس کے پانچوین اوجھ مین ایک بڑا کیسہ ہوتا ہی وہ تازہ پانی سے بھر رکھتا ہی - اونٹ کے جسم کی ساخت ایسی بنی ہی کہ گویا اس پر یہ عبارت کندہ ہی کہ اسے انسان اپنا خدمت گزار بنائے وہ اطاعت کے لئے سب طرح حاضر ہی - اونچی نسل کا اونٹ ساڑھے بارہ من بوجھ پیٹھ پر لاد کر لیجاتا ہی - اور سانڈنی سبک اندام اور چالاک گھوڑ دوڑ کے تیز گھوڑون سے آگے نکل جاتی ہی - اونٹ اگر ان ملکون مین نہ ہوتا تو وہان کے باشندون کا رشتۂ معیشت ہی ٹوٹ جاتا - کاروانون کا سلسلہ ہی منقطع ہو جاتا - دودھ اس کا مقوی و بکثرت ہوتا ہی وہی اہل عرب کی سب سے زیادہ عمدہ غذا تھی - اس کے بچے کا ملایم گوشت گائے کے بچھڑے کے گوشت سے زیادہ لذیذ ہوتا ہی - پیشاب اس کا بیش بہا نمک کی کان ہوتا تھا - مینگنیان اس کی جلانے کے کام مین

آتی تھین - یہی پشم اس کی ہر سال گرتی تھی اور از سر نو جمتی تھی - اس کو عورتین
تو م کر اور کات کر اور بنکر لباس اور خیمے اور اسباب گھر کے بناتی تھین - غرض
اس پشم کو عربون کے خان ومان آباد کرنے مین بڑا دخل تھا - اگر مینھ کے برسنے
سے کہین کہین جنگل مین نباتات کا نمو ہو جاتا تھا تو ان کو بدو کھاتے تھے
موسم گرما کی شدت حرارت اور موسم سرما کی قلت حرارت مین ساحل بحر
پر یا یمن کے پہاڑون مین یا دریاے فرات کے قرب وجوار مین وہ اپنے خیمون
کو لے جاتے تھے - اکثر وہ رود نیل کے کنارہ پر اور شام اور فلسطین کے
مواضع مین بڑے بڑے خطرے اٹھا کر وہان رہنے کی اجازت بالجبر حاصل
کرتے تھے - ایک خانہ بدوش بدو کو بعض اوقات غارتگری یا تجارت سے
اپنی محنت کا ثمرہ ملتا تھا مگر پھر بھی اس زندگی کی سخت جفاکشی اور خطرناک
حالت کیا تھی - بدوون کا وہ امیر جو دس ہزار سوار میدان جنگ مین لیجا سکتا
تھا وہ عیش وآرام نہین پاتا تھا جو ادنے امیر فرنگستان کا پاتا ہے -

عرب کے شہر اور اُن کی تجارت و زراعت

عرب کی بہت سی قومین مجتمع ہو کر قصبات اور دیہات آباد کرتی تھین اور
اور تجارت و فلاحت کے کامون کو کرتی تھین - مویشی کی پرورش مین
سخت محنت اٹھاتی تھین - اور اپنے وقت کا ایک حصہ اس مین صرف
کرتی تھین - صلح و جنگ کے وقت وہ اپنے ریگستانی بھائیون کے ساتھ
شریک ہو جاتی تھین یون بدوون مین آپس مین آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا

بیچ بچاؤ کرنے والے ہمسایہ کی قوموں کے ساتھ ہوتا تھا۔ ان سے بعض جاہلیت بھی روا ہو جاتی تھیں۔ علوم و فنون کی الف بے تے کا بھی کوئی سبق پڑھ لیتے تھے۔ ابوالفدا نے عرب میں بیالیس شہر شمار کئے تھے۔ ان میں نہایت قدیمی اور آباد ملک یمن اندرونِ یمن میں واقع تھے۔

شہر صنعا کے بروج عالی شان اور مآرب کے حوض تعجب خیز اور حیرت افزا حمیر کے بادشاہوں نے بنائے تھے۔ جو صنائع معماری سے آراستہ تھے۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ نے ان دونوں شہروں کے زیب و زینت کے آفتاب کو گہنا لگا دیا۔ یہ کیوں نہ ہوتا وہ بادشاہوں کے بنائے ہوئے یہ نبیوں کے بسائے ہوئے تھے۔ کہاں بادشاہ کہاں نبی چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں (۲۷۰) میل کا فاصلہ ہے۔ اور دونوں شہر بحر قلزم کے نزدیک ہیں۔ ان مقدس شہروں میں سے یونانیوں نے مکہ کا نام ماکوربا رکھا تھا۔ جس کے معنی اس شہر کی عظمت و شوکت کو ظاہر کرتے تھے۔

یہ شہر اپنے معراج کے زمانہ میں بھی مارسلیز پر فائق نہیں تھا۔ یہ شہر ایسی جگہ آباد ہے جہاں کوئی توقع سود اور بہبود کی نہیں ہوسکتی۔ بانیانِ شہر نے کوئی مبارک شگون سوچ کر اور اپنی مصلحت سمجھ کر اس کی بنیاد رکھی ہوگی۔ اس میں مٹی اور پتھر کے مکانات دو میل طویل اور ایک میل چوڑی جگہ میں بنے ہوئے تھے۔ یہ جگہ ایسی دامن کوہ میں واقع تھی کہ جس پر نباتات نے اُگنے کی قسم کھائی تھی۔ زمین پتھریلی۔ پانی کھاری۔ یہاں تک کہ

آب متبرکۂ چاہ زمزم بھی شیرینی سے خالی تھا۔ سبزہ چراگاہ شہر سے دور فاصلہ پر۔ طائف یہان سے ستر میل کے فاصلہ پر تھا جہان سے انگور یہان بکنے آتے تھے۔ اس شہر کی حکمران قوم قریش تھی۔ جو اور قومون مین ممتاز اور نامور تھی۔ اس کی شجاعت کی دھوم تمام عرب مین تھی۔ قوم قریش کے پاس یہان کی سنگین ایسی بے فیض تھی کہ خواہ اوس کے بونے جوتنے پر کوئی جان ہی کیون نہ کھپاوے مگر اس کو ایک دانہ بھی نہ دیکھ مگر ہان اپنے اقامت گزینون کو تجارت سے فائدہ پہونچاتی تھی۔

جدہ کا بندرگاہ اس سے چالیس میل پر تھا۔ اس کے توسط سے ملک حبش کے ساتھ سلسلۂ آمد و رفت بآسانی جاری تھا۔ افریقہ کا مال عرب مین ہو کر حیرۃ کتعف کو پہنچاتے تھے۔ کہتے ہین کہ کتعف کو ضلع بحرین مین خالیہ کے جلائے وطنون نے نمک کے گل سے بنایا تھا۔ پھر یہان سے خلیج فارس کے موتیون کو لیکر بیڑون مین سفر کرکے دریاے فرات کے دہانے تک لے جاتے۔ یمن اور شام کے وسط مین مکہ واقع ہے۔ اور ہر ایک سے ایک مہینہ کے سفر کا فاصلہ رکھتا تھا۔ ملک یمن اس کے جانب یمین مین۔ اور ملک شام اس کے جانب یسار مین واقع ہین۔ اس کے کاروان گرمیون مین ملک یمن مین۔ اور جاڑون مین ملک شام مین قیام کرتے تھے۔ ان موسمون مین عین وقت پر کاروانون کے پہونچنے سے ہندوستان کے جہازات کو طول طویل اور خطرناک سفر بحر قلزم کا طے کرنا پڑتا تھا۔ صنعا و مارب کے بازار

مین اور عدن اور عمان کے بندرگاہون مین قیمتی اور خوشبودار مصالحے کی کشتیان لاد کر لاتے تھے۔ اور بصرہ اور دمشق کے میلون سے اناج اور صنعت کاری کی چیزین خرید کے لیجاتے تھے۔
غرض اس مفید تجارت کی بدولت مکہ کے کوچہ و بازار مال و متاع سے معمور رہتے تھے۔ وہان کے اُمرا اور شرفا کو جیسے کہ سپہ گری کے پیشہ سے موانست تھی ویسے ہی تجارت سے بھی الفت تھی۔

عرب کی قومی آزادی

یہ اور بھی منجملہ عجائبات روزگار ہے کہ اہل عرب ہمیشہ آزاد رہے کوئی غیر قوم ان پر فرمان روا نہیں ہوئی۔ اِس بات پر اِن کو خود بھی بڑا ناز اور افتخار تھا۔ اور غیر قومین اِن کی اِس بات پر مدح خوان ہین۔
اب اِس آزاد رہنے کے سبب ارباب الرا سے مختلف بتاتے ہین بعض عیسائی عالم اس کو کتاب پیدایش کے ۱۶ باب کے ۱۱ و ۱۲ آیت کی پیشین گوئی سے منسوب کرتے ہین اور اس سے اپنے مذہب کی صداقت دکھلاتے ہین۔ آیتین یہ ہین کہ (خداوند کے فرشتے نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہو اور ایک بیٹا جنے گی اس کا نام اسماعیل رکھنا کہ خداوند کریم نے تیرا دُکھ سن لیا وہ وحشی آدمی ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہون گے اور وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے بود و باش کریگا) اول تو ان آیت کے معنی بہت سے ہو سکتے ہین۔ دوسرے وہ آزادی عرب کی مصداق

اس سبب سے بھی نہین ہوسکتی کہ سلطنت یمن پہ اہل حبش اور اہل فارس اور سلاطین
مصر کے حملون کی لگد کوب مین رہی - مکہ و مدینہ کے متبرک شہرون نے جبابرہ
سدیہ (تاتاری ظالم) کی اطاعت مین سر جھکایا - رومیون کے سلطنت کا تو عرب
ایک صوبہ تھا جس مین وہ خاص ویرانہ شامل تھا جس مین کہ حضرت اسماعیل علی
نبیّنا وعلیہم السلام اور اون کی نسل نے اپنے بھائیون کو دفن کیا ہے -

غرض یہ طریقہ استدلال جیسا نامعقول ہے ویسا ہی فضول ہے - تم اس کو خوب
یاد رکھو کہ یہ اوپر جو مستثنی صورتین بیان ہوئی ہین وہ چند روزہ عارضی تھین
یا کسی خاص مقام سے مخصوص تھین ورنہ عرب کی کل قومون نے بڑے بڑے
صاحب جلال اور شان و شکوہ بادشاہون کے غاشیۂ اطاعت کو کندھے کے
اوپر رکھا نہ کندھا کے جکے جوئے کے نیچے دھرا ہزارون برس آزاد رہے فراعنہ
مصر اور شاہان شام کی سعی اس کی فتح مین بے حاصل رہی - بخت نصر ایرانی
اور اسکندر یونانی سے بچا رہا روم کی سلطنت کا علم ساری دنیا مین
بلند ہوا مگر یہ سرزمین محفوظ رہی - ٹائٹس - پومپی - ٹریجن وغیرہ کی فوجین
سپر شکست کے بیٹھ رہین مگر ملک عرب کو زیر نہ کر سکین - گو حال مین سلطان روم
ان پر حکومت برائے نام رکھتا ہے - اپنے انتظام کا سایہ وہان ڈالتا ہے -
مگر ان کو چھیڑنے سے ڈرتا ہے - ان پر حملہ آوری بے سود جانتا ہے - مگر ان سے
دوستی کی التجا کرتے ہوئے بھی اس کی شان مین حفتہ آتا ہے خدا نے یہ
ملک ہی ایسا بنایا ہے اور اس کے باشندون کے خصائل اور طرز بود وش

کو ایسا رکھا ہے کہ وہ ان کی آزادی کی بڑی معاون ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے عہد سے قرنوں پہلے ان کی ہیبت کا مزہ جرأت و
ہمت اور شجاعت کو ہمسایہ کی قوموں نے خوب آزما لیا تھا۔ کبھی وہ ان پر چڑھکر
آئے کبھی یہ اُنپر چڑھکر گئے۔ دونوں نے لڑائیوں میں اپنی قوتوں اور زوروں
کو تول لیا تھا۔ اِنکا پیشہ چرواہے ہونے کا ایسا تھا کہ اس میں خود بخود ناداشتہ
سپاہیانہ چستی و چالاکی۔ سختی کی برداشت کرنی۔ جفاکشی عادتیں داخل
ہوجاتی تھی۔ بھیڑوں کے گلوں کی اور اونٹوں کے قطاروں کی نگہبانی
اپنی عورتوں کے سپرد کرتے تھے۔ اور جو مردان کار ہوتے تھے وہ ہمیشہ
کسی امیر کے علم کے نیچے گھوڑوں پر سوار ہو کر میدان کارزار میں تیر چلانے
کو برچھی اور تلوار مارنے کو تیار رہتے تھے۔ اِن کو اپنی قدیمی آزادی
ایسی دل پسند تھی کہ وہ اِس کا وظیفہ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور اپنی
اولاد کو یاد کرایا کرتے تھے۔ یہ دونوں باتیں ان کی آزادی دوام کی کفیل
تھیں۔ اون کی اولاد خوب سمجھے ہوئی تھی کہ ہماری اصالت اور نجابت کا
ثبوت یہی ہے کہ ہم آزادی کو جو باپ دادا سے ارث میں پہونچی ہے قایم
ثابت رکھیں۔ وہ اِس لئے اپنی آزادی کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے
تھے۔ جب کوئی غیر دشمن ان پر حملہ آور ہوتا تھا تو وہ اپنے سارے
باہمی جھگڑے اور فساد تہ کرکے رکھ چھوڑتے تھے اور سب متفق ہو کر دشمن
کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑتے تھے۔

جب ان کی ترکون سے آخر معرکہ آرائیان ہوئی ہین تو اُس مین مکہ کے
ایک کاروان کو اسّی ہزار اقوام ترک نے حملہ کرکے غارت و تباہ کیا تھا
جب اہل عرب دشمنون سے جنگ کے لیے آگے قدم بڑھاتے تھے تو فتح و
ظفر ان کے آگے بھی اور پیچھے بھی دست بستہ کھڑی ہوتی تھی ۔ جب
دشمنون کے آگے سے پیچھے ہٹتے تھے تو اس کے ہاتھ سے سلامت بچ
جانے کا یقین ہوتا تھا ۔ ان کے تعاقب مین ظفرمند دشمن کی سعی کچھ کام
نہ کرتی تھی ۔ ان کی راتون تلے وہ خوش عنان تیز رفتار گھوڑے اور
اونٹ ہوتے تھے کہ آٹھ دس روز مین چار پانچ سو میل اُن کو اپنا
اوڑا کر لے جاتے تھے اور ان کو ریگ سوزان کے گوشون مین اُتار دیتے
تھے کہ دشمن ان کی گرد کو بھی نہ پہونچتا تھا ۔ اگر وہ ان کے پیچھے جاتا تو اِدھر
ان کے پتا لگانے مین حیران رہتا اُدھر پانی کی تلاش مین پیاسا مرتا ۔
کھانے کو خاک نہ ملتا ۔ یہ بھوک پیاس پھر اس پر سفر کی درماندگی اُن کو موت کا
لقمہ بناتی اور ان کو آزاد کا آزاد رہنے دیتی ۔ یہ بدّون کے ہتیار اور
ان کے ریگستان صرف انھین کی آزادی کے پشت و پناہ نہ تھے بلکہ عرب
شاداب یعنی ملک یمن کے دشمنون کے لیے بھی سدراہ تھے جہان کے باشندے
زمین کی رطوبت اور آب و ہوا کے باعث سے کمزور ہو جاتے تھے اور جنگ
و پیکار سے برکنار رہتے تھے ۔ اغسطوس قیصر روم نے جب یمن پر حملہ کیا
تو اس کی فوج بری بیماری اور درماندگی سے تباہ ہو گئی ۔ صرف فوج بحری کی

امداد سے اُسے فتح کیا - جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم
کا علم متبرک یہان قائم ہوا تو ملک یمن سلطنت فارس کا ایک صوبہ تھا - مگر پھر
بھی حمیر کے خاندان کے سات شخص پہاڑون مین حکمرانی کرتے تھے -
کسریٰ نے جو حاکم اپنے طرف سے یہان خسرو کو کرکے بھیجا تھا وہ اپنے ملک
بعید کو اور بد نصیب آقا کو بھول گیا تھا -
جسٹی نی ان بادشاہ روم کے عہد کے مورخون نے ان خود مختار آزاد
عربون کے حال کو بخوبی مفصل بیان کیا ہے کہ وہ مشرقی معرکہ آرائیون مین
کہ نہایت عرصہ دراز تک قائم رہین کسی اپنی مصلحت سے یا خود غرضی
سے یا میلان طبع سے کسی فریق ہوکر لڑنے والون کے ساتھ شریک ورفیق
ہوگئے تھے - بنی غسان کو اجازت ہوگئی تھی کہ وہ ملک شام مین خیمہ زن
ہون - حیرہ کے شاہزادون کو حکم تھا کہ وہ بابل ویران شدہ کے کھنڈرون
سے جنوبی جانب مین چالیس میل پر ایک شہر بسا لین - یہ عرب میدان
جنگ مین نہایت تیزی وچالاکی و دلیری و دلاوری سے کام دیتے تھے
مگر ان کی رفاقت ایسے مجتمع زر پر موقوف تھی کہ گویا وہ اپنی دوستی
کو بیچتے تھے - جسنے زیادہ قیمت دی اسی کے یار ومددگار ہوگئے - ان
کی وفاداری کا کچھ سرپاؤن نہ تھا - عداوت مین تلوّن تھا - ان خانہ بدوش
قومون کو چھیڑ کر بھڑکا دینا بہت آسان تھا - مگر ان سے ہتھیار لینا بہت
دشوار تھا - روزمرہ کی لڑائیون سے وہ فارسیون اور رومیون کو کمزور

جانتے اور حقیر و ذلیل سمجھتے تھے۔

سارسین کا خطاب

یونانی اور رومی ان اقوام عرب کو جو مکہ سے دریائے فرات تک آباد ہیں خلط ملط کر کے سارسین کا خطاب دیتے تھے۔ یہ وہ مسلمانوں کا نام ہے کہ کسی زمانہ میں عیسائی کے منہ سے نہ نکلتا تھا کہ اُن کے دل میں ہول نہ اُٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ اور عداوت و نفرت طبیعت میں نہ پیدا ہوتی تھی۔

اب اس نام کی وجہ محققین نے مختلف طور پر بیان کی ہے۔ کوئی تو تسخر کی راہ سے یہ بتاتا تھا کہ وہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ سارہ سے مشتق ہے۔ بعض اس کو سارقیہ سے جو ایک گاؤں کا نام ہے مشتق بتلاتے ہیں۔ بعض سارن سے مشتق کہتے ہیں۔ بعض شرق سے۔ اس آخر اشتقاق میں خوبی اوروں کی نسبت کچھ ہے۔ ان سب کی تردید یوں ہوتی ہے۔ کہ یہ خطاب جو اہل عرب کو دیا ہے وہ غیر قوموں نے دیا ہے جو عربی زبان سے محض ناآشنا تھیں پھر وجہ تسمیہ میں عربیت کو کیسے دخل ہو سکتا ہے۔ کوئی غیر قوم جو خطاب دیگی تو اپنی زبان میں نہ دوسرے کی زبان میں۔

اہل عرب کی گھر میں آزادانہ زیست اور اُنکے خصائل و عادات

اگر ایک قوم کسی غیر قوم کی محکوم نہ ہوا اور خود فرمان روا ہو مگر اس کو اپنے بھائیوں اور قوم کے ہاتھ سے جور و ستم اٹھانے پڑیں اور اپنے ہی وطن میں ناچار،

اور افسرون کے جور و جفا سہنے پڑین تو اس کو اپنی آزادی پر ناز کرنا بیجا
و نامناسب ہی - وہ حقیقت مین آزاد نہین ہین - مگر اہل عرب اس قسم کے
آزاد نہ تھے - بلکہ ہر فرد انکے خود سر و آزاد تھے - ہر عرب تمدن و اجتماع
کے فائدون سے کسیقدر بہرہ مند ہوتا تھا - اور جو طبیعت بشر مین قدرتی
استحقاق آزادی کے رکھے گئے ہین انکو وہ کبھی اپنے ہاتھ سے نہ دیتا تھا
جو خاندان اپنی قوم پر احسان کرتا یا دولتمند ہو جاتا - یا دین و مذہب کا
حامی ہو جاتا - وہ اپنے ہمسرون مین ممتاز اور سرفراز ہوتا تھا - ایسے برگزیدہ
خاندان سے امیر یا شیخ مثلاً بعد نسل منتخب ہو کر مقرر کیا جاتا - اہل عرب
کے ہان امارت کے عہدہ عظیم الشان مین دقتین و پیچیدگیان نہ تھین -
سیدھے سادھے کام آپس مین ہوتے تھے - اگرچہ امیر و شیخ ہونے کا
قاعدہ غیر منضبط اور اورون کی مرضی پر منحصر تھا اور اس کا کچھ ٹھکانا
نہ تھا - مگر یہ ضرور تھا کہ امیر کے رشتہ دارون مین سے کوئی نہایت لائق
متین متحمل عمر رسیدہ سنجیدہ شخص ایسا منتخب ہوتا تھا کہ اُس مین یہ قابلیت
ہوتی تھی کہ وہ اپنے صوابدید و راے سے معاملات نزاع کو رفع کر دیتا
تھا اور خود اپنی ذات سے وہ چال چلن رکھتا تھا کہ اورون کو شجاعت
و دلاوری کے کامو پر ہمت دہ ہوتا تھا - مردانگی کی راہ مین رہنما ہوتا
تھا - یہانتک اس قاعدہ کی پابندی تھی کہ اگر کوئی عورت جری
اور عقیلہ ہوتی تھی تو وہ عہدۂ امارت پر مقتدر ہوتی تھی - چنانچہ زنوبیہ

کے باشندوں پر ایک عورت صاحب فراست اور شجاعت حکمران تھی۔ جب کئی قبیلے عرب کے تھوڑے عرصہ کے لیے متفق ہوتے تھے تو ان کا اجتماع سپاہ کی صورت دکھاتا تھا۔ اگر اس اجتماع کا زیادہ جماؤ ہوتا تو وہ ایک قوم معلوم ہوتی تھی۔ جس امیرالامرا کے علم کے نیچے وہ جمع ہوتی تھی اور قوم کی نظروں میں بادشاہ دکھائی دیتا تھا۔ عزت شاہانہ کا وہ مستحق سمجھا جاتا تھا۔

اہل عرب ہمیشہ امیروں اور شیخوں کی حلیمانہ و مربیانہ حکومت کے عادی تھے۔ اگر کوئی ان میں سے اپنے اختیار اور اقتدار کی حد سے پرے قدم رکھتا تھا۔ تو اس کو تنہا بے پناہ چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ پھر کبھی اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتے تھے۔ یہی سزا امیر کو اپنی حد سے باہر قدم نکالنے کی ہو جاتی تھی۔ یہاں کے لوگ آزادمنش تھے۔ کوئی احاطہ ایسا بنا ہوا نہ تھا کہ ان کو گھیرے رکھتا۔ کوئی ایسی بھاری بیڑی ان کے پاؤں میں نہ تھی کہ ان کو بھاگنے نہ دیتی۔ صحرا کے فراخ میدان کے میدان اون کی جولانیوں اور دوڑ کے لئے خالی پڑے تھے۔ جدھر دل میں آئی منھ اٹھا یا چلے گئے۔ ملک خدا تنگ نیست پاے گدا لنگ نیست۔ ہاں جو زنجیر ان وارستہ مزاجوں کو پابستہ کرتی تھی۔ وہ آپس کا اخلاص با وفا اور بے ریا تھا ان کی آپس کی رضا و رغبت قبیلوں کو یکجا جمع کرتی تھی ورنہ کوئی اور بندش ان کو ایک جگہ باندھ کر نہیں رکھ سکتی تھی۔

یمن کے نرم دل باشندون نے بادشاہ کی شان وشوکت کو تسلیم کرکے غاشیۂ اطاعت دوش پر رکھا - اور بادشاہ کی شان کے حامی دل و جان سے ہوگئے - اگر بادشاہ کا یہ حال ہو جاتا تھا کہ محل سے باہر نکلنے مین اوس کو جان کا خوف وخطر ہوتا تھا تو سلطنت کے تمام مہمات عظیم وامورات واحکامات اہم کا اختیار اُمراؤ وزرا وارکین سلطنت کے ہاتھ مین آجاتا تھا - ایشیا مین سلطنت جمہوری نے اپنا رنگ مکہ ومدینہ ہی مین جو ناف ایشیا ہین مین دکھایا - آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے جدّ امجد اور ان کے خاندان کے اکابر اپنے ملک کے کاروبار اور غیر ملکون کے معاملات مین گو بادشاہانہ اختیار رکھتے تھے اور بادشاہ معلوم ہوتے تھے مگر وہ حکومت دیانت ودانائی کے زور سے تھی - ان کے اختیارات ذوی القربیٰ مین وراثتاً تقسیم ہوتے تھے - چنانچہ عہدے شاہی بڑون سے چھوٹون مین قوم قریش مین مستقل ہو گیا تھا -

قاعدہ ہے کہ انسان اطاعت یا تو مجبوری سے اختیار کرتا ہے یا فہمایش سے جو ایسی فصاحت وبلاغت سے کی جاسے کہ وہ دل وجان سے اُس کو برغبت قبول کرے - اہل عرب نے اُس زمانہ مین فصاحت وبلاغت مین وہ غضب کی قدرت وشہرت حاصل کی تھی کہ اُن کا ایک فصیح بیان اپنی قدرت تقریر سے ہزارون کے دل تسخیر کر لیتا تھا - اور وہ اکیلا ایک جماعت کثیر سے جو کام چاہتا تھا کرا لیتا تھا - ان کے کلام کی تاثیر عوام کی آزادی

پر شہادت دیتی ہے کہ ان کے دلوں پر اثر اطاعت کا نہ ہوتا تھا بلکہ کلام کا جس سے وہ کسی ارادہ کے کرنے سے رک جاتے تھے یا اسپر جھک جاتے تھے۔ عرب کی آزادی اور یونان اور روم کی آزادی مین بڑا فرق یہ ہے کہ عرب کی سلطنت جمہوری سیدھی سادی تھی اور یونان وروم کی سلطنت جمہوری پیچ در پیچ تھی تصنع وتکلف سے بھری ہوئی تھی ان مین ہر رکن اختیارات ملکی ومالی کلیتہً رکھتا تھا۔ یہان اپنی سیدھی سادی حالت مین ساری قوم عرب آزاد تھی۔ ہر شخص ان مین سے کسی آقا کی کمینہ اطاعت سے نفرت دلی رکھتا تھا۔ اس کا سینہ شجاعت وصبر وحلم واستقلال وہمت وجرأت اور خوبیون ونیکیون کا مخزن تھا۔ آزادی کا شوق اس کو خود بخود سکھاتا تھا کہ وہ اپنے نفس کو اپنے بس مین رکھے اور اپنے اختیار کو سنبھالے رہے۔

عرب کے نزدیک عزت کے لئے مرجانا کوئی بات نتھی۔ اپنے ننگ و ناموس کے لئے جان کھونے کو وہ تیار تھا۔ وہ آزادی رکھنے کے لئے سارے تکالیف ومصائب اٹھانے کو گوارا کرتا تھا یہانتک کہ مرنے کا بھی خوف ایسے موقعون پر نہین کرتا تھا۔ اس کے بشرہ سے نہایت سنجیدگی علو ہمت ٹپک پڑتی تھی۔ اس کی گفتار اختصار کے ساتھہ متانت و فصاحت سے آہستہ آہستہ ہوتی تھی۔ وہ کبھی اتفاق سے کسی بات پر خندہ کرتا تھا۔ ہان یہ ضرور تھا کہ وہ اپنی داڑھی پر ایک ادا وانداز

کے ساتھ ہاتھ پھیرنا - داڑھی انسان کی جوانی اور مردمی کی نشانی ہے
داڑھی پر ہاتھ پھیرنے میں یہ رمز ہوتی تھی کہ وہ اپنی جوانی و بزرگی
کو داڑھی سے بتلاتا ہے - اس ریش ہی کے لحاظ سے وہ اپنے ہمسرون
کے ساتھ طفلانہ سفلون کی سی بات نہیں کرتا تھا - وہ اپنے بزرگون
سے باتین کرنے مین کبھی نہین جھجکتا تھا - اُن کے رعب مین نہین آتا
تھا - زمانۂ جاہلیت کی آزادی کا اثر اسلام کی ابتدا مین قائم رہا
خلفاے اولین نے اپنی رعایا کو بیباکانہ گفتگو سے نہین روکا - ان
کے ساتھ وہ اس طرح باتین کرتے تھے جیسے کہ آپس مین متعارف
دوست بے تکلف باتین کیا کرتے ہین - وہ دینی امور کی ہدایت
کرتے تھے - کوئی غرور و شان شاہانہ اپنی رعایا کو نہین دکھاتے تھے
ہان جب اسلام کا دارالسلطنت دریاے جیحون کے کنارہ پر بغداد
مین مستقل ہوا تو خلفاے عباسیہ نے ایران اور روم کے بادشاہون
کی تقلید کر کے اپنے درباروں کی شان و شوکت کو ایسا بنایا کہ جس
سے بادشاہ کی نخوت عیان ہو ورنہ پہلے خلفا کو ان باتون کی طرف
ذرا بھی خیال نہ تھا -

آپس کے بغض و کینے و لڑائیان

اقوام اور انسانون کے حالات پر غور و خوض کرنے سے ہم کو وہ وجوہ
اور اسباب معلوم ہو سکتے ہین جن سے کہ ان مین نفاق یا وفاق پیدا

ہوتا ہے جس سے کہ مؤانست انسانی مین کمی و بیشی ہوتی ہے اور معاشرت بدلتی ہے۔ اہل عرب اور انسانون سے الگ تھلگ رہتے تھے غیرون کے ساتھہ نہ پیوند رکھتے تھے نہ رشتہ۔ اس سبب سے یہ امر ان کی عادت مین داخل ہو گیا کہ وہ دشمن اور اجنبی آدمی مین تمیز نہین کر سکتے تھے۔ ان دونون کے دیکھنے سے ان کے دل مین تصور ایسے پیدا ہوتے تھے جو آپس مین ملتبس ہوتے تھے انھون نے اپنی لوٹ مار اور غارتگری کے مباح ہونے کے لئے ایک مسئلہ مذہبی تیار کیا تھا جس پر عمل اور عقیدہ ان کا چلا آتا تھا کہ حضرت اسمٰعیل علی نبینا وعلیہم السلام جن کی اولاد مین سے وہ ہین جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہم السلام کے گھر سے اپنی ماں ہاجرہ سمیت اپنی سوتیلی مان حضرت سارہ کے رشک و حسد کے سبب سے نکالے گئے تو ان کو خدا تعالٰے نے یہ ملک عرب کہ ایک وادی غیر ذی زرع عنایت کیا اور اجازت دی کہ جو کچھہ اس سے حاصل ہو سکے حاصل کرو۔ پس اپنے تئین اس کم پیداوار کی زمین ملنے کو اور اولاد حضرت اسحاق علی نبینا وعلیہم السلام اور اپنے نوع انسان کو زیادہ پیداوار کی زمین ملنے کو یہ سمجھتے تھے کہ ہم ناحق اپنی ارث سے محروم کئے گئے ہین اس لئے ہم جو اولاد اسحاق یا اور غیرون کو لوٹتے ہین تو اپنی وراثت کا حصہ لیتے ہین کچھہ دغا بازی اور سینہ زوری نہین کرتے ہین اسی وجہ سے وہ اپنی چوری کا نام چوری نہین کہتے

تھے بلکہ اس کو تحصیل ملکی کہتے تھے - جب کوئی عرب کسی آدمی کو لوٹتا تھا تو یہ نہین کہتا تھا کہ مین نے آج یہ لوٹا بلکہ یہ کہے گا کہ مین نے یہ نفع کمایا یہی سبب ہی کہ وہ غیرون کے لوٹنے مین دست درازی کرتے تھے - مگر اِن کے خود خیمہ اور گھر سارے کھلے پڑے رہتے تھے وہ کبھی آپس مین ایک دوسرے کی چیز نہین چُراتے تھے -

اہل عرب کو جیسے تجارت کی عادت تھی ایسے ہی چوری وغارتگری کی طرف رغبت تھی - ریگستان مین جو کاروان جاتے تھے جب تک وہ فدیہ نہ دیتے تھے بدوُن کے ہاتھ سے بچتے نہ تھے وہ اُن کو لوٹ لیتے تھے - حضرت ایوب علی نبینا وعلیہم السلام کے زمانہ سے اہل عرب کے ہمسایے ہمیشہ ان کی غارتگری کے شکار رہے - اگر بدّو دور سے دیکھتا تھا کہ مسافر اکیلا چلا آتا ہی تو وہ اسپر لپک کر جھپٹتا تھا اور اس کو دانٹ کر کہتا تھا کہ کپڑے اُتار کر رکھدے کہ تیری چچی (یعنی اُس کی زوجہ) ننگی بیٹھی ہی - اگر مسافر نے چپ چاپ کان دبا کر کپڑے اُتار کر رکھدیئے تو خیر گذری پھر اسپر شفقت ومہربانی کی نظر ہی - اور اگر مسافر نے اوس کے کہنے کو نہ سنا کہ کیا کہتا ہی بر سر مقابلہ ہوا تو پھر یہان کیا تھا سینہ مین شعلہ غضب نے آگ لگادی اور اپنی حفاظت نفس کے لئے مشروع طور پر اپنے خون کا کفارہ اس بیچارہ مسافر کی خونریزی کو سمجھنے لگا ایک چور یا دو چار ملکر چوری کرین تو وہ چورون کے نام سے بدنام ہوتے

تھے - لیکن اگر گروہون کا مجمع ملکر چوری کرے تو وہ جائز سمجھا جاتا تھا اور
اس کا نام معزز و مشروع محاربہ نام رکھا جاتا تھا - پس جن آدمیون کے
طبایع یون نوع بشر کی مخالفت پر کمر بستہ ہون ان مین وہ چند شختلک
اس سے پیدا ہو جاتی ہی کہ انتقام و قتل و غارتگری کی اجازت ان
کی اپنی قوم کی طرف سے تھی - فرنگستان کے نظم و نسق مین صلح و جنگ
کا استحقاق صرف چند معزز فرمان روایون پر محصور ہوتا ہی اور اس
استحقاق کے موافق عمل کرنے کا اختیار نفس الامر مین اور بھی کمتر فرمان
روایون پر محصور ہوتا ہی - مگر ملک عرب مین ہر عرب فرمان روا تھا جس
کی خطا کی کوئی پرسش نہ تھی وہ جس اپنے ہم وطن کو چاہے جلا کر مار
ڈالے اور اپنے تئین اس کام مین بے گناہ اور نام آور جانے - اتفاق قومی
ان مین فقط زبان اور اطوار مین ایک پریشان طور پر تھا - ہر فرقہ مین
ایک رئیس برائے نام حکومت رکھتا تھا - اس کو بہت اختیار اور
اقتدار نہین حاصل ہوتا تھا - جب معاملات ملکی مین نفاق پیدا ہو جاتا
تھا - تو آپس مین سخت عداوت ہو جاتی تھی - جو جھگڑے و فساد چک کر
مٹ بھی جاتے تھے اُن کا نظم و نثر مین پڑھا جانا متخاصمین کی اولاد کے
مابین کینہ و انتقام کی بجھی ہوئی آگ کو سلگا دیتا تھا - ہر شخص اپنے
امورات خانگی مین اور ہر ایک خاندان اپنے معاملات کے فیصلہ کرنے مین
منصف یا منتقم ہوتا تھا - ہر فرد کو اپنے ننگ و ناموس کا ایسا نازک خیال

ہوتا تھا کہ وہ اپنے ہتک کو گرانبار ایسا جانتا تھا کہ اپنے بھاری نقصان کو اسکا پاسنگ بھی نہین سمجھتا تھا - عرب کے فسادون مین یہ عزت کا خیال اپنا زہر اُگلا کرتا تھا ان کے عیش کو تلخ بنا دیتا تھا - اگر ان کی عورتون یا داڑھی کی نسبت کوئی گستاخی کا کلمہ کسی کی زبان سے فی البدیہہ بھی نکل گیا تو وہ بہت چڑ جاتے تھے - اگر ایک نے دوسرے کی نسبت تحقیر کا لفظ کہدیا یا اور کوئی حرکت بیہودہ اسکے ساتھہ کر بیٹھا تو اس کا عوض و انتقام تلوار سے ہی لیا جاتا تھا - وہ اپنے انتقام لینے مین استقلال اس صبر کے ساتھہ کرتے تھے کہ مہینون اور برسون کمین لگائے انتظار مین بیٹھے رہتے تھے کہ کب موقع ہاتھہ آئے کہ انتقام لیکر اپنے دل کو ٹھنڈا کرے - ہر زمانہ مین وحشیون مین یہ قاعدہ رہا ہے کہ قتل کے بدلے مین خونبہا و تاوان لے لیتے تھے - عرب مین یہ دستور تھا کہ مقتول کے وارث یا دیت لین یا اپنے ہاتھہ سے قاتل سے قصاص لین - اس کے سوا ایک عجیب صفائی ان کے کینہ مین یہ تھی کہ وہ قاتل کے سر لینے سے انکار کرتے تھے اور اس کے عوض مین یہ چاہتے تھے کہ قاتل جس قبیلہ کا ہو اس کے سب سے بڑے سردار کا سر اُڑائین تو ہماری ناموری ہے کہ اپنے ادنی آدمی کے عوض مین دشمن کے اعلی افسر کا سر اڑایا یا غرض وہ مجرم کے عوض مین ایک بیگناہ کا خون سر پر لیتے تھے - پس اگر قاتل کے گروہ مین اُنکا یہ نامی گرامی آدمی مارا گیا تو پھر طرفثانی انتقام کے درپے

ہوا۔ اِس طرح دو آدمیون کے لڑنے مرنے پر قبیلے کے قبیلے کٹ مرتے تھے۔ اُن کے ہان کسی شخص کا خون ہو جانا ایک ایسا قرض تھا کہ جسکی اصل اور سود ہمیشہ جمع ہی ہوا کرتا تھا اور کبھی ادا نہ ہوتا تھا۔ طرفین کے دلون مین روز بروز کینہ و پرخاش بڑھتا جاتا تھا۔ دونون کی زندگی خوف و خطر مین بسر ہوتی تھی۔ بعض اوقات نصف صدی گزر جاتی تھی کہ اس انتقام کا حساب کتاب بیباق نہ ہوتا تھا۔

التوائے جنگ کی مہلت

بعض مسائل اور قوانین عزت کے باب مین انکے ہان ایسے تھے کہ ایسے خونخوار نیتون مین بھی جو رحم و عفو سے معرا تھین اعتدال پیدا کر دیتے تھے ان مسائل کا منشا جو شایستہ تھا یہ ہوتا تھا کہ ہر خانہ جنگی مین طرفین عمر مین قوت مین تعداد مین ہتیارون مین درجہ مساوات رکھین اس لئے ہر سال مین دو یا چار مہینے ایسے مقرر کر رکھے تھے کہ اُن کے اندر قتل ممنوع تھا۔ کہ نہ آپس مین لڑنے کے لئے نہ غیرون سے جنگ کرنے کے واسطے تلوارین بھی میان سے باہر کرنی چاہئیں پس تھوڑے دنون تک جنگ و پیکار سے باز رہنا اُن کی جنگ و جدل کی عادتون اور ملک کی بدنظمیون کو خوب عیان کرتا ہی۔

زمانۂ جاہلیت کی لڑائیون کا بیان

کوئی روایت کرتا ہی کہ اس زمانہ مین سترہ سو لڑائیان ہوئین۔ کوئی بارہ سو

بتلاتا ہے۔ اِن بے باک اور بے قید عربوں کی معرکہ آرائیاں و خونریزیاں بڑی مشہور ہین ۔ ان مین سے دو ہم نقل کرتے ہین :۔ ایک حرب بسوس دوسری حرب واحس ۔ حرب بسوس بنی بکرا ور بنی تغلب کے درمیان ہوئی اس کا سبب یہ تھا کہ کلیب ایک بڑا مشہور امیر عرب تھا ۔ اُس نے حکم دے رکھا تھا کہ میرے چراگاہ مین کوئی اونٹ نہ چرنے پائے ۔ ایک شخص قوم جرم کا حساس کی پھوپھی بسوس نامی کے پاس اُترا تھا ۔ اس کے ناقہ کا نام سراب تھا وہ چرتے ہوئے کلیب کی چراگاہ مین چلی گئی کلیب نے اسپر تیر چلائے اور پھر اس کے تھن کاٹ لئے ۔ یہ اونٹنی لہولہان اپنے مالک کے پاس بڑبڑاتی ہوئی آئی بسوس نے اس کو لہو مین بھرا ہوا دیکھ اسکو پیار کرنے لگی اور کہنے لگی کہ ہائے افسوس کیا میرے مہمان کو تکلیف ہوئی ۔ حساس نے جو اپنی پھوپی کو غمگین پایا تو تمام قوم کو جمع کرکے کلیب کو جا گھیرا وہ اپنے احاطہ مین پھر رہا تھا کہ اس کے ایک نیزہ حساس نے ایسا مارا کہ وہ مرگیا پس اتنی بات پر آتش جنگ برسونتک مشتعل رہی جس کے شرارون مین ستر ہزار جانین خاکستر ہوئین ۔

وہ بکر و تغلب کی باہم لڑائی　　　صدی جسمین آدھی اُنھون نے گنوائی

قبیلونکی کردی تھی جسنے صفائی　　　تھی ایک آگ برسون عرب مین لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ　　　کرشمہ اک اُن کی جہالت کا تھا وہ

جنگ واحس کا حال یہ ہے کہ عرب کا امیر قیس تھا اس کے پاس دو گھوڑے

واحس اور غبرا نامی تھے۔ حذیفہ بن بدر کے گھوڑون کے ساتھ دوڑ ہوئی دُو دُو سو نچرون کی شرط باہی گئی۔ حذیفہ نے پہلے سے ایک آدمی ان گھوڑون کی راہ مین بٹھا دیا تھا اور اس سے کہدیا تھا کہ اگر قیس کا گھوڑا واحس آگے نکل جائے تو اس کو روک دینا۔ اس نے روکا مگر جب وہ نہ رکا تو اس نے ایک ضرب شدید اس کی تھوتھنی مین لگائی جس سے وُہ رک گیا مگر دوسرا گھوڑا غبرا نہ رُکا اور حذیفہ کے گھوڑون سے آگے نکل گیا۔ قیس بازی جیت گیا مگر حذیفہ اسے پسند کرنے لگا اور کہنے لگا کہ دوبارہ پھر گھوڑون کو دوڑاو۔ اس بات پر بنی قیس بنی بدر مین کینہ پیدا ہوا۔ چالیس برس تک خونریزی کا ہنگامہ برپا رہا۔ قبیلے کے قبیلے کٹ گئے۔ ہزار ہا تن بے سر ہو گئے۔ یہ جنگ ضرب المثل ہے۔ غرض ایسے ہی لڑائیان ہوا کرتی تھین۔

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا | کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا | کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونھین روز ہوتی تھی تکرار ان مین | یونھین چلتی رہتی تھی تلوار ان مین

اہل عرب کی معاشرت و تمدن کی خوبیان اور ان کا علم

گو اہل عرب لوٹ مار مین نہایت سخت۔ اور آپس مین انتقام لینے مین درشت تھے مگر تجارت اور علم ادب کی ملایم تاثیرون نے ان کی درشتی اور سختی مین اعتدال پیدا کر دیا تھا۔ ملک عرب ایک جزیرہ نما ہے اس کے گرد قدیم

زمانہ کی نہایت مہذب قومین آباد تھین - تاجر انسان کا خیر خواہ ہمیشہ سے چلا آتا ہو - چنانچہ ان مہذب قومون کے کاروان ہر سال وہان جاتے تھے - اور علم اور اخلاق کے بیج عرب کے شہرون مین کیا بلکہ بیابان کے خیمون مین بوئے جاتے تھے - اہلِ عرب کا نسب خواہ کچھ ہی ہو مگر ان کی ابتدائی زبان کا درخت - عبرانی - شامی - خالدیہ - کے زبانون کی گٹھلی سے پیدا ہوا ہو اگرچہ عرب کی طبیعت کی آزادی اور خودسری نے ایک ہی زبان کے قواعد کا پابند نہین رکھا - اِن کے قبیلون کی زبانون مین کچھ نہ کچھ فرق رہا - مگر ہر ایک قوم اپنے گفتار خاص کے بعد مکہ کے خالص اور فصیح زبان کو ترجیح دیتی تھی - عرب مین اور نیز یونان مین فصاحتِ زبان کا کمال بہ نسبت اطوار کی تہذیب و شایستگی کے بہت بڑھا ہوا تھا - ایک بیعلم قوم کے فقط حافظہ مین وُہ بڑی کتاب لغت کی ودیعت تھی جس کے اندر شہد کے اسّی مختلف نام - سانپ کے دو سو - شیر کے پانسو - تلوار کے ہزار نام تھے
یمن مین حمیر کا خاندان سلطنت کرتا تھا - اِن کی عمارتون مین کتابے خط سند مین کندہ ہوے ہین - مگر یہ خط ایسا متروک الاستعمال ہو گیا ہو کہ اب اس کو کوئی نہین پڑھ سکتا - مگر خط کوفی جس سے خط نسخ نکلا ہو دریاے فرات کے کنارے پر ایجاد ہوا تھا اور اس نو ایجاد خط کی تعلیم ایک شخص نے اہل مکہ کو کی تھی -
اہل عرب کو فصاحتِ کلام کی استعداد خداداد تھی - وہ صرف و نحو - عروض قوافی - بدیع - بیان - معانی کے علوم سے محض ناآشنا تھے - فصاحت ان کا

جوہر ذاتی تھا کہ اشراف خاندانون کے بچے لطیف زبان طوطی ہزار داستان کی طرح اپنے ساتھ لیکر پیدا ہوتے تھے - فکر سخن مین طبیعت ان کی ہنایت رسا اور صائب - خیالات مین وسعت - فہم مستحکم - ذہن نکتہ سنج - ان کے کلام مین وہ تاثیر تھی کہ جب وہ اپنی رجز خوانی پر آتے تو ہزارون سامعین کے دلون کو اپنے بس مین کر لیتے تھے - جدھر چاہتے تھے پھیر لیتے تھے - وہ اپنی فصاحت سے شجاعت کو جوش و خروش مین لاتے کہ منچلون کے جی چھوٹ جاتے - جب اپنے کشتون کی لاش پر نوحہ کرتے تو سننے والون کے آنسو نکل پڑتے -

شاعری کا شوق و عکاظہ

جب کوئی شاعر ہونہار اپنی قابلیت کو دکھاتا تو اس کی خود قوم اور اقوام قریبہ ستایش مین اس کی سرگرم ہوتین کہ دور دور اُس کی شہرت ہو جاتی اُس کی دعوت کا سامان کیا جاتا تھا - جس مین عورتین ڈھولک بجاتین - اور بڑی دھوم مچاتین - اور اپنے آوازون کے سُرون کو ملا کر اپنے بیٹون اور خاوندون کے سامنے یہ گاتین کہ ہماری قوم کیا خوش اقبال ہو کہ اِن مین یہ ایک نوجوان بہادر پیدا ہوا ہو جو ہمارے تمام حقوق کی حمایت کریگا وہ ہمارا نقیب ہو کہ اپنے آواز سے ہماری نیک نامی کا آوازہ بلند کریگا اور ہمارے نام کو شہرت عام اور بقاے دوام بخشیگا - عکاظہ جبل عرفات کے پیچھے مکہ کے پاس ایک مقام تھا جس مین میلا ہر سال ہوا کرتا تھا - صد ہا کوس

سے لوگ اس مین آتے تھے - اور اُن اقوام کے لوگ بھی آتے تھے جو آپس مین دشمنی رکھتے تھے - یہ میلا گویا ایک اجتماع قومی تھا - جس سے اِن وحشی قومون مین موانست پیدا ہوتی تھی اور تہذیب پھیلتی تھی - وحشی صحرائیون مین اس مل بیٹھنے سے انسانیت آتی تھی - تیس روز تک یہ میلا رہتا تھا - اِس مین فقط ہزارون کالین دین اور انگورون ہی کا مبادلہ نہین ہوتا تھا بلکہ زیادہ تر فصاحت و شاعری کا بازار گرم ہوتا تھا - تمام اسباب مین جوہر سخن کے برابر کوئی چیز اس بازار مین قیمت نہین رکھتی تھی - وافر جوہر سخن اس مین جمع ہوتے تھے - سخن کے کھوٹے کھرے کو پرکتے تھے - ایک میدان مین سب جمع ہوکر خوش اسلوبی کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے - اور پھر تناسب و تناقص ہوتا تھا - ایک شاعر کھڑا ہوتا تھا اور اپنے شعر زبر پڑھتا تھا - شاعر اپنی طبع آزمائیان کرتے تھے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے مین سعی کرتے تھے - اپنی برتری کی دلیلین پیش کرتے تھے - اس پر جھگڑا کرنے کو بھی تیار ہوتے تھے - پس جو کوئی اس میدان مین سبقت لے جاتا اُس کی تحسین و آفرین کا آوازہ بلند ہو جاتا - اس کے قصائد یا عبارتِ نثر صاحب امارت اور شاہزادے امیرزادے تبرک کی طرح لے جاتے تھے - اونٹون و بکریون کی جھلیون پر ابریشمی کپڑون پر سنہری حرفون مین کعبہ کے دیوارون پر آویزان ہوتے تھے ان کو مذہب یا معلقہ کہتے تھے - چنانچہ سبعہ معلقہ ان مین سے ابتک موجود ہین -

افسوس ہے کہ سوائے ان کے کوئی اور معلقہ باقی نہین۔ ان اشعار مین شجاعت۔ دل کی امنگین۔ خونریزی۔ شرافت نسب۔ رفاقت باوفا۔ سخاوت فرحت مقام۔ دریاون کی روانی۔ جنگلون کی ویرانی۔ پہاڑون کی دہشت۔ کی جنگلون کی سرسبزی۔ حیوانات کی خوبی۔ اونٹ گھوڑون کی تعریف۔ عشق۔ معشوق کی تعریف۔ ہجر کی اُداسی۔ وصل کی مسرت۔ اور اس قسم کے مضامین ہوا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ شاعر اخلاق کے معلم اور اپنے زمانے کے مورخ تھے۔ وہ عرب کی خوبیون اور نیکیون کا اعزاز دلون مین دلنشین کرتے تھے۔

سخاوت

سخاوت و شجاعت مین ایسا پیوند ہے کہ وہ ٹوٹ نہین سکتا۔ اس رشتہ بندی ہی پر ان کے اشعار کا مدار تھا۔ سب سے زیادہ یہی مضمون دلپسند تھا۔ سخاوت۔ مہمان نوازی۔ بہادری۔ شجاعت سے ان کا تمام کلام مرصع ہے گو بدیع و معانی و بیان سے خالی ہے۔ جب وہ کسی مبتذل قوم کی ہجو کرکے خاکہ اڑاتے تھے تو اس کو سخت طعن سے یہ بھی کہتے تھے کہ مردون کا دینا اور عورتون کو انکار کرنا نہین آتا۔ وہی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہم السلام کا خوان نوال اہل عرب کے خیمون مین نظر آتا تھا۔ وہ تند خو بدّو جو بیابان مین کسی شخص کی جان کا خواہان ہوتا اگر وہ بغیر حجت اس کی بات پر اعتماد کرکے اس کے خیمے مین آجاتا تھا تو وہ پھر اس سے معانقہ کرتا تھا۔ محبت کے ساتھ اس کی تعظیم و تکریم

کرتا تھا - مہمان بنتا تھا - وہ اپنے دولت و افلاس مین شریک حال کرتا تھا
وہ بقدر اس کی حاجت کے اپنے گھر مین رکھتا تھا - پھر اس کا شکریہ ادا کرتا تھا
دعائین دیکر رخصت کرتا تھا - کبھی اس کے ساتھ کوئی عطیہ بھی کر دیتا تھا
سخاوت ان مین ایسی تھی کہ محتاج بھائیون اور دوستون کے ساتھ دوست
و دل کشادہ رکھتے تھے -

شجاعت کا حال یہ تھا کہ اس کے ساتھ کوئی شرط و حزم و احتیاط و تجربہ کی
نہین لگاتے تھے کہ جس سے اس کا احاطہ تنگ ہو جاسے - ان کے بہادرانہ
کام مدح و ستایش عام کے قابل جب شمار ہوتے تھے کہ وہ اس تنگ احاطے
باہر ہوتے تھے - اہل عرب کی ساری خوبیون کا حال اگر کوئی دیکھنا چاہے
تو وہ حاتم طائی کے خصائل مین دیکھ لے - اس سخی کا نام ایسا ہے کہ اسکو
جاہل سے لیکر عالم تک ہندوستان کے سب جانتے ہین - وہ قبیلہ
بنی طے کا سردار تھا - وہ اہل عرب کی تمام نیکیون کا آئینہ تھا - جوانمرد
بہادر - فیاض دریا دل - شاعر فصیح بیان - جنگ و پیکار مین کامگار و
کامران - مہمان نواز ایسا کہ چالیس اونٹ جسکے ہان دعوت مین قربان ہوتے
تھے - ایک دفعہ اس نے اپنے جانی دشمن کی منت سماجت کرنے پر تمام مال
و متاع و قیدی و غلام اس کے واپس کر دیئے - ۸ھ مین اسنے وفات پائی
عرب کی آزادی کا اقتضا، قوانین عدالت کی پابندی سے ان کو نفرت دلاتا
تھا - ان مین جو جبلی عادت - سخاوت - شجاعت - رحم - تھا اس سے وہ

مستفید ہوتے تھے۔ اسی کو وہ اپنا فخر اور جوہر ذاتی سمجھتے تھے۔ قوانین و آئین کی پابندی سے جو خوبیاں پیدا ہوتی ہین وہ ان کے نزدیک ذلیل و حقیر تھین۔

خلاصہ اوپر کے بیان کا

بدوؤن کے دل سخی اور قلب جری۔ ان کے لغت فصیح۔ زبان بلیغ۔ نسب صحیح۔ حسب شریف۔ ان کی زبان سے کلام ایسا روان نکلتا تھا جیسے تیر کمان سے۔ وہ دلون پر اثر کرتا تھا۔ نسیم بہار اور آب شیرین سے زیادہ لطف دیتا تھا۔ وہ بھوکون کو مصیبت مین کھانا کھلاتے تھے۔ میدان جنگ مین زبردستون سے لڑنے مرنے کو تیار ہوتے تھے۔ یہ ان کو کب گوارا تھا کہ کوئی غیر ان کا دل دُکھائے۔ اور اپنا تابع بنائے۔ اور ان کی عزت کا خواہان ہو۔ وہ اپنے ہمسائے کے ایسے حامی ہوتے تھے کہ اس کو تکلیف نہین پہونچنے دیتے تھے گھر کی عورتون پر کسیکی نظر بد نہین پڑنے دیتے تھے۔ امیرون شریفون کو ذلیل نہین ہونے دیتے تھے۔

عرب کی قدیمی بُت پرستی

اہل عرب جو اجرام فلکی یعنی چاند۔ سورج۔ ستارون کی پرستش کرتے تھے وہ صابئین کہلاتے تھے۔ عبرانی زبان مین صائب کے معنی ستارے کے ہین۔ یہ اجرام فلکی کی پرستش انسان کے توہمی مذہب کا اختراع اول ہے۔ یہ مذہب اور مذاہب باطلہ مین زیادہ خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ ان اجرام فلکی کا نور جو ہماری زمین اور آسمان پر چمکتا ہے وہ ذات الٰہی کے نور کی تصویر آنکھون کے سامنے

رکھ دیتا ہے - اِن کی تعداد اور ابعاد حکیم و جاہل دونوں کی نظر میں ایک
وسعت غیر متناہی کا تصور باندھ دیتی ہیں - اِن نورانی جسم کروں میں کبھی
زوال و تنزل کے آثار نمایاں نہیں ہوتے - اس لئے ان کا ازلی و ابدی
ہونا ان کی ذات ہی سے خود عیاں ہوتا ہے - اُن کی حرکتیں ایسے انضباط
و قواعد کے ساتھ ہوتی ہیں کہ اُن میں حرکت آزادی اور عقل انسانی و حیوانی
کے موجود ہونے کا خیال دل میں پیدا ہوتا ہے - "تاثیر کواکب خواہ وہ خیالی
ہوں یا اصلی ہوں اعتقاد باطن کی تقویت اس امر میں کرتی ہیں کہ وہ زمین
کے باشندوں کی خبرگیری اور ان کے کاموں کا انتظام و انصرام کرتی
ہیں - علم ہیأت کی بنا بابل میں پڑی - مگر اہل عرب کی استادی اس
علم میں ان کے صفائی مطلع آسمانی اور ریگستانوں کی کف دستی نے کی -
اِن کے راتوں کے سفروں میں یہ ستارے ہی رہنمائی کرتے تھے -
بدوؤں کو اِن کے نام اور ترتیب اور منازل اِن کے معلوم تھے - اور ان کا
تفحص و تجسس ان کی عادت میں داخل تھا - انھوں نے اپنے تجربہ و مشاہدہ
سے دورِ قمر کو اٹھائیس منازل میں تقسیم کیا تھا - اور اِن ستاروں کے اقترانوں
کو نہایت سعد سمجھتے تھے کہ جس میں بارش ہوتی تھی اور ان کی خشک لب زمین
کی پیاس بجھتی تھی - یہ تاثیرات اجرام فلکی تو جسمانی تھیں وہ صرف مادیات میں
محسوس ہوتی تھیں اسمیں ایک روحانی مسائل کی بھی ضرورت تھی سو وہ تناسخ
ارواح اور حشرات اجسام کے قائل تھے - مردہ کی قبر پر ایک اونٹ

مرنے کے لئے پابند رہتے تھے کہ وہ دوسرے جنم مین اس کی خدمت کرے۔ مردون کی روحون کی حاضرات لی جاتی تھی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بقاے روح کے مرنے کے بعد قائل تھے۔ اور یہ سمجھے تھے کہ اس کو علم ہوتا ہی اور وہ قدرت رکھتی ہی۔

بالتفصیل یہ بتلانا نہایت مشکل کام ہی کہ انکے دیوتا کون کونسے تھے اور کن کن مقامون سے مختص تھے۔ کون کونسے کواکب کی وہ پرستش کرتے تھے۔ عناصر کی عبادت کیونکر کرتے تھے۔ ان کی تذکیر و تانیث کو کیونکر مانتے تھے یعنی کیونکر دیوتا اور دیبی مقرر کرتے تھے۔ ان کے کیا خطاب و القاب تھے۔ کیا کیا ان کے صفات بیان کئے جاتے تھے۔

ان مین سے چند مشہور باتین لکھتے ہین کہ اہل عرب مین ہر فرقہ و قبیلہ اور خود مختار جنگ باز اپنے رسوم عبادت اور من مانے معبود کو جب چاہتا بدل ڈالتا تھا۔ مگر ہان کل قوم کا اس مین اتفاق تھا کہ مکہ کو تیرتھ کی جگہہ مانین اس کو کبھی نہین بدلا۔ اس کے بتون کے آگے ہمیشہ سر جھکایا۔ اور وہان کی زبان کی عظمت کا اعتقاد رکھا۔ ہر فرقہ کا بت اپنے اپنے مقام پر قائم تھا۔ ھبل سب سے بڑا بت تھا وہ کعبہ مین اور آساف و نائلہ صفا و مروہ مین۔ لات قبیلۂ ثقیف کا طائف مین۔ قریش کا بت عزّے تھا۔ اوس اور خزرج کا منات۔ فرشتون اور جنات کے بھی معتقد تھے۔

صنم خانہ کعبہ

کعبہ کی قدامت مین کسیکو کلام نہین - اسکا ذکر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم السلام کے زمانہ سے بیشتر کی تاریخون مین موجود ہے - ایک بڑا قدیمی یونانی مورخ بحر احمر کے ساحل کے ذکر مین لکھتا ہے کہ ثمود و صابئین کے درمیان ایک مشہور معبد ہے جس کو سب اہل عرب مقدس سمجھتے ہین - اول ہی اول حمیر کے ایک دیندار بادشاہ نے جو سات برس پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا یمانی یا ریشم کا پردہ کعبہ پر چڑہایا تھا - جس کی نقل ابتک سلطان روم کرتا ہے - کہ خانہ کعبہ کے پردہ کو ہر سال بدلتا رہتا ہے - وحشیون کی پرستش کے واسطے تو ایک خیمہ یا غار کو دکافی تھا - مگر کعبہ ان کے واسطے پتہر اور چکنی مٹی کی عمارت بن گئی تھی - اس عمارت کی اصلی سادگی ابتک موجود ہے - اس مین مشرقی بادشاہون نے اپنے اقتدار اور ہنرمندی کو زیادہ نہین خرچ کیا - کعبہ کے چارون کونون پر ایک ایوان تھا - اس مین خانہ کعبہ مربع ۲۴ ہاتھ لمبا - اور ۲۳ ہاتھ چوڑا اور ۲۷ ہاتھ بلند تھا - ایک دروازہ اور ایک کھڑکی روشنی کے واسطے تھی - دوہری چھت تین ستونون پر قایم تھی - اس مین ایک پرنالہ مینھہ کے پانی کے نکالنے کے لئے تھا - چاہ زمزم پر ایک برج بنا ہوا تھا کہ اس مین کوئی ناپاک چیز اوپر سے نہ آن پڑے - قریش کا قبیلہ قدیم سے مکہ مین رہتا تھا - اور معزز شمار ہوتا تھا - اس کے لوگ مکہ کی آبادی اور سب کے بہبودی مین کوشش کرتے تھے - تجارت کا انتظام کرتے تھے -

بنی ہاشم کا خاندان بڑا نامی اور بزرگ تھا وہ کعبہ کا متولی تھا۔ ہر سال کے آخر
مہینہ میں وہاں لوگ حج (حج کے معنی قصد کے ہیں اور سال کے بھی ہیں اسواسطے
خواہ اس خیال سے کہ وہاں آنے سے قصد عبادت کا ہوتا تھا یا سال بسال
وہاں مجمع ہوتا تھا اس سفر کا نام حج ہو گیا تھا) کو آتے تھے۔ مناسک و مراسم
حج جو اس عہد جاہلیت میں تھے وہ اسلام کے زمانہ تک بھی قائم رہے۔ ہر ایک قبیلہ
نے اپنا اپنا بت جدا خانہ کعبہ میں رکھا تھا اس لئے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ
بت تھے جن میں بعض آدمیوں کے بعض ہاتھی کے بعض شیر کے اور بعض ہرن وغیرہ کی شکل کے تھے مگر
ان سب میں ہبل ممتاز تھا سرخ پتھر کا وہ بنا ہوا تھا وہ اہل شام کی صنعت کی
یادگار تھی۔ وحشیانہ زمانہ میں اہل عرب ایک کھڑا پتھر عبادت کے واسطے رکھ
لیتے تھے۔ یا کسی چٹان میں بتوں اور قربان گاہ کو بنا لیتے تھے۔

قربانیاں اور رسوم عبادات

دنیا میں جاپان سے لیکر پیرو تک قربانیوں کا عام رواج ہے۔ قربانی کرنیوالے
اپنے دیوتاؤں کی پرستش اور بندگی اس میں سمجھتے ہیں کہ جو چیز ہم کو
سب سے زیادہ عزیز ہو اس کو ذبح کر کے قربان کر ڈالیں۔ سب سے زیادہ
عزیز انسان کو اپنی جان ہے وہ بھی ان پر قربان کرنی بڑی عبادت سمجھی جاتی
ہے۔ بعض بت خانے ایسے ہیں کہ ان پر انسانوں کی قربانیاں ہوتی ہیں۔
یہ رسم عرب میں بھی بہت مدت تک جاری رہی کہ ایک لڑکے کی قربانی کعبہ
میں بتوں پر چڑھاتے تھے۔ اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے ہاتھ پکڑ کر بتخانہ

مین لیجاتا - عجب مذہبی جوشش اور دیوانگی کی مثال ہے - یہ کام وہی کرتے تھے جو بڑے بہادر اور جری و مقدس و متبرک ہوتے تھے - چنانچہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا نے بھی یہ نیت مانی تھی کہ مین اپنے بیٹے کو قربان کرونگا - مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد پیدا ہوے تو اُنھون نے اس قربانی کے عوض کفارہ مین اونٹ دئے زمانۂ جاہلیت مین اہل عرب کو بھی مثل یہود سور کے گوشت کھانے سے پرہیز تھا - اولاد کا ختنہ وہ بھی کراتے تھے -

صابئین ملکِ عرب مین

عرب آزاد ملک تھا - ہمسایہ کے سلطنتون مین فتوحات اور ظلم کے سبب سے بلچل پڑی - ستم رسیدہ اور جفا دیدہ لوگ یہان چلے آے جہان جانتے تھے کہ جو ہم چاہین گے اپنے خیالات رکھین گے اور جو اپنا پیشہ ہے وہ کرین گے صابئین - یہودیون - عیسائیون - مجوسیون کا مذہب بالکل خلیج فارس سے بحر احمر تک خارج ہوچکا تھا - بہت قدیم زمانہ مین صابئین کا مذہب خالدیا والون کے نجومیون کے علم سے اور اعصر یا والون کے تلوار سے ایشیا مین پھیلا تھا - دو ہزار برس کے عرصہ مین اپنے مشاہدات اور تجربون سے بابل کے نجومیون اور پیر مرشدون نے انتظام و تدبیرات الٰہی اور فطرت کے قوانین ابدیہ دریافت کئے وہ سات دیوتاؤن فرشتون کی عبادت کرتے تھے - ان دیوتاؤن کو کہتے تھے کہ وہ سبعہ سیارون کو اپنے مدار مین چلاتے ہین اور وہ اپنا اثر زمین پر ایسا کرتے ہین کہ جس کا مقابلہ کسی سے نہین ہوسکتا - سبعہ سیارہ کی صفات

کو اور بارہ برجون اور چوبیس اشکال شمالی وجنوبی کو تصاویر سے تغیر کرکے
اون کا نام طلسمات اور ہیاکل رکھا - صابئین دن مین تین دفعہ نماز پڑہتے
تھے - حیرہ مین ایک ہیکل قمر تھی وہان حج کو جاتے تھے - ان کا مذہب ایسا
لچکدار تھا کہ کچھ آپ سیکھتا تھا اور کچھ اورون کو سکھاتا تھا - آفرینش عالم -
طوفان نوحؑ کے ماننے مین وہ اپنے قیدی یہودیون کا سا مذہب رکھتے تھے -
حضرت آدمؑ اور حضرت شیثؑ اور حضرت یونسؑ علی نبینا وعلیہم السلام کے صحف کو
مانتے تھے - جنکو وہ مخفی رکھتے تھے - بصرہ کے عیسائیون کے عقاید کی بھی چاشنی
اپنے دہریہ پن مین ملا لی تھی - بابل کی قربانگاہین مجوسیون نے تہ وبالا کردی
تھین - صابئین کو جو نقصان ان کے ہاتھ سے پہونچے تھے اس کا عوض
سکندر اعظم نے خوب لیا تھا - ایران پانچ سو برس تک غیر قومون کی حکومت کے
جوئے کو اٹھاتا رہا اور واویلا کرتا رہا - خالص زردشت کے مذہب والے
بت پرستی کی وبا سے بچ کر آزادانہ زیست بسر کرنے کے لئے عرب مین چلے
گئے تھے -

یہودی ملک عرب مین

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وفات سے سات سو برس پہلے یہودیون نے عرب مین سکونت
اختیار کی تھی - طیطوس اور ہیدرین کے لڑائیون کے سبب سے ارض مقدس
سے بہت سے یہودی ملک عرب مین جا بسے تھے - یہ جلاے وطن جفاکش
آزادی اور قدرت کو چاہتے تھے - انھون نے اپنے معابد وشہر وقلعے جنگلون

مین بنا لیے تھے۔ اور غیر قومین جو یہودی ہو گئی تھین وہ بنی اسرائیل کے ساتھ
خلط ملط ہو گئین۔ ان مین ظاہری نشانی ختنہ کی ایک ہی تھی۔

عیسائی ملک عرب مین

عیسائی مشنری اپنے کام مین مستعد اور نہایت کامیاب تھی۔ کیتھولک مذہب
کی حکمرانی تھی۔ جس عیسائی گروہون کو انھون نے دبایا تھا وہ رومیون کی سلطنت
کی حد سے پرے نکل گئے تھے۔ ان کی انجیل اور عقائد رومن کیتھولک کے
سے نہ تھے۔ انھون نے یمن مین اپنے کلب قائم کئے اور آزاد ہو گئے۔ غرض
یون عرب جو اپنے مذہب مین آزاد تھا اس کے ساتھ یہ یہودی۔ عیسائی
مجوسی۔ اور صابئین مخلوط ہو گئے۔ یہ جو اجنبی قومین یہان آکر آباد ہوئین ان
سب کے فاضلون کا اس مسئلہ پر اتفاق تھا کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ زمین اور
آسمان سب اس کے محکوم ہین۔ اس نے انسانون مین اپنا الہام بذریعہ
فرشتون اور پیغمبرون کے بھیجا ہے۔ اور اس نے اپنے فضل و کرم اور عدل
سے معجزات سے خرق عادات فطرت کیا ہے۔ عرب کے مهذب خاص لوگ
خدا کو ایک مانتے تھے۔ مگر اس کی عبادت مین بڑی غفلت کرتے تھے۔
بتون کی عبادت کی عادت ان کو تھی گو اسکا اعتقاد نہ بھی ہو۔ اہل کتاب
یہود و نصاریٰ کی عہدِ عتیق و عہدِ جدید عربی زبان مین ترجمہ ہو گئے تھے۔
انجیل طفولیت جو آج کل عیسائیون کے مذہب سے خارج سمجھی جاتی ہے اسکا
رواج تھا۔ یہودیون کو اہل عرب اپنی قوم کا اب (باپ) سمجھتے تھے۔

وہ حضرت اسمٰعیلؑ کی ولادت اور اِن کے وعدوں کی تعریف کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے مذہب کا ادب و تعظیم کرتے تھے۔ اپنے تئیں اور یہودیوں کو ایک باپ کی اولاد جانتے تھے۔ راہب اور کاہنوں سے اعتقاد رکھتے تھے۔ غرض جب یہ حالت ملک عرب کی تھی تو

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت | بڑھا جانبِ بو قبیس ابرِ رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت | چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوے آمنہ سے ہویدا | دعاے خلیلؑ و نویدِ مسیحاؑ

(محمد ذکا اللہ)

ممتاز انگلو انڈین

نمبر ۲

ہنری وڈرو

"پولیٹیکل اصلاح بیرونی - اور اخلاق رفارم ایک
حقیقی اور اندرونی چیز ہے - پھر پولیٹیکل پائداری اور قوت
کے لئے پارٹی اسپرٹ ایک ضروری صفت ہے -" *

۳۱ جولائی سنہ ۱۸۲۳ء مین مسٹر ہنری وڈرو بمقام نارویچ پیدا ہوئے تھے - ابتدائی سالہائے تعلیم مہین کے ایک پرائیویٹ اسکول مین گزرے جہان سے وہ "رگبی" کی مشہور و معزز تعلیم گاہ مین بھیجے گئے تھے "رگبی" مین انکے ہم مدرسہ مندرجہ ذیل لوگ تھے - جو پبلک لائف مین کامیاب ہوئے اور جن سے مسٹر ہنری وڈرو دوستانہ تعلق رکھتے تھے جو مدت العمر قائم رہا:-

ارل اف ڈربی (بابت سنہ ۷۶ء)
لارڈ اسٹینلی
ڈاکٹر والپی فریچ (بشپ آف لاہور)
مسٹر ہتوڈ وردولنڈ
مسٹر ٹامس ہٹ
مسٹر سٹن کر

---

* "فلاسفی اف ایجوکیشن" (مصنفہ ڈاکٹر سمن) کا صفحہ ۱۳۵ ملاحظہ ہو -

مسٹر ڈبلیو جے ایو ٹسن ایم پی

"رگبی" سے وہ سینٹ جانس کالج کیمبرج گئے۔ جہاں کہ اونھون نے اسکالرشپ حاصل کیا۔ اور ۱۸۴۳ء مین بحیثیت چہارم انگلر گریجویٹ ہوئے۔ ساتھ ہی یہ عزت بھی حاصل ہوئی کہ اپنے کالج کے فیلو مقرر کئے گئے۔ بعد اختتام سلسلۂ تعلیم یونیورسٹی مین چند روز قیام کیا۔ اور اس عرصہ مین طلبا کو ریاضی مین سبق دیتے رہے۔

۱۸۴۹ء کی جنوری مین وہ لامارٹنیر کلکتہ کالج کے پرنسپل مقرر ہوکر ہندوستان مین داخل ہوئے۔ لامارٹنیر مین چھ سال تک کام کیا۔ اور بعد کو گورنمنٹ ہند کی ملازمت مین داخل ہوکر "وہ کونسل آف ایجوکیشن کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔

اوس زمانہ مین سرکاری سررشتۂ تعلیم کا انتظام بذریعۂ ایک کونسل آف ایجوکیشن کے ہوا کرتا تھا۔ اِس کونسل کے خدمات تمام ملازمان سول بعد اختتام فرائض منصبی بجا لاتے تھے۔ اس لئے سیکرٹری "کونسل آف ایجوکیشن" ایک ایسا عہدہ تھا جس کی ذمہ داریان بڑی تھین گورنمنٹ بنگال سے صرف ۴۴ انگریزی اور ۱۰۱ ورنکلر اسکولون کا تعلق تھا جس مین سے آخر الذکر لارڈ ہارڈنگ نے (جبکہ وہ گورنر جنرل تھے) اپنے نام سے قایم کئے۔ اور "ہارڈنگ اسکول" سے نامزد ہوئے تھے۔ اِن ورنکلر اسکولون کی سربراہی کا ذمہ دار ہر ضلع کا مجسٹریٹ ہوا کرتا تھا۔ جن بیچارے کو اپنی خدمات منصبی ہی سے فرصت نہ تھی۔

مجسٹریٹوں کی راے تھی کہ تعلیم سے لوگوں کے خیالات مین ہیجان پیدا ہوگا وہ اپنے آبائی پیشوں کو ترک کر ڈالین گے جس سے ایک مصیبت پیدا ہوگی۔ مگر باینہمہ راے و خیال سکرٹری کونسل ان مجسٹریٹوں کی محنت تقسیم کر دیا کرتا تھا۔

"کونسل آف ایجوکیشن" کی رپورٹ بابت ۱۸۵۴ء مین مندرجہ ذیل فقرہ تھی جس پر سکرٹری آف اسٹیٹ سر چارلس وڈ بہت پریشان ہوے اور سرکاری سررشتۂ تعلیم کا ایک صیغہ جداگانہ قائم کیا درج تھا:۔

"ورنیکلر اسکولوں کی تعداد بتدریج کم ہوتی جاتی ہے اور عنقریب بالکل گھٹ جائیگی۔ چنانچہ ۱۰۱ مین سے صرف ۲۶ ہارڈنگ اسکول باقی رہگئے ہین"

چنانچہ "بنگال ایجوکیشنل سروس" ایک صیغہ مقرر ہوا۔ اور ہندوستان مین یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ عہدہ ہاے "ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن" اور "انسپکٹر آف اسکول" جاری ہوے۔ ایک سرہرآوردہ ممبر بنگال سول سروس ڈائرکٹر اور مسٹر وڈرو انسپکٹر معین کیے گئے۔

مسٹر وڈرو کے تحت مین ۱۶ مدرسوں کا معائنہ تھا۔ یہ امر تعجب خیز ہے کہ اسکولوں کی یہ تعداد ۱۸۶۱ء مین ۸ سو کے قریب۔ اور مسٹر ہمفری وڈرو ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن مقرر ہوے۔ تو ۵ ہزار سے زائد تک ترقی کر گئی تھی۔

مسٹر وڈرو نے علاوہ سرکاری خدمتون کے ہندوستانیون کا خوش رکھنے اور ان مین تعلیمی شوق پیدا کرنے مین نمایان کوششین کین۔ وہ ہمیشہ کیمیا۔ برقی قوت۔ اور طبعیات پر عملی لکچر دیا کرتے تھے اونکی اس کوشش سے ہندوستانیون مین سائنس کی طرف میلان پیدا ہو گیا۔ اور آنریبل ڈاکٹر مہندرلال سرکار سی۔ آئی۔ ای (کلکتہ) کی "انڈین ایسوسی ایشن فاروی کلٹیویشن آف سائنس" اونھین ایک کوششون کا نتیجہ سمجھنا چاہیے بہرحال ہندوستانی ایسے ناشکرے نہ تھے کہ ہمیشہ سپاس ناموں کے ذریعہ سے اپنے جوش احسانمندی کو ظاہر نہ کرتے۔ جن لوگون نے ہزرایل ہائی نس پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کلکتہ کی روشنی معائنہ کی تھی بیان کرتے ہین کہ برقی روشنی کے ایک ستارہ مین مسٹر ہنری وڈرو کے نام کو خاص رونق دے رہی تھی

اونھین کی تجویز سے ۱۸۶۸ء مین سرکل اسکولون کی رسم جاری ہوئی۔ جسکا یہ طریقہ تھا کہ ہفتہ وار سبق دینے کی غرض سے ایک ہوشیار ماسٹر دیہاتی مدارس مین دورہ کرتا تھا۔ گو بعد کو یہ رسم موقوف ہو گئی لیکن اس سے ابتدائی سلسلۂ تعلیم مین کامیابی ضرور ہوئی تھی۔

سب سے بڑی کوشش جو اہم تھی وہ اونھون نے تمام کی یعنی لوگون کے خیالات کو سرکاری تعلیم کی جانب رجوع کیا* اونھون نے پیمایش کو بھی سررشتۂ تعلیم مین شامل کیا اور بذات خاص اوسکی کامیابی کی بہت کچھ

---

* افسوس ہر گز شریف مسلمان اس کامیابی سے مستثنیٰ رہے۔

کوشش کی تھی۔

علاوہ معاملاتِ تعلیم کے دیگر مسائل میں بھی اون کے مشورے قابل قدر شمار ہوتے تھے۔

لارڈ اسٹینلی نے جبکہ وہ سکرٹری آف اسٹیٹ تھے مشہور مراسلہ تعلیم بابت سنہ ۱۸۵۹ء میں اکثر ضروری امور میں اپنے سابق ہم مدرسہ دوست سے اتفاق کیا تھا۔

سنہ ۱۸۷۲ء میں بنگال ایجوکیشنل سسٹم اس حد تک ترقی کر گئے تھے کہ سر جارج کیمبل لفٹننٹ گورنر نے صیغۂ بنگال ایجوکیشنل سروس موقوف کر دیا۔ ۳۰ ستمبر کو ایک گورنمنٹ رزولیوشن شائع ہوا جسکی رو سے سرکاری تعلیم کا انتظام ایک انسپکٹر اسکول اور ہر ایک مجسٹریٹ ضلع کے سپرد کیا گیا

سنہ ۱۸۷۳ء میں مسٹر ووڈرو بصلاح ڈاکٹر ڈیڑھ سال کی رخصت لیکر ولایت تشریف لے گئے۔ جہان کہ صحت و تندرستی پر جو خاص اس رخصت کا مقصد تھا اونھون نے بہت کم توجہ کی۔ وہ ہندوستان کی تعلیمی حالت میں زیادہ ترقی و وسعت کی صورتین سوچتے رہے اینا بیشتر وقت یورپ کے کالجوں کو دیکھنے میں صرف کیا۔ اور اسی غرض سے جرمنی اور یورپ کے اسکولوں میں تمام رخصت گزار دی۔ زمانہ قیام انگلستان میں وہ سول سروس کے امتحان مقابلہ کے ممتحن بھی مقرر ہوئے تھے۔

بنگال کی جسمانی حالت پر نظر کر کے اون کی یہ رائے ہوئی تھی کہ ورزش جسمانی کا امتحان بھی ہوا کرے۔ چنانچہ اسی مضمون پر ایک مختصر

رسالہ لکھکر اونھون نے "کونسل آف ایجوکیشن" کے وائس پریسیڈنٹ وائیکونٹ سینڈن - اور پھر بعد کو رائٹ آنریبل لارڈ ویوفی اور رائٹ آنریبل لارڈ فاربو کی خدمت مین پیش کیا - تمام صاحبون نے اون خیالات سے اتفاق کیا جو مسئلہ مذکور پر ظاہر ہوسے تھے٭٭ - محمود مسٹر وڈ رو نے بھی زمانہ غدر مین والنیٹر کے خدمات سرانجام دی تھین اور ایک دفعہ بھی خطا ہوا تھا لیکن اخیر کا اس وجہ سے کہ اہم امور زندگی مین مصروف ہوگئے کار سے نام کٹ گیا - مگر اون کو اس پر فخر تھا -

سنہ ۱۸۶۹ء مین وہ کمشال کے "اسے ماسٹر" بھی مقرر ہوسے تھے اور اُسی زمانہ مین اقلیدس کی خوانندگی بھی تیار کی تھی - جب وہ ولایت سے واپس آگئے تو فزیکل سائنس کی وسعت و ترقی کے متعلق یونیورسٹی سے خط و کتابت شروع کی اور یہ صلاح بھی دی کہ اقلیدس کی تعلیم سررشتہ مین داخل ہو لی جاسے چنانچہ وہ ایک یونیورسٹی کمیٹی کے صدر انجمن مقرر ہوسے جس مین اون کی خواہشون اور رایون کے مطابق فیصلہ ہو گیا -

سنہ ۱۸۶۰ء مین اونھون نے باجازت وائرکٹر سررشتہ تعلیم بنگالہ لارڈ میکالی کے منٹ یادداشتین اور مراسلے تلاش کرکے دوبارہ طبع کئے جسپر فیاض طبع ویسرلسے لارڈ کیننگ نے تہ دل سے شکریہ ادا کیا - جس طرحسے کہ میکالے کی تعلیمی رائین اونکو دستیاب ہوئین مسٹر ہنری وڈرو

٭٭ مگر افسوس ہر کہ علی اثر ندیا گیا ورنہ جسمانی حالت مین ضرور ترقی آتا -

خود بیان کرتے ہیں:

"یہ ایک قدرتی بات ہے کہ نامور مصنفین کی گم شدہ تصنیف
جب کہیں مل جاتی ہے تو لوگ دریافت کرتے ہیں کہ وہ
کہاں اور کس طرح ملی۔ میں نے محکمہ سررشتۂ تعلیم بنگالہ کے
آفس واقع کلکتہ میں سیکڑوں مراسلے یادداشتیں
رپورٹ اور منٹ وغیرہ جو گزشتہ پچاس برس میں
تحریر ہوئے تھے مجلد رکھے ہوئے ہیں۔ یادداشت مجلس
پبلک انسٹرکشن (جس نے مابین ۱۸۲۳ اور ۱۸۴۲ نشست کی
تھی) کسی دوسری جگہ رکھ دی گئی جو نہیں ملتی تھی۔
اپریل ۱۸۵۴ء میں جب میں کونسل آف ایجوکیشن کا سکریٹری
مقرر ہوا تھا اوس وقت مجھ کو ان تمام کاغذات سے سابقہ
پڑا۔ جنوری ۱۸۵۵ء میں سر چارلس وڈ کے تعلیمی مراسلہ
نے کونسل آف ایجوکیشن کو موقوف کر دیا تھا اور سربرآوردہ
ممبر بنگال سول سروس مسٹر گارڈن ینگ ڈائرکٹر آف
پبلک انسٹرکشن مقرر ہوئے تھے۔ اونھیں کی مہربانی آمیز
اجازت کا نہایت ممنون ہوں کہ ان قابلِ قدر منٹ کی
تلاش کا موقع ملا۔ اور نہایت کہنہ کاغذات دفتر میں سے
میری جستجو کامیاب ہوئی۔"

ہنری وڈرو مین مندرجۂ ذیل خاص خصائل تھے جن سے وہ اپنی آفیشیل و پبلک لائف مین کامیاب ہوا۔

۱۔ صداقت ۲۔ ہمدردی

۳۔ محنت ۴۔ اور جوابدہی کا خیال

آفیشیل و پبلک لایف مین کامیابی سے ہماری کیا مراد ہی؟ جب ہم یہ بیان کرتے ہین کہ ہنری وڈرو پرنسپل کے درجے سے ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ہوگیا تو ہماری مراد یہ ہوتی ہی کہ اُسکے کامون کی سرکاری حیثیت تسلیم ہوئی اور وہ اوس مین کامیاب ہوا۔ اور جس وقت ہم یہ کہتے ہین کہ بنگال مین تعلیمی اورگنیزیشن قائم ہوا۔ یونیورسٹی کی بنیاد پڑی۔ لوگ سرکاری تعلیم کی قدر کرنے لگے۔ سائنس کی جانب التفات و رجحان پیدا ہوا۔ اخبارون نے روز افزون ترقی شروع کی۔ پولٹیکل۔ مذہبی۔ اور سوشیل اسپیکر پیدا ہوے۔ ۱۶ سے لیکر ۵ ہزار تک صرف ایک ہی حلقہ مین اسکولونکی تعداد ہوگئی۔ اوس وقت مقصد یہ ہوتا ہی کہ وہ اپنی پبلک کوششون مین نمایان کامیابی کی وجہ سے قابلِ مبارکباد ثابت ہوا۔

تمام سوانح عمری پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہی کہ وہ سابق الذکر ہر ایک صفت سے کسی زمانہ مین خالی نہین رہا۔ اوسکی ہمدردی و محنت سے وہ خوشگوار نتایج پیدا ہوے جو بہت جلد محسوس ہوسکتے ہین۔

عمیق نظر معلوم کراتی ہی کہ یورپین اقوام کی اس مبادی کیصحیح ترقی کا باعث

آخر الذکر خصلت ہی ہوئی ہے۔ اور اسی کی کمیٔ سے سلطنتیں اور اقوام خوار ہو رہی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ہنری وڈر خود ہی قابل شخص تھا اور دنیا کی "واہ واہ اور سبحان اللہ" پر اوس کی نگاہ کم جاتی تھی۔ لیکن اگر وہ ایک لٹریری اور نا پروا شخص نہ بھی ہوتا اور صرف اونھیں صفات سے متصف رہتا جن کو ہم بیان کرآئے ہیں تو کیا وہ کامیاب نہیں ہوسکتا تھا؟۔ اور کیا ہم ایک دوسرے ہنری وڈر کی خواہش نہیں کرسکتے تھے؟ —

سب سے بڑا اہم کام جو اوس نے اپنی زندگی ہی میں تمام کردیا۔ اور سب سے زیادہ ضروری احسان جو اس نے ایک غیر قوم اور غیر ملک کے ساتھ محفوظ رکھا سلسلۂ تعلیم کا مکمل کرنا تھا۔

"کلکتہ ریویو کے جولائی نمبر بابت ۱۸۷۶ء میں ایک عالم لکھنے والے نے ہنری وڈر کو "تعلیم بنگالہ کا نسٹور" ٹھیک خطاب دیا اور اوس کی خبر انتقال شائع کرنے میں تمام ہندوستانی اور انگریزی پریس نے مساوی جوش احسانمندی ظاہر کیا۔ ایک نصف قامت صورت تیسیس کالج کیمبرج میں رکھی ہوئی ہے۔ اور ایک خوبصورت اسٹیچو کلکتہ یونیورسٹی کے ہال میں "خردمند و ہوشیار نظر کو صداقت۔ ہمدردی، محنت

اور یہی وجہ ہے کہ اوس کے نام پر سرکاری خطابوں کا بار احسان نہیں ہے —

جلد سوم　　　　حسن　　　　نمبر ۱

اور جو ابدیت کا خیال ملحوظ رکھ کر کام کرنے والے انسان کی زندہ تصویر کی جانب رجوع کر رہا ہے۔

محمد صغیر حسین

بقیہ سفرنامہ نیلگری

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

۵ شوال ۱۳۲۰ھ چہارشنبہ

آج صبح کو ۶ بجے بیدار ہوا خفیف ترشح ہے اور سردی بھی ہے۔ بنڈیوں پر اسباب لادا جاتا ہے۔ حیدرآباد جانے والا اسباب علحدہ کیا جاتا ہے۔ اونٹ پہ سامان میر صفدر علی و بندہ علی و رستم علی و چابک سوار وغیرہ کے ہمراہ بلدہ جائیگا۔ الغرض ۱۲ بجے ۷ ٹانگے آئے اور ہم لوگ بقصد روانگی بنگلور ایک بجے سوار ہوے اور دو بجے کو نور داخل ہوے۔ پاؤ گھنٹہ یہاں قیام رہا بعد چاے نوشی کے ۲ بجے وہاں سے چلے ۵ بجے مٹی پالم کو پھونچے۔ مٹی پالم سے اوٹی کمانڈ کو جاتے وقت بوجہ چڑھاؤ ٹپہ کے یابو نو مقام پر تبدیل ہوے برعکس اس کے آتے وقت ڈھال ہونے کے سبب سے صرف دو مقام ٹانگہ کے یابو تبدیل ہوے۔ مراجعت کے وقت ہم اس خوف سے آہستہ آہستہ آئے کہ قبل کے ہفتہ کے گورنر صاحب کا ٹانگہ گر پڑا تھا اور ایک چپراسی جو کوچبن کے بازو بیٹھا تھا ۴۰ فٹ نیچے غار میں جا گرا اگرچہ چوٹ کم آئی۔ تعجب کی بات ہے کہ اتنے اوپر سے گرا اور پھر جیتا رہا۔ سچ ہے کہ خداوند کریم بڑا حافظ حقیقی ہے۔ نصف راہ سے گرمی شروع ہونے لگی اور نیلگری کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو دل کو فرحت دیتی تھی

گرم سموم کے ساتھ بدلتی گئی۔ گویا ہم کرۂ زمہریر سے نکلکر کرۂ نار مین داخل
ہوگئے یعنی متی پالم کو پھونچے۔ ہم یہان آتے ہی سیدھا اسٹیشن کو گئے
کیونکہ ہوٹیل سارا مہاراجہ صاحب ہولکر نے انگیج کرلیا تھا۔ ریلوی اسٹیشن
پر ناشتا و چاے خوری ہوئی۔ گرمی راہ و تکان ٹانگہ سے مزاج بہت
سست تھا۔ اسٹیشن ماسٹر نے ایک کمرہ خالی کروا دیا اور تمام اسٹیشن
پر سرخ بانات فرش ہو رہا تھا۔ مہاراجہ ہولکر کی اسپشل ٹرین سات
بجے دس منٹ کو آئی زنانہ بھی ہمراہ تھا۔ ایک میانہ مع تورن کمخوابی
اسٹیشن پر موجود تھا۔ گاڑے پھونچے بعد مہاراجہ صاحب خود بہت
دیر تک گاڑی سے اُترے نہ زنانہ اُترا بلکہ حکم ہوا کہ شب بھر اسی
ریل مین آرام کرین گے۔ ہم لوگ ڈنر پر گئے بعد فراغ ڈنر معلوم ہوا
کہ مہاراجہ صاحب تنہا اُتر کر ٹانگہ مین سوار ہوکر ہوٹیل دیکھنے گئے
ہین۔ بہرحال ہم نو بجے کی ریل مین سوار ہوے اور پونے چھ بجے کو
سیلم پھونچے۔

۶ شوال سنہ ۱۳۲۶ھ پنجشنبہ

سیلم مین چاء خوری ہوئی اور سوا بارہ کو جلارپیٹھ پھونچے یہان گاڑی
بدلی گئی۔ یہ بڑا جنکشن ہے۔ ہماری سلون بنگلور اسٹیٹ ٹرین مین لگا دی
گئی اور یہان برک فاسٹ ہوا۔ اگرچہ بنگلور کو ریل کے جانے کا وقت
۲ بجے ۴۵ منٹ ہے۔ مگر آج مدراس ٹرین لیٹ ہونے کی وجہ سے

۴ بجے ہماری گاڑی چلی - برابر ۳ بجے مدراس کی گاڑی آئی اس مین علی بن عبد اللہ صاحب آئے تھے اور یہ صاحب بھی بنگلور کو جاتے ہین ان کے ساتھ ۴ ڈبے گھوڑون کے تھے جس مین ۱۲ گھوڑے تھے - بنگلور کی شرطین ۲۳ جولائی کو شروع ہوتے ہین - ہم نو بجے بنگلور اسٹیشن پر پہونچے - منسٹر کے فرزند (جو مہاراجہ صاحب میسور کے ایڈیکانگ ہین) اور نیز آغا جان صاحب (مہاراجہ صاحب کے دوسرے ایڈیکانگ) اور پولیس کے سپرنٹنڈنٹ اور کوتوال صاحب بنگلور ہمارا صاحب کی طرف سے پیشوائی کو موجود تھے - ہم لوگ سوار ہو کر اس بنگلہ کو پہونچے جو مہاراجہ صاحب نے ہمارے قیام کے لئے تجویز فرمایا تھا یہ بنگلہ آغا جان صاحب ایڈی کانگ کا ہے اور یہان ہر قسم کے آرام اور راحت کا سامان سب کچھ مہاراجہ صاحب کی مہربانی سے موجود تھا اور ڈنر بھی تیار تھا اس اثنا مین مسٹر سیبون کے پسلی مین درد ہوا اور اُس کا معالجہ کیا گیا - بعد فراغت طعام ہم گیارہ بجے شب کے سو گئے -

۷ رشوال ۱۳۰۶ھ جمعہ

صبح کے ۸ بجے مہاراجہ صاحب کے پاس سے ۲ گھوڑے سواری کے اور دو بگیان جوڑی کے اور دو گھوڑے یکہ کے موجود ہوے جن مین کاظم علی صاحب اور ڈاکٹر صاحب بنور نگم سوار ہو کر شہر دیکھنے گئے تھے اسسٹنٹ پولس کمشنر ہمراہی کے لئے متعین تھے یہ نہایت خلیق مسلمان

ہین ۔ صبح کو میجر کمشنا ئیر ملٹری سکریٹری راجہ صاحب ۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بنگلور۔
دوراسامی پسر دیوان صاحب میسور ۔ آغا جان صاحب ایڈی کانگ راجہ صاحب
میری ملاقات کو آئے ۔ ۱۲ بجے برک فاسٹ کھاکر مین کرنل سر الیو یسیونٹ
جان رزیڈنٹ میسور ۔ کرنل حکیمن وغیرہ لوگون کی ملاقات کو گیا وہان سے
یہان کے مشہور اٹھارہ کچہریون کے دیکھنے کو گیا ۔ یہ مکان کبن پارک کے باغ
مین نہایت عالیشان بنایا گیا ہی ۔ واضح ہو کہ دیوانی کے متعلق جتنے
آفس ہین اور کل عدالتی محکمہ جات سب اسی رفیع الشان دومنزلہ مکان
مین واقع ہین ۔ خزانہ بھی نیچے کے درجہ مین ایک جانب ہی ۔ ہندوستان
کے دیسی ریاستون مین اس کچہری کے موافق کوئی دوسرا محکمہ نظر نہین آیا
۱۹ لاکھ روپیہ کے صرف سے یہ محکمہ تیار ہوا ہی ۔ چھت پر مہاراجہ بہادر کا پھریرہ
اڑ رہا ہی ۔ روبرو کے میدان مین جنرل کبن کی اسٹاچو (تصویر) اسپ
سوار رکھی گئی ہی ۔ یہ صاحب ۴۰ سال تک یہان کے چیف کمشنر رہے
ہین اور میسور بنگلور کی آرایش و تہذیب انھین کے زمانہ مین ہوئی ہی ۔
اور اس وقت جو محکمے ہین اور جنکو مسٹر بیرنگ چیف کمشنر نے تیار کیا تھا
وہ بھی انھین صاحب کے خانگی مکان کے احاطہ کے درمیان واقع ہین
اور میسور کی واپسی کی تحریک بھی اسی منصف مزاج چیف کمشنر کے زمانہ مین
ہوئی تھی جو صاحب کلارک صاحب کے زور سے واپس ہوا ۔ اس جنرل کو فادر آف
میسور یعنی پدر میسور کہتے ہین ۔ شام کو ان مکانون کے احاطہ مین بینڈ

بج رہا تھا۔ الغرض ہمنے تمام دفاتر کو دیکھا اور یہان کے لایق اسسٹنٹ
کمشنر پولیس نے جو ہمارے ساتھ تھے ہر قسم کے انتظام اور دفتر کو نہایت
وضاحت کے ساتھ ہمکو تبلایا۔ ۴ بجے چار نوشی ہوئی۔ مین بعد
مین اور مولوی سید غلام رسول صاحب وینور نگم واگینٹ مین اور
کاظم علی صاحب و ڈاکٹر صاحب فٹن مین سیر کو گئے۔ سب سے پہلے مین
میجر مکنٹائیر کے مکان کو گیا اور اون کے لیڈی صاحبہ سے ملاقات ہوئی
وہان سے سیر کرتے ہوے لال باغ کو گیا۔ لال باغ اگرچہ بہت مشہور ہے
مگر ہمارے باغ عامہ سے بہت چھوٹا ہی۔ صرف پیوندی آم کے درخت
کثرت سے ہین اس کے سوا اور کوئی چیز لایق تعریف نہین ہی۔
اِس باغ کے باہر اُسی باغ کے مالیون نے جدے جدے اور چھوٹے
چھوٹے باغیچے بنائے ہین جس سے اُن کو بہت کچھہ فایدہ حاصل ہوتا ہی
اِن باغون سے انواع واقسام کے گل و پھلون کے درخت اور تخم ہمارے
ڈاکٹر صاحب نے خرید کیا۔ یہان سے ہم قلعہ معائینہ کرتے ہوے بازار
و شہر مین سے ہوتے ہوے مکان کو گئے۔ یہ بازار بہت آباد ہی اور تمام
مکانات و بنگلجات کا رنگ گیروی ہی گویا میسور کے علاقہ کا یہی رنگ ہی۔
اور زمین بھی یہان کی سرخ ہی۔ یہان کی صفائی کا انتظام نہایت عمدہ
ہی۔ میری دانست مین انگریزی مینوسپالیٹی سے یہان کی مینوسپالٹی
کچھہ کم نہین ہی۔ راستون پر دورویہ قندیلین نصب ہین۔ اور راستے کشادہ

کل محکمجات جو اضلاع سے تعلق رکھتے ہین ایک ہی عمدہ مکان مین ہین دد
مجھکو یہ طریقہ بہت پسند ہے کہ کچہریات سب یکجا رہین ۔ یہان کی انتظامی
حالت اور افسرون کی لیاقت کے خوب جانچنے کا موقع مجھے ملا ۔ یہان کی
اڈمنسٹریشن کی مین بہت تعریف کرتا ہون ۔ اگرچہ یہ سارا انتظام اُنہی کا
نتیجہ ہے کہ یہان پچاس سال تک گورنمنٹ قیصری کی حکومت رہ چکی ہے
مگر پھر بھی یہ قابل تعریف بات ہے کہ مہاراجہ صاحب نے بعد ازان اُنکی
حالت پورے طور پر عمدگی سے قائم رکھا ۔ ریس کورس (شرط گاہ)
کا مکان حیدرآباد کے شرط گاہ کے مکان کے بہ نسبت کچھ عمدہ نہین ۔
صبح کو میجر ٹمنا یر آئے تھے ۔ میسور اور سرینگ پٹن جانیکا بندوبست ہوا
کل صبح کو کوچ ہو گا ۔ علی عسکر صاحب و الدآغا جان صاحب آئے تھے ۔ یہ
نہایت ضعیف آدمی ہین اور ان کے مکانات بنگلور مین بیس پچیس ہین جنکا
کرایہ تقریباً ماہانہ سہ ہزار آتا ہے سوا اس کے باغات اور زمینات بھی ہین
نصیرالدین صاحب اسسٹنٹ کمشنر بنگلور ملاقات کے لئے آئے تھے ۔ یہ صاحب
اکثر بلاد یورپ کی سیر کر چکے ہین ۔ بعد ملاقات برک فاسٹ ہوا ۔ ایک بجے
کسن مورتی راو صاحب ڈپٹی کمشنر بنگلور آئے ۔ پھر ہم باقی مقامات مشہورہ کے
دیکھنے کو چلے ۔ پہلے بنگلور کالج کو گئے چونکہ آج ہفتہ تھا اس لئے وہ بہت سے
مدرسہ بند تھا ۔ پروفسر کالج موجود تھے اُسکے مدارج اور اکمنہ معائنہ کرانے
یہان اقلیدس وغیرہ علوم نظری کے آلات بکثرت المادیون مین دھرے

اور مکانات عمدہ اور آبادی بکثرت ہے اور دیگر مبلغین کے کالج (جو تعداد میں پانچ یا چھ ہونگے) اسکول - چرچ - دار الشفا - نہایت عمدہ حالت میں ہیں - اور ایک زچہ خانہ بھی ہے جس میں غریب عورتوں کی زچگی بلا اخذ اجرت کی جاتی ہے اور جسکا مصارف بیور گورنمنٹ دیتی ہے -

جا بجا پانی کے حوض بنے ہوئے ہیں - جنسے عام خلایق کو بہت آرام ملتا ہے قلعہ کی خندق عریض و عمیق ہے مگر خشک پڑی ہوئی ہے - -

کنٹونمنٹ کا بازار ہمارے سکندرآباد کے بازار سے بڑا ہے اور بارکسین بھی اچھی ہیں - شاپون کی تعداد بھی بہ نسبت سکندرآباد کی شاپون کے زیادہ ہے - اور آبادی بہت دور تک چلی گئی ہے - اور سڑک کے دونوں طرف کٹھل اور آم کے درخت ہیں - ریذیڈنسی نہایت مزین و مشین ہے -

ریس کورس (شرط گاہ) پولو گراونڈ اور پریڈ گراونڈ (قواعد گاہ) اچھے موقعہ پر واقع ہیں - مہاراجہ کی فوج کی بارکسین بھی علیحدہ علیحدہ ہیں -

شام کے چھ بجے ہم سب کبن پارک کو گئے - یہاں بینڈ بج رہا تھا لیڈیز اور جنٹلمین جا بجا گلگشت کر رہے تھے - علی بن عبد اللہ صاحب او ... نارٹن سے اسی سیرگاہ میں ملاقات ہوئی -

۸ شوال سنہ ۱۳۱۶ھ شنبہ

آج صبح کو ۸ بجے بیلنہوا - ۹ بجے شہر دیکھنے کے لئے گیا - لال کمتی ... بڑا ... بارونق ہے - ... بہت سے مقامات ... دیکھنے ... نہ دیکھے ...

ہوئے ہین جو طلاب کے عملی تعلیم کی غرض سے یہ اشیا مہیا کئے گئے ہین -
مکان نہایت عالیشان اور اُس مین متعدد کمرے بنے ہوے ہین - پروفیسر کالج
نے کچھہ آلات کہربائی طاقت کے ہمارے سامنے لایا اور اُسکے افعال کا
تماشہ دکھلایا - الغرض ایسی چھوٹی ریاست مین یہ کالج اور یہ آلات اور تعلیم
قابل تعریف ہے - ہماری ریاست کے عمدہ دارون کو اس سے سبق حاصل
کرنا چاہیئے - وہانسے منسٹیریل آفس (محکمہ دیوانی) کو گئے اور وہانسے تین
بجے میجر کمنڈنٹیر کے مکان کو گئے جہان لنچ کی دعوت تھی - ۴ بجے مہاراجہ
کی کوٹھی دیکھنے گئے - یہ شاہی مکان ہے جب اسٹیٹ کے دوسرے عمارات
ایک سے ایک قابل تعریف ہون تو اس کو کیا کہنا چاہیئے - باہر سے مکان
بالکل قلعہ کی شکل معلوم ہوتا ہے - اور قرینہ سے جا بجا برجین بنائے گئے ہین
اور تمام مکان کی دیوار بتیری کے طور پر بنی ہے - یہ مکان دو منزلہ ہے اور
ہنوز زیر تعمیر ہے - اور تمام عمارت سنگبست ہے - ہال اور کمرے ولایتی
کاغذ سے منقش ہین اور بعض مقامات کو میسوری نقاشون نے رنگا ہے -
خاص مہاراجہ صاحب کا کمرہ بہت وسیع ہے - عند الضرورت بال وغیرہ ہوتا ہے
کمرہ شیشہ آلات و فرنیچر سے سجا ہوا ہے - بلوری میز - کرسی - گلدان و تپائی
اِس کمرہ مین رکھے گئے ہین - یہ کمرہ دوسرے درجہ کے بالائی ایک گوشہ پر
برج نما ہیئت مین واقع ہے - اور اسی کے نیچے کا کمرہ بھی اسی ہیئت کا ہے
ہم اس کمرہ کے ایک دروازہ سے چلے کچھہ زینے اوپر ہمکو جانا پڑا یہ راستہ

ہمارے نئے مکان سے آئینہ خانہ کو جانیکا جو راستہ ہے بالکل ویسا ہی ہے۔
تھوڑے ہی گھماؤ سے ہم آفس روم مین گئے جو مہاراجہ کی خاص آفس ہے۔
مطلا مجلد کتب دو چار الماری مین بھرے ہوئے قرینہ سے رکھے گئے تھے
اور بڑا کمانی میز جو اوپر سے بند ہوتا ہے بیچ مین دھرا تھا۔ یہان سے دو
تین کمرے طے کرنے کے بعد ہم ایک گول کمرہ مین پہونچے اور یہ نظام باغ والے
گول کمرہ کے مشابہ ہے اس کے اندرونی سقف پر تمام تصاویر ہین اور تصاویر
اُن تمام تاریخی واقعات کے ہین جسکو ہند وکتب مین (سکون عقلا لکھتا)
کہتے ہین۔ تمام گزشتہ جلسون کا نقشہ کھینچدیا ہے۔ یہان سے ہم دوسرے
قطعہ مین پہونچے یہ مہارانی کے رہنے کا مکان ہے اور اطراف مین خواص پورہ
ہے اور اس کے دوسرے جانب ایک اور قطعہ اسی وضع کا جو مہاراجہ کی
والدہ وغیرہ کے رہنے کی غرض سے بنایا گیا ہے۔ یہ دونون قطعہ چو محلہ
اور بھونتی طرز پر بنائے گئے ہین اور نہایت خوش وضع ہین۔
ڈرائنگ روم اور لائبریری روم وغیرہ وسیع اور کشادہ ہین۔ یہان کے
پتھر موم کی طرح نرم ہین جس سے کمانین اور بیل وغیرہ خوشنما بنائے گئے ہین
سب سے بالائی سقف پر ایک منارہ ہے اور اُس کے اوپر مہاراجہ صاحب
کا جھنڈا لگا ہے۔ بوجہ قیام راجہ صاحب یہان پہرہ حسب معمول اُٹھا ہا تھا۔
۵ بجے واپس آئے چاء خوری کرکے پھر کشن مورتی راو صاحب ڈپٹی کمشنر
بازدید کے لئے گئے۔ یہ مکان گنجان آبادی مین واقع ہے اور پورسٹ دیوان سائ

کا مکان ہے اور یہ صاحب اُنکے پوتے ہین۔ اور پرانی فیشن کا ہے۔ نشست
رہی پھول پان اور عطر کی مدارات ہوئی۔ یہان سے رخصت ہوکر شہر مین سے
ہوتے ہوے کنٹونمنٹ گئے اور اُس سے آگے [تھوڑی] مسافت طے کرکے جمخانہ کلب
کی جانب گئے۔ آج اس کلب کے روبرو کے میدان مین پونون کی شرط
تھی مگر ہم دیر سے پہونچے اور شرطین ختم ہوگئی تھین۔ یہان بڑا ہجوم تھا۔
وہان سے دوسری سڑک سے واپس ہوے۔ بنگلور بینک مدراس بینک
اور چند شاپین دیکھی گئین۔ اور کنین ہوٹیل پر سے پولو گراونڈ کا میدان
طے کرکے مکان پہونچے۔ آٹھ بجے ڈنر ہوا۔ اور صبح کے سفر کا سامان باندھا
گیا۔ ایک بجے استراحت ہوئی۔

چونکہ آج ہم بنگلور سے سرنگ پٹن دیکھنے جاتے ہین اس موقع پر مین
میسور گورمنٹ کے اڈمنسٹریشن کا خلاصہ درج کرتا ہون تاکہ ہماری ریاست
کے آفیسر ملاحظہ کرین کہ اس دیسی ریاست مین کیسا عمدہ انتظام ہے اور مجھے
اُمید ہے کہ ہمارے ملک کے حکام خُذ ما صفا و دَع ما کدر پر عمل کرینگے۔

مُنیر الملک

میسور اور اسکا انتظام

ریاست میسور جنوبی ہندوستان مین ایک اعلی درجہ کی دیسی ریاست ہی۔ اکتوبر ۱۸۳۱ء مین یہان انگریزی قبضہ ہوا اور اُس وقت سے پچاس برس تک برٹش حکومت رہی۔

مارچ ۱۸۸۱ء مین جب موجودہ مہاراجہ سن بلوغ کو پہونچے تو سرکار عظمت مدار نے حسب وعدہ ریاست مہاراجہ کو سپرد کر دی۔ اس سپردگی کے چند سال پہلے بغرض تعلیم مسٹر رنگا چارلو جو معتمد اور کمشنر مال بماتحتی چیف کمشنر مقرر کیئے گئے تھے اُنھین کو دیوانی کے عہدہ پر سرفرازی ہوئی۔ مگر افسوس ہی کہ ایسے لایق آدمی کی عمر زیادہ وفا نہ کی۔ بقیہ اور عہدہ دار جو وہ بھی ریاست کے حوالہ کیے گئے پہلے آہستہ آہستہ بجاے یورپین کے مختلف عہدونپر مقرر کر دئے گئے تھے بعد واپسی ملک وہی اپنے اپنے مقامونپر بدستور قایم رہے۔ ان عہدہ دارون مین اکثر ہندو اور بعض مسلمان تھے۔

مہاراجہ کا نام چاما راجندر و دائر بہادر ہی اور خطاب جی۔سی۔ایس۔آئی۔ سے ممتاز ہین۔

آمد و خرچ:۔ کل مدات (باستثناے ریلوی) کی آمدنی تقریبًا ایک کروڑ ۳۰ لاکھ روپیہ ہی۔ اس مین سب سے بری آمدنی محصول اراضی ہی جس کی تعداد ۸۵ لاکھ سے کچھ زائد ہی۔ اس کے بعد رقم ابکاری ہی جس کی تعداد پندرہ لاکھ کے قریب ہی۔ مینے کسیقدر افسوس کے ساتھ سُنا کہ یہان کی

گورنمنٹ اپنی رعایا سے بقایاے محصول اراضی پر سود بھی لیتی ہے۔ بہرحال یہ مسرت کی بات ہے کہ بہ نسبت مخارج کے جس کی مجموعی تعداد تقریباً ایک کرور ۱۴ لاکھ کی ہے مداخل زاید ہے۔ ضروری مصارف کے بعد کچھہ کم و بیش ۱۶ لاکھہ کی بچت ہے۔

اس مجموعی خرچ مین چند رقمین بخلاف ہماری ریاست کے مخارج مین داخل ہین۔ مثلاً خراج سالانہ ساڑھے چوبیس لاکھہ جس کی تعداد حسب معاہدہ جو بوقت واپسی ملک منعقد ہوا ہے دس برس کے بعد ۳۵ لاکھہ سالانہ ہو جائیگی۔ اخراجات ذاتی و اہل خاندان مہاراجہ ۱۳ لاکھہ۔ انگریزی افسرون کے انعام و پنشن و الونس کی ۳۶ لاکھہ۔ اس مجموعی رقم مخارج مین اخراجات متعلقۂ ریلوی شامل نہین ہے۔ کیونکہ آمدنی مین بھی اس کا مداخل شریک نہین ہے

میسور اسٹیٹ ریلوے۔ پہلے میسور کی ریل خود مہاراجہ کے قبضہ مین تھی۔ جس پر ۶۸ ½ لاکھہ سے زیادہ ریاست خرچ کر چکی تھی۔ من بعد "سدرن مرہٹہ ریلوے" کمپنی نے اُس کا بھی ٹھیکہ لیلیا۔ اور یہ ٹھیکہ جون ۱۸۸۶ء سے ۴۶ برس تک کے لئے کمپنی کے ہاتھہ مین رہیگا۔ جس قدر ریل ریاست کے مصارف سے تیار ہوئی تھی اوس کے خالص منافع سے مہاراجہ کو تا انقضاے ایام معہودہ ¾ کمپنی دیا کرے گی۔ اور بقیہ ¼ خود کمپنی بصلۂ خدمات لیتی رہے گی۔ جب یہ مدت مشروطہ گزر جائیگی تو کل ریلوے لائن کا انتظام جو اس کمپنی کے تحت مین فی الحال ہے یا آیندہ ہوگا وزیر ہند کے ذریعہ سے مہاراجہ میسور کے اختیار

مین دیدیا جائیگا اور اوس وقت مہاراجہ میسور اپنے طور پر انتظام و اہتمام کرینگے۔

بلاشبہہ اس قسم کے انتظام سے ریاست کو بہت فائدہ ہوگا۔ اور جو مشکلات لاحق ہوتے تھے وہ تمام رفع ہو جائینگے۔ اگر ریلوے لائن کمپنی کے حوالہ نہ ہوتی تو ریاست کو بڑا نقصان اٹھانا پڑتا۔ کیونکہ خراج کے دینے اور قحط سالیون کے حملون سے میسور کی حالت نازک ہورہی تھی۔ علاوہ اس کے ریلوے کے مصارف کا بوجھ اٹھانا ریاست کے طاقت سے باہر تھا۔

رقبہ:۔ ازروے رقبہ اراضی ملک کی وسعت مع بنگلور ۲۴۷۲۳ مربع میل ہے۔ اس صورت مین ہماری ریاست سے انکا رقبہ تقریباً چہارم حصہ کے برابر ہے۔ مگر تاہم یونان سے پنجہزار مربع میل بڑا ہے۔

فوج:۔ میسور کی فوج مین ۔ سوار ۱۲۵۰ ۔ پیدل ۲۳۹۰ ۔ توپ ۴ ہین ۔ اور سرکار قیصریہ سے راجہ صاحب کو ۲۱ توپون کی سلامی مقرر ہے۔

مردم شماری:۔ کل ممالک محروسہ مع بنگلور کی مردم شماری ۴۲ لاکھ ہے۔ اگر مجموعی حالت پر نظر کی جاوے تو میسور کی ریاست کو ہمارے ملک سے ایک ثلث کی نسبت ہے۔

انتظام:۔ میسور مین حیدرآباد کی طرح ایک کونسل آف اسٹیٹ ہے

جس کے میر مجلس دیوان صاحب اور تین اراکین ہین - ہماری کونسل آف اسٹیٹ کے میر مجلس خود فرما نفرمائے ریاست خلد اللہ ملکہ ہین - میسور کی کونسل کا کام یہ ہر کہ ملک ورعایا کے متعلق جو امور قابل غور مہاراجہ ہون بذریعۂ عرضداشت پیش کرین - فی الحال مسٹر شیشادری ایر - سی - ایس - آئی - اسوقت دیوان ہین - دیوان صاحب کے ماتحت ایک صدر معتمد اور چار اور معتمد ہین - جن مین دو انگریز ہین اور دو ہندو - صدر معتمد ایک ہندو برہمن ہین -

صیغۂ عدالت مین چھہ جج ہین - ان مین بجز ایک یورپین کے جو چیف جج اور انسپکٹر جنرل محابس ہر - باقی سب ہندو ہین - لیکن صیغہ جات فوج - تعمیرات - مال - طبابت - پولیس و چوبینہ - بند و لبست - انعام وغیرہ مین - کل افسران اعلی یورپین ہین - اس ریاست مین نو ڈپٹی کمشنر ہین - سوائے ایک مسلمان کے باقی کل ہندو اور یورپین ہین -

سالانہ بجٹ:- سالانہ بجٹ پیش کرنے کا یہ طریقہ ہر کہ ہر سال مقررہ وقت پر کسی جگہ معین مین کل تعلقات کی طرف سے منتخب وکلا جمع ہوتے ہین اور اون کے روبرو دیوان صاحب ایڈریس دیتے ہین جس مین مختصر طور پر آمد و خرچ کا ذکر کرتے ہین - کل مدات مداخل و مخارج کی ترقی - تنزلی - موقوفی - بحالی (جو کچھہ ہو) اوس مجمع کے

روبرو سناتے ہین۔

جہانتک مجھکو معلوم ہو سکا قریب دو سو کے وکلا اس مجمع مین شامل ہوتے ہین۔ یہ طریقہ تو بظاہر اچھا ہی مگر مجھکو خوف ہی کہ اس کا عملدرآمد اُن ممالک مین نہین ہو سکتا جہان کثرت سے مختلف اقوام اور مذاہب کے لوگ آباد ہین۔ بلکہ خاصکر اُن ممالک مین جہان کے رعایا اور فرمان روا مین مذہب و قوم کا فرق ہو۔ چنانچہ معاملہ گریٹ واقع ٹرکی اس وقت ہمارے پیش نظر ہی۔ علاوہ برآین جو اقوام پورے طور سے آزادرا کی پابند اور تعلیم یافتہ اور مہذب نہو اون کو ملکی اور انتظامی امور مین دخل دینا یا تو خطرناک ہی۔ یا ان کی شمولیت کٹ پتلیون کا تماشا ہی۔

میرا گمان ہی کہ میسور کے مفصلات مین ہنوز ایسی تعلیم نہین ہوئی کہ وہان کے لوگون کو ملکی انتظامات مین کافی طور سے مداخلت کی قوت حاصل ہو یا اسرار انتظامیہ کو بخوبی سمجھتے ہون۔ اگر ایسا ہی تو پھر ان کی شرکت بطور نیابت اسم بلا مسمی ہی۔

تاہم اس وقت کے تعلیم کی اشاعت سے امید کی جا سکتی ہو کہ شاید یہ نیابت کسی آیندہ زمانہ مین کچھہ واقعی کام کر سکے۔

سال گزشتہ محصول آبکاری مین نمایان ترقی ہوئی۔

مجموعی نظر سے یہان کا ملکی انتظام عمدہ ہی ولیکن ہنوز دیسی عہدہ دار پروفشنل کام کے قابل نہین ہین کیونکہ تہیان کے مختلف صیغجات کے

افسران اعلی اہل یورپ ہین - کیونکہ جن سررشتون مین پروفیشنل کام کی ضرورت ہی وہان بدون تعلیم یافتہ افسرون کے کام نہین چل سکتا
بنگلور کی آب و ہوا معتدل اور خوشگوار ہی - زبان ملک تو کنڑی ہی - مگر اردو بھی بولی اور پڑہائی جاتی ہی - گیہون کی پیداوار کم ہی - چاول زیادہ ہوتا ہی - عام لوگون کی خوراک راگی ہی جس کو ہمارے ہان لچہنا کہتے ہین -

مین مہاراجہ صاحب اور دیوان صاحب کے مہمان نوازی کا بدل مشکور ہون - ملکی انتظام مین نقص و صواب تو ہرجگہ لازم و ملزوم ہوتے ہین - مگر یہان کی انتظامی حالت میری رائے مین نہایت درجہ عمدہ ہی -

جب سے یہ سرسبز ملک سرکار قیصری کے قبضہ سے مہاراجہ میسور کو واپس ملا ہی - لایق وزیرون کے انتظام سے ہر سال مجموعی مداخل مین خاطرخواہ ترقی ہوتی رہی ہی - حسن انتظام کی یہی دلیل بین ہی - مسٹر شنیشادری کے لیاقت کے خیال سے مین کہہ سکتا ہون کہ ملک میسور کو روز افزون ترقی نصیب ہوگی -

آخری رپورٹ سے آمد خرچ کی تفصیل حسب ذیل ہی

مداخل	محاصل
محصول اراضی	۸۵۱۲۸۲۴

مدات	محاصل
آبکاری	۱۴۹۴۵۳۲
جنگلات	۱۰۰۸۴۱۷
اسٹامپ	۵۰۵۵۵۰
سائر	۴۱۲۴۶۲
صنعت محترفہ*	۳۴۰۱۸۱
عدالت و جیل	۷۰۳۸
ٹپہ خانہ (ڈاک)	۷۴۳۰۰
رجسٹری	۵۳۸۲۳
** امرت محل	۶۱۵۸۲
تعلیمات	۲۳۶۱۱
نمک	۲۰۷۱۳
تعمیرات	۱۳۶۷۱
کان طلا	۳۳۴۳۳
طبابت	۱۲۱۹۰
علمی و دوسرے صیغہ جات	۸۵۸۵

* نوٹ — محترفہ سے خیراتی کارخانجات وغیرہ مراد ہیں۔

** امرت محل میں مویشیوں کی پرورش ہوتی ہے اور فروخت کئے جاتے ہیں۔

جلد سوم حسن نمبر ا

مدات	محصل
سود بقایا ے مالگزاری	۳۳۳۵۸
سود گورنمنٹ پرومسری نوٹ	۶۱۶۶۶
نفع بر گورنمنٹ پرومسری نوٹ	۱۰۸۴۷۰۰
سود زراعت دار و مدراس بینک	۳۷۷۱۱
متفرقات	۹۰۵۰۴

ملاحظہ ہو

(۱) سنہ ۱۹۰۶ء ختم ہو گیا۔ مگر اکثر حضرات نے زر چندہ رسالہ حسن سے منیجر کو مشکور نہیں فرمایا۔ امید کہ بہت جلد منیجر کو شکریہ کا موقع دینگے۔ اور جن حضرات نے زر چندہ ارسال فرمایا اونکا شکریہ ادا کیا جاتا ہو۔

(۲) اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ بذریعہ زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکے منیجر کو ممنون فرمائیں۔

(۳) ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہیں۔ بسا اوقات عدم و تغیت مقام سے رسالہ نہیں پہونچتا ہو یا واپس آتا ہو۔

جلد سوم — نمبر [illegible]

حسن

اگر بینی چیا ہ و عمر کر دن کی تو زشی نا امید کرد
اگر غلطی کردن تو ... [illegible]

ماہ اپریل [illegible]

مضامین

صفحہ

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

ملاحظہ طلب

گذشتہ ایام کی قیمت رسالہ اکثر حضرات سے ابتک نہین ملی امید کیجاتی ہے کہ ہمکو بہت جلد شکر گذاری کا موقع دین گے۔

(۲) بارہا عرض کیا گیا کہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر جب تبدل تغیر ہو تو حسب قاعدہ دفتر کو اطلاع ضروری ہے۔ جسکی بغیر دفتر ذمہ دار عدم بادرسی رسالجات کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۳) بعض صاحبان تحریر اپنے مضامین کو بے احتیاطی سے متواتر قلمزد کرتے کرتے بالآخر بیکار کر دیتے ہین اور اوسکے جوڑ بند پر غور سے نگاہ کئے بغیر اشاعت کیلئے بھیجدیتے ہین جو یہان یا تو مشکل چھاپے جاتے یا افسوس کے ساتھ نظر انداز کئے جاتے ہین صاحبان تحریر کو یہہ لحاظ ضرور ہے کہ سیاہی روشن کاغذ صاف و دبیز اور عبارت دوسرون کے پڑھنے کے قابل ہو۔

(۴) ہر قسم کی مراسلت (خط کتابت۔ علمی۔ زری) بنام مینجر رسالہ حسن۔ بنگلہ نواب عماد نواز جنگ بہادر کمشنر آبکاری وغیرہ ہونی چاہیئے۔

ہندوستان کی تعلیم

پر

لارڈ ہینگٹن میکالے

کا

یادگار منٹ

(مرقومہ ۲ فروری سنہ ۱۸۳۵ء)

مدعی زبان انگریزی .... مدعا علیہم۔ زبانہاے سنسکرت و عربی

"بظاہر چند حضرات کی جو کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن کے اراکین ہین یہ راے معلوم ہوتی ہے کہ سنہ ۱۸۱۳ عیسوی مین پارلیمنٹ برطانیہ کیجانب سے اوس طریق عمل پر سختی کی گئی اور زور دیا گیا تھا جسکو اونھون نے اب تک نباہا ہے۔

اگر یہ راے صحیح ہو تو کوئی تبدیلی بلا ایکٹ آف پارلیمنٹ جائز نہین ہو سکتی مین نے اوس مخالفانہ یادداشت کی تیاری سے (جو اسوقت پیش ہوئی ہے) اپنی علٰحدگی مناسب خیال کی تھی اور راے کا اظہار اوسوقت پر منحصر رکھا تھا

جبکہ معاملۂ مذکور بحثیت رکن کونسل آف انڈیا میرے روبرو پیش ہو۔

یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ایکٹ آف پارلیمنٹ کسی مصنوعی ایکٹ کے ذریعہ سے اون معنوں مین تعبیر ہی کیا جا سکتا ہے جو اسمین پہنائے گئے ہین ایکٹ مین کسی خاص زبان یا علم کا اشارہ نہین ہوا بلکہ یہ مجمل جملہ لکھا ہوا ہے کہ یہ ایکٹ "علم ادب کی ترقی و وسعت اور علم دوست ہندوستانیونکی ترغیب و حوصلہ کے لئے اور نیز اسواسطے کہ رعایائے دولتِ برطانیہ مین سائنس کی اشاعت ہو" نافذ کیا جاتا ہے۔ اسپر اصرار ہوا یا شاید تسلیم ہی کر لیا گیا ہے کہ علم ادب سے پارلیمنٹ کی صرف عربی اور سنسکرت لٹریچر مراد ہے۔ ورنہ خدانخواستہ کسی ایسے ہندوستانی کو جو ملٹن کی شاعری۔ لاک کے فلسفۂ اخلاقی۔ اور نیوٹن کے مابعد الطبعیات کے واقف ہوتا "علم دوست" کے معزز خطاب کا فخر میسر ہو سکتا تھا؟

"علم دوست ہندوستانیون" سے صرف وہی اشخاص مراد ہین جنھون نے ہندوؤن کی مقدس کتابون مین ایشور کی ذات مین فنا ہو جانے کی حیرت انگیز رازونکو مطالعہ کیا یا ہندوستانکی پیداوار بوٹیونکے خواص دریافت کئے ہین اور اونکی کامل تحقیقات کی ہے۔ لیکن یہ تو کوئی قابل اطمینان تعبیر نہین ہے مثلاً مصر (جو کسی زمانے مین ممالک یورپ سے کہین زیادہ سربرآوردہ تھا لیکن اب شائستگی کی پست حالت مین ہے) کا ایک پاشا کچھ مالی مدد "علم ادب کی ترقی و وسعت اور علم دوست مصریونکی ترغیب و حوصلہ کے لئے" وقف کرتا تو کیا کوئی شخص سمجھہ سکتا تھا کہ اوس مدد سے مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے پاشائی

خاندان کے توجہ انکی عمر اور اونکے سالہاے تعلیم صرف نقش و نگاری میں با
صرف کرائے گا یا اونکو اون تمام اصولونکی تحقیقات پر متوجہ کرے گا جو قصہ جات
و حکایات اور سیر کش مین پوشیدہ ہو گئے ہین۔ با امتحانًا اس امر کا ایک صحیح و
ممکن الوقوع بیان طلب کرے گا کہ وہ علم فقہ کہان ہے جنکے مواد سے زمانہ قدیم
مین بیاز اور بلیونکی پرستش کیجاتی تہی ؟
کیا اوس شخص پر واقعی الزام تلون طبعی عاید ہو سکتا ہے جسنے اپنی نوجوان
رعایا کو بجائے بینارونکی رمز شناسی کرانے کے فرینچ اور انگریزی لٹریچر اور
اون تمام علوم کیجانب رجوع کیا ہے جنکی یہ زبانین خاص کنجیان ہین ؟
جن الفاظ مین پرانے سلسلۂ تعلیم کی تائید کی گئی ہے اون سے تو دراصل
تائید نہین ہوتی بلکہ طرفثانی ہی کا فیصلہ منصور ہے۔
ایک لاکھ روپیہ ہندوستان مین نہ صرف " علم ادب کی ترقی و وسعت کیلئے
(جسپر ہمارے مخالفین اپنی تمام تعبیرونکی بنیاد قایم کرتے ہین) وقف ہوا ہے
بلکہ اسواسطے بہی ہے کہ " رعایائے دولت برطانیہ مین سائینس کی اشاعت ہو"
الفاظ ہی اون تمام تبدیلیونکی تائید کر رہے ہین جنکی مین خواہش کرتا ہون
اگر کونسل میری تجویز سے اتفاق کرتی ہے تو کسی قانونی ایکٹ کی حاجت نہین
اور اگر وہ مجہہ سے اختلاف کرے گی تو مین ایک مختصر ایکٹ اس غرض سے

حدا۔ مصریون کے ایک دیوتا کا نام ہے۔

تیار کرون گا کہ چارٹر ۱۸۱۳ء کی وہ دفعہ نکال ڈالی جاوے جس سے دقت پیدا ہوتی ہے۔

دلائل جنپر مین غور کر رہا ہون وہ صرف نوعیت کارروائی پر اثر کرتے ہین۔ لیکن مشرقی طریقہ تعلیم کے بند کرنے والون نے اپنی تائید مین ایک دلیل اور بھی پیش کی ہے جو اگر صحیح قبول کر لیجاوے تو خواہش کردہ تبدیلی کی مخالف ہے۔ وہ لوگ بیان کرتے ہین کہ موجودہ مشرقی سلسلہ تعلیم مین عوام کے عقائد کو بھی تعلق ہے اور اوس فنڈ مین جو اسوقت تک عربی اور سنسکرت کے اسکولون پر صرف ہونا ہا کسی دوسری تبدیلی سے الزام خیانت عاید ہو سکتا ہے۔ اس بات کا سمجھنا آسان نہین ہے کہ کس قسم کی دانشمندی ملحوظ رکھکر یہ نتیجہ مترتب کیا گیا ہے۔ مالی مدد جو عوام کے خزانہ سے لٹریچر کی ترغیب کے لئے عطا ہوتی ہے کسیطرح اوس مالی مدد کے مخالف نہین ہے جو اسی خزانے سے دوسرے حقیقی یا خیالی مفید مقاصد کے لئے دیجاتی ہے۔ مثلاً ہم کسی جگہ پر ایک سینی ٹیریم پاگئے جو صحت کے لئے مفید خیال کیا جاتا ہے تو کیا ہم وہان ایک سینی ٹیریم اوسوقت بھی قایم رکھین گے جبکہ ہماری توقع کے خلاف نتیجہ پیدا ہوا ہو۔

اگر ہم ایک مینار کی تعمیر شروع کرین مگر بعد کو بدلائل یہ یقین ہو جاوے کہ یہ عمارت بیکار محض ہے تو کیا اوسکی موقوفی تعمیر سے عامہ خلایق کا کوئی نقصان ہو سکتا ہے؟

مالی حقوق بے شک مقدس ہین مگر کوئی چیز اون حقوق کے لئے اتنی
خطرناک نہین جسقدر اون کا اون چیزونسے متعلق کرنا ہے جنسے فی الواقع اونکو
تعلق نہین۔ افسوس ہے کہ اب یہ عملدرآمد بہت عام ہوگیا ہے۔

اگر گورنمنٹ نے کسی شخص کو یہ معمولی یقین دلایا۔ نہین بلکہ اگر اوسنے
کسی شخص کے دلمین یہ جائز امید پیدا کرادی ہے کہ اوسکو بحیثیت ایک اوستاد
یا طالب علم زبان عربی یا سنسکرت کے کسی حد تک مالی مدد عنایت ہوگی تو مین
اوس شخص کے مالی فوائد کی عزت کرونگا۔ مین بجائے اسکے کہ عوام کے نقصان
پر اعتراض کرون اصل فیاضی پر چوک پڑون گا۔ لیکن ایک گورنمنٹ کا چند ایسے
علوم اور زبانونکی تعلیم دینے کی کفالت اختیار کرلینا گو وہ علوم اور زبانین بیکار
ہوگئی ہین ایک بے عنوان اور بےمعنی سی بات معلوم ہوتی ہے۔

یادداشت سررشتۂ تعلیم عامہ مین کوئی نقطہ ایسا نہین ہے جس سے
یہ تعبیر کیجاوے کہ گورنمنٹ ہند نے کبھی اس مسئلہ کی کفالت کا ارادہ یا کسیوقت
بھی اس سند کی اوس انتہا کو دریافت کیا تھا جس سے اوسکا ناقابل تبدیل ہونا
مستقل ٹھیرا ہو۔ اگر ایسا ہوا ہوتا (یعنے گورنمنٹ نے کفالت اختیار کی ہوتی) تو مین
اپنے جانشینان سابق کی اوس تکمیل کی بلاشبہ تردید کرتا جس سے ہم کو ایک
ایسے مسئلہ مین مقید ہونے کا خوف تھا۔

فرض کرو کہ ایک گورنمنٹ نے گذشتہ صدی مین اپنی رعایا کو وباے چیچک
سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹیکا لگانے کا دوامی تعہد کرلیا تھا لیکن کیا اوسوقت بھی

ب

اس پر ہم کیسے جاری رکھنے پر اصرار کرینگے جب "جیمز" اپنی تحقیقات مین کامیاب ہوگا؟
یہ وعدے جنکے وفا ہونے پر کوئی اصرار کرتا اور شے جیسے کوئی شخص خلاصی قبول
کرتا ہے۔ یہ حقوق جنکا کوئی دعویدار نہین۔ یہ جائداد جسکا کوئی مالک نہین۔ اور
یہ لوٹ اور غارتگری جو کسیکو مفلس نہین بناتی۔ یہ نسبت میرے اسلئے دانشمندون
کا کام ہے کہ اوسکی حیثیت بیان کرین۔

مین اس بحث پر محض اون مجوزہ الفاظ کے لحاظ سے غور کر رہا ہون جو انگلستان
اور ہندوستان مین خراب ہوتے تھے دونون مین باقاعدہ استعمال ہوسکے ہین۔

مین یہ لاکھ روپے ہز ایکسلنسی گورنر جنرل باجلاس کونسل کے سپرد کرتا ہون
کہ ہندوستان کی تعلیم پر نہایت دانشمندی اور ایمانداری کے ساتھ صرف کیا جاوے۔
مین خیال کرتا ہون کہ ہز لارڈشپ اس امر کی ہدایت کرنے مین بالکل آزاد ہین کہ
یہ رقم عربی اور سنسکرت کی تعلیم پر ہرگز ضائع نہ کیا جاسکے — اور اونکو اس ہدایت
کی آزادی بھی میسور مین شیر کے شکار پر انعامات یا دوسری فضول خرچیون کی
ممانعت کیطرح حاصل ہے۔

آمدم بر سر مطلب۔ ہمارے پاس ایک فنڈ ہے جسکی نسبت گورنمنٹ کی
ہدایت ہے کہ اس ملک کی عقلی اور ذہنی ترقی پر صرف کیا جاوے۔ اب سوال
یہ ہے کہ اوسکے مفید صرف کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

تمام لوگ غالبًا اس ایک امر پر متفق معلوم ہوتے ہین کہ زبانین جو ہندوستان
کی دیسی زبانین ہین اونمین علمی اور عقلی معلومات کا سرمایہ معدوم ہے۔ ساتھ ہی اسکے

وہ کسقدر وحشیانہ بھی ہین۔ جب تک بیرونی دنیا سے سرمایہ مجتمع نہ ہوگا اوسوقت
اون مین کسی قابل قدر تصنیف کا ترجمہ آسان نہین ہے۔ یہ بھی غالباً سب قبول
کرتے ہین کہ اون ہندوستانیونکی ذہنی ترقی جو اپنے سلسلۂ تعلیم کو زائد عرصے
تک جاری رکھنا چاہتے ہین صرف چند بیرونی زبانونکے ذریعے سے ممکن ہے
اب ہم دریافت کر سکتے ہین کہ کونسی زبان اس مقصد کے لئے اختیار کرنی چاہئے؟
نصف ممبران کمیٹی انگریزی زبان تجویز کرتے ہین اور بقیہ نہایت جوش و خروش
سے عربی اور سنسکرت کی تائید فرماتے ہین۔ مجھکو تو تمام سوال کی ماہیت یہ
معلوم ہوتی ہے کہ کون زبان اس مقصد کے واسطے بہتر ہوگی۔؟
مین سنسکرت اور عربی نہین جانتا مگر حیثیت اقرار اسکے حاصل کرنیکا
سرمایہ میرے پاس موجود ہے۔ میں نے اعلے تصنیفات عربی اور سنسکرت کے
ترجمے مطالعہ کئے ہین۔ مین نے مشرقی زبانون کے علما سے یورپ اور
ہندوستان دونون ملکون مین گفتگو کی ہے۔ مین بالکل تیار ہون کہ مشرقی
زبانونکی قدردانی کو خود مشرق کے باشندون تک محدود کردون۔ مین نے
کوئی شخص ان علوم مشرقی کا جاننے والا اس امر کی تردید کرتا ہوا نہین پایا کہ
بہ لحاظ ذخیرہ جات علوم تمام ہندوستانی اور عربی لٹریچر کسی اچھی یورپین لائبریری
کے ایک خانہ الماری کے برابر ہے۔ اسمین شک نہین کہ یورپین لٹریچر کی
حقیقی افضلیت کو مشرقی تعلیم کے حامی ممبر بھی قبول کرتے ہین۔
میرے اس خیال کی مخالفت مشکل سے کیجاوے گی کہ علم ادب کا وہ حصہ

جسمین ایشیائی مصنف اعلے ثابت ہوئے ہین شاعری ہے - اور حقیقت مین مجھکو کوئی ایشیائی شخص ایسا نہ ملا کہ عرب و ہندوستان کی شاعری کو مغربی اقوام کی شاعری سے مناسبت دیسکتا - جب ہم شاعری سے گذر کر دوسرے صیغہ جات ادب پر جنمین حقایق الاشیاء اور حالات عالم پر بحث کیگئی ہے نظر ڈالتے ہین تو یورپین اقوام کی بلندی اور فضلیت چوگنی ہو جاتی ہے - یہ غالباً کوئی مبالغہ نہین کہ تمام تاریخی اطلاعین جو سنسکرت کی کتابین پیش کرتی ہین انگلینڈ کے اسکولونکی مختصر مبتدیانہ تاریخونسے بھی کہین کم قابل قدر ہین - طبعیات اور اخلاقی فلسفہ کی ہر ایک شاخ کی یہی کیفیت ہے -

بہرحال اب کیا کرنا چاہئے؟ ہم کو ایسی ایک خلقت کا تعلیم یافتہ اور روشنضمیر بنانا ہے جو اپنی ورنیکلر زبانونسے یہ عزت نہین حاصل کرسکتی - ہمپر فرض ہے کہ اوسے چند غیر زبانونکی تعلیم دین - ہماری اپنی زبان کے استحقاق مین مشکل سے کلام ہو سکتا ہے -

وہ تو یورپین زبانون مین بھی سر برآوردہ ہے - وہ ایک مجموعہ اوس شاعری کا ہے جو ہرگز یونانیون سے بھی نہین - وہ اوس فصاحت و بلاغت کا سرمایہ ہے جو مختلف قسام کی اور اپنی حیثیت مین اعلے ہے اور جسکے پولیٹکل اور اخلاقی اثر دن کا کوئی زبان مقابلہ یا مساوات کا دعوے نہین کرسکتی پ اور

ا - یہ تو لارڈ میکالے کی سینہ زوری ہے -

وہ خزانہ ہے انسانی فطرت کے اظہارات کا جنکے ذریعہ سے۔ اخلاق۔ الہیات۔ سیاست مدن۔ قوانین سلطنت۔ اور تجارت کے ٹھیک ٹھیک اصول جنکی بنیاد تجارت وعمل پر قایم ہے بخوبی معلوم ہو سکتے ہین۔ جو شخص اس زبان کو جانتا ہے وہ گویا اوس عظیم الشان عقلی و ذہنی دولت پر قبضہ کر چکا جسپر دنیا کی سب سے زیادہ دانشمند اقوام نے نو سو برس کے بعد قابو پایا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ علم ادب جو تین سو برس قبل کی دنیا مین رائج تھا حال کے علم ادب کی بہ نسبت ناقابل قدر ہے۔ اگر یہ سب باتین نہ بھی پیش ہون پھر بھی یہ کیا کم ہے کہ ہندوستان مین انگریزے فاتح گروہ کی زبان ہے۔ یہ ایک ایسی زبان ہے جسکو عالی رتبہ ہندوستانی بولتے ہین اور یہ غالبا کسی زمانے مین ایشیا کے تمام سمندرونکی زبان ہونے والی ہے خواہ ہم اپنے لٹریچر کی حقیقی قدر وقیمت اور اس ملک کے خاص مواقع پر نظر کرین یا نہ کرین مگر تمام معقول اسباب سے ہم انگریزی زبان کو ہندوستان کی ترقی کا باعث قرار دے سکتے ہین۔

جو سوالات ہمکو حل کرنا ہین وہ یہی ہین کہ جسوقت ہمارے لئے اختیار اونکو اپنی زبان اور علوم کا پڑھانا ہے تو کیا ہم اونکو اون زبانونکی تعلیم دین جنکی نسبت ایک عالم کا اتفاق اس امر پر ہے کہ اون مین کسی قسم کی کتابین ایسی نہین ہین جو ہماری کتابون سے مقابلہ کیجا سکین۔ آیا ہم اونکے دماغون کو یورپین سائینس سے روشن کرین یا وہ علوم پڑھائین جو اونسے بنظر ناکمل ہوسکے مختلف ہین۔ ہم خزانہ عامہ سے ہیچ فلسفہ اور صحیح علم تاریخ کی سرپرستی اختیار کرین

یا ایسے اصول طبابت کی واقفیت پیدا کرائین جو ایک انگریز سے گھوڑون کے
معالج کی سے عزتی کا باعث ہے - اوس علم نجوم کی تعلیم دین جو ایک انگلش
بورڈنگ اسکول کی لڑکیون مین قہقہہ پیدا کرے گا - یا اوس علم تاریخ سے ماہر
کرائین جو بادشاہ وقت کو ۳۰ فیٹ لانبا - اور عہد سلطنت کو ۳۰ ہزار سال تک
جاری بتاتا ہے - اور اوس جغرافیہ کو پڑہائین جسمین گھی اور شہد کے سمندر
جاری ہین ؟ -

مین دور نہین جاتا حال ہی مین اوس قوت کے دو بڑے یادگار واقعہ
موجود ہین جسنے سوسایٹی کے دل سے تاریکی تعصب کو دور اور شمع علوم کو روشن
کیا ہے اور فنون شایستگی کی بنیاد اون ممالک مین قایم کی جو ابھی ابھی وحشی اور
جاہل تھے - اون بڑے واقعات مین پہلا واقعہ پندرہوین صدی کے اختتام
اور سولہوین صدی کے ابتدا مین مغربی اقوام کے جوش تعلیم و شایستگی کا آغاز ہے
اوس زمانہ مین ہر ایک قابل مطالعہ شاخ علوم رومن اور یونانی تصنیفات مین محفوظ تھی
اگر ہمارے آبا و اجداد ویسا ہی عمل درآمد کرتے جو کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن نے
اب تک کیا ہے - اور اگر زمانہ سے سیسرو اور ٹیسیٹس کو نظر انداز کر جاتے
اگر وہ اپنی توجہ کو ہمارے جزیرہ کی قدیم زبانون پر مبذول کرتے - اور اگر بجز اینگلو
سیکسن زبان کے کسی دوسری زبان مین نہ کچھہ شایع کرتے اور نہ اپنی یونیورسٹیون
مین کچھہ اور پڑہاتے تو کیا انگلستان وہ ہو سکتا تھا جو آج ہے -

ہماری زبان کو ہندوستانی خلقت کے ساتھہ وہی نسبت ہے جو

گریک اور لیٹن کو موراور اشم کی ہمعصر زبانونکے ساتھ تھی۔

حقیقت مین انگریزی علم ادب قدیم زبانون سے کہین زائد قابل قدر ہے

ایک دوسرا واقعہ اور بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ ایک ہی صدی مین وہ قوم جو نہایت وحشیانہ حالت مین گرفتار تھی بتدریج سر اوٹھا سنے اور شائستگی اختیار کرنے لگی۔ میرا روئے سخن سلطنت روس کیجانب ہے۔ وہان ایک تعلیم یافتہ فرقہ موجود ہے جو اہم امور سلطنت کی مدبرانہ اور دانشمندانہ سرانجام دہی مین ہرگز پیرس اور لندن کے ملتہ مدبرین سے کم نہین۔ اور ہم بدلائل یقین کر سکتے ہین کہ یہ عظیم الشان سلطنت اور بھی ترقی کرجاوے گی۔

اب تک جو تبدیلی اسکی حالت مین ہوئی اوس کا کیا باعث تھا؟ کیا قومی تعصب بر فخر کرنے سے۔ یا نوجوان مسکوی کا اوس کہانی کو بار بار پڑھکر سر ہرانے سے جسپر ایک بوڑھیا کے وحشی باپ نے یقین کیا تھا۔ کیا اوسکے دماغ مین سنیٹ نکلوس کے تذکرے بھردینے یا اس سوال کے حل مین مصروف کردینے سے کہ آیا دنیا ۱۳ ستمبر کو پیدا ہوئی تھی یا نہین۔ یا اوسکو "علم دوست" باشندہ کہنے سے جبکہ وہ ان آثار علوم سے سرافراز ہو چکا ہے؟ کبھی نہین بلکہ یہ تبدیلی اون زبانونکی تعلیم دینے سے واقع ہوئی جنمین ایک ذخیرہ علوم مجتمع ہے۔ مغربی یورپ کی زبانون نے روس کو شائستہ کیا ہے اور کچھہ شک نہین کہ اون زبانون کا ہندوستانیون پر بھی وہی اثر ہوگا جو باشندگان تاتار پر ہوا ہے۔

اب اوس طریقہ تعلیم کی مخالفت مین کیا دلائل ہین جو اصول اور تجربہ کی رو سے

مفید ثابت ہو چکا ہے ۔؟

کہا گیا ہے کہ ہم کو ہندوستانیون کے ہم خیال ہو کر کام کرنا چاہئے اور یہ بلا عربی اور سنسکرت کے تعلیم جاری رکھنے کے ممکن نہین ۔

مین کسیطرح قبول نہین کرتا کہ ایک دانشمند اور تعلیم یافتہ قوم جب ایک جاہل قوم کی محافظت کی ذمہ داری اختیار کرتی ہے تو اوس جاہل قوم کے طالبعلمون سے ہمکو بحیثیت اوستاد اپنے طریق عمل کی بابت مشورہ کرنا چاہئے ۔

اب اس مضمون پر کچھ زائد کہنے کی ضرورت نہین کیونکہ یہ لاجواب شہادتون سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہمکو ہندوستانیون کا ہم خیال ہو کر کام کرنا نہین ۔ یہ ناگوار امر ہے کہ اونکا عقلی مذاق اونکی عقلی طبیعت سے دریافت کیا جاوے ۔ ہم کسی امر مین اونسے صلاح نہین لیتے ۔ ہم اوس تعلیم سے اونکو باز رکھنے کی کوشش کر رہے ہین جس سے اونکو رغبت ہے اور اوس تعلیم کیجانب بزور متوجہ کرتے ہین جس سے اونکو کراہت آتی ہے ۔

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عربی طلبا کی مالی مدد کرنے پر ہم مجبور ہین جبکہ انگریزی طلبا ہماری مدد کرنے کے خواہشمند ہین ۔

تمام عزت و محبت جو ہندوستانیون کے دلون مین مشرقی تعلیم کی ہے دنیا مین ایک منصف مزاج شخص کو اس افسوسناک حیرت کا باعث ہوگی کہ اس بڑی ہندوستانی سلطنت مین کوئی طالب علم زبان مشرقی ایسا نہین جسنے بلا اجرت تعلیم پائی ہو یا اوسوقت تک پا سکے جب تک ہم اوسکی مالی مدد نہ کرین ۔

مدرسۃ العالیہ (کلکتہ) کا مجموع خرچ بابت ۱۸۳۳ء ایک پیسہ سے سامنے موجود ہے تمام عربی طالب علم جو اوسمین داخل ہین اونکی تعداد ۶ ہے جسقدر زرزیادہ اونپر صرف ہوا ہے اوسکی تعداد ۵۰۰ ہے۔ دوسرے مضمون کا حساب یہ ہے کہ تحویل روپیہ جو انگریزی کے بیرونی طالب علمون سے بابت جنوری۔ جون۔ جولائی وصول ہوا ایک سوتین (۱۰۳) ہے۔

مجھہ سے کہا گیا تہا کہ آپ کو لوکل تجربہ نہین اسلئے حیرت ہوئی ورنہ ہندوستان مین بلا خرچ کئے تعلیم پانا ایک فیشن ہے۔

یہ امر جو مین نے بیان کیا ہے میری رائے کو اور قوت دیتا ہے کوئی چیز بہ نسبت اسکے اسقدر زائد یقینی نہین کہ اون لوگونکی مدد کرنا بالکل غیر ضروری ہے جو اپنی خواہشون اور اپنے فائدے کے لئے کام کرتے ہین۔ اور ہندوستان اس قاعدے سے مستثنے نہین ہے۔

باشندگان ہند روزانہ خوراک یا ادنی کپڑون کے لئے جو وہ مدہم سرما مین پہنتے ہین مدد کی حاجت نہین رکھتے۔ وہ خورد سال طلباء جو ابتدائے معلومات ریاضی وغیرہ حاصل کرنے کیغرض سے مواضعات کے مدارس مین داخل ہین ماسٹر سے کچھہ نہین لیتے بلکہ خود ماسٹر کو اونکے پڑہانے کے لئے مدد دیجاتی ہے۔ پہر یہ کیون ضروری ہے کہ سنسکرت اور عربی کی تعلیم کے لئے ہم یہان کے باشندونکو مالی مدد دین؟ اسلئے کہ تمام دنیا جانتی ہے کہ سنسکرت اور عربی کی تعلیم سے نہ کوئی نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور نہ محنت کی

*

داد ملتی ہے

غرض ان معاملات سے بازار کا کافی امتحان ہو گیا ہے اور کسی دوسری شہادت کی حاجت نہین۔

گذشتہ سال چند سابق طالب علمان سنسکرت کالج کیطرف سے اس کمیٹی مین ایک عرضی پیش ہوئی تہی۔ عرضی دینے والون کا بیان تہا کہ اونہون نے ۱۰ یا بارہ برس تک کالج مذکور مین تعلیم پائی۔ اور ہندوؤنکے علوم و ادب مین بخوبی واقفیت حاصل کی ہے اور سرٹیفکیٹ بہی موجود ہین لیکن ان سب کا ثمرہ کیا ہے؟ وہی لوگ بیان کرتے ہین کہ "باوجود ان شہادتونکے پہر بہی ہم بلامدد حضور کی آنریبل کمیٹی کی اچہی زندگی گذارنے کی امید نہین کر سکتے جس بے پروائی سے ہمارے ہموطن برتاؤ کرتے ہین کسی قسم کی ترغیب ومدد کی توقع نہین ہوتی"

اسلئے اونہون نے حضور گورنر جنرل سے سفارش کے لئے عرض کیا اور کہا تہا کہ "ہم اچہی زندگی گذارنے اور اپنی ترقی کے لئے صرف وسیلہ رکہتے ہین جو بلا مدد گورنمنٹ حاصل نہین ہو سکتا۔

اونہون نے نہایت عاجزی کے ساتہہ درخواست کی تہی کہ اون سے نفرت اور بے پروائی کا برتاؤ نہ کیا جاوے کیونکہ زمانہ تعلیم مین گورنمنٹ نے اونکی مدد کی تہی

... نے ... کمیٹی کی طرف سے ... پر نظر نہ کی ... تہا۔ تمام اون مین سے

یہان تک کہ جو بالکل نامعقول وجوہات پر مبنی نہین یہی خیال پیدا ہوتا تھا کہ چند نقصانات کی تلافی اور چند غلطیونکی اصلاح ہونی چاہیئے۔

حقیقت مین یہ پہلے غرضیکدار اشخاص تھے جنہون نے مفت اور عوام کی مدد سے تعلیم پانے کے بعد تلافی چاہی تھی اور دنیا مین علوم وادب سے کمل کرکے نہیچے گئے تھے۔ اونکے بیان سے معلوم ہوتا تھا کہ جو تعلیم اونہون نے حاصل کی وہ ایک نقصان تھی جسکے لئے وہ گورنمنٹ سے تلافی کی درخواست کرنے لگے

بلاشبہ یہ لوگ راہ راست پر تھے۔

اونہون نے اپنے نہایت اعلے حصۂ عمر کو ایک ایسی تعلیم پر صرف کیا جو نہ خوراک پیدا کر سکتی ہے اور نہ عزت۔

لاریب ہم ان لوگونکو غیر مفید اور بدبخت بنانے سے روک سکتے تھے ان لوگونکو اپنے ہمائیو نکے سامنے ذلیل نہ بناتے اور خود سلطنت پر کم الزام کا باعث ہو سکتے تھے مگر کیا کرتے۔ ہماری پالسی ہی ایسی تھی۔ لیکن اب ہم دروغ وصداقت مین امتیاز کرنے سے باز نہین رہین گے۔ ہم اس پر قناعت نہین کرینگے کہ ہندوستانیون کو اونکے ترکے مین ملے ہوئے تعصب پر چھوڑ دیا جائے۔

قدرتی وقتون مین جو صحیح اور سچے علوم کی اشاعت مین دا[illegible] ہمنے چند اپنی ساختہ وپرداختہ شکلین ام رشامل کردی ہین۔ وہ مہربانان [illegible]

انعام اور وہ اکرام جو اشاعت صداقت کے لئے ہی زیبا نہ تھے ۔ تمام بیہودہ مذاق اور جھوٹے قصے لکھنے پر صرف کئے گئے ۔ اس عملدرآمد سے ہمنے وہی خرابی پیدا کردی ہے جس سے ہم خوف کرتے ہین ۔ ہم اختلاف کرتے ہین مگر اوسکو کسیطرح نہین پاتے ۔ جو مصارف کہ عربی اور سنسکرت کالجون پر مہربانی آمیز طریقے مین عطا ہوئے اونسے نہ محض مقاصد صداقت کو بڑا نقصان پہونچا بلکہ غلطیون مین جنگ شروع ہوگئی ۔ اس بد رسم نے نہ صرف عاجز خود غرضون اور متعصب کینہ وردون کے لئے آڑ پیدا کردی بلکہ اوس سے ہر ایک سلسلہ علوم مفیدہ کے مخالفین کو پناہ حاصل ہوگئی ۔

اگر ہندوستانیون مین اوس تبدیلی سے جسکی مین سفارش کرتا ہون کوئی ناراضی پیدا ہو ۔ تو وہ ہمارے ہی سلسلۂ تعلیم کا اثر ہے ۔ جہانتک اور جب تک ہم اپنے موجودہ طریق عمل کو جاری رکھین گے اوسی حد تک یہ اختلاف جاری رہیگا ۔ اگر ہندوستانیون کو علیحدہ کردیا جائے ۔ تو پھر کوئی خطرہ نہین یہ تمام کانا پھوسیان موقوف ہوجاوینگی ۔ ایک واقعہ اور ہے جس سے ثابت ہوگا کہ ہندوستانی مشرقی طرز تعلیم کی اتنی قدر نہین کرتے جتنی اونکی نسبت بیان کیجاتی ہے ۔ کمیٹی نے ایک لاکھ روپے کے قریب عربی اور سنسکرت کتابون کے طبع کرنے مین صرف کیا تھا ۔ لیکن اون کتابون کو خریدار دستیاب نہ ہوئے ۔ یہ شاذ امر ہے کہ دو ایک جلدین کبھی خریدی گئی ہون ۔ ۲۳ ہزار جلدین کتب خانون اور دفترون مین جون کی تون رکھی ہین اور

اور جب کمیٹی کی خواہش اونمین سے کرم خوردہ کتابونکے مفت تقسیم کردینے کی ہوئی تو یہ بات بہی بہت جلد نہ ہوسکی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ عربی وسنسکرت کی جلدونسے ایک ہزار فی سال بہی وصول نہ ہوا۔ بخلاف اسکے "اسکول بک سوسائٹی" ہرسال ۷ یا ۸ ہزار کے قریب انگریزیے جلدین فروخت کرتی ہے اور آمدنی نہ صرف اخراجات کے لئے کافی ہوتی ہے بلکہ ۱۹ فیصدی منافع حاصل ہوتا ہے۔

اس امر پر بہت کچہ زور دیا گیا تہا کہ ہندو لاسنسکرت اور محمدن لا عربی کی کتابون سے متعلق ہے۔ لیکن اس معاملے کو اس بحث سے نسبت نہین ہمکو پارلیمنٹ کیجانب سے ہندوستان کے لئے مجموعہ قوانین تیار کرنے کا حکم ہوا اور اسی غرض سے ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ اس مجوزہ مجموعہ قوانین کے نافذ ہونے پر شاستر اور ہدایہ ایک منصف اور صدر امین کے واسطے بیکار ہوجاوے گی۔ مجہکو امید ہے کہ قبل اسکے کہ طلبائے مدرستہ العالیہ وسنسکرت کالج اپنے سلسلۂ تعلیم کو ختم کرین یہ مجموعہ قوانین نافذ ہوجاوے گا۔ پہر یہ ایک نہایت مہمل بات ہوگی کہ آنے والی نسلون کو ان ایشیا کی تعلیم دیجاوے جنکو تہوڑے ہی دنونکے بعد ہم تبدیل کرنے والے ہین۔

موافقین علوم مشرقی کیطرف سے ایک دلیل اور بہی پیش ہوئی اور کہا گیا ہے کہ عربی اور سنسکرت مین کروڑون باشندگان ملک کی مذہبی کتابین ہین اسلئے ان زبانونکو ایک مخصوص ترغیب کا استحقاق حاصل ہے۔

اسمین شک نہین کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا نہایت اہم فرض
ہے کہ مذہبی آزادی اور بے تعلقی کی حکمت عملی پر مستقل رہے -
لیکن ایک ایسے لٹریچر کی قدر کرنا جسکی حقیقی خوبیان کم تسلیم ہوئی ہین (کیونکہ
اوسکا ہر ایک صیغہ غلطیون اور بے سود اغلاطون کا مجموعہ ہے) اخلاقاً
عقلاً اور اس خیال سے بھی کہ مذہبی آزادی کا عملدرآمد فرض ہے نہایت
بے عنوان امر ہے -
بیان ہوا ہے کہ ایک زبان معلومات مخفیہ کا مدد یا ہوا کرتی
ہے پس ہمکو تعلیم دینا چاہیے کہ اوہام مین جوش پیدا ہو !-
ہمکو جھوٹے فلسفہ - جھوٹے نجوم - اور جھوٹی طب کی اشاعت
ضروری ہے کیونکہ ہم ان علوم کو ایک کاذب مذہب کا ضمیمہ سمجھتے ہین !! -
مین ہمیشہ ان لوگونکو نہ پسند کرتا اور نہ ترغیب دیتا ہون جو
ہندوستان کو میانی بنانا چاہتے ہین -
جبکہ ہمارا عملدرآمد یہ ہے جو مین بیان کر آیا ہون توکیا ہم
بطرز معقول خزانہ عامہ سے کوئی مالی مدد دیہاتکے نوجوانونکو ا بات کے سیکھنے
کے لئے کہ اگر گدہے سے دامن مس ہوجائے تو پاک ہونے کا کیا طریقہ
ہے یا بیٹر کے ذبح کرنے کے جرم مین وہ کی کون آیت پڑہنی چاہیے
دے سکتے ہین -
حامیان زبانہائے مشرقی نے خواہ نخواہ یقین کرلیا ہے کہ

باشندگانِ ملک زبان انگریزے مین بخوبی قابلیت پیدا نہین کر سکتے - حالانکہ یہ قول ثابت نہین کیا گیا - مین کہتا ہون یہ قیاس تجربہ اور حقیقت سے تعلق نہین رکہتا - اسی شہر کلکتہ مین بہت سے ہندوستانی جنٹلمین موجود ہین جو نہایت سلاست و فصاحت کے ساتہہ ہر ایک پولٹیکل و علمی بحث پر گفتگو کر سکتے ہین - اسی مسئلہ (جسپر مین لکہہ رہا ہون) بہت سے ہندوستانی جنٹلمین انگریزے مین گفتگو کر چکے ہین -

حقیقت مین جس فصاحت و آسانی سے اکثر ہندوستانی ہماری زبان مین باتین کرتے ہین خود برا عظم کی دوسری اقوام سے مشکل ہے کوئی نہین کہہ سکتا کہ زبان انگریزے ایک ہندوستانی کے لئے اوتنی ہی مشکل ہے جتنی کہ گریک ایک انگریز کو ہے - تاہم ایک نوجوان انگریز بہ نسبت بدقسمت طالب علمان سنسکرت کالج زبان یونانی کہین جلد بولنے لگتا ہے -

قبل اسکے کہ مین اپنی بحث ختم کردن پہر کہتا ہون کہ میرے خیال مین پارلیمنٹری ایکٹ بابت ۱۸۱۳ء ہرگز مستقل حیثیت نہین رکہتا اور نہ ہم کسی طرز کار روائے مین اوس سے پابند کئے گئے ہین برخلاف اسکے اوس فنڈ کے مفید سلسلۂ تعلیم مین لگانے کی آزادی ہمکو حاصل ہے - اور یہ کہ انگریزے مشرقی زبانون کمسے بہتر زبان ہے - ساتہہ ہی اسکے عربی اور سنسکرت کا ہمسر کوئی دعوے نہین -

بایک امر مین مجہکو اون صاحبون سے اتفاق ہے جنہون نے

بہت سے امور مین اختلاف کیا ہے - یعنے یہ راے اون لوگونکی درست ہو کہ ہم ایکبارگی (اِس نظر سے کہ ہمارا فنڈ محدود ہے) عامہ خلقت کی تعلیم کا بیڑا نہین اوٹھا سکتے - بہرحال ہمکو ایک ایسا فرقہ پیدا کردینا ہے جو ہمارے اور اون کرورون بنی نوع انسان کے مابین مترجم ہو جنپر ہم حکومت کررہے ہین اور وہ بہ لحاظ رنگ وخون کے ہندوستانی ہو لیکن بنظر رائے - اخلاق - مذاق - اور دانش کے بالکل انگلش ہو - ہم اسی فرقے پر اِس ملک کی زبان اخلاق - اور دانش کی اصلاح منحصر رکھتے ہین -

اسمین شبہ نہین کہ مین موجودہ منافع کی سخت محافظت کرونگا مین اون لوگونکی جو مستحق ہین مالی مدد کرونگا - لیکن مین بیخ وبن سے اوس درخت کو اوکھاڑ ڈالونگا جسکی پرورش ہوتی آئی ہے - مین سنسکرت کالج اور مدرسۃ العالیہ موقوف کردونگا - مین صرف دہلی اور بنارس کے اورنیٹل کالجونکو قایم رکھونگا مگر اونکے طالب علم مالی مدد کے مستحق نہ ہونگے -

جو فنڈ کہ ہمارے پاس موجود ہے اوسکو ہم انگریزی مدرسونکے جاری کرنے - ہندو کالج اور فورٹ ولیم کالج کلکتہ کو انگریزی زبان کی ترغیب دینے مین صرف کرینگے -

اگر مہر لارڈشپ باجلاس کونسل میرے صلاح پر عمل کرینگے

۱؎ اگر لارڈ میکالے زندہ ہوتے تو اونکی کامیابی پر "کرورون بنی نوع انسان"

تو مین اپنے فرائض منصبی کو شوق و حوصلہ کے ساتھ ادا کرون گا اور اگر مجوزہ تبدیلی منظور نہ ہوئی تو میرا استعفیٰ مقبول ہو کیونکہ مین ذرا برابر بھی اون کامون کے لیئے مفید ثابت نہ ہونگا جنکو مین اپنے ایمان سے سراسر مہمل خیال کرتا ہون

میرا یقین ہے کہ موجودہ طرز تعلیم نہ صرف راہ صداقت سے منحرف کردیتا ہے بلکہ بڑے سے بڑے گناہون کا باعث ہوا ہے ہم موجودہ حالت مین "بورڈ آف پبلک انسٹرکشن" کے معزز خطاب کے ہرگز مستحق نہین ہین ہم فنڈ کو غیر مفید کتابون کے طبع کرنے اور بیہودہ اخلاقی - اور تاریخی تعلیم کی ترغیب پیدا کرنے کے لیئے بورڈ ہین -

مین نے ان تمام امور پر غور کیا ہے اور عرض کرتا ہون کہ مین اس جلسہ کی طرز کارروائی کا اوس وقت تک جوابدہ نہین ہون تا وقتیکہ اون مین بالکل تبدیلی نہ ہو -

محمد اشرف حسین

اونکو مبارکباد دیتے مگر اسبات کی دوستانہ شکایت ضرور کرتے کہ اونکی خواہشون - وفاداریون - اور ہمدردی کا ترجمہ اوس صفحے نے غلط اور سراسر غلط کئے ہین جسکا کام سراسر صحیح کرنا تھا + منہ

حضرات ناظرین!

مین نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ۔ تواریخ ہسپانیہ کے ترجمہ ہونے سے پیشتر آپکو وہانکے مختصر حالات سے واقف کردون۔ نام کی خواہش نہین انعام کی ہوس نہین۔ اس دردسری سے صرف یہ مقصود ہے کہ گذشتہ کی یاد ہو۔ تاکہ اصلاح موجودہ ہوجائے "گذشتہ کی یاد وہانتک کہ اصلاح موجودہ ہوجاسکے۔ آیندہ کی امید" مقدر کہ تلبیس ابلیس سے پاک ہو فرض انسانیت ہے۔ یہ پہلا نمبر ہے۔ خدا کرے یہی میری نیت خالص ودیعی ہے ویسے ہی جلد وہ دن آوے کہ مین ایک دیباچہ اپنی طرف سے لکھکر کتاب ہدیہ ناظرین کرون۔ پہلے نمبر مین قابل لحاظ مورخ کی بے تعصبی ہے۔ جنہون نے اعجاز التنزیل پر ریویو ملاحظہ فرمایا ہوگا اگرچہ اونکے نزدیک اسلام پر کسی غیر اسلام کی رائے خواہ موافق ہو یا مخالف کچھ وقعت نہین رکھتی مگر تاہم شکرگذاری ہے

مین کوئی دیباچہ نہین لکھہ رہا ہون بلکہ ضروری باتون سے آگاہ کر رہا ہون جو ختم ہوگئین صرف دو باتین ہین۔ مورخ نے ہاشمی تلوار کے جوہر کا اعتراف کرنے سے پہلوتہی کی ہے۔ اور سپین کے مسلمانونکے ہاتھون سے فتح کرنے سپین کی اوس وقت کی بدنظمی پر منحصر مبنی کیا ہے۔ مگر بعض جگہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔ مین یہ کتاب قریب نصف کے تمام کرچکا ہون اور چونکہ یہ ایک کار خیر ہے۔ لہذا جو صاحب اس کار خیر کے اجر کے متمنی ہون۔ دوسری جلد تو تم قوم دوستی محنت کو پیش نظر رکھکر مجھے اپنے ارادے سے اطلاع بخشین تاکہ مین آیندہ تکلیف نہ اٹھاؤن۔ والسلام۔ غبار راہ قوم

تاریخ اسپین

دیباچہ

اسپین کی تاریخ دو متضاد حالتوں کا درد انگیز نقشہ ہمارے پیش نظر کرتی ہے
بارہ سو برس کا عرصہ گذرا کہ طارق (ایک مور مسلمان) نے اسلام کے ممالک
مفتوحہ کی بڑی فہرست میں اسپین جو قوم وزی گاتھ کے قبضے میں تھا شامل کیا
تقریباً آٹھ سو برس تک اسپین اپنے فرمانروایان اسلام کے زیر حکومت براعظم
یورپ کے تمام ممالک میں ایک نہایت مہذب اور شائستہ ملک کی روشن مثال
بنا رہا۔ اس کے زرخیز صوبے اپنے کاشتکاروں کے کسب کمال اور انجنیری ہنرمندی نے
دوچند زرخیز کر دیا تھا سو گنے زیادہ خوش حال ہو گئے۔ وہ وادی الکبیر اور وادیہ
جنکے صرف نام ہی اپنے گذشتہ زمانے کی مٹی ہوئی شوکت یاد دلا رہے ہیں
ان کے سرسبز اور شاداب وادیوں میں بے شمار شہر دفعتاً آباد ہو گئے
علوم اور فنون اور جبکہ یورپ بھر میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی یہاں خوب
چمک رہے تھے۔ فرانس۔ اور جرمن۔ انگلینڈ سے متعلم جوق جوق آتے
تھے تاکہ سرچشمہ علوم سے جو اس وقت اسلامی شہروں کے سوائے اور کسی جگہ نہ تھا
سیراب ہوں۔ اندلس کے امرا اور طبیب علوم میں یکتائے زمانہ تھے
عورتوں کو سنجیدہ علوم کے حاصل کرنے کی توجہ دلائی جاتی تھی بلکہ شہر قرطبہ میں

تو عورتین طلب ہی کرتی تھین - تواریخ - ریاضی - ہیئت - علم نباتات - فلسفہ
فقہ - صرف اسپین اور اسپین ہی مین پوری طرح حاصل ہوتی ہے - کیونکہ
عملی کاروبار - آبپاشی کے عملی قاعدے - جہاز و قلعہ بنانے کے ہنر - معماری
کوزہ گری - نجاری - آہنگری کے نہایت دشوار فنون اور اونکے اعلے نتائج
کی تکمیل ان ہی مسلمانونکے ہاتھون سے ہوئی - رزم و بزم دونون مین عرصہ دراز تک
اونکا علم یکتائی بلند رہا - اونکی بحری طاقت بحر روم کی حکومت کے لئے فاطمیون سے
لڑی - اونکی بری طاقت عیسائی حدود کی جانب آتش و شمشیر بکف ہوکر بڑھی
خود اسپین کا نیشنل ہیرو (قومی نامور) سینے سڈ عرصہ دراز تک مسلمانونکی طرف ہوکر
لڑتا رہا - اونکی تعلیم سے خاصا مسلمان تھا - غرضکہ جس چیز سے سلطنت عظیم الشان اور
اقبالمند ہوسکتی ہے - جو کچھ تہذیب و شائستگی مین افزائش کرسکتا ہے اسلامی
اسپین مین موجود تھا -

سنہ ۱۴۹۲ء مین مسلمانونکی آخری معرکہ ملکہ ازابلا اور شاہ فرڈننڈ
کے جہاد کے سامنے ٹوٹ گئی اور غرناطہ کے ساتھ ہی تمام اسپین کی عظمت
خاک مین ملگئی - مگر اسمین کچھ شک نہین کہ کچھ عرصے تک اسلامی شوکت کا پرتو
اوس ملک کی تاریخ پر ایک مستعار روشنی ڈالتا رہا جسکو آفتاب اسلام کی تابندہ
شعاعون نے کبھی حرارت اور روشنی پہونچائی تھی - ملکہ ازابلا چارلس پنجم فلپ دوم
کولمبس - کورٹیز پیزرو کے دراز اور مسلسل زمانون نے اس طاقت و سلطنت
کے ختم ہوجانے کے قریب پہونچی ہوئے - جنکے گرد ایک آخری حلقہ باندھ دیا

اسکے بعد نفرت انگیز۔ بادی۔ بدعقیدونسے مواخذہ۔ جہالت کی تاریکی
کا دور دورہ آیا۔ جسمین اسپین آجتک مبتلا چلا آتا ہے۔ جن حصون مین کبھی علوم
اوج پر تھے اونمین اسپین کے علما جہالت اور نااہلیت کے لئے مشہور
زمانہ ہوئے۔ نیوٹن اور ہاروے کے معلومات پر مضر مذہب ہونے کے
الزام لگائے گئے۔ جس شہر مین کبھی ستر پبلک کتب خانے تشنگان علم کو سیراب
کرتے تھے۔ جس قرطبہ مین کبھی پانچ لاکھ کتابون کا ذخیرہ رفاہ عام کے لئے
فراہم تھا وہان علم کیطرف سے آخرکو اسدرجہ عدم توجہی ہوئی کہ اٹھارہوین
صدی تک نئی دارالسلطنت میڈرڈ مین بھی کوئی کتب خانہ نہ تھا بلکہ حال ہی کے
زمانے کا واقعہ ہے کہ مسلمانان اسپین کا سب سے پہلا مورخ ہرچند کہ اسپین کا
رہنے والا تھا مگر اوسکو اسکوریل کا قلمی ذخیرہ دکھلانے سے انکار کردیا گیا۔
سوائل کے سولہ ہزار اوزار گھٹتے گھٹتے اپنی قدیمی تعداد کا پانچواں حصہ رہگئے۔ تولیڈو
اور المیریا کے کسب و ہنر سب نیست و نابود ہوگئے۔ حمام۔ حالانکہ بڑی آراستہ
اور کار آمد پبلک عمارات تھین۔ مگر وہ بھی اس بنا پر بالکل مسمار کردئے گئے کہ صفائی
(ان فائدل) مشرکین کی عظمت پر ایک مضبوط دلالت ہے۔ جن صوبون مین
اسلامی طریق کی ماہرانہ آبپاشی بند ہوگئی تھی وہ سب مسمار و برباد ہوگئے۔ بڑے
بڑے زرخیز و زرریز وادیے ویران اور پژمردہ ہوگئے۔ بہت سے شہر
جنسے صوبۂ اندلس کا ہر ضلع معمور تھا متنزل ہوکر تباہ ہوگئے۔ ننگون۔ جوگیون
اور لٹیرون نے متعلمون۔ سوداگرون اور مجاہدون کی جگہ لی۔ یہ ہی وہ متنزل حالت

جسمین اسپین مسلمانونکا گرفتار رہا - یہ ہی دو متضاد حالتون کا دل دکہانے والا
نقشہ ہے جو تاریخ اسپین ہمارے پیش نظر کرتی ہے -

مگر حسن اتفاق سے ان متضاد زمانون مین سے ہمین صرف پہلے زمانہ
سے کام ہے جسمین اسپین - حامیان اسلام کے زیر حکومت اوج پر تہا نہ کہ
اوس زمانہ سے جسمین وہ یورپون کی بدولت ذلیل خفیف مین پڑا - ہماری کوشش
تمام و کمال اس امر پر مبنی رہی ہے کہ مسلمانونکی آٹہہ صدیونکی حکومت مین
جو بڑی مشہور اور قابل توجہ واقعات ہوئی - اونکو بجنسہ بلا کسی تعصب مذہبی
یا قومی - ہدیہ ناظرین کرین - اور جسطرح ہمنے اون نامور اشخاص اور مشہور افسانون
کو قلم انداز نہین کیا - جو خود ناظرین کی توجہ اپنی جانب کہینچتی ہے - اسیطرح ہمنے
اوس کشمکش کا صاف نقشہ کہینچنے کی بہی کوشش کی ہے - جو قومون اور مذہبون
مین تہا - اور جو وسط زمانے کی سپین مین ملکی تحریک پیدا کرنے کا لب لباب
ہے - اختتام پر مین اسقدر ظاہر کرنا اور ضروری سمجھتا ہون کہ جو لوگ اسلامی
تہذیب کے موجودہ فوٹو سے یہ نتیجہ نکالین کہ مسلمان ہمیشہ انسانیت اور
شائستگی کیطرف طبعاً مائل رہتے ہین وہ اپنے مطالعہ کو اس کتاب تک محدود
نہ کرین - بلکہ اسی سلسلہ مین میری دوسری کتاب ستوری آف دی ترک (ترکونکی
حالات) کو بہی ملاحظہ کرین - تاکہ اونکو معلوم ہو جائے کہ مسلمانون مین جہالت
کسقدر ہے - قسطنطنیہ کے فتح سے چالیس برس کے عرصے مین سلطنت
غرناطہ کو زوال آیا - مگر مسلمانون کا جو نقصان یورپ مین ہوا اوسکی تلافی

ایشیا مین نہوسکی۔ ترکونکو یہ بات کبھی نصیب نہ ہوئی کہ ایشیا مین دوسری قرطبہ کی بنیاد ڈالین۔

اسلامیہ سلطنت اسپین

جب سکندر اعظم کی فوجین۔ ایشیا کی قدیم سلطنتونکو پامال کر رہی تہین تو ایک ملک (عرب) ان خرخشون اور خطرون سے آزاد تہا۔ اہل عرب نے اس فاتح دنیا کی خدمت مین کوئی مراسلہ نہ بہیجا یہ دیکھکر سکندر نے مغرور عربونکو زیر کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ فوجکشی کرنے کے لئے ابہی تیاری کر ہی رہا تہا کہ پیام اجل آپہونچا۔ اور اہل عرب بدستور غیر مطیع رہے۔ یہ واقعہ مسیح سے تین سو برس پیشتر کا ہے۔ یہ لوگ اوسوقت سے بہی کہین پہلے سے۔ اپنی ویران جزیرہ نما مین خودسر چلے آتے تہے۔ بلکہ ایک ہزار برس تک اور وہ اس عجیب وغریب تنہائی مین بسر کرتے رہے۔ اونکے اردگرد تمام ملکون مین عظیم الشان سلطنتین قایم ہوگئین۔ خود سکندر کے جانشینون نے شام مین سلطنت سلوکس اور مصر مین سلطنت بطلیموسس قایم کرلی۔ روما مین اغسطس کے سر پر تاج امیر الجیوشی بہی رکہا گیا۔ بائی زنطائن مین پہلا مسیحی بادشاہ بہی تخت نشین ہوچکا۔ قیصر کے وسیع اور بسیط مملکت پر وحشی قومون نے حملے کرنے بہی شروع کردئے۔ مگر اہل عرب اوسیطرح بے خلل

آزادانہ زندگی بسر کرتے رہے - اونکے سرحدی شہرون نے قیصران روما کے
اظہار اطاعت کی ہو تو کی ہو - یا روما کی فوجون نے اگر اونکے ویران
کوہستانی میدانون پر متواتر حملے کئے ہون تو کئے ہون مگر ایسا خفیف اثر اور
ایسی قایم نرہنے والی جنبش اہل عرب کو کسیطرح پریشان نہ کرسکتی تھی - اسمین
شک نہین کہ اونکو چارون طرف سے وہ حکمران خاندان گھیرے ہوئے تھے
جنکو دنیا کی تاریخ سے تعلق ہے - مگر اونکے ریگستانون - اونکی دلیرانہ شجاعت
نے بہی - غیر حملہ آورون کو ہمیشہ باز رکہا - اور ایک نامعلوم قدامت سے لیکر
ساتوین صدی مسیح تک - اس دنیا سے علحدہ قوم کیحالت بجز اسکے اور کچھہ
نہ معلوم ہوئی - کہ وہ وجود رکھتی ہے - اور یہ کہ اونہون نے کبھی کسی حملہ آور
کو گوشمالی کئے بدون نہین چھوڑا - مگر دفعتہً اہل عرب نے ایک نیا پہلو بدلا
اور اوس عزلت نشینی کو چھوڑکر دنیا کی سٹیج پر نکل آئے - اور نہایت مستعدی
سے اوسکو فتح کرنا شروع کر دیا - اونکی زندگی کا یہ نیا ورق ایک تنہا شخص
نے اولٹ دیا یعنے حضرت محمد (رسول اللہ صلعم) رسول عربی
پیغمبر نے ساتوین صدی مسیح کے شروع مین - دین اسلام کا وعظ شروع
کیا - چونکہ اس دین کے اصول ایسے قوم کے گوشزد ہوئے جسمین حرکت
قبول کرنے اور متاثر ہونے کی پوری استعداد تہی - لہذا باعث انقلاب
ہوئے - جو تعلیم اونکو دیجاتی تہی وہ نہایت سیدہی سادہی تہی - حضرت
رسول عربی نے وہی عبرانی مذہب اختیار کرکے جسکے پیرو اوسوقت عرب مین

موجود تھے۔ حسب ضرورت اوسمین تغیر و تبدل کر دیا۔ اور اصلاح بت پرستون
کی قوم کے لئے ایک نئی ہدایت کے پیرایہ مین و مدنیت کا وعظ شروع
کر دیا۔ جو نہ رکھنے والی تحریک اس سادی اور جوش نہ رکھنے والے مذہب نے
عرب مین پیدا کی۔ اگرچہ اوسکو پوری طرح سمجھنا فی الحال ہمارے لئے خالی
از وقت نہ ہوگا۔ مگر اسمین کچھ شک نہین کہ ایسے مذہبی انقلاب ہمیشہ ہوتے
رہے ہین۔ اور یہ کہ سچے پیغمبر کے ذاتی اثر مین ہمیشہ ایک پوشیدہ اور
مضبوط قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ رسول عربی یہانتک راست باز
تھے کہ جو مذہب اونکے نزدیک حق تھا۔ نہایت گرمجوشی اور ایمانداری
سے اونہون نے اوسکی اشاعت کی اور اوسکی تعلیم دی۔ علاوہ ازین
خود مذہب کی علوئیت۔ بانی مذہب اور اونکے پیروؤنکی سچی سرگرمی۔ اوس
تسخیر القلوب جوش پیدا کرنے کے لئے کافی تھی۔ جسکو عام زبان
مین جوش مذہبی کہتے ہین۔ حضرت محمد صلعم سے پیشتر۔ اہل عرب
مخالف قبیلون اور فرقون کا ایک گروہ تھا۔ جو ہمیشہ بطور مہمان نوازی
اور نیز شجاعت کے وحشیانہ صفات مین ایک دوسرے سے بڑھ جانیکی
کوشش کرنے اور لوٹ مار کے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ رسول
عربی نے مبعوث ہوتے ہی اونکو قوم اسلام کی شکل مین بدل دیا
اونکے دلونکو شہادت کی اُمنگون سے لبریز کیا۔ اور اونکی لوٹ کی حرص مین
بنی نوع انسان کو امر حق کے تعلیم دینے کا بالا تر حوصلہ اور بڑہا دیا۔ اور

ب ۱

وفات سے پہلے پہلے تمام عرب پر قابض ہو گئے

وہ متحد قبائل جنہوں نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔ ارد گرد کے ملکوں میں پہیلکر حیرت زدہ قوموں کو مطیع کرنا شروع کر دیا۔ یہانتک کہ حضرت محمد صلعم کے جانشین یعنے خلفائے راشدین کے زمانے میں۔ اسلامی فوجوں نے فارس۔ مصر۔ شمالی افریقہ (بربر) کو برٹل کے میناروں تک کہوند ڈالا اور وسط ایشیا میں۔ دریائے اکسس سے لیکے سواحل بحر اوقیانوس تک موذنوں کے نعرہ اللہ اکبر سے تمام دشت وجبل گونجنے لگے۔

مسلمانوں نکے سرگرم ترقی، ایشیائے کوچک میں شاہ یونان کی فوجوں نے روک دی۔ اور بالآخر اس صوبہ کی فتح کی آرزو پندرہویں صدی سے پیشتر پوری نہ ہو سکی۔ جبکہ عثمانیہ ترکوں کی تلوار نے قسطنطنیہ کا سر جہکایا۔ اسیطرح بحیرہ روم کے مقابل ساحل پر بھی۔ شاہ یونان ہی کی ایک بہادر اور کاردان افسر نے کچھ عرصے تک مسلمانوں کو روکے رکھا۔ مگر اسلامی سیلاب۔ شمالی افریقہ میں ممالک بربر عبور کرنے کے لئے آگے بڑھے اور مسلسل لڑائیوں کے بعد تمام ریاستوں کو عارضی طور سے فتح کر لیا۔ صرف ایک قلعہ سوطا مقابلے پر اڑا رہا۔ اور سواحل بحیرہ روم کیطرح شاہ یونان ہی کی زیر حکومت رہا۔ مگر یہ قلعہ دار الخلافت قسطنطنیہ سے اسقدر دور و دراز فاصلے پر تھا کہ اوسکی حفاظت کا بوجھ شاہ سپین پر ڈالدیا گیا۔ گو برائے نام شاہ یونان کے مضافات میں خیال کیا جاتا تھا۔ مگر استمداد و استعانت ہمیشہ شاہ ٹولیڈو (طلیطلہ) سے کرتا تھا۔ پس یہ بات کسیطرح

سمجھ میں نہیں آسکتی کہ جسقدر امداد شاہ سپین تلعہ سوطا کے گورنر کو بھیج سکا۔ وہ مسلمانونکے حملے کی اوٹھتی ہوئی موج کے مقابلے پر ضرور ہی کافی ہوتی ۔ مگر وہاں تو اتفاق ہی کچھ اور ہوا ۔ یعنے جس بات کا یہ ذکر ہے اوسوقت جولین گورنر سوطا اور راڈرک شاہ سپین کے درمیان کچھ چشمک تی ۔ چنانچہ اس چشمک ہی نے مسلمانونکے لیے دروازہ کھولدیا۔

اسوقت سپین قوم وزی گاتھ کے قبضے میں تھا ۔ قوم وزی گاتھ اون مشہور وحشی قوموں میں سے ہے جنھوں نے روما کے تنزل سلطنت کے صوبونکو تاراج کرڈالا تھا ۔ گاتھ ایک ایشیائی قوم تی جسکی کئی شاخیں تھیں ۔ جنمیں سے اسٹروگاتھ (مشرقی گاتھ) تو اطالیہ پر مسلط ہوگئی تی اور وزی گاتھ (مغربی گاتھ) قوم سیوئی یا سوے میں اور نیز جرمنی سے اور وحشی قومونکو ہر طرف کرکے یا فتح کرکے ۔ سلطنت روما کے صوبہ آئبیریا (سپین) پر قابض ہوگئی تی ۔ جو زمانہ زنگ خوردہ لیان اور ذلیل پست ہمتیاں ۔ سلطنت روما کو دنیا کے اور حصوں میں تہ خاک کرچکی تہیں ۔ وزی گاتھ نے یہاں اگرچہ موجود پائیں ۔ دنیا کے اور بہادر ۔ اور نامور قوموں کی طرح جب اہل روم اپنا مقصد پورا کرچکے جب وہ اپنی تیغ بے دریغ کو مسجود خلایق بنا چکے تو اپنی گذشتہ محنتوں کا تکان رفع کرنے کے لئے حسب معمول اطمینان کے ساتھ آرام میں مشغول ہوگئے اور جہانتک دولت دلجمعی اجازت دیسکتی ہے عیش وعشرت میں مستغرق ہوگئے اہل روما اب وہ بہادر اور سیدھے سادے زندگی بسر کرنے والے

اہل رومانہ رہے تہے کہ قیصر پاسی ہوکے ذرا سے اشارے پر ہل پاتے تہے
چھوٹے چھوٹے کر تلوار سکے قبضے پر ہاتہہ رکھدین اور اپنا پیارا ملک بچانے یا دوسرا
ملک فتح کرنے پر کمر باندہ لین ۔ خاص چین مین اوسوقت یہ حالت تہی کہ فرقہ امرار
کو تو بجز نفس پروری اور تن آسانی کے دوسرا کام ہی نہ تہا گویا اونکا تو منشار
پیدایش ہی اکل و شرب مدام اور لہو و لعب بیہودہ تک محدود تہا ۔ اب رہے
عوام الناس، سو اونمین یا تو غلام تہے یا بمنزلہ غلامونکے تہے یعنی وہ موروثی کاشتکار
جو نہ تو خود زمینونسے بیدخل ہوسکتے تہے اور نہ زمینین ہی اونسے چہڑائی جاسکتی
تہین ۔ بلکہ حسب ضرورت زمینونکے ساتہہ ہی دوسرے مالک کے پاس منتقل
ہوجاتے تہے ۔ دولتمندون اور غلامونکے درمیان ایک متوسط قوم بہی تہی
جنکو برگ سینے اہل شہر پاروسار کہتے تہے ان بیچارونکی سب سے زیادہ
کمبختی تہی ۔ کیونکہ جملہ مہمات سلطنت کا دارومدار انہین پر تہا ۔ ٹکس یہ ادا
کرتی تہی ۔ فوجی اور ملکی خدمات یہ بجالاتی تہی ۔ اور ان سب پر طرہ یہ کہ
دولتمندون کی بیجا آرایش و تکلفات کی بیجا فضول خرچیان بہی یہی پوری کرتی
تہی ہین جس سوسائٹی کی اخلاقی حالت اور تمدن یہان تک خراب ہو اوسمین
وہ اسباب و لوازم کہان ہ جو ایک اولوالعزم اور مہیب حملہ آور قوم سکے
تاب مقابلہ لاسکے ۔ دولت مند خواب عشرت مین ایسے بیخود تہے کہ غنیم
کی آمد آمد کی خبرین اونہین آسانی سے جگا دیتین ۔ اونکی تلوارین مدت
سے نکمی رکہی رکہی زنگ خوردہ ہوگئین تہین اور وہ خود اونپر قضا کی نیندین

اسنڈ ہی تہین ۔ ر ہے غلام ۔ سو اونکو ایک آقا سے دوسرے آقا کے
پاس جانے مین گونہ مسرت ہی تہی ۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تہے کہ اس تبادلے
سے موجودہ حالت شاید ہی بدتر ہو ۔ برگر یاروسار ۔ خدمات ملکی انجام
دیتے دیتے جان بلب ہو گئے تہے کیونکہ ان مظلومونکو صرف تو زیادہ
کرنا پڑتا تہا اور نفع کچہہ بہی نہ تہا ۔

ایسی شکستہ جماعتون سے جنکا ذکر ہمنے اوپر کیا ۔ ایک جری اور
شایستہ قوم تیار کرنا بالکل ناممکن تہا ۔ پس قوم گاتہ بلا تکلف اسپین مین داخل
ہوگئی تمام شہرون اور قلعون نے خوشی سے دروازے کہولدئے ۔ اور
اسپین مین رومن کی مٹتی ہوئی تہذیب و حکومت نے اونکے سامنے
آسانی سے سر جہکا دیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ (الانز ۔ وانڈال سیوے) وحشی قومونکے
حملے مدتون سے قوم گاتہ کے گویا پیش خیمے تہے جنہون نے اونکے لئے
پہلے ہی اسقدر راستہ کہولدیا تہا کہ وہ بلا دقت و تکلیف منہہ اوٹہائے
بے روک چلے آئے ۔ اودہر اسپین کے رومن تہذیب یافتہ باشندے
خوب جان چکے تہے کہ وحشی قومونکے حملے کیا کیا آفتین سر پر لاتے ہین ۔
اونکے شہر جلے ۔ اونکے اہل و عیال غلام بنکر بکے ۔ اونکے چند سردار
مردانہ مقابلے سے پیش آئے وہ مشتے بطوفان نوح ہونے کیوجہ سے
قتل ہوئے ۔ یہ تمام واقعات اونکے چشم دید تہے وہ یہ بہی خوب دیکہہ چکے
تہے کہ وحشیانہ جور و ستم کا ملک پر کیا اثر ہوتا ہے ۔ وبا ۔ قحط ۔ ویرانی

خانمان بربادی - فاقہ مستی - شریف گردی - بدعملی - یہ سب سبق وہ پہلے
ہی سے پڑھ چکے تھے - چنانچہ اسی واسطے اونہون نے آسانی سے سر
جھکا دیا اور حلقہ بگوش بنگئے -

آٹھوین صدی کے آغاز مین جسوقت اسلامی سیلاب بحر ظلمات کے
ساحل افریقہ کو عبور کرکے راس ہرقل کے بیچ مین اندلس کے زرریز میدانون
کیطرف بڑہنے کے لئے سمٹا تو اوسوقت گاتھہ کی عمر اسپین مین دو سو برس
سے زیادہ کی ہوچکی تھی - یہ عرصہ اونکو ملک کی ردی حالت کی اصلاح کرنے
اور اہل ملک کو اوس تازہ جوش جوانی سے مالامال کرنے کے لئے کافی تھا
جو ایک پرانی تہذیب یافتہ قوم کو ناشائستہ مگر دلاور قوم کے ارتباط سے حاصل
ہوتا ہے - چنانچہ اونہون نے سب کچھہ کیا - باقی رہی یہ بات کہ اونہون نے
اسپین کو کیون ترقی دی سوا اسکے خاص وجوہ ہین - گاتھہ بڑے بہادر - قوی الجثہ
عیش پسند زندگی کی خرابیون سے آزاد بھی نہ تھے - بلکہ مسیحی بھی تھے
اور اپنے طریقے مین پکے مسیحی تھے اونکے آنے سے اہل اسپین
نے برائے نام مذہب مسیحی قبول کرلیا - شاہ قسطنطین نے اگرچہ مذہب مسیحی
کو بادشاہ وقت کا مذہب مانکر بہت کچھہ پھیلایا تھا - تاہم مغربی صوبون مین
بہت کم تھا اور جو تھا وہ نہایت متزلزل حالت مین تھا - اب گاتھہ جیسے
جاہل مگر پابند مذہب قوم کے آنے سے اسپین مین جہان بت پرستی کے
کساد بازاری ہوچلی تھی - اس نئے مذہب مین خالص تر عقیدت مندی

پیدا ہونے کا گمان غالب تہا۔ اور کیتہولک پریسٹ بہی آیندہ چرچ قایم
کرنے کی بجتہ امید کرتے تہے مگر افسوس! جو نتیجہ ہوا۔ وہ اس امید
برآری کی کسیطرح تصدیق نہین کرتا۔ اگرچہ گاتہ نے کبہی خلاف ورزی
مذہب تو نہین کی مگر اسمین کچہہ شک نہین کہ اونہون نے مذہبی کامون کو
ہمیشہ اپنی معصیت کاریون کا کفارہ محض سمجہا۔ اونہون نے کبیرہ گناہ کئے۔
اور منفعل و معترف تقصور ہوئے۔ توبہ کی۔ مگر تاہم بلا اثر ندامت گناہ پر
گناہ کرتے رہے جسطرح اوسسے پہلے رومن سپہ کار اور بدکردار تہے
ویسے ہی وہ ہو گئے۔ افسوس لقب مسیحی کے فخر نے اونہین رعایا تو در کنار
خود اپنی اصلاح حال مین کوشش کرنے سے باز رکہا۔ حلقہ بگوش مزارعان
کی پہلے سے بہی کہین زیادہ واجب الرحم اور بدتر حالت تہی۔ وہ زمینون
اور زمینداردنسے نہ صرف وابستہ تہے بلکہ اونکی اجازت بدون شادی
تک نہ کرسکتے تہے۔ اور اگر کہین ارد گرد ہم پیشون مین بلا اجازت
کر بہی لیتے تہے تو اونکے کس دکو مختلف زمینداروں مین تقسیم ہو جاتے
تہے۔ اوسط درجے کے فرقے پہلے برگر یا روسا ر بدستور سابق
ٹکس ادا کرتے تہے۔ اور اسوجہ سے با اوقات۔ خانہ ویران اور
فاقہ مست ہو جاتے تہے۔ زمینین اوسیطرح معتدد اشخاص کے قبضے مین
تہین۔ بڑی جاگیرین اوسیطرح بے شمار ستم الحال غلامونکے زیر کاشت تہین
ان کمبختونکی زندگی اسقدر تلخ تہی کہ جیتے جی امید رستگاری تو کہان۔ شکل

امید بہی خواب مین نظر نہ آتی تہی۔ وہ کلرجی مین جو پہلے ہاتہ اوٹہا اوٹہا کر مسیحی برادری کا وعظ کرتے تہے۔ جب دولتمند اور جاگیردار ہو گئے تو اونہون نے بہی وہی تشتی جابرانہ دستور العمل اختیار کرلیا اور اپنے بیکس غلامون اور حلقہ بگوش فرزاعونکے ساتہہ رومن امرا سے بہی کہین بڑہکر بدسلوکیان کرنے لگے۔ دولتمند بہی اونہی شہوت پرستیون اور سیہ مستیون مین مستغرق ہو گئے۔ جو رومن سلطنت کا چراغ گل کر چکی تہین۔ غرض ان مسیحی مذہب کے پیرؤن کا تہ سکے برائیان بت پرستون کے مذہب خباثت سے اگر بڑہ نہ گئی تہین تو برابر ہونے مین تو کچہہ شک ہی نہ رہا۔ مورخ اسپین کو جب سلمانونکے ہاتہہ سے استیصال مذہب مسیحی کا کوئی معقول سبب نہ ملا تو لکہتا ہے۔ کہ "شاہ وٹزا نے ملک کو گناہ سکہلائے" کیا خوب! حقیقت مین اہل اسپین یہ تعلیم بیشتر ہی پا چکے تہے۔ شاہ وٹزا اپنے اسلاف سے بدتر نہ ہوتا۔ اگر اہل گاتہ سکے وقوعات مابعد ان تمام خرابیونکو پوری وسعت نہ دیتے۔ وحشی قومونکی برائیان۔ متنزل مذہب قومونکی برائیون سے بسا اوقات قریب مشابہت رکہتے ہین۔ چنانچہ اس نظر سے انقلاب سلطنت سے اہل ملک کے اخلاق کی کچہہ بہی اصلاح نہ ہوسکی۔ کیونکہ رومن مذہب گو متنزل تہی اور گاتہ محض وحشی اور ناشایستہ۔

سپین کی ملکی اور اخلاقی حالت یہ تہی۔ جب وہ سیلاب جسکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے لہرا کے اوسکی حدود کیطرف بڑہا۔ تمام ملک بگڑی ہوئی شخصی سلطنتون مین منقسم تہا۔ بڑی بڑی جاگیرین حلقہ بگوش فرزاعان کے

زیرکاشت تہین۔ جنکی حالت نہایت متزلزل اور ناپائدار تہی۔ بیگر لینے روسیار۔
ٹکسونکی بہرمار سے بالکل خراب وخستہ ہو گیے۔ دولتمند نشۂ عیش مین مدہوش تہے
جبل الطارق سے اسطرف تو یہ حالت تہی۔ اور اوسطرف بربران اسلام خیمہ زن
تہے جنمین ہر شخص زور آزما و تیغ پنجہ تہا۔ جنکے سینون مین نئے مذہب کا
جوش بہر رہا تہا۔ جنکو طفولیت ہی سے عزم و حزم سکہایا گیا تہا۔ جنکی
زندگی بالکل سیدہی سادی اور انگلے صحابیون جیسے تہی اور جنکے دل اسوقت مشرکین کے
زرخیز صوبونکو تاخت و تاراج کرنے کے شوق سے لبریز تہے۔ پہر ایسے فریقین کے
درمیان جو لڑائی کا فیصلہ ہو سکتا ہے اوسمین کسکو شک ہو سکتا۔ اور بالفرض اگر اسکا
شک ہوتا بہی اوسکو باہمی دغابازی نے حملہ آورونکے حق مین تائید آسمانی بنکر
بالکل رفع کر دیا۔

راڈرک نے شاہ وٹزا کو تخت سے برطرف کر کے نو عنان حکومت
ہاتہ مین لے لی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ نے پرداز حکومت کو
بہت اچہی طرح اوٹہایا۔ مگر آخرکار جاہ و حشمت کی حرص مین ڈوب گیا۔ اوسکی
شہوت پرست عیش دوست طبیعت نے اون بہڑکنے اوٹہنے والے اسباب
مین باروت کا کام دیا جو اوسکو چارونطرف سے گہیرے ہوئے تہے۔ اور
جنکو شعلہ زن ہو کر سلطنت کو خاکستر کرنے مین ایک ذراسی چنگاری کی ضرورت
تہی۔ اوسوقت سلطنت اسپین کی چہوٹی چہوٹی ریاستون مین یہ دستور تہا کہ
ہر شہزادہ اپنے بچونکو خاص عہدے کے لیے شاہی دربار مین اس غرض سے

بیحد یاکرتے تہے کہ شاہی اداب بزم - تربیت وشایستگی حاصل کرین -
چنانچہ کونٹ جولین گورنر سیوٹا (سوطا) نے (شروع مین بیان کیا گیا ہے
کہ سوطا شاہ یونان سے برائے نام متعلق تہا - بلحاظ استمداد و اعانت اور
تقرب شاہ سپین کا مطیع تہا) حسب دستور اپنی دختر فلورنڈا کو لولیڈو (طلیطلہ)
بہیجا تاکہ ملکہ کے کنیزون مین تعلیم و تربیت پاوے - یہ لڑکی نہایت حسینہ اور
جمیلہ تہی - شاہ راڈرک کا فرض تہا کہ اس معصوم لڑکی کی پاکدامنی کو اپنے بیٹون
کیطرح دامن شفقت سے محفوظ رکہتا مگر افسوس ! اوسنے اپنے تمام فرائض منصبی
کو نسیاً منسیاً کرکے اوسکے دامن عصمت کو خود آلودہ کردیا - یہ ایک بڑی بہاری
بے عزتی ہے - کیونکہ جولین کی بی بی شاہ وتزا کی حقیقی بیٹی تہی - گویا لڑکی کی
بے عزتی سے تمام خاندان گاتہہ کا ہتک ہوا -

نوجوان لڑکی نے اس غم وغصے مین اپنے باپ کو خط لکھکر ایک معتبر
غلام کو بلایا - اور اوسکو ایک دستی خط دیکر کہا کہ اگر تجہے شہزادیونکے تلطف
اور نائٹ (فوج کا اعلے عہدہ) جیسے اعلے عہدے کی عزت حاصل کرنیکی
آرزو ہے - تو بلا خیال وشرات خشکی و تری ہوا ہوجا اور جسقدر جلد ہوسکے
یہ خط خاص کونٹ جولین کے ہاتہہ مین جادے -

کونٹ جولین کو شاہ راڈرک سے رشتہ اتحاد قایم رکہنے کی کوئی
وجہ ہی نہ تہی - کیونکہ اوّل تو شاہ وتزا سے اوسکی نہایت قریب رشتہداری
تہی (یعنی اوسکا خسر تہا) اور شاہ وتزا وہ تہا جسکو راڈرک نے تخت سے

ہر طرف ملکہ غالب گمان ہے کہ قتل ہی کر دیا تہا - پس پیسے غاصب اور قاتل سے موافقت رکہنے کی اوسے کیا ضرورت تہی - دوسرے اب اوس کی بیٹی کی بے عزتی کے ساتہہ خاندان گاتہہ کی بے عزتی ہوئی - جس نے اوسکی آہستہ آہستہ سلگتی ہوئی کینے کی آگ کو منقسمانہ غیض و غضب کی شعلون تک بھڑکا دیا - گو عربونکے حملونکو وہ اب تک پوری کامیابی سے روکتا رہا - مگر اب اوسنے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی بیٹی کی عزت خراب کرنے والے کا ملک بچانیکی زیادہ کوشش نہ کرونگا - مسلمان اگر ملک لینا چاہین تو مین مین ہی اونہین راستہ بتانے پر تیار رہون -

بدلا لینے کے جوش مین بہر کر جولین نے فوراً دربار شاہی کی طرف کوچ کیا - اور وہان پہونچکر اپنے اصلی دلی خیالات کو اس چالاکی سے چہپایا کہ راڈرک سمجہا اپنے جرم پر بغایت انفعال اور پختہ تیقین تہا - کہ فلورنڈا سنے افشا سے راز نہ کیا ہوگا - نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آیا - اور محافظت ملک کے لئے ذرا ذرا سی بات مین اوس سے مشورہ کیا بلکہ جولین ہی کے فریب آمیز صلاح سے اوسنے اعلے درجے کی فوج (سوار اور پیادے) اوسی کے ماتحت جنوبی اضلاع کی طرف بہیجدے - تاکہ مشرکین حملہ آورون کے مقابلے کے لئے تیار رہین - اسکے بعد جولین معہ اپنی مظلوم دختر فلورنڈا کے سوٹا کو واپس ہوا - اور شاہ راڈرک کو نہایت خوش اور مہربان چہوڑا - چلتے ہوئے شاہ مذکور نے اوس سے چند

خاص قسم کے شکاری باز دون کی اشد ضرورت ظاہر کی۔ اور اونکے لئے فرمائش کی۔ جولین نے جواب مین کہا کہ مین آپ کے لئے انشاء اللہ تعالے ایسے باز بھیجون گا جو آپ نے کبھی مدت العمر مین بھے نہ دیکھے ہون گے غرض اہل عرب کے آنے کو اس پوشیدہ پیرایہ مین جتلا گئے۔ جولین نے سوطا کو عود کیا۔

جولین نے واپس ہوتے ہی اوّل موسےٰ بن ناصر گورنر شمالی افریقہ سے ملاقات کی۔ جسکے ساتھ اوس کی فوجین اس قدر مرتبہ تیغ و سپر ہو چکی تہین۔ اور اوس سے کہا کہ آج میرے اور تمہاری لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ اب سے مین اور تم دو دلی دوست ہونگے اور اثناے گفتگو مین اوس نے اسپین کی زرخیزی اور خوبصورتی کے افسانون سے عربی جنرل کے دل مین شوق پیدا کیا۔ اوس کے صاف و شفاف چشمے سرسبز و شاداب چراگاہین۔ لذیذ انگور خوشگوار زیتون۔ اوس کے عالیشان شہر اور شاہی محل اور رگانہ کے سبزہ زار نے۔ اور کہا کہ یہ ایسا ملک ہے جہان کہ گویا شہد و دودہ کی نہرین بہتی ہین۔ صرف تمہاری جانے کی دیر ہے گئے اور فتح ہوا مین خود تمہین راستہ بتلاؤن گا اور اپنے ہی جہاز دون گا۔ مگر عربی جنرل ایک مرد دانا دور اندیش تھا اوس نے خیال کیا۔ ممکن ہے کہ جولین کی اس تجویز مین جو اچھی خاصی دعوت ہے کوئے دام تزویر ہو پس اوس نے خلیفۂ دمشق کی خدمت مین ایک قاصد بھیجکر اون کا استمزاج لیا۔ اور ساتھ ہی

اطمینان کے لئے ایک چھوٹی سی پانسو آدمیون کی جمعیت بسرداری طارف

جو لین کے چار جہازون مین اس لئے روانہ کر دی کہ سواحل اندلس پر

لوٹ مار کے حملے کر کے چلے آوین - یہ واقعہ سنہ ۷۱۰ء عیسوی کا ہے -

اہلِ عرب نے اس وقت تک بحر روم مین جہاز رانی شروع نہ کی تھی - اسیواسطے

موسیٰ نے نہ چاہا کہ اس مختصر سی جمعیت سے زیادہ آدمی سمندر کے بلاخیز

موجون مین ڈالے -

(حامد علی)

باقی آیندہ

"قران مجید کی ترتیب"

پر

ایک رائے

نمبر (۱)

حضرت سرور کائنات پر جب وحی نازل ہوئی تہی تو آپ کے منشی اوسکو قلمبند کرلیا کرتے تہے اور آنحضرت کے اصحاب اوسکو حفظ کرلیا کرتے تہے اور اسطور پر کلام الٰہی سینہ اور سفینہ مین محفوظ تہا۔ حضرت خلیفہ اوّل کے وقت مین ابومسیلمہ نے دعوے نبوّت کیا اور مسلمانون سے اور اوس سے بمقام یمامہ (جو یمن کا ایک شہر تہا) معرکہ کارزار ہوا اسی معرکہ مین ابومسلمہ مارا گیا اور سات سو حافظ شہید ہوئے۔ حضرت عمر کے عقل دور اندیش کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابہی مسلمانونکو بڑے بڑے معرکہ سرکرنے ہین اگر ایک ایک معرکے مین سات سات سو حافظ قرآن شہید ہوئے تو جو حصہ کلام مجید حافظون کے سینون مین محفوظ ہے وہ ہاتہ سے گیا یہ خیال کرکے آپ نے خلیفۂ اوّل کو یہ مشورہ دیا کہ قران ایک جگہ جمع ہوکر قلمبند ہوجائے۔ حضرت خلیفۂ اوّل نے زید ابن ثابت کو (جو آنحضرت کے عہد مین دارالانشاء وحی کے ایک رکن تہے) یہ فرماکر یہ خدمت سپرد کی کہ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ

لا تتمك و قد كنت تكتب الوحى لرسول الله صلى الله عليه وسلم فتتبع القرآن و اجمعه ترجمہ تم جوان عاقل ہو تمہارا حافظہ یا صداقت بہی کسیطرح تہم نہین ہے اور آنحضرت کے زمانے مین تم وحی لکہا بہی کرتے تہے اہتمام کرکے قران جمع کر ڈالو۔ حضرت زید بن ثابت نے کوشش و محنت سے قران شریف کو مختلف کہجور کے پتون سے اور لخاف سے (جو ایک سفید باریک پتھر ہے) اور حافظون کے سینے سے یکجا کرکے قلمبند کرلیا۔ یہ نسخہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت حفصہ بنت عمر کی حفاظت مین یکے بعد دیگرے رہتا چلا آیا جب حضرت عثمان خلیفہ ثالث کا عہد آیا اور آرمینیہ اور آذربیجان مین معرکے گرم ہوئے تب حضرت حذیفہ بن الیمان نے انکی توجہ تدوین کلام مجید کیجانب مائل کی اونہون نے زیدؓ بن ثابت۔ عبداللہؓ بن الزبیر۔ سعیدؓ بن العاص۔ اور عبدالرحمنؓ بن الحارث کو حکم دیا کہ قران مجید کا نسخہ حضرت حفصہ کے پاس سے لاکر اوسکی متعدد نقلین کرین۔ جب متعدد نسخے تیار ہوگئے تو ایک ایک نسخہ بصرہ۔ کوفہ۔ شام۔ یمن وغیرہ ممالک کو بہیجدیا گیا۔ (دیکہو صحیح بخاری لمعات) یہ ہے مختصر تاریخ قران مجید کے جمع ہونے کی۔

اب ترتیب کو ملاحظہ کیجئے۔ قران مجید کی ترتیب کے ذیل مین دو قسم ہین۔ اولاً آیات کو باہم مرتب کرنا۔ اسکے نسبت تمام علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ یہ آنحضرت کا الہامی فعل تہا۔ اسمین کسی عالم کو اختلاف نہین

ہے ۔ ثانیاً سورتونکو باہم مرتب کرنا یہ کام اصح اقوال کے بموجب صحابہ
آنحضرت نے اپنے اجتہاد سے کیا ہے ۔ اور یہ ترتیب سورتونکی جو
آج ہم قران مجید مین دیکھتے ہین حضرت عثمان کے عہد مین ہوئی ہے ۔
(دیکھو تفسیر فتح العزیز پارہ الم لمعات ۲) اس ترتیب کے بیان سے واضح
ہوگیا کہ آیات قرانی کی ترتیب الہامی طور پر منجانب اللہ ہوئی ہے ۔

توضیح مقام کے واسطے یہ تو تمہید تھی اب اصل مقصود سنئے کہ نومبر سنہ ۶۹
کے پرچۂ حسن مین ایک مضمون طبع ہوا ہے جسکے عنوان کو ہمنے ہی اپنے
مضمون کا زیب سر کیا ہے ۔ کاکوری کے ایک صاحب کو یہ خیال جدید
پیدا ہوا ہے کہ قران کی آیتون کی باہمی ترتیب (جو تیرہ سو برس سے
کروڑون مسلمانون مین رائج ہے) ناقص اور زمانہ موجودہ کے لحاظ سے
ناموزون ہے وہ اونکو بطور خود ایک نئی ترتیب دینگے اور تمام مسلمانونسے
مستدعی ہین کہ اس دینی کام مین شریک ہوکر توشۂ آخرت فراہم کرلین
مضمون کا خلاصہ تو یہ ہے لیکن مضمون نے نفسہ ایک عجیب چیز ہے
اور بے اختیار ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۔ کو یاد دلاتا ہے ۔
ناظرین رسالہ نے خیال کیا ہوگا کہ جس شخص کے دل مین منجانب اللہ یہ خیال پیدا ہو
وہ بڑا ہی صاحب باطن ہوگا کیونکہ تیرہ سو برس تک نہ کسی صحابی کو یہ الہام ہوا اور
نہ کسی اولیاء کرام مین سے یہ کشف ہوا کہ ترتیب کلام مجید ناموزون ہے ۔
دوسرے درجے کا بڑا ہی فاضل اجل ہوگا جو آیات کی باہمی نسبت کو تمام مفسرین سے

(حالانکہ مفسرین کلام مجید مین فخر رازی سے فلسفی کامل ہی شامل ہین) بہتیرا
اور جو بات اونکو نہ سوجھی تہی وہ اوسکے ذہن نقاد نے ایجاد کی۔
اور بڑا ہی گرپجوایٹ ہوگا جو زمانہ حال کے رموز علمیہ کا نبض شناس ہے
صاحبو میرے دلمین تو یہی خیال مضمون پڑہکر پیدا ہوا اور سب سے پہلا کام جو
اوس مضمون کے متعلق مین نے کیا وہ یہ تہا کہ یہ دریافت کرون کہ حضرت سعدی* نے
کی لیاقت علمی کیا ہے۔ خوش قسمتی سے اونکے ایک ہم مکتب اور ہموطن سے
ہمکو دریافت کرنے کا موقع ملا اور اونہون نے بتایا جو کچھہ بتایا۔ بدقسمتی سے
نہ مین صاحب کشف ہون اور نہ میرے وہ دوست جنہون نے میری مدد
کی اسواسطے راقم مضمون (یعنے حضرت سعدی) کی نسبت باطنی کی نسبت
مین کچھہ معلوم نہ کرسکا۔ ہان عربی کا تو کچھہ شائبہ ہی نہین ہے رہی انگریزی سے وہ
بہی کچھہ ادنے درجے سے بڑہی ہوئی نہین ہے۔ اب اگر مجھکو حیرت ہے
تو صرف حضرت کی جرءت پر۔ حضرت سعدی ہمکو معاف کرین اونہون نے
بہت بڑے کام کا ارادہ کیا ہے۔ جب تک ہم تحقیق کامل نہ کرین کیسے
اونکے ہم زبان ہوجائین۔
آمدم بر سر مطلب راقم مضمون کا دل دکہتا ہے کہ مشہور اور مستند مقولہ
"الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" بیکار ہوجاتے اور اسوجہ سے

---

* یہ لفظ آگے جہان استعمال ہوا ہے وہان سعدی کاکوروی سے مراد ہے۔

اونہون نے سلف پر اعتراض کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ خود وہ اوسکو بیکار کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ ہم باادب پوچھتے ہین کہ "الانسان" کے نوع کا جزو نے حضرت اپنے آپ کو سمجھتے ہین یا نہین۔ اگر سمجھتے ہین تو اونکو یہ یقین کیونکر ہو گیا کہ اونکا ارادہ اور منصوبہ بیرا "من الخطاء والنسیان" ہے، بقول اڈیٹر حسن کوئی وجہ اختلاف تو بیان کی ہوتی جسکی جہت سے ہم کو بھی معلوم ہوتا کہ آپ کا ارادہ الہامی اور خطا سے پاک ہے

حضرت سعد سے خبردار ہوجائین کہ جو اعتراض نقص ترتیب آیات کا اونہون نے کیا ہے حضرت عثمان پر وہ صرف حضرت عثمان تک محدود نہین ہے بلکہ بانی اسلام پر ہے۔ کیونکہ ہمنے اوپر بتایا ہے کہ ترتیب آیات اسےنے آیات صفات باری اور کیفیت ذات تمہاری کو اور تمہید اور اخلاقی مضامین سکو ایک مگر کردیا ہے) شارع علیہ السلام کا الہامی فعل ہے اور اسواسطے دماغ بشری کا نتیجہ نہین ہے۔ جیسا کہ آپ سمجھے ہین۔ بلکہ خدائی کام ہے اور اسیواسطے ہمارے سلمان بھائی اسی ترتیب کو اولے اور عمدہ خیال کرتے ہین۔ بقول اڈیٹر حسن صحابیون کا رجحان البتہ اور ترتیب کیطرف ہے اور وہ نفس الامر مین" ایک رخنہ پیدا کرنے کی ایک تدبیر ہے"

حضرت سعد نے واقعات کے لحاظ سے اپنے مضمون مین بہت غلطیان کی ہین اور انہین غلط واقعات پر اپنے رائیونکو قائم کیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ جب بنا درست نہین تو عمارت کیونکر درست ہوسکتی

ہے مضمون کے صفحہ (۶) مین لکھتے ہین کہ قرآن متعدد سورتون مین
نازل ہوا ہے اور پہر دعوے یہ کہ ہر مسلمان اسکو عمدہ طور پر جانتا ہے،،
حضرت مین تو یہ نہین جانتا بلکہ یہ جانتا ہون کہ قرآن شریف مجید تو متعدد سورتون
مین نازل ہوا ہے اور اکثر آیات مین نازل ہوا ہے اور اون آیات کے
مجموعہ کا نام سورۃ ہے یہ کہنا کہ ہمیشہ سورتین ہی نازل ہوئی ہین صحیح نہین ہے
اپنے اس دعوے کے اثبات مین ایک تفسیر نہین بلکہ تمام دنیا کے اسلامی
تفسیرین پیش کرتا ہون جس تفسیر کو اوٹھا کر دیکھے گا یہی مطلب پائیگی۔
صفحہ (۷) مین لکھتے ہین کہ سورتین جو مضامین کا ہیڈنگ ہین اوس مین
شان نزول اور مقام صدور کا اظہار ہے،، میری نگاہ سے جتنے کلام مجید
گذرے کسیکی سورۃ مین بہی شان نزول کا مذکور نہین ہے اور غالبًا کوئے
کلام مجید آجتک ایسا نہین لکھا گیا۔ شان نزول تفسیرین بیان کیجاتی ہے
البتہ سورتون کی ابتدا مین مقام صدور کا اظہار ہوتا ہے اور کسی خاص قصے
یا حکم کیوجہ سے (جو اوس سورۃ مین مذکور ہوتا ہے) اوس سورۃ کا نام رکھا گیا ہے
مثلًا سورۃ البقرۃ چونکہ اسصورت مین بقرہ اسرائیل کا ذکر ہے لہذا
اسکا نام سورۃ البقرہ ہے اگرچہ اور بہت سی باتین بہی اسصورۃ مین
مذکور ہین۔ بعض سورتو نکے نام مین یہ مناسبت بہی نہین ہے مثلًا سورۃ
طٰہٰ و یٰسٓ۔ و۔ صٓ۔ و۔ قٓ۔ و۔ نٓون وغیرہ۔ جن حرفون سے
یہ سورتین شروع ہوئی ہین وہی اونکے اسماء ہین۔

آگے بیان کرتے ہین کہ محمدیون کا اعتقاد ہے کہ ترتیب کلام مجید حضرت عثمان کا کام ہے۔ شاید راقم مضمون کا یہ اعتقاد ہو۔ لیکن تمام مسلمانون کا عقیدہ تو یہی ہے جو تفسیر فتح العزیز وغیرہ کے حوالے سے ہم نے اوپر ظاہر کیا ہے۔

اسی صفحہ مین لکھتے ہین کہ "یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ موجودہ ترتیب کلام مجید حضرت عثمان نے بہت سے آیات ...... نکال ڈالین" علاوہ اسکے کہ بقول اُنکے بعض حضرت سعدی کاکوروی خلیفہ ثالث پر ایک غیر مستند اور قابل مضحکہ دھبا لگاتی ہین جہان اسپات کا اشارہ بھی نہین ہے کہ یہ مطلب کس کتاب سے راقم مضمون نے اخذ کیا ہے۔ اور غضب یہ کہ پایہ تحقیق پر پہونچ جانے کا دعوے ہے۔ ہمکو حیرت ہے کہ یہ تحقیقات کا جھنڈا کہان نصب ہوا ہے جسکے سایہ مین ایسی ایسی محقق باتین فراہم ہو رہی ہین۔ کیا سعدی کاکوروی اسی تحقیقات اور قلا سفی سے مخالفین کے جواب مشرح و بسط سے لکھین گے؛

صفحہ (۸) کے خاتمہ پر ایک عجیب اور طرفہ بات لکھی ہے۔ لکھتے ہین کہ "لیکن آپ کو (یعنے حضرت عثمان کو) ہی ایک کام (یعنے قران کی ترتیب) نتھا بلکہ مدنیون کی ترتیب۔ روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوۃ وغیرہ تمام امور دینی اور دنیوی کا ایک دستور العمل مکمل کرتا تھا ...... اسواسطے ترتیب کا خیال نظر انداز ہو گیا" ہمکو سخت تعجب ہے کہ حضرت

عثمان نے کونسے احادیث مرتب کئے ہین اور احکام دینیے اور دنیوی
کا کونسا مکمل دستور العمل بنایا ہے۔ ہم نے نہ نام سنا اور نہ شاید کسی اور نے
سنا ہوگا۔ شاید راقم مضمون ہٰذا کی یہ غرض ہے کہ حضرت عثمان سے
احادیث مروی ہین۔ لیکن حضرت عثمان سے کچھ ایسی کثرت سے
احادیث روایت ہی نہین کیگئی ہین صحیح بخاری مین صرف ۹ نو حدیثین
حضرت عثمان سے مروی ہین حالانکہ اسے صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ
سے چارسو سے زائد حدیثین روایت کی گئی ہین (دیکھو مقدمہ فتح الباری)
اسکے پیراور کتابونکو قیاس کر لیجئے۔ حدیثونکی ترتیب محدثین اصطلاحی
اور احکام نماز وغیرہ کو مرتب کرنا فقہاے اصطلاحی کا شیوہ اور منصب ہے
حضرت عثمان دونون فریق مین نہ تھے۔

نوین صفحے کے آخر مین اس سے بھی زیادہ حیرت خیز بلکہ
اشتعال انگیز بات لکھی ہے۔ کہتے ہین "اسکے ساتھ ہی اگر وہ (یعنے
متعصب مسلمان) اس بات کا خیال کرینگے کہ حضرت خلیفہ اوّل و دوم مین
اتنی عقل۔ مادہ۔ لیاقت۔۔ نہ تھی جو کلام مجید کو جمع کرتے یا قواعد و اجراے
احکام مین بمقتضاے عقل کام لیتے۔ جو حضرت عثمان نے کیا۔ تو ہمکو
امید ہے کہ تمام ہمارے مسلمان ہمارے ہم زبان ہونگے اور کچھ خیال کرکے
دل مین سکوت اختیار کرینگے"

میرے سمجھ مین نہین آیا کہ تمام مسلمانونکے اعتقاد مین کس بات مین

حضرت خلیفہ اوّل و دوم حضرت عثمان سے پیچھے تھے - کیا خلیفہ اوّل نے
قران کے جمع ہونے کا حکم نہین دیا کیا اونکے عہد مین قران جمع نہین ہوا -
کیا ان دونون خلافتون کے زمانے مین احکام اسلام کا ڈنکا ممالک جہان مین
نہین بجا - کیا قواعد اسلام ان دو خلافتون سے ایک عالم مین جاری نہین
فرمائے - کیا مقتضائے عقل کے بموجب بارہ برس دونون خلافت کا
فرض منصب ادا نہین ہوا - جب ہم دیکھتے ہین کہ سب کچھ ہوا اور نہ
صرف ہم دیکھتے ہین بلکہ جتنے آنکھون والے مسلمان ہین سب دیکھتے
ہین تو ہمارے خیال مین نہین آتا کہ حضرت کا کورودی ہمکو کیا تلقین کرتے
ہین - شاید وہ خود بھی نہین سمجھتے - یہ کتنا کریہ اور فضول لفظ ہے کہ
دیکھو دل مین خیال کرکے کیا ہی بے سرو پا باتین جدید قرآن مین درج کیگئی ہین
اور کیا ہی مہذب کلمات زمانہ حال کے موزون ہین ؎

بقول من نہ رسیدہ است فعل من ہرگز
خوشا کسیکہ دُر است از زبان دشمن

ہماری فہم قاصر ہے کہ کیا سمجھکر ہم سعد سیّد کے ہمزبان بنجائین - یہ ایک
نمونہ ہے اوس مضمون عالی کے خوبیون کا - ادری مضمون ہے جو
منجانب اللہ القا ہوا ہے - اسی پر اوس مجر بر کا اندازہ ہوسکتا ہے
جسکے واسطے یہ مضمون نقیب ہے - ہمارے راستہ مین تو مذہب مین
رخنہ اندازی اور نقب زنی اسکا منشا ہے اور اسیوجہ سے ہمنے اسکو نقیب کہا

آخر میں ہم باادب راقم مضمون سے کہتے ہیں کہ وہ اپنی رائے پر
غور اور مضمون پر نظر ثانی کریں اور خواہ مخواہ اس عزم میں کہ جو کچھ وہ کہتے
ہیں منجانب اللہ اور الہامی ہے۔ اس مستند اور مشہور مقولہ کا انسان
مرکب من الخطاء والنسیان کو بیکار نہ قرار دیں ہاں ہم اطمینان دلاتے ہیں
کہ اگر بدقسمتی سے اونہوں نے اپنی رائے کے پیرو بن ماہ جنوری سے
کام شروع کر دیا تو کوئے فتوائے کفر والحاد کے لکھنے کی تکلیف گوارا
نہ کرے گا بلکہ اپنے دل میں کچھ خیال کر کے سب چپ ہو رہیں گے
مسلمانوں کی حمیت سے امید نہیں کہ اس افسوسناک خیال کی تائید میں کسی
طرف سے صدائے مرحبا بلند نہ ہوگی۔
اگر راقم مضمون کو ہماری تحریر ناگوار گذرے تو افسوس ہے۔
لیکن ہمپر فرض تھا کہ ہم یہ لکھتے۔
والسلام علی من اتبع الہدیٰ
محمد حبیب الرحمن شروانی

"قرآن مجید کی ترتیب"

نمبر (۲)

رسالہ حسن نمبری (۱۱) مین ایک مضمون مسلمانون کے
قرآن پاک کی ترتیب کی بابت چھپا ہے جسکے مصنف کا نام رفیع الدین احمد اور
وہ مقام کاکوری کے شیخ سعدی ہین - یہ ایک دلچسپ و قابل غور مضمون ہے جو ہر مسلمان کی
ضروری توجہ کے لایق ہے - اس مضمون کے صاحب راقم کی تمام رائے کا پورا
خلاصہ اسکے ان دو فقرون مین ہے اوّل فقرہ "لیکن مین یہ ضرور کہونگا کہ قرآن
کی ترتیب موجودہ زمانۂ حال کی بہت ناموزون ہے اور اسکے مخلوط مضامین کم لیاقت لوگون
کی نظرون سے ضرور محفوظ ہین - دوسرا فقرہ "ہندوستان جیسے ملک مین قرآن مجید
کی ترتیب موجودہ نامکمل اور ایک طور پر ادہوری ہے - مین اسکی ترتیب اپنے
فہم ناقص کے مطابق سبجکٹ (مضمون) پر کرنا چاہتا ہون" جو دلیل انہون نے
قرآن پاک کی ترتیب کے نامکمل اور ناموزون اور ادہورے ہونے کے بیان
کی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ یہ ترتیب مختصر (صفحہ) بہ خصوصا حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی ہے وہ بشر ہے اور بشر مرکب من الخطا والنسیان ہے اسوجہ سے
اوسکا فعل ضرور غلطی اور نقصان پر مشتمل ہوگا - ورنہ اس مشہور مقولہ کا خون ہوتا ہے
کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان - چنانچہ وہ لکھتے ہین " یہ خیال کہ جو

محمد گان مین سابق ہین کرگئے ہین وہ کا لوحی من السماء سمجھا جاوے
اور اونکی را سے خطا وسہو سے پاک سمجھین الانسان مرکب من الخطاء والنسیان
ایک مشہور اور مستند مقولہ کو بالکل بلا ضرورت بیکار کئے دیتا ہے اونہون نے
دیبا تک کا دعوے کیا ہے کہ حضرت عثمان نے ترتیب قران کے وقت بہت
سے آیات و مضامین کو حذف کر دیا اور انتخاب مین تکرارات اور غیر ضروری
مضمون دور کر کے صرف ضروری مضامین پر اکتفا کیا اور صاحب راقم
موصوف نے بہن کا رروائے کو مسلمانونکو گویا مسلم اور محقق مسئلہ ظاہر کیا ہے
دیباچہ مین تحریر فرماتے ہین "ہمارے پیارے محمدی بھائیونکا یہ اعتقاد کامل ہے
کہ کلام مجید کی ترتیب خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے
دست مبارک سے ہوئی اور اسیوجہ سے آپ کا لقب جامع القران ہے
یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بر وقت ترتیب کلام مجید حضرت خلیفہ ثالث
نے بہتسی آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص یا مطلب واحد کیوجہ سے
بلا ضرورت یا تکرار مضمون کے باعث قابل اندراج نہ تہین نکالڈالین - اور
انتخاب مین صرف اونہین آیات کی ضرورت سمجھی گئی جو خاص اغراض کے واسطے
مخصوص تہین - یا ایک مطلب جداگانہ کے سبب لابد تہین - اور جنپر جمہور کا اتفاق
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ کی تصدیق تہی اور دیگر انصار و مہاجرین
وتابعین کے نزدیک مسلم"

اونہون نے اپنے دوخیال شناقص اس مضمون مین عجب لطف سے

بیان فرمائے ہین۔ اوّل یہ کہ مین صرف سورتونکی ترتیب مین تصرف کرنا چاہتا ہون
چنانچہ وہ لکھتے ہین "گو مین یہ بخوبی جانتا ہون کہ مرا ارادہ بجز موخر و مقدم سورتونکے
دوسرا نہین۔ چنانچہ ان کا یہ فقرہ بتا رہا ہے کہ وہ سورتونکی تقدیم و تاخیر کے
سوائے اور کچھہ کرنا نہین چاہتے۔ اور جو ناموزونی سبجکٹ کے اعتبار سے
قرآن پاک مین ہے وہ انکے نزدیک صرف اسیقدر تصرف سے رفع ہوجاویگی
مگر پھر کچھہ سمجھہ کر وہ فرماتے ہین کہ "مین اسکی ترتیب اپنے فہم ناقص کے مطابق
ہر سبجکٹ پر کرنا چاہتا ہون۔ تحمید باری۔ صفات باری۔ اخلاقی تمدنی۔ معاشرت
واقعات۔ فرائض وغیرہ"۔ اس فقرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یا تو ہر ایک سورت
انکے نزدیک ہر ایک مضمونکو علے سبیل الترتیب ایسی حاوی ہے جسکی وجہ سے
صرف ایک سورت کو مقدم اور دوسرے کو موخر کرنے سے ہر سبجکٹ کے
موافق ترتیب مجوزہ انکی مکمل ہوجاوے گی یا شاید عزم اوّل کو ناکافی سمجھکر عزم
ثانی یہ کیا گیا ہے کہ ترتیب سُوَر ہی نہین بلکہ ترتیب آیات بھی بیجا دے گی
ورنہ ہر سبجکٹ کے موافق ترتیب نہ ہوگی۔ انہون نے اپنے اس مستحکم
ارادہ مین اپنے عزم راسخ کو جو اس زمانے کے فلاسفرون کے نزدیک شعبۂ
نبوت ٹھیرا ہے۔ اس دلیری کے ساتھہ ظاہر فرمایا ہے کہ مسلمانون کے
پیشواؤن (یعنے آجکل کے ملانون) کے کفر کے فتوؤن سے اپنے کو
بےخوف ظاہر کردیا ہے اور باینہمہ اپنے اس مستحکم ارادے مین تمام
مسلمانون اور رئیسون سے پوری امداد کی امید ظاہر کی ہے چونکہ ہم بھی ایک

ایک مسلمان ہیں اور ہمکو خوب معلوم ہے کہ ہمارے اسلام کی حقیقت آپنے
پیارے محمد رسول اللہ کی سچی تصدیق اور اوسکے لائے ہوئے
سچے کلام الٰہی کی تسلیم کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور اگر کچھ ہے تو وہ اُسی
سچے کلام الٰہی کی بتائی ہوئی بات ہے۔ اس نظر سے ہمپر فرض ہے کہ ہم
اس زمانے کے شیخ سعدی صاحب کی اس نئے خیال کو نظرِ غور سے دیکھین
جو انھون نے مسلمانونکے خدا کے کلام پاک کی نسبت ظاہر فرما کر یہ ثابت کیا ہے
کہ جس کلام خداوندی کو ہم مسلمانون نے اپنا مدار ایمان سمجھا ہے اور جسکی نسبت
ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بہمہ وجوہ کامل و مکمل ہے اور ہر ایک عیب سے مبرا و منزہ
ہے اور وہ بمضمون اے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون انتحال مبطلین
و انتحال متخلین سے برتر و اعلےٰ ہے اور انسانی تصرفات و تحریف سے پاک ہو
وہ کلام پاک سعدی صاحب کے نزدیک ان جملہ عیوب سے مالا مال ہے اور
ایک بے ڈھنگے طور پر یون ہی فراہم کر لیا گیا ہے جیسا کہ اوراق منتشرہ کو ایک
طفل مکتب ہر این سے چن کر جمع کر لیتا ہے اور اس غور کے بعد ہم اپنے معبود
برحق کے کلام معجز نظام کو جانچین کہ وہ کہان تک سعدی صاحب انکے رائے
کے موجب اصلاح کے لائق ہے اور دریافت کرین کہ جس نادر حقیقی مالک الملک
ذوالجلال و الاکرام نے اپنے مبارک و مقدس کلام کو بطریق اعجاز اپنے
پیارے نبی کو دیا تھا اس قادر مطلق سے سعدی صاحب کی رائے کے
موجب کہان تک۔ اس کلام کی تہذیب مین فروگذاشت ہوئی اور کہان تک

اس کلام کی تہذیب میں فروگذاشت ہوئی اور کہاں تک اس مجموعہ انوار کی ترتیب میں اسکو لاچاری اور مشکل پیش آئی جسکے سبب سے اوسنے اپنے یا کلام کی تہذیب و ترتیب کا کام اپنے بندوں کے سپرد کیا اور بندے بھی جیسے چاہئے وہ پورا نہ ہو سکا اور انہوں نے آخرکار ہمارے زمانے تک شیخ سعدی صاحب کی ترمیم کی ضرورت باقی رکھی۔

ہم قبل اس کے کہ سعدی صاحب کے خیال کے غلط یا صحیح ہونے کی نسبت کوئی تصفیہ کریں مناسب سمجھتے ہیں کہ قران پاک کی ترتیب کی نسبت مسلمانوں کا عقیدہ ظاہر کریں اور اس امر کو طے کریں کہ آیا ہمارے خدا کی مقدس کتاب کی ترتیب موجودہ کسی بشر کے ہاتھ سے ہوئی ہے جو مرکب من الخطاء والنسیان ہے اور جسکی بنا پر سعدی صاحب نے اصلاح کا قصد فرمایا ہے یا جسکی یہ کتاب ہے وہی اسکا مرتب ہے بشری اختیار و تصرف کو اسمین کچھ مداخلت نہیں ہے اور نہ آئندہ ممکن ہے۔

پس ہم مسلمانوں کا جسطرح یہ عقیدہ ہے کہ ہمارا قران پاک آسمانی کتاب اور اللہ کا کلام ہے اسیطرح ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے سے پہلے اسی ترتیب و سلسلہ کے ساتھ بہیئت مجموعی لوح محفوظ اور کتاب مکنون میں ثابت و موجود تھی اور موجود ہے اور ہمارے اس عقیدے کو خود اسی سچی کتاب کی ان آیتوں نے ہمکو بتایا ہے قال اللہ تعالے۔ انہ لقران کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون

بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ ۔ وقال اللہ تعالے ان علینا
جمعہ و قرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ۔ امام بخاری نے کتاب التفسیر
میں اس آیت کے تحت میں لکھا ہے ۔ قولہ تعالے ان علینا جمعہ
وقرآنہ ۔ تالیف بعضہ الی بعض ۔ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ۔ ای
ما جمع فیہ ۔ وقال تعالی انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون
یہی وجہ ہے کہ ہمارے خدا کی یہ مقدس کتاب تبدیل و تحریف و زیادت و نقصان
سے آجتک محفوظ رہی ہے اور اگر ہمارے خدا کی یہ بات کہ ہم اسکے حافظ ہیں سچی ہے
تو وہ ہمیشہ محفوظ رہے گی ۔ اور ہم مسلمانوں کے اس عقیدے کا ثبوت کہ ترتیب
سور و قرآن پاک کی مطابق اسی ترتیب کے ہے جو لوح محفوظ کی ترتیب ہے
اور اسمیں سر مو تفاوت نہیں ہے اور یہ ترتیب بھی اسیطرح جبریل علیہ السلام
آنحضرت کو خدا کیطرف سے لاکر بتاتی ہے جسطرح کہ وہ انہوں نے قرآن پاک
اوتارا اسوجہ سے اس ترتیب کو ترتیب بشری اعتقاد کرنا اسلام کا عقیدہ نہیں
ہے علاوہ ان نصوص قرآنی کے احادیث نبویہ اور اجماع مسلمین اور تصریح ائمہ دین
سے علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی لکھتا ہے ۔
ومن الامور الدالۃ علے ان ترتیب الآیات توقیفی قراءتہ صلی اللہ
علیہ وسلم سوراً عدیدۃ فی الصلوۃ مرتبۃ کما ورد فی احادیث
الکثیرۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرء فی الصلوۃ کذا سورۃ کذا
وفی الصلوۃ کذا سورۃ کذا فکیف یکون بعد الترتیب الذی ہو الموجود الان

ترتیباً بشیر یا مع ان الصحابة سمعوا القرآن مفصلا مرتبا من فی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال الملی وغیره ترتیب الآیات فی السورة با مر من النبی صلی الله علیه وسلم ولما لم یا مر بذلک کیف ترکت البسملة فی اول براءة ـ وقال القاضی ابوبکر ترتیب الآیات امر واجب لازم فقد کان جبرئیل یقول ضعوا آیة کذا فی موضع کذا قال الذی یذهب الیه ان جمیع القرآن الذی انزله الله وامر باثبات رسمه ولم ینسخه ولا رفع تلاوته بعد نزوله هو الذی بین الدفتین الذی حواه مصحف عثمان رضی الله عنه وانه لم ینقص منه شئ ولا زید فیه وان ترتیبه ونظمه ثابت علی ما نظمه الله تعالی ورتبه علی رسوله من ای السور لم یقدم من ذالک موخر ولا اخر منه مقدم وان الامة ضبطت عن النبی صلی الله علیه وسلم ای کل سورة ومواضعها وعرفت مواقعها کما ضبطت منه نفس القرآن وذات التلاوة الخ کذا فی الاتقان اور یہی جلال الدین سیوطی لکہتے ہے ـ اما الاجماع فنقله غیر واحد منهم الزر کشی فی البرهان وابو جعفر بن الزبیر فی مناسباته وعبارته هکذا ترتیب الآیات فی سورها واقع بتوقیفه صلی الله علیه وسلم وامره من غیر خلاف فی هذا بین المسلمین ـ بہان تک

اجمالی طور سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ اپنے خدا کی سچی کتاب کی نسبت اجماعی طور سے یہ ہے کہ یہ کتاب مقدس آنحضرت پر نازل ہونے سے پہلے اسی ترتیب و سلسلہ سے جیسے کہ وہ اسوقت ہمارے ایمان بھرے سینوں میں ثبت ہے لوح محفوظ اور ام الکتاب اور کتاب مکنون میں موجود تھی اور اب تک موجود ہے ۔ اب ہم ذرا تفصیل سے اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت پر جبرئیل علیہ السلام نے جسطرح اس کتاب کو اوتارا اسطرح اس کی ترتیب کو بھی بتایا اور آنحضرت نے بجنسہ صحابہ کو سکھلایا اور صحابہ نے اس قرآن پاک کو آنحضرت کے منھ سے اسطرح سنا جیسے کہ بلا تشبیہ ایک شاگرد اپنے حافظ اوستاد سے سنتا ہے ایک حرف بھی اسمیں سے مقدم و موخر نہیں ہوا اور ایک آیت بھی اپنے موضع سے نہیں ٹلی بلکہ جس آیت میں آنحضرت کو ادنے شبہ ہا ہے فوراً اوس آیت کو جبرئیل امین نے آکر بتا دیا ہے کہ یہ آیت فلاں آیت کے قبل یا بعد کی ہے اسکو وہاں رکھو چنانچہ احمد نے باسناد حسن عثمان ابن ابے العاص سے روایت کی ہے قال کنت جالسا عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ شخص ببصرہ ثم قال اتانی جبرئیل فامرنی ان اضع ہذا الایۃ بہذا الموضع من ہذا السورۃ ۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی ۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جبرئیل امین نے ترتیب قرآن کی تعلیم میں بھی وحی کے ذریعے سے پوری تفصیل اسکی فرمانے کی

کہ فلان آیت فلان سورۃ مین فلان موضع پر اسطرح رکھدو اور آنحضرت نے
فوراً او سکو وحی کے بعد صحابہ کو سنایا اور حکم دیا کہ اس آیت کو فلان مقام پر لکھدو
فلان سورۃ مین رکھدو۔ چنانچہ احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان
اور حاکم وغیرہ ابن عباس سے نقل کرتے ہین۔ قال وکان اذا انزل علیہ الشئی
دعا بعض الصحابہ فمن کان یکتب فیقول ضعوا ھولاء الایات
فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا و کذا۔ الخ۔ چنانچہ جس ترتیب سے جبرئیل
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قران پاک سکھلایا آنحضرت اوسی ترتیب سے
قران پاک کو ماہ رمضان مین ہر سال جبرئیل علیہ السلام کو سنایا بہی کرتے تھے
اور بعض اوقات آنحضرت کے سنانے اور حضرت جبرئیل کے سننے مین بعض
صحابہ بہی موجود ہوتے تھے اور حرفاً حرفاً مفصلاً مرتباً کما ہو الان صحابہ آنحضرت
کے منہہ سے حضرت جبرئیل کو سناتے وقت سنتے تھے منجملہ اون صحابہ کے
حضرت زید بن ثابت کاتب القران ہین جنہون نے اس کتاب مقدس کو
من اولہ الی آخرہ حضرت جبرئیل کے سامنے آنحضرت کے منہہ سے اس آخر
دورہ مین سنا ہے جسکے بعد آنحضرت کا انتقال ہوا اور اوسی آخر دور مین حضرت
جبرئیل نے آنحضرت کو یہ بہی بتا دیا کہ فلان آیت منسوخ ہوگئی اور فلان
آیت باقی رہے۔ چنانچہ حضرت زید مذکور نے سنکر سب کو لکھ لیا اور آنحضرت
کو بہر سنا دیا غرض کہ ناسخ و منسوخ کا تصفیہ بہی آنحضرت کے روبرو حضرت
جبرئیل نے فرمادیا اور آیات منسوخہ کے دور کرنے اور ناسخہ کے شامل

کرنے کا کام ہی آنحضرت خود ہی حضرت جبرئیل کے ارشاد کے موافق سنتے
روبرو کہے گئے اور ترتیب تلاوت کو تکمیل فرما کر صحابہ کو تعلیم فرما دیا اور اسی تعلیم
کے موافق آنحضرت کے انتقال کے بعد ہمیشہ اسی موجودہ ترتیب تلاوت
سے حضرت زید اور لوگو نکو پڑہاتے رہے یہانتک کہ اونہون نے بہے
انتقال فرمایا اور اسیوجہ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان نے
جمع قران کا اہم کام اسکے ذمے کیا تہا چنانچہ بغوی نے شرح السنہ مین
لکہا ہے ان زید ابن ثابت شہد العرضۃ الاخیرۃ التی بین
فیہا ما نسخ وما بقی وکتبہا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقراٗہا
علیہ فکان یقرئ الناس بہا حتی مات ولذالک اعتمدہ
ابوبکر وعمر فی جمعہ وولاہ عثمان کتب المصاحف ۔ الخ
یہانسے معلوم ہوا کہ ترتیب قران مین نہ آنحضرت کے رائے کو دخل تہا نہ
صحابہ کو مجال تہی نہ یہ ترتیب بعد آنحضرت کے ہوئی نہ اس ترتیب مین لوح محفوظ
کی ترتیب کے خلاف ایک نقطہ کی تقدیم وتاخیر ہوئی بلکہ وہ کما ہو فی اللوح
المحفوظ حضرت جبرئیل کے واسطے سے آنحضرت کو سکہلایا گیا اور آنحضرت
نے صحابہ کو تعلیم فرمایا اور صحابہ نے جمیع الامتہ کو سکہلایا ۔
اب ہم کو یہ بات بیان کرنی چاہیے کہ پہر صحابہ نے کیا جمع کیا او
کس چیز کی ترتیب فرمائی اور حضرت عثمان کو جامع القران کس اعتبار سے
کہتے ہین اور جبکہ ترتیب خدا کیطرف سے ہے تو ان لوگون نے کیا کیا

جوان کیطرف ترتیب منسوب کیجاتی ہے پس اوسکی بابت ہم مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے قران پاک مختلف لکھے ہوئے اجزار مقامات مختلفہ سے اوٹھاکر ایک جگہ ایک کتاب مین جمع کردینے کے سوائے اور کوئی کام زیادہ نہین کیا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ اوس زمانے مین چونکہ کاغذ وغیرہ اور تحریر کا اہتمام بہت کم تہا اسوجہ سے جو آیت قران پاک کی نازل ہوتی تہی کاتبان وحی حسب ارشاد نبوی اوسکو کبھی کاغذ پر کبھی سفید رنگ کے پتہر پر کبھی ہڈی پر کبھی کہجور کے پتون پر لکھہ لیا کرتے تہے اور وہ لکھا ہوا ایک مقام پر جمع نہ کیا جاتا تہا بلکہ بعض حصہ اسکا کسی صحابہ کے پاس اور بعض کسیکے پاس رکہا جاتا تہا۔ چنانچہ آنحضرت کے آخر زمانے تک وہ اسیطرح رہا اور وہ متفرق کاغذ اور پتہر وغیرہ جنپر مختلف آیات لکہی تہین ایک جگہ جمع نہ ہوسکے۔ آنحضرت ؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر کے خلافت مین جبکہ اکثر وہ حفاظ جنکے سینون مین یہ مرتب قران محفوظ تہا ایک ہنگامہ مین قتل ہوگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ خیال ہوا کہ یہ قران پاک جن حفاظ کے سینون مین محفوظ تہا وہ تو اکثر قتل ہوگئے اور آیندہ جو باقی ہین اونکی موت وزیست کا اعتبار نہین اور تحریر مین ہنوز وہ جمع نہین ہوا پس ہماری دین کی کتاب اگر صرف زبانی حفظ پر چھوڑی جاوے اور ضبط تحریر مین نہ لائی جاوے اور جملہ حفاظ خدانخواستہ ایک لخت مفقود ہوجاوین تو ضرور ایک دن یہ نعمت ہمارے ہاتہ سے جاتی رہے گی پس مناسب ہے کہ جسطرح وہ سینون مین محفوظ ہے اسیطرح اسکو ایک کتاب مین

ہی مدون کرلیا جاوے چنانچہ بعد مشورہ صحابہ کے اس عمدہ رائے کو مستحکم
فرماکر اونہوں نے حکم دیا کہ اول ان متفرق اجزاء کو جو لکھے ہوئے مختلف
اصحاب کے پاس ہین جمع کرلیا جاوے اور ہر ایک لکھے ہوئے جزو قران
اور آیت کو حافظوں کی یاد سے مطابق کرلیا جاوے تاکہ یہ معلوم ہوجاوے کہ جسقدر
قران آنحضرت کے زمانے مین لکھا گیا تہا اوسمین سے کوئے جزو فوت نہین ہوا
جب وہ جملہ اجزاء متفرقہ یکجا جمع ہوجاوینگے اوسوقت موافق حفظ ان حفاظ
کے جنہون نے آنحضرت کے منہ سے حضرت جبرئیل کے سامنے شاہد
اور جو شب و روز اسکا دورہ و تعلیم فرماتے تہے اور جو رات دن نماز مین کثرت
سے پڑہا کرتے تہے اور اگر ایک آیت کا فرق ہوتا تہا تو فوراً اوسکو دوہرا
بتادیتا تہا اسکو مرتب کرلیا جاوے گا۔ چنانچہ اولاً ایسا ہی کیا گیا کہ وہ اجزاء متفرقہ
جمع ہونے شروع ہوگئے اور حفظ حفاظ سے مطابق کئے گئے اور مصاحف
مین مرتب کرلئے گئے اور چونکہ ایسے عظیم الشان کلام کے واسطے اعلے
درجے کی احتیاط اور غایت درجے کے اہتمام کی ضرورت تہی اسوجہ سے
حضرت صدیق اکبر کو اپنے قلیل المدت عہد مین زیادہ مہلت نہ ملی اور اونکے
زمانے مین اسیقدر کام ہوا کہ قران پاک کے وہ لکھے ہوئے اجزا جو آنحضرت
کے سامنے کاتبان وحی نے لکھے تہے اور جنکو آنحضرت نے بچشم خود
دیکہہ لیا تہا یکجا جمع کرلئے گئے اور اونکا انتشار و تفرق جو زیادہ اندیشناک تہا
کم ہوگیا۔ چنانچہ بخاری کی روایت سے حضرت زید ابن ثابت کاتب الوحی

کا اسیقدر کام ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کے زمانے سے
اجزاء متفرقہ قرآن پاک کو ایک کے پاس اور دوسروں کے پاس سے تلاش کر کے
یکجا جمع کرلیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ فلم ازل اراجعه حتی شرح الله صدری
الذی شرح له صدر ابی بکر و عمر فقمت فتتبعت القرآن اجمعه
من الرقاع والاکتاف والعسب وصدور الرجال حتی وجدت
من سورة التوبة آیتین مع خزیمة الانصاری لم اجدهما مع احد
غیره لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص
علیکم الی آخره وکانت الصحف التی جمع فیها القرآن عند ابوبکر
حتی توفاه الله - الخ اسکے تحت میں شارح قسطلانی لکھتا ہے - اجمعه
من الرقاع ای حال کونی اجمعه مما عندی وعند غیری
من الرقاع اور نیز جلال الدین سیوطی حارث محاسبی سے نقل کرتا ہے - و
قال الحارث المحاسبی فی کتاب فهم السنن کتابة القرآن لیست بمحدثة
فان النبی صلی الله علیه وسلم کان یامر بکتابته ولکنه کان مفرقا فی الرقاع
والاکتاف والعسب فانما امر الصدیق بنسخها من مکان الی مکان
مجتمعا وکان ذلک بمنزلة اوراق وجدت فی بیت رسول الله
صلی الله علیه وسلم فیها القرآن منتشر فجمعها جامع وربطها
بخیط حتی لا یضیع منها شیء الخ اور نیز طریق یحیی ابن عبد الرحمن ابن حاطب سے
ہے قال قدم عمر فقال من کان تلقی من رسول الله صلی الله علیه

وسلم شيئاً من القرآن فليأت به وكانوا يكتبون ذلك في الصحف
والالواح والعسب وكان لا يقبل من احد شيئاً حتى يشهد شهيدان
وهذا يدل على ان زيدا كان لا يكتفي بمجرد وجدانه مكتوبا حتى
يشهد به من تلقاه سماعاً مع كون زيد كان يحفظ فكان يفعل
ذلك مبالغة في الاحتياط واخرج ابن ابي داود ايضاً من طريق
هشام بن عروة عن ابيه ان ابا بكر قال لعمر ولزيد اقعدا
على باب المسجد فمن جاءكما بشاهدين على شيء من كتاب الله فاكتباه
رجاله ثقات مع انقطاعه قال ابن حجر وكان المراد بالشاهدين
الحفظ والكتاب وقال السخاوي في جمال القراء المراد انهما يشهدان
على ان ذلك المكتوب كتب بين يدي رسول الله صلى الله عليه
وسلم او المراد انهما يشهدان على انه من الوجوه التي نزل بها القرآن
قال ابو شامة وكان غرضهم ان لا يكتب الا من عين ما كتب بين
يدي النبي صلى الله عليه وسلم لا من مجرد الحفظ قال ولذلك
قال في آخر سورة التوبة لم اجدها مع غيره اي لم اجدها مكتوبة
مع غيره لانه كان لا يكتفي بالحفظ دون الكتابة غرضکہ جو کچھ حضرت
ابوبکر کے وقت میں ہوا وہ اسیقدر تھا جو بیان کیا گیا اور انکے بعد حضرت عثمان
غنی نے اسکو انہیں حفاظ کے ذریعے سے مصاحف مختلفہ میں سے ایک مصحف
میں اسی ترتیب موجودہ کے ساتھ لکھوا دیا اور متفرق مصاحف کو جلکے باقی

رہنے سے قراءت کے اختلاف کا اندیشہ تھا نابود کر دیا پس خلیفہ اول
جامع القرآن باین معنے ہین کہ اونہون نے متفرق اجزاء کو سب جگہ سے
منگوا کر اور تلاش کر کر اور ہر ایک کی تصدیق فرما کر مصاحف مین جمع کر لیا اور
حضرت عثمان جامع القرآن باین معنے ہین کہ اونہون نے اون مصاحف مین سے
حفظ حفاظ کے موافق صرف ایک مصحف مین لکھوالیا پس اب ہر مسلمان کو معلوم
ہو گیا ہوگا کہ ہمارے قرآن پاک کی ترتیب کو بشری تصرف سے کچھ علاقہ نہین
ہے اور صحابہ نے سوائے اوس ترتیب نزولی کے ساقط کرنے کی جو نجماً
نجماً موافق حاجات کے ہوئی اور سوائے اجزائے متفرقہ کے یک جا جمع کرنے
اور غیر مدون کو مدون فرمانے کے اور کوئی کام نہین کیا جسکے لحاظ سے اسلام کا
یہ عقیدہ راسخہ ہے کہ ترتیب موجودہ ترتیب بشری نہین ہے بلکہ یہ خدا کا کلام
خدا کا ہی مرتب کیا ہوا ہے اب ہم احادیث نبویہ سے اون شواہد کو نقل
کرتے ہین جو ہمارے مذکورہ بیان بالا کی تصدیق کرتے ہین۔ قال الجلال
السیوطی اخرج عن ابن وہب قال سمعت مالکاً یقول انما الف
القران علی ما کانوا یسمعون من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال
البغوی فی شرح السنہ الصحابہ رضی اللہ عنہم جمعوا بین
الدفتین القران الذی انزلہ اللہ علی رسولہ من غیر ان زادو
ونقصوا منہ شیئاً خوف ذہاب بعضہ بذہاب حفظہ
فکتبوہ کما سمعوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر

ان قد مواشیئا او اخر او وضعوا له ترتیبًا لم یاخذ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلقن اصحابہم ویعلمہم ما نزل علیہ من القران علی الترتیب الذی ہو الان فی مصاحفنا بتوقیف جبرئیل ایاہ علی ذالک، واعلامہ عند نزول کل آیۃ ان ہذہ الایۃ تکتب عقب آیۃ کذا فثبت ان سعی الصحابہ کان فی جمعہ من موضع واحد لا فی ترتیبہ فان القران مکتوب فی اللوح المحفوظ علی ہذا الترتیب الذی انزلہ اللہ تعالی جملہ الی السماء الدنیا ثم کان ینزلہ مفرقًا عند الحاجۃ و نزول الترتیب غیر ترتیب التلاوۃ وقال ابن الحصار ترتیب السور و ترتیب الایات و وضعہا مواضعہا انما کان بالوحی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ضعوا آیۃ کذا فی موضع کذا وقد حصل الیقین من النقل المتواتر بہذا الترتیب من تلاوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مما اجمع الصحابۃ علی وضعہ ہکذا فی المصحف۔ اور اسقدر کام میں بھی صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس احتیاط کو ملحوظ رکھا کہ اوراق متفرقہ سے حفاظ کی یاد سے اور حفاظ کی یاد کو اوراق متفرقہ سے جبتک مطابق نہیں کرلیا تسلیم نہیں فرمایا۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں واخرج ابن

ابی داود من طریق یحیی ابن عبد الرحمن بن حاطب قال قدم عمر فقال من تلقی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیاء فلیات بہ وکانوا یکتبون ذلک فی المصحف والالواح والعسب وکان لا یقبل من احد شیأ حتی یشہد شہیدان وہذا یدل علی ان زید اکان لا یکتفی بمجرد وجدانہ مکتوبا حتی یشہد بہ من تلقاہ سماعا مع کون زید کان یحفظ فکان یفعل ذلک مبالغۃ فی الاحتیاط پس معلوم ہوا کہ صحابہ بمعنی مذکور جامع القرآن نہین ہین بایں معنے کہ خدا نے اپنا کلام غیر مرتب اوتارا تہا اونہون نے اپنی راے سے مرتب کر لیا۔

جبکہ ہمنے صاف طور سے یہ امر بخوبی ثابت کر دیا کہ ترتیب قرآنی بشری ترتیب نہین ہے بلکہ جسکا وہ کلام ہے اوسیکا ترتیب دیا ہوا ہے اور جسطرح اوسنے بذریعہ وحی کے نفس قرآن کو اوتارا ہے اسیطرح اوسنے بذریعہ وحی کے اپنے نبی کو ترتیب کوبہی بتایا ہے اور ایک حرف کی کمی بیشی اسمین دوسرے نے نہین کیا سنئے خود نبی نے ایک کیطرف بہی نہین ہوئی اور ہمارے فرقہ اسلام کا اسی پر اجماع ہی ہے کہ ہماری آسمانی کتاب مین کسی قسم کی کمی بیشی نہین ہوئی تو اب ہمکو دیکہنا چاہئے کہ ہمارے زمانہ کے سعدی صاحب کا یہ خیال جو اونہون نے ترتیب قرآنی کی بابت اپنے مضمون مین ظاہر فرمایا ہے کہانتک سچا اور مسلمانون کے

نزدیک کہان تک قابل وقعت ہے ۔

اول انکا یہ دعوی ہے کہ قران پاک کی ترتیب زمانہ
حال کی ناموزون ہے پس ہمکو ضرورت ہے کہ ہم اوسے دریافت
کرین کہ زمانہ حال سے اونکا کیا مطلب ہے آیا یہ مطلب ہے کہ اس زمانہ
جہل مین جسمین دین کا علم دین کے عالم باقی نہ رہے ۔ اعداء دین نے
اسلام کے شانے اور اسلام کے حقیقت بدلنے کا علم بلند کرکے اسلام
کی سچی کتاب پر حملہ کرنے کا قصد کیا ہے اکثر مسلمانونکو اپنے خدا کی کتاب
کے مطلب ومراد تو دوسری چیز ہے ترجمے کا بھی سلیقہ نہ رہا اسوجہ سے
ایسی لطیف اور نادر ترتیب کے سمجھنے کی کب لیاقت ہوگی جیسے کہ قران
پاک کی ہے انکے ادراکات اور علوم کا مبلغ اسمرتبہ سے تجاوز نہین
کرسکتا کہ وہ صرف ایسی ترتیب کو پسند کرین جیسے کسی شاعر کا ردیف وار
دیوان جسمین حروف تہجی کی ترتیب کی پابندی ہوتی ہے اور ان نکات
سے انکے عقول قاصر ہوت جنسے ایک آیت کو دوسری کے ساتھ ربط
و تعلق ہے باین لحاظ یہ ترتیب قرانی ناموزون ہے توایسی حالت
مین ہمارے نزدیک اس زمانے کے طبایع کو ناموزون فرمانا چاہیے
جو اپنی قلت ادراک اور کثرت جہل سے قران پاک کی ترتیب کے
موزون نہین ہین نہ یہ کہ ترتیب قرانی ناموزون ہے ۔ اور اگر یہ
مطلب ہے کہ طبایع اس زمانہ کے اہل کمال کے چونکہ طبایع انبیا علیہم السلام

سے ہی بڑھ گئے ہین جو اس ترتیب کی موزونی کو پسند کر گئے تھے
تو ہمارے نزدیک صرف اصلاح ترتیب قرانی سے ہی کام نہین چل سکتا
بلکہ مسئلہ نبوت اوّل قابل ترمیم ہوگا اعاذنا اللہ من ذالک ۔

دوسرا دعوے انکا یہ ہے کہ یہ ترتیب بشری ہے خدا کی
طرف سے نہین ہے اور یہی مسلمانون کا عقیدہ ہے اوسکی نسبت
ہمکو اس استفسار کی ضرورت ہے کہ اگر آپ کے نزدیک عام مسلمانون کا
یہی عقیدہ ہے تو یہ ایک بڑی تہمت اور بالکل غلط نسبت مسلمانون کیطرف
ہے مسلمان اس عقیدے سے بالکل بری ہین بلکہ جسکا یہ عقیدہ ہو
مسلمان اوسکو مسلمان نہین سمجھتے اور اگر وہ کسی خاص قسم کے مسلمانون
کا عقیدہ ہے تو اوس عقیدے کا اثر عام مسلمانون پر کچھہ نہین ہوسکتا
جیسا کہ ہم نصوص مذکورہ بالا سے بصراحت تمام ثابت کر چکے ہین ۔

تیسرا ان کا یہ دعوے ہے کہ مسلمانون کے قران پاک
مین سے غیر ضروری اور مکرر مضامین کو خلیفہ ثالث نے انتخاب
کے وقت حذف کر دیا ۔ اسصورت مین مسلمانونکی بھی کتاب کا تحریف
سے معصوم ہونا ایک دشوار بات ہوگی اور نیز جبکہ یہ انتخاب بشری
تجویز سے مانا جاویگا تو سعدے صاحب کی اوسی پہلی دلیل یعنے
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے موافق ممکن ہوگا کہ جسطرح ترتیب
مین مقتضائے بشریت اون سے چوک ہوئی انتخاب مین بھی نقص

رہا ہو اور اب بہی بعض مضامین قابل اسقاط باقی رہگئے ہون۔
بناءً علیہ سعدی صاحب کو صرف ترتیب ہی کی تکلیف نہ ہوئی بلکہ انتخاب
کرکا بہی احسان مسلمانونکی گردن پر رکہنا ہوگا مگر ہم یہ بات ثابت کرچکے
ہین کہ مسلمانون کا اپنی خدا کی سچی کتاب کی نسبت یہ عقیدہ نہین ہے
وہ اوسکو تحریف سے منصئون جانتے ہین اور صحابہ رسول اللہ کو اس تہمت
سے منزہ اور بری جانتے ہین اور اسی عقیدے پر تو خدا کی کتاب
کو شاہد عدل جانتے ہین جیسا کہ ہم پہلے ثابت کرچکے ہین۔
پس جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ ترتیب بشری نہین ہے بلکہ مسلمانونکے
نزدیک وہ ترتیب بہی خدا کی ہے اور اسمین تبدیل و تحریف کا امکان نہین
تو اب ہمکو حیرت ہے کہ کیا سعدی صاحب ہمارے اوس پر تر خدا کی ترتیب
کو بدلنا چاہتے ہین جو مرکب من الخطاء والنسیان نہین ہے اور کیا وہ اسکو
ناموزون فرماتے ہین جسکو ہمارے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی مقدس طبیعت نے موزون تسلیم فرمالیا تہا یا کچہہ اور مطلب ہے۔ ہم
امید کرلیتے ہین کہ آیندہ وہ جو کچہہ تحریر فرماوینگے اور دلائل ناموزونی
بیان کرینگے اور مضامین زائد اور خلاف شدہ کا نشان دینگے تو ہم پرانی
فیشن کے مسلمان اپنی تسکین کے واسطے پہر کچہہ عرض کرینگے۔

(محمد اسمٰعیل)

آمدنی بالواسطہ و بلا واسطہ

ہندوستان کی بہت سی دیسی ریاستون مین اور نیز اکثر اور ملکون مین جب ملک کی آمدنی خرچ کے لئے کافی نہین ہوتی ہے تو زمین کے محصول یا اور قسم کے ٹیکسون کو زیادہ کرتے ہین کیونکہ ان ملکون مین بعض حکام کوتاہ اندیش بجای زمین کی پیداوار بڑہانے کی عوض فقط محصول کو بڑہا کے اپنی جیب بہرنے مین زیادہ تر سرگرم و مستعد رہتے ہین لیکن نتیجہ نہین سمجہتے ہین کہ اگر یہہ طریقہ کچھ عرصے تک جاری رکھا جاتو آخر کو اس سوء تدبیر سے بلاشبہ سخت مضرت پیدا ہوگی کیونکہ زراعت اور پیداوار کی ترقی کی وجہ سے لاکھون آدمیون کو اپنی پرورش کا ایک ذریعہ حاصل ہوتا ہے (اور وہ اوس سے اپنا پیٹ پالتے ہین) اور اس جائز اور سیدہے طریقے سے سرکاری خزانہ بھی پر رہتا ہے لیکن صرف محصولات کو ایک حد معین سے بڑہا دینے مین یہ نقصان ہے کہ اگرچہ سردست تو خزانہ اوس سے پر ہو جائیگا لیکن نتیجہ یہہ ہوگا کہ آخر کو چلکر کاشتکار اور اور قسم کے پیشے اختیار کرین گے اور بالضرور زراعتی امور سے محروم رہین گے اور ان بارگران ٹیکسون کے ادا کرنے سے دن بدن پست ہمت ہوتے جاوینگے آخرکار تجارت پر بھی اوسکا برا اثر پڑے گا۔ کیونکہ تجارت اور زراعت گویا توام ہین۔ یون تو کل ہندوستان کے باشندے قدیم خیالات کے (دستور اور رسم پرست) ہین خصوصاً یہانکے کاشتکار جو کسی زمانہ مین علمی خواہ زراعتی باقاعدہ تعلیم نہ پانے سے سب سے زیادہ

اپنے قدیم رسم و عادت کے پابند ہین -
دوسرے ممالک کے اقوام نے جو فنون اور دستکاریون مین ترقی کی ہے
اون تو قیونکا کچہہ بہی اثر ان بچارونپر ہنوز نہین پڑا چنانچہ کل ہندوستان بہر کے
زراعین آجکل وہی قدیم آلات اور اوزار کو کاشتکاری کے کام مین لاتے ہین
جنکو اونکے آباو اجداد نے ہزارہا سال پہلے استعمال کیا تہا جن اقوام نے
اپنے قدیم رسم و عادات اور دستورون مین نقص پا کر اپنی کاشتکاری اور دستکاریون
اور فنون مین ترقی دی اور اپنے پیشے کی ترقی اور فروغ کے لئے نئے نئے آلات
اور اوزار ایجاد کئے اور تجارت کو فروغ دیا اون اقوام کی کوشش نہایت بار آور ہوئی
اور وہ قومین اسوقت خوشحال اور فارغ البال ہین یوروپ کی شایستہ ملکونمین جو جو دنیاوی
معاشرت اور معیشت کے ابواب مین کہلگئی ہین وہ تو دنیا کی نظرونمین اظہر من الشمس
ہے - اون ملکون مین ہاتہہ سے کام لئے جانے کے عوض اکثر کلون سے
کام لیا جاتا ہے - تمام دستکاریون اور پیشون مین علمی قاعدے برتنے جاتے ہین
اور اونسے بہت نفع حاصل کیا جاتا ہے اور تجارت اور پیشونکی ہر شاخ کے لئے
ایک چیمبر یا کلب یا ایسوسی ایشن (مجلس) معین ہے - یہ مجلسین ایک دوسری
کی بہت مدد کرتی ہین - ایسی مجلسین باہمی چندے سے قایم کیجاتی ہین اور کسی نکسی طرح
سے سب مجلسون مین سرکار بہی امداد کرتی ہے - لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان
مین سرکار سے اس قسم کی اعانت نہین کیجاتی حالانکہ یہانکی رعایا اکثر جاہل اور
ناخواندہ ہوتی ہے اور آپ اپنی مدد نہین کرسکتی - یہ بات مسلم ہے کہ [illegible]

کے زمانے مین جو محاصل ملک سے وصول ہوتا تھا ممکن ہے کہ وہ اوس
زمانہ کی ضرورتونکیلئے کافی ہو۔ لیکن اگر اسوقت وہی محاصل وصول ہو اور اسیقدر محاصل پر قناعت
کیجائے ممکن نہین کہ آج بھی اسیقدر زر محاصل ہماری ضرورتونکیلئے کافی ہو کیونکہ موجودہ طرز انتظام سلطنت کیلئے زر کثیر درکار ہے
اسمین ذرہ بھی شک نہین کہ انگریزی سلطنت (اس ملک مین) گویا ایک برکت
ہے تاہم بے عیب نہین ہے۔ اسی فقرے کے لکھنے کے بعد کہ اس گورنمنٹ
نے ملک لیکن بہت کچھ کیا ہے۔ اسقدر اور اضافہ کیا جائے کہ ہنوز بہت کچھ
کرنا باقی ہے۔ منجملہ اسکے افزایش آمدنی بالواسطہ ہی ہے۔ حالانکہ ڈائیرکٹ ریونیو
کے بڑھانے کے لئے اب تک گورنمنٹ کی جانب سے بہت سی تدبیرین کیگئین
لیکن انڈائیرکٹ ریونیو کے بڑھانے کے لئے کوئی عملی تدبیر منصۂ ظہور مین نہین آئی
اگرچہ اس امر مین زیادہ تر الزام سرکار پر نہین عاید ہو سکتا کیونکہ کاشتکاری اور
دستکاری اور تجارت کو ترقی دینا زیادہ تر خود باشندگان ملک کی مستعدی اور محنت
پر موقوف ہے لیکن اسکے ساتھ یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ بہ نسبت اکثر باشندگان
یورپ کے یہانکے لوگ جاہل ہین اور اونمین آپس کے کامون مین مدد
کرنے کی یا نئی ایجادین نکالنے کی کوئی قابلیت موجود نہین ہے۔ تاوقتیکہ
علم اور اوسپر عمل کرنے کا مادہ عوام مین پیدا نہو۔ اسوقت تک لابد ہے
ایسی رعایا کی ایک حد مناسب تک اعانت کرنا گورنمنٹ اپنے ذمہ فرض
کرلے۔

اگرچہ زراعت مین ترقی دینے سے ملک کے ہر قسم کی آمدنی مین ترقی

ترقی ہوگی۔

علاوہ زراعت کے بہت سے اور ذریعے اور پیشے موجود ہین جنہین ترقی دینے سے نہ فقط اون لوگون کو جو اون روزگارون مین مصروف ہون فائدہ بلکہ ترقی سے سرکار کو بہی نفع عظیم پہونچے گا۔ ہم یہ دیکھتے ہین کہ جن ملکون مین تجارت کو زیادہ فروغ نہین ہی وہان کے لوگ صرف زراعت پر بہت کچھ بہروسا کئے ہوسے ہین اور وہانکے اکثر باشندے اوسکی ترقی کی فکر مین شبانہ روز لگے ہوئے رہتے ہین جسکے پاس جو زمین ہے وہ اوسمین زراعت کرتا ہی اور اوسکو افتادہ نہین رکہتا وہ اپنے تالابون کے پُر کرنے اور نہرین لیجانے اور اپنے کہیتون مین پانی پہنچانے کی فکر مین رہتے ہین اور فصل بڑہانے مین وہ اپنی کسی کوشش سے دریغ نہین کرتے چونکہ ہمارا ملک بہی بالکل زراعتی ملکون مین داخل ہی اور ہماری رعایا کچہہ نہین جانتی کہ کس طریقے سے پیداوار اراضی مین ترقی کرین اور زمین سے نفع کثیر حاصل کرین پس ہماری ریاست یعنی حیدرآباد دکن کے لئے مین مناسب سمجہتا ہون کہ ایک زراعتی کالج خاص حیدرآباد مین ممالک محروسہ کے کاشتکاری پیشہ اور زمیندار اور پٹیل و پٹواریون کے لڑکون کے لئے جاری ہو اور اس مدرسہ فلاحت مین باقاعدہ اور مسلسل تعلیم معہ عمل کے ہو تو یہان کے لوگ چند سال مین اس ضروری علم و عمل سے واقف ہو جائینگے جس سے رعایا کی خوشحالی اور سرکار کی ترقی آمدنی ظاہر ہے۔ علاوہ اسکے چند تعلقے انتخاب کئے جائین اور اون مین کاشتکاری۔ ترقی مویشی۔ میوجات

اور ترکاری وغیرہ کے بونے کے متعلق۔ ایکسپیرمینٹ (تجربے) بڑے بڑے
وسیع قطعات اراضی مین جاری کئے جائین۔ اگر ایسا ہو تو ایک مدت معین مین
تمام ممالک محروسہ مین اونکا مفید اثر پھیل جاوے گا۔ ہمارے ملک مین بہت سے
پہاڑ اور جنگل اسوقت بھی ایسے موجود ہین کہ بلا شبہ اونمین کافی سنگونہ ہو سکتے
ہین اور بہت سے مقامات پر ریشم اور ٹسر تیار کر سکتے ہین اور آلو کی کاشت کے
لئے مرہٹواڑی اور تلنگانہ کی زمین نہایت عمدہ ثابت ہوئی ہے ایسی ایسی
سیکڑون مفید چیزین ہین جنسے خاص و عام فائدہ اوٹھا سکتے ہین۔ مین مناسب
سمجھتا ہون کہ سرکار کسی ایک تعلقے کے چند موضع جو ریل سے قریب ہون محض
زراعتی آزمایش کے لئے معین کرے اور وہ موضع حوالی شہر سے بھی قریب
واقع ہون جس سے اہل بلدہ کو ایسے مقامات کا نظری علم و مشاہدہ حاصل ہو
ان آزمایش کے مصارف کے لئے نہایت سیر چشمی سے ایک رقم کافی علحدہ کر دیجائے
منجملہ مواضعات منتخب شدہ کے ہر ایک گاؤنکو ایک خاص قسم کی کاشت اور امتحان
کے لئے مقرر کر دینا مناسب ہے خواہ وہ غلہ کی کاشت ہو خواہ فواکہ اور خواہ
ترکاریون کی۔ اس تخصیص سے یہ مدعا ہے کہ کاشتکار اپنے تمام وقت کو
ایک خاص قسم کی کاشت کے تجربے نظری و عملی مین صرف کر سکے۔ کیونکہ اگر کاشتکار
کو مختلف قسم کے غلہ یا اشجار بونے کی اجازت دیجائے تو اونسے کافی نگرانی نہوسکیگی
اور آزمایش یا تجربے سے جو غرض ہے وہ جاتی رہے گی۔ جن آزمایشون مین کچھہ
نفع حاصل ہو اونکو اونہیں کاشتکارون کے ذریعے سے دیگر اضلاع و تعلقات مین

جاری کرنا چاہئے کیونکہ جب وہ دیہاتکے کاشتکارون کو اپنے تجربے کا فائدہ برای العین مشاہدہ کرائینگے تو وہ محض اپنے فائدے کیلئے غرض سے انہین تجربات کو اپنے یہان جاری کرینگے اور یہ انسان کی طبیعت مین داخل ہے کہ جسمین وہ اپنا نفع دیکھتا ہے اوسکو وہ کرنے لگتا ہے۔

مذکورۂ بالا بیان سے مقصود یہ ہے کہ پہلے پہل ہمارے یہان بھی مثل (ماڈل فارم سیدہ پیٹہ واقع احاطہ مدراس) ایک ماڈل فارم جاری کیجائے۔ اس کام مین کچھہ بہت زیادہ روپیہ خرچ نہ ہوگا۔ بعض سررشتہ جات کے فضول اخراجات مین تخفیف کرنے سے اوسکا خرچ اچھی طرح نکل سکتا ہے جن لوگون نے زراعت کے مسئلے پر غور کیا ہے وہ اسبابات کو تسلیم کرینگے کہ اس ریاست مین اصلاح کاشتکاری کا مسئلہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اسپر رعایا اور نیز سرکار کو نہایت غور کرنا چاہئے ہٰذا اسکی اہمیت اسوجہ سے اور بھی زیادہ بڑہتی جاتی ہے کہ زمانے کی ترقی کی وجہ سے ریاست کے اخراجات روز بروز بڑہتے جاتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ اخراجات کے بڑہنے کی وجہ سے آمدنی کے ذرایع مین ترقی دینے کے سوا اور کچھہ چارہ نہین ہے۔ نیز ہمارے ملک کی حالت کو اور اون ملکون کے ساتھہ مقابلہ کرنا جنمین کاشتکاری اور دستکاری اور تجارت نے نہایت ترقی پائی ہے خالی از لطف اور فائدہ نہ ہوگا۔

ذیل کے نقشے سے اکثر شائستہ ملکونکی آمدنی بحساب فیکس آپکو ملاحظہ سے گذرے گی۔

محاصل و سرشکن بلحاظ آبادی (مشہور ممالک کا)

نمبر	نام شہر	آبادی	محاصل	سرشکن
۱	فرانس	۳۷۹۶۲۰۴۸	۱۴۶۲۳۳۷۰۴۶۰	۳۷ ر ۷
۲	یونائیٹڈ سٹیٹ (ممالک متحدہ)	۲۰۵۲۴۱۴۸۲	۸۶۵۴۹۰۰۰۰	۲۴ ر ۵
۳	اٹلی	۲۸۴۵۹۴۵۱	۹۱۷۷۴۴۴۶۰	۲۱ ر ۷
۴	بلجیم	۵۵۸۵۸۴۶	۱۲۱۰۹۸۳۷۰	۲۱ ر ۶
۵	پرشیا یعنی جرمنی	۲۷۲۷۹۱۱۱	۵۴۱۵۲۸۹۴۰	۱۹ ر ۸
۶	اسپین	۱۶۶۳۴۳۴۵	۳۲۰۹۵۰۷۵۰	۱۹ ر ۲
۷	گریس (یونان)	۱۶۷۹۷۷۵	۲۹۲۴۵۴۴۰	۱۷ ر ۴
۸	پورتگال	۴۱۶۰۳۱۵	۶۹۳۹۹۰۹۰	۱۶ ر ۶
۹	ڈنمارک	۱۹۶۹۰۳۹	۲۹۸۴۳۴۱۰	۱۵ ر ۱
۱۰	روس	۸۵۰۵۸۴۱۵	۱۱۱۲۱۵۰۶۰۰	۱۳ ر ۷
۱۱	ٹرکی	۴۲۲۱۴۳۵۰	۱۶۳۱۳۰۰۶۰	۳ ر ۸
۱۲	ہندوستان *	۱۹۸۷۵۵۹۹۳	۶۷۲۷۴۰۰۰۰	۳ ر ۳
۱۳	حیدرآباد	۹۰۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰ +	۳ ر ۳

* اس مردم شماری میں دیسی ریاستیں شریک نہیں ہیں ۔

+ اس محاصل میں صرف آمدنی خالصہ کا مجملاً ذکر ہے ۔ صرف خاص و جاگیرات کی آمدنی شامل نہیں کیگئی ۔ مگر آبادی مجموعی داخل ہے ۔

اس نقشہ کے ملاحظہ سے بلا شبہ اہل ہند بالتخصیص ہمارے ملک کے لوگونکو اور ممالک کی ترقی آمد سے انکو دیکھکر نہایت درجہ تعجب ہوگا جب آپ (ناظرین) ہر ملک کے مردم شماری کے سر تنکین پر لحاظ فرمائینگے اور فی اسم جو ٹکس ممالک منتظم کے سرکار و نکو وصول ہوتا ہے اسکو دیکھینگے تو اسکے بعد بالضرور غور کرینگے کہ بمقابلہ دیگر ممالک کے ہندوستان کے محاصل کی کیا حالت ہے جب آپ کے (اہل ہند) دولت اور آمدنی کی یہ کیفیت ہے تو پھر فرمائیے کہ آپ کا کونسا نمبر دنیا کے شائستہ قوموں کے مقابلے میں قرار دیا جائے باوجود سرکار قیصری کے انتظام نافذ کے ہندوستان کی یہ حالت ہے پھر تو زمانہ گذشتہ کا ذکر تحصیل حاصل ہے۔ بالفرض اگر ہم سلطنت مغلیہ کے مداخل پر سر تنکین لگادین تو شاید ایسی پست حالت نظر آوے گی جسکی نظیر دنیا میں ذرہ مشکل سے مل سکے گی۔

بادی النظر میں بمقابلہ ممالک دیگر ہندوستان کی قلت مداخل کے مشاہدہ سے یہ بات پائی جائے گی کہ گورنمنٹ انگریزی میں کچھ نقص ہے لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ حکومت انگریزی دنیا کی کسی موجودہ حکومت سے کسیطرح ناقص نہین ہے بلکہ یہ قصور صرف ہندوستان ہی کے باشندون کا ہے جو نہایت پست حالت میں پڑے ہوئے ہین اور اپنے قدیم ناکارہ اور ناقص آلات ترک کر کے نئے آلات اور اوزار استعمال کرنا نہین چاہتے۔ جب سب لوگ جانتے ہین کہ گورنمنٹ

آف انڈیا کی موجودہ آمدنی سلاطین مغلیہ کی بہ نسبت کہین بڑہی ہوئی ہے لیکن جو لوگ ملک ہندوستان کے زرخیزی سے واقف ہین وہ اسبات کو تسلیم کرلین گے کہ اس ترقی آمدنی پر بہی ابہی ہندوستان کی آمدنی مین بہت کچہ ترقی ہوسکتی ہی۔ دستکاری اور تجارت کی ہندوستان مین میٹریل (مصالحہ) بکثرت موجود اور بیکار پڑا ہی اگر اوسکو کام مین لایا جائے تو لوگونکو روزگار کے بہت سے ذریعے پیدا ہونگے اور ہر ایک شاخ مین بہت سے لوگون کی معیشت کا ذریعہ مہیا ہوگا۔ اگر کوئی شایستہ زمانہ ایسا آوے جسکی برکت سے ہندوستان ان تمام ممالک شایستہ کے ہر قسم کی عملی علمی کلون اور آلات کو جگہہ دے اور یہان کے لوگ محنت کے عادی ہون تو بلاشبہ ہندوستان کے مداخل اور دولت کا منبع کسی شایستہ ملک سے کم نہو گا۔

الغرض اگر اس نازک کام کو ہم رعایا پر ہی چہوڑ دین تو ہمکو ایک مدت دراز تک انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ یہان کے لوگون مین کام کرنے کی قوت موجود نہین ہی اور اسکے ساتہ یہہ بھی ہی کہ نادار ہین پس امید نہین ہوسکتی کہ وہ اپنی اصلاح مین آپ کوشش کرین۔ پس لامحالہ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ پہلے خود سرکاری روپیہ اس امر مین صرف کرے اور ہر قسم کی تعلیم کے طریقے ملک مین آسان کردے ناظرین یہ گمان نہ کرین کہ مین چاہتا ہون کہ سرکار اس امر عظیم کا تمام خرچ اپنے سر لے بلکہ اس امر مین رعایا کو چاہیئے کہ خود بہی سرکار کی امداد کرے جس ملک مین رعایا اور سرکار باتفاق ایک دیگر اصلاحی امور کیطرف کافی توجہ

جلد سوم　　　　حسن　　　　نمبر ۴

نہین کرتی اور جہان سرکاری روپے کے خرچ کرنے مین احتیاط اور کفایت
شعاری کا خیال نہین کیا جاتا وہ قوم کبھی سرسبز نہین ہوتی- اور دیگر مہذب
اقوام کی بنسبت وہ ہمیشہ حضیض نکبت مین پڑی رہیگی-

بہت خوشی کی بات ہے کہ چند سال اسطرف سے مختلف صوبہ جات
ہند مین لوگونکو دستکاری اور مختلف پیشونکی تعلیم دینے کی کوشش کیجاتی ہے
چنانچہ احاطہ مدراس مین دستکاری اور پیشون مین امتحان لئے جانے کی تجویز قرار
پائی ہے بمبئی گورنمنٹ نے بھی فنون اور دستکاری کی تعلیم کے باب مین
حکم جاری کیا ہے یہ آثار نہایت اطمینان بخش ہین-

(حسن)

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین - منیجر رسالہ حسن

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان ++

یہ روغن قوت باہ کے لئی حکم اکسیر اعظم کا رکہتا ہی جس سی پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع ہوا ہی اسکی استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی - نہ آبلہ وغیرہ کا کچہہ منظرہ رگ و پٹہہ کو تیزہ بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ وہ کسی سبب سی ہون بخر خلقی اور مادرزادی نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہی - ترکیب کا ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی صہ محصول ہر - اور ہر ایک شیشی مین

دوائے عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزا مناسب تیار کیا گیا ہی چار حصہ چانول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک عـہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص** اسکی برای قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکی خواہ وہ کس قسم کی ہون - اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید - دافع جریان معموی بالغ و عضاریہ وار رواح ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر - اور لاغری بدن - اور دفع دبالی ہیضہ مین تو حکم اکسیر کا رکہتا ہی یعنی کیسی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی -

اکسیر حیات - یعنی عرق نجاہ - امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ چڑہا چوتہیا تپ دق - استسقا طحال - آتشک - سوزاک - جریان - سفید داغ - ناسور - بواسیر خونی و بادی - اور رشتہ انجواری اور چانڈو نوشی سی جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتی ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی - ایک بوتل یا کٹ وکو کافی ہی قیمت فی بوتل صہ محصول عہ

عجیب چیز تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل و درد مستہ کے لیے عجیب چیز ہے پہلی ہی دفعہ ایک دو بار کے استعمال سی درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد

میمنا ڈسپنسری[illegible]

بالکل دفع ہوجاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت ۵؎ محصول ۴؍

جہان نما- اس عرق کے لگانے سے آنکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے- پھولی- درد دھند سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے- قیمت ۵؎ محصول- ۴؍ وزن عرق ۶ ماشہ-

خضاب نایاب

بمثل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے+ گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے-
جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چوتھے آٹھوین روز مہندی لگاکر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہین جیساکہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہین بجا ہے انہین دقتونکے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کرین- اسمین کوئے مبالغہ نہین- تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون-

دافع مالیخولیا خارشت سر- ضعف دماغ- علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی ہے- مفرح دماغ ہے- بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی مین بالونکو مقابل اصل بالونکے کرتا ہے- دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے روز لگانے سے تو بال مثل اصل بالون کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکے گا کہ یہ خضاب ہے ایک بوتل مین ۲۰ روپے بھر یعنی ڈیڑہ پاو ہوتا ہے- قیمت فی بوتل عہ؍ علاوہ محصول- نصف شیشی عہ- چہارم شیشی عہ؍ اس سے کم غیر ممکن ہے-

میرے شفاخانہ میں علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری - واضح ہو کہ بہت سی سندیں خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان نواب بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمائے ہیں اور نیز ہندوستانی خطوط صحت - قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہوں گے - چاہیئے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہوں میری ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور نیز سفارش بہت ملکوں کے سارٹیفکٹ موجود ہیں آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنے شہر کے رئیسوں کی خوشامد کرکے سارٹیفکٹ بنائے ہیں پس میرے سرٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دہوکا نہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجایش نہیں رکہتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صمد حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائیں

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو ۱۸۸۲ع سے جاری ہے ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہے۔

طلا - یہ استعمال بچپن کے نقص رگوں کی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ عہ

شربت - دافع نامردی - رقت منی جریان - سرعت انزال - احتلام دائمی قبض ضعف اعضای رئیسہ و معدہ تاریکی چشم - درد سر وغیرہ بوجہ کثرت سکرات اقسام خواہش سے کمی اشتہا

وضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعہ

سوزاک و قرحہ - یا نیا ہو یا پرانا اہل العموم ۲۴ گھنٹہ مین اپنا اثر سٹرن ریم وغیرہ کو مفقود کرتا ہے - فی تولہ صہ

ہیر آئیل خوشبودار - بالونکو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ وغیرہ کو ہٹاتا ہے فی شیشی للعہ

حب آتشک - سلامتہ آتشک و قی و دست دور کرتا ہے پرہیز نہیں دو ہفتہ - للعہ

کحل الجواہر - سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول دہند جالا خارش پانی جانا - ۳ ماشہ سے ۲

عجیب الاثر سنون - دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی خرابیان ۲ تولہ عہ

حب بواسیر - بادی خونی مسون کی ٹپکنا قبض کو مفید دو ہفتہ - عہ

حب ذیابیطس - بار بار آنا پیشاب کا وپیاس وکمزوری ولاغری کو دافع ہے - فی تولہ عہ

حب قایم مقام - افیون و چاٹ و بلا ضرر دہر ج نشہ چھوٹ جائیگا - فی تولہ صہ

عرق ماء اللحم - انگریزی - مفرح مولد خون - مقوی دماغ - ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ دور کرتا ہے - تپ تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ - بیقاعدگی - ایام حیض - لقوہ فالج رعشہ - فی بوتل عہ ۳ بوتل سے کم -

روغن اعجاز - ناسور بھگندر - تالو کا سوراخ خنازیر - بد - کیڑے زخموں کے کالی کھانسی - قی ایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ - عہ

رسالہ علاج آتشک سوزاک - رسالہ ہیضہ - رسالہ اے پر مسکرات و مسکرات - رسالہ حافظ صحت سالانہ

عہ ۱۲ - ۱۰ - ۹ - ۹ - ۱۰ - عہ

المشتہر

زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اشتہارات

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع میرزاباد میں ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دور ملکوں سے آئے ہوئے مختلف قسم کے پودے موجود ہیں جنکی نظیر تمام ہندوستان میں بہت کم ہوگی۔ یہاں پر چند پودوں کے نام مع تعداد و اقسام لکھے جاتے ہیں جن حضرات کو خواہش ہو طلب فرمالیں جو پودے تیار ہوں تاریخ درخواست سے دو ماہ کے اندر بھیجے جائیں گے کرایہ باربرداری ذمہ خریدار

(۱) آم پیوندی (قلمی) ۴۴ قسم فی ۱۲؍ (۲) سیب ۳۲ قسم فی [illegible]

(۳) شفتالو ۱۲ [illegible] (۴) آلو بخارا [illegible]

(۵) پیر (انگریزی میوہ) ۱۶ [illegible] (۶) زرد آلو [illegible]

(۷) واپلی (چین کا میوہ) ۱۵ [illegible] (۸) [illegible]

(۹) سورساپ (انگریزی میوہ) (۱۰) سپوڈیلا (انگریزی میوہ)

(۱۱) زیتون (۱۲) اسٹرابیری

(۱۳) بریڈ فروٹ (روٹی پھل) (۱۴) کاجو

اسکے سوا اور بہی جہاڑ ہیں جنکے نام عدم گنجایش سے نہیں لکھے گئے

المشتہر

منیجر رسالہ حسن

نمبر ۷

جلد سوم

حسن

"اگر میں اچھا کام کروں تو میری تائید کرو
و اگر میں غلطی کروں تو اصلاح دو"

ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

زر چندہ رسالہ حسن

ایک سال کے لئے — عہ — فی کاپی — ۸/

کم آمدنی والون — لعہ — کم آمدنی والون — ۱۲/

جس کا مضمون سب سے عمدہ ہوتا ہے اوسکو ایک اشرفی نذر دیجاتی ہے - ہر مضمون انگریزی مہینے کی ۱۰ - تاریخ تک دفتر میں پہونچ جانا چاہیے -

جو مضمون کسی وجہ سے درج رسالہ نہ ہوگا اوسکی واپسی کا ذمہ دار دفتر نہیں ہے -

محمد یوسف
ایڈیٹر

شاہ بابر غازی

(سلسلہ کے لئے نمبر گذشتہ ملاحظہ ہو)

سمرقند دوبارہ فتح کرتا ہے

سمرقند مین پھر فتور مچکیا۔ سلطان علی میرزا اب جوان ہوگیا تھا اور اپنے امرار کے ہاتھ مین سے
نکلنے لگا۔ اوّل تو اونھون نے جبرًا اوسکو مطیع کرنا چاہا لیکن وہ بھی ترک بچہ تھا اسلئے کب
قابو مین آتا۔ اوسنے خود ان امراء کا زور توڑنا شروع کیا۔ اونھون نے بابر کو سمرقند پر حملہ کی
ترغیب دی۔ یہ خود سمرقند کی تمنا مین بیٹھا تھا خبر پاتے ہی روانہ ہوگیا اور ڈاک چوکی مین
جہانگیر کے پاس پیام بھیجا کہ آؤ ملکر سمرقند فتح کرین فتح کے بعد سمرقند ہمارا فرغانہ تمہارا۔
بابر سمرقند کو روانہ تو ہوا مگر جس سرزمین سے اوسکے قدم اوٹھتے تھے بغاوت اپنا قدم جما
لیتی تھی۔ بابر نے اس طرف کچھ توجہ نہین کی۔ اوّل تو وہ یہ جانتا تھا کہ یہ سب تنبل کے
بل پر کودتے ہین جب تک وہ سلامت ہے بغاوت ہر وقت موجود ہے۔ دوسرے سخت
بلا یہ تھی کہ اوسکے بڑے بڑے امراء مار آستین بن رہے تھے نہ تو ان سردارون کے نفاق کے
سبب تنبل کی سرکوبی کرسکتا تھا اور نہ تنبل کے اتصال کے سبب ممکن تھا کہ ان امراء کا
استیصال کرڈالے۔ سمرقند کو جاتے ہوئے اوسنے یہ عزم کرلیا کہ اس مہم کے بہانہ ان امراء
کو تنبل سے دور لیجا کر سمجھ لینا چاہئے سمرقند فتح کرکے تنبل کو بھی دیکھ لونگا اور اگر یہین بے فکر
بیٹھا رہا تو یہ غضب کی دو قومین ایک روز قیامت برپا کردینگی۔ راستے مین اکثر امیر اور بابر
کے فدائی جنکو سرکش امیرون نے علیحدہ کردیا تھا بابر سے مل گئے اور بابر انکو بلند کرکے

مخالفونکو پست کرتا گیا وہ اس رمز کو سمجھے مگر کب جب تنبل سے دور جا پڑے تھے اور تو کچھ نہ بن پڑا بابر سے رخصت چاہی اوسنے بھی بجان منت کھ کے رخصت کر دیا اور وہ دیا سے تھی تنبل سے مل گئے - ان امراء کے چلے جانے سے اگرچہ بابر کے لشکر کی تعداد گھٹ گئی مگر ایک ناسور جو اوسکو اندر ہی اندر تحلیل کر رہا تھا نکل گیا - بابر جب تک سمرقند سے آئے سلطان علی میرزا اپنے امداد کا اقرار و اوسکی تدارک کر چکا تھا - وہ خود سمرقند کے قریب آکر بابر سے مل گئے لیکن اتنی قوت اوسمین نہ تھی کہ لیجا کر تخت پر بٹھا دیتے - بابر سمرقند کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہ خبر آئی کہ شیبانی خان بھی اسی شہر کے ارادہ سے آتا ہے اوزبکون کے مقابلے کی تاب کس مین تھی بابر جھکر ایک اور قلعہ مین چلا گیا - شیبانی خان نے محاصرہ کر کے سلطان علی میرزا کو یہ لالچ دیا کہ اگر شہر خالی کر دو تو تمہارے باپ کا اصلی ملک تم کو دیدونگا - یہ خام کار شہزادہ نقد کو نسیہ کے عوض دینے پر آمادہ ہوگیا اور ایک روز چپکے سے شہر سے نکلکر شیبانی خان کے پاس چلا آیا - وہان پہنچتے ہی معلوم ہوگیا کہ اجل اوسکو ڈھکیل کر وہان لائی تھی - اذا جاء القضاء عمی البصر - جلاد نے سلطان علی کی گردن اڑائی اور تخت سمرقند پر شیبانی خان نے جلوس کیا - بابر کو وہ قلعہ بھی چھوڑ کر بے سر و سامانی سے حصار کی طرف جانا پڑا - حصار پر خسرو شاہ حاکم تھا - اپنے ولی نعمت کے تخت جگر دون کو برباد کر کے مستقل بن بیٹھا تھا - مسعود میرزا کو اندھا اور بایسنغر میرزا کو قتل کر کے اس بدبخت نے اپنا راستہ صاف کر لیا +

بابر مصیبت کے گرداب مین پھنس گیا - موروثی ملک سمرقند کی خاطر باغیونکو دے آیا سمرقند لینے کا شکار ایک اور زبردست عقاب اڑا لے گیا - خسرو شاہ اپنی بدکاریون پر مرید دا

کو سنی بن گیا تھا۔ اور جو بگڑا ہوا شہزادہ یا امیر اوسکے یہان جاتا بڑی خوشی سے اوسکی مدارات کیجاتی۔ یہی خیال بابر کو حصار سے گیا۔ حصار پہونچکر دور دور خسرو شاہ کے ملک مین گھومتا رہا اور چھوٹونکو بھی یہ نہین پوچھا کہ کون ہے ؎

انچہ رحم از دل برد تاثیر فریاد منست

وانچہ نسیان آورد نماعیت یاد منست

اور ہر سے مایوس ہوکر پھر سمرقند پر طالع آزمائی کو پھرا۔ قریب آکر سنا کہ شیبانی خان اپنے اہل قسم کو پانچ چھہ سو آدمیون سے سمرقند مین چھوڑ گیا ہے۔ اور خود تین چار ہزار آدمی سے خواجہ دیدار مین ہے۔ بابر کے پاس صرف دو سو چالیس آدمی تھے ہمت نے اسپر بھی تخت سمرقند کا تقاضا کیا۔ امرا سے شوری کو بلاکر یہ مشورہ کیا کہ ہنوز سمرقندی اوزبکون سے مانوس نہین ہوے ہین اور خاندان تیمور سے اونکو لگاو باقی ہے۔ اگر غفلت مین ہم شہر مین جا پہونچین تو شہریونکی مدد سے دشمن کے سپاہی با آسانی نکل سکتے ہین بابر نے لکھا ہے کہ انہی روزون مین نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ کیا دیکھتا ہون کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار تشریف لاتے ہین مین استقبال کو بڑھا خواجہ صاحب آکر بیٹھہ گئے استنے مین ایک شامت کے مارے خدمتگار نے میلا سا دسترخوان اونکے سامنے لا بچھایا اوسکی کثافت خواجہ صاحب کو ناگوار ہوئی۔ خواجہ بابلا ایک دوسرے شخص نے میری طرف اشارہ کیا۔ مین نے معذرت کی کہ خدمتگار کی خطا ہے میرا قصور نہین۔ خواجہ صاحب اس معذرت سے خوش ہوئے اور چلتے ہوئے۔ میرا ایک بازو پکڑ کے مجھے ایسا اٹھایا کہ میرا ایک پانو زمین سے اوٹھ گیا۔ اسکے بعد فتح سمرقند کی بشارت دی۔ نماز ظہر کے بعد

بابر نے سمرقند پر ایلغار کی نصف شب کو شہر کے نیچے پہونچا۔ پل مغاک کے پاس سے ۲۰۰ چیدہ جوان بھیجے کہ غار عاشقان کے پاس زینہ لگا کر فصیل پر چڑھ جائین اور دروازہ فیروزہ پر قبضہ کر کے کھلا بھیجین۔ جانباز جوانون نے اِس حکم کی خوب تعمیل کی اور دروازہ کھلا پایا۔ دروازۂ فیروزہ کا کھلنا فتح و فیروزی کی تمہید تھی۔ بابر شیر کیطرح شہر مین در آیا اور دوبارہ تختِ سمرقند پر بیٹھکر قندِ مکرر کا لطف اوٹھانے لگا۔ شہر والونکو گویا منہ مانگی مراد ملی۔ آآکر نذرین پیش کرنے لگے۔ شہر کی بے فکری اوزبکون پر ٹوٹ پڑی اور چار سو پانسے اُزبک دم کے دم مین کاٹکر پھینکدیے۔ شیبانی خان کا نائب طلوعِ کے وقت اسپنے آقا کی خدمت مین پہونچا یہ ماجرا سنکر ڈیڑہ سو منتخب سپاہی لیکر شیبانی خان آیا مگر دروازونکو مضبوط اور دربانونکو مستعد پاکر لوٹ گیا۔ بابر شیبانی خان کے حرکات سے اوس کے ارادونکو سمجھہ گیا تھا۔ چارون طرف ایلچی یہ پیام دیکر بھیجے کہ شیبانی خان تمام نسل تیمور کا دشمن ہے۔ اور روز بروز اوسکا زور بڑہتا جاتا ہے۔ اسوقت موقع ہے کہ ہم جمع ہوکر اوسکی قوّت کو توڑدین۔ کمک تو کہین سے نہ آئی شاید یہ پیام خودغرضی پر محمول ہوا ہوگا چارون طرف کی رعایا البتہ بابر کیطرف متوجہ ہوگئی۔ جابجا قلعون سے اوزبکون کو نکالدیا اور قرب و جوار کے شہر والون نے بلا بلاکر بابر کے ملازمون کو اپنے شہر سونپ دیے شیبانی خان کے پاس فوج تھوڑی تھی یہ اندیشہ کرکے کہ بابر مدت سے خار کھائے بیٹھا ہے ایسا نہ ہو کہ اِس کامیابی کے موقع پر بخارا نکالنے کو ٹوٹ پڑے بخارا چلا گیا آئندہ فصلِ بہار مین اوزبک سردار نے پھر حملہ کیا۔ بابر نے کوشش کر کے کچھہ فوج فراہم کرلی تھی اور اِس قابل ہوگیا تھا کہ شہر سے باہر نکلکر اوزبکون سے جا بھڑا۔ اِس حملہ

مین کسیقدر جلدی بابر کیطرف سے ہوئی اور اوسکی سزا مین زک ملی - بابر نے اس جلدی
پر بہت ہی تاسف کیا ہے اور لکھا ہے کہ " مناسب موقع پہلو اختیار کرنا اسکا نام تجربہ
ہے شکست کے بعد بابر کو محصور ہونا پڑا اور ایسے محصور ہونے مین رسد بندی کی جو
آفت عموماً پڑتی ہے اوسپر بہی پڑی لوگ شہر کے کتے اور گدہے کہا گئے - گہوڑونکو
لکڑی کا برادہ بہگو بہگو کر کہلا دیا - تجربہ سے معلوم ہوا کہ شہتوت کے پتے گہوڑونکو
بہت موافق تہے - اس نفیس رسد سے کب تک بسر ہوتی لوگ گہبرا اوٹہے اور فصیلون
سے کود کود کر بہاگنا شروع کیا +

سمرقند پہر ہاتھہ سے نکل گیا

شیبانی خان نے موقع پاکر صلح کا پیام بہیجا - بابر اس پیام سے نفع اوٹہا کر آدہی رات کو
شہر سے نکل آیا لیکن اس آشفتگی اور سراسیمگی سے نکلا کہ اوسکی بڑی بہن خانزادہ بیگم دشمن
کے قبضے مین پہنس گئی اور بعد کو شیبانی خان نے اوس سے نکاح کرلیا - راستے مین
وہ سرداروں سے گہوڑا دوڑایا - اوسکا گہوڑا نکل گیا یہ دیکہنے کے واسطے کہ حریف
کتنے پیچہے ہین بابر پہرا اتفاقاً تنگ ٹوٹ گیا تہا پہرتے ہی سر کے بل زمین پر
آرہا دماغ پر سخت صدمہ پہونچا اور تمام دن بدحواسی طاری رہی - بابر اس قصے کو
لکہتا ہے کہ " ایسے واقعے اور حادثے پے درپے ٹوٹ رہے تہے
لیکن بالکل خواب وخیال معلوم ہوتے تہے پڑتے تہے اور گزر جاتے تہے - بابر
کی قسمت پہر سرگردانی مین گہسیٹ لائی - اوسی بادیہ گردی مین ایک گاؤن مین پہونچا
اور مقام عبرت ہے کہ فرغانہ وسمرقند کا بادشاہ ایک مقدم کے گہر مین ٹہیرا - مقدم کی

عمر ستر اسّی برس کی تھی اور ماں بھی ابھی زندہ تھی۔ بڑی بی ایک صدی سے بھی
۱۱ برس بڑی تھین۔ اونکے بیٹے بیٹی پوتے پوتی وغیرہ ۹۲ خاص اوس گانون مین
موجود تھے اور اگر عورتونکے شوہر اور مردونکی عورتین ملائی جاوین تو ۲۰۰ پر نوبت
تھی غالباً بڑی بی کی ہی برکت سے بیٹے کے مقام ہونے مین بہت مدد دی ہوگی
بڑی بی کے پوتے کے پوتے کی عمر پچیس برس کی تھی۔ فرط وحشت مین گانون کے
قریب پہاڑ و نیر آبر ننگے پاؤن پھرا کرتا تھا۔ ننگے پاؤن پھرتے پھرتے یہ نوبت ہوگئی
تھی کہ سنگ و کوہ تفاوت نہ کرتا۔ ایک روز سنا کہ شیبانی خان شاہ رخ پر دھاوا
کرنے جاتا ہے۔ چونکہ گانون کے قریب ہو کے نکلا یہ بھی اوسکے تعاقب کو تیار ہو گیا۔ موسم
بہت سرد تھا اور برف کثرت سے پڑ رہی تھی۔ اثنای راہ مین ایک چشمہ ملا کہ کنارہ نیر تو
برف کا سکہ بیٹھا ہوا تھا لیکن پانی نے اپنی تیزی اور چالاکی سے اپنے اوپر برف کا
نقش نہین جمنے دیا تھا۔ یہ گویا تفریح کا سامان مل گیا چشمہ مین کود پڑا اور جب تک
۱۶ غوطے نہین لگالے باہر نہین نکلا۔ ان جزوی حکایتون سے اس نامور بادشاہ کی
جبلت وخصلت کا پتا لگ سکتا ہے۔ یونان کی تاریخ مین ہیرو کے شیدا کی ایک حکایت
بیان کی گئی ہے۔ دلدادہ اور دلربا کے شہرون کے درمیان ابنائے ڈارڈنیلز
(وسط یورپ و ایشیا کے بیچ) مخل تھی جانباز شیدا ہر شب اس آبنا کو تیر کر کے
دلدار کو جایا کرتا تھا۔ ہیرو اپنے شہر کے ایک منارہ پر بیٹھکر مشعل دکھایا کرتی تھی تاکہ اوسکا
سودائی اوسکے سیدھ مین چلا آئے۔ ایک رات سنگدل طوفان نے آلیا اور یہ تفتہ جگر
ڈوب گیا۔ اس جانباز کی قدر افزائی اور یادگار کے لئے یورپ کے من چلے اب بھی

اس آبنا کو تیر کرتے ہین۔ اس مقام پر آبنا کی فراخی ایک میل ہے۔ ہمارا ہیرو جب ہندوستان
پر حملہ آور ہوا تو سندھ سے لیکر گنگا تک تمام ذخّار دریاؤن کو تیر کر اوترا اور اسکو اوس نے
فرشتہ اپنے حالات مین بیان کیا ہے۔ آمدم بر سر مطلب۔ اسی عرصے مین بابر نے
پامردی سے اخسی پر قبضہ کر لیا جہانگیر بھی تنبل کے چنگل سے نکلکر بھائی سے آملا
لیکن چند ہی روز کے بعد اخسی جہانگیر کی ناتجربہ کاری سے پھر بابر کے قبضہ سے نکل گئی۔
جسوقت بابر اپنے دشمن تنبل سے لڑکر اخسی سے نکلا ہے تو صرف تیس آدمی ہمرکاب تھے
اور دشمن کے سوار ہنوز اوسکے ہمراہیونکو گرفتار کرنے چلے آتے تھے۔ اسی مین عقب مین
ابراہیم بیگ نے بادشاہ کی دہائی دی۔ بابر نے جو لوٹ کر دیکھا تو ایک غنیم کا سپاہی اوس سے
چمٹا ہوا تھا۔ وقت اگرچہ بہت نازک تھا مگر اوسکی مدد کو بابر نے باگ پھیر ہی دی۔ سان قلی
اور خدا قلی دو امیرون نے بڑھکر گھوڑا روکا اور عرض کیا کہ یہان اپنی جان لیکر بھاگنا مشکل ہے
دوسرونکی مدد لینی چہ۔ خدا کے لئے اوسطرف نہ جائیے۔ بابر کو لوٹنا پڑا۔ اخسی سے
دو کوس پر جا کر کہین غنیم نے پیچھا چھوڑا۔ اب بابر سمیت صرف ۸ آدمی رہ گئے۔ تھوڑی
دیر مین ایک سیاہی محسوس ہوئی۔ بابر سب کو ایک چٹان کی آڑ مین کر کے خود دیکھنے کو
اوپر چڑھ گیا معلوم ہوا کہ دشمن کے سوار ہین۔ وہان سے بھی بھاگے۔ خان قلی نے
بادشاہ سے کہا کہ یون بھاگنا ٹھیک نہین۔ ان آٹھ گھوڑون مین سے دو دو ردم گھوڑے
چھانٹکر حضور اور میرزا قلی سرپٹ کر جائین۔ یون شاید جان بچ جائے ورنہ دشمن نے
آلیا مصلحتِ وقت یہی تھی۔ لیکن بابر کی غیرت نے تقاضا کیا کہ مصیبت مین اپنے
رفیقون کو چھوڑ دے۔ اس صلاح پر عمل کرنے سے اوسنے قطعاً انکار کیا۔ تھوڑی

دوڑ چلکر بادشاہ کا گھوڑا بے دم ہوگیا۔ خان قلی نے اتر کر اپنا گھوڑا پیش کیا۔ بابر اپنے
گھوڑے سے کودکر اوس پر ہو رہا دشمن نے آکر تین ۳ سردار اور گرفتار کرلیے اب بابر کے
ساتھ صرف تین آدمی باقی ہین۔ تھوڑی دور پر دوست بیگ کا بھی گھوڑا رہگیا آخر چلکر
بادشاہ کا یہ گھوڑا ابھی چلنے لگا قنبر علی نے حق خدمت ادا کرکے اپنا گھوڑا نذر کیا اور بابر
اوس پر سوار ہولیا۔ اب صرف بابر اور میرزا قلی رہگئے۔ تھوڑی دور اوڑ چلے تھے کہ میرزا قلی
کے گھوڑے کی باری آئی۔ بادشاہ نے کہا کمبخت تجھے چھوڑکر کہان جاؤن یہ کہکر اپنے
اپنے گھوڑے کو آہستہ کرلیا۔ میرزا قلی نے کہا کہ حضرت اگر آپ میری فکر مین رہے
تو آپ بھی گرفتار ہوجاینگے اپنی فکر کیجیے شاید خلاصی ہوجائے۔ آخر میرزا قلی چھٹ گیا
بابر تنہا چلاجاتا ہے کہ دو ۲ دشمن کے سوارون نے آدبایا قسمت کا کھیل کہ گھوڑے کا
دم بھی ہوا لینے لگا۔ ایک پہاڑ سامنے سے نظر آیا بابر کو اپنے پانو پر پورا اعتماد تھا یہ
سوچکر کہ پیدل پہاڑ مین کسیطرف نکل جاؤن گا۔ گھوڑا برابر بڑہائے گیا۔ بندہ علی اور
بابا سرامی وہ دونون سوار بھی چلے آتے تھے۔ مگر بابر کے تیرون کے ڈر سے
ایک گولی کے ٹپہ پر۔ سوارون نے جب دیکھا کہ یہ ظالم کسیطرح رکتا ہی نہین تو اونہون
نے کہا کہ جہانگیر اور ناصر میرزا دونون گرفتار ہوگئے۔ یہ خبر سنکر وہ مضطرب ہوا کہ ہم
سب اگر دشمن کے بس مین آگئے تو جو آس بندہ رہی ہے وہ بھی ٹوٹ جائے گی
لیکن اونکو کچھہ جواب نہین دیا۔ اور بدستور گھوڑے کو بڑہاتا رہا۔ آخر وہ دونون عیار
گھوڑون سے اتر پڑے اور چاپلوسی کی باتین بنانے لگے۔ بابر خوب سمجھتا تھا کہ یہ
مجھکو باتون مین لگاکر میرا راستہ کھوٹا کیا چاہتے ہین۔ کان اونکی باتین سنتے رہے مگر

ہاتھہ برابر گھوڑے سے ہانکے جاتے تھے۔ سامنے سے ایک پٹھان نے بابر کا گھوڑا
روکا دیکھا تو دوسری جانب بھی راستہ نہین ہے اب دشمنون نے کہا کہ رات اسقدر
تاریک راستہ مخدوش آخر اس جان مارنے سے نفع کیا آپ لوٹ کر تنبل کے پاس
چلے چلئے وہ آپ کو تخت پر بٹھا کر خدمتگزاری کو موجود ہے۔ بابر برابر ایسے افسون کے
اثر سے تھے اونسے کہا یہ تو سب خرافات ہے اگر کچھہ خیر خواہی میرے ساتھہ کیا
چاہتے ہو تو یا مجھے تاشقند کا راستہ بتا دو کہ ابھی اون کے پاس چلا جاؤن
یا مجھکو بحال خود چھوڑکر لوٹ جاؤ۔ انھون نے جواب دیا کہ کاش ہم تنہا آئے ہوتے
اور اب آئے ہین تو آپ کو بائین چھوڑکر کس دل سے لوٹ جائین۔ اپنے عذر کو
موثر بنانے کے واسطے اونھون نے شدید قسمین کھائین۔ نیک دل بابر کو فی الجملہ
اطمینان ہوا اور بیادہ پا اونکے ساتھ چلنے لگا چند قدم جا کر کچھہ سوچا اور اونکو آگے
رکھہ لیا۔ بابر پہلے ہی دریافت کر چکا تھا کہ ایک سڑک سیدھی اور وہی منزل مقصود
کی راہ ہی بابر سڑک پر پہونچا لیکن وہ چالاک دہوکا دیکر اوسکو دوسری طرف لے گئے۔ صبح
ہوتے ٹھکانے پر پہونچکر کہنے لگے کہ ہم راستہ بھول گئے سڑک تو پیچھے رہ گئی۔ بابر یہ سنکر
ششدر رہا کہ صبح ہو چلی آبادی قریب اور منزل مقصود کا پتہ نہین۔ آخر تینون دن
کاٹنے کے لیے ایک ٹیلے کی آڑ مین ہو رہے جس آبادی کے قریب بابر کی گردش
تقدیر لے گئی تھی بندہ علی اوسکا حاکم تھا۔ بابر سے یہ کہکر کہ حضور کے واسطے
خاصہ اور گھوڑون کے لئے دانہ چارہ حاضر کرتا ہون قصبہ کو چلا گیا ظہر سے جب
ٹیپی دیر مین پیر مرشد لوٹے تو چارہ دانہ تو ندارد تھا خاصہ البتہ لائے اور وہ کہا

صرف تین روکھی روٹی اون مین سے بھی ایک ہی بادشاہ کے حصّے مین آئی
بادشاہ سلامت اپنی روٹی بغل مین دبا چپکے سے پھر پشتے کی آڑ مین آ چھپے ۔
نصف شب کو وہ حریف لطائف الحیل سے بابر کو قصبہ کے ایک باغ مین لے آئے
تنبل کے پاس قاصد پہلے دوڑا چکے تھے کہ بابر کو قابو مین کرنے کا موقعہ ہے
بابر باغ مین جو پھونچا تو سردی بہت تھی ایک شکستہ پوستین مل گئی اوسکو پہنکر آتشدان
کے پاس سو رہا ۔ صبح کو باباستبراتی نے جو پہرہ پر تھا آکر عرض کی کہ یوسف داروغہ
حاضر ہے ۔ یوسف داروغہ دشمن کا ملازم تھا اوسکا نام سنتے ہی بابر فکر مین ڈوب گیا
اور اوسکے بے چین خیالات نہ معلوم کہان سے کہان جا پھونچے ۔ اتنے مین یوسف
داروغہ بھی آگیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ آپ سے کیا چھپاؤن آپ کے دشمن بایزید بیگ
کا بھیجا ہوا آیا ہون ۔ یہ سننا تھا کہ بابر کے ہوش اُڑ گئے ۔ ملک و سلطنت عزیز و قریب
سب دشمنونکے پنجے مین تھے آیندہ فلاح کی اگر کچھ توقع تھی تو صرف اپنی اکیلی جان
کے بھروسے پر اب اوس سے بھی مایوسی ہوئی جاتی ہے ۔ فرط اضطراب
مین کہنے لگا کہ اگر ارادہ کچھ اور ہے تو مجھکو وضو کر لینے دو یوسف داروغہ قسم
کھانے لگا ۔ اسوقت اوسکی قسم پر اعتماد کرنا بابر کی قوت سے خارج تھا ۔ اپنے
دل کو جو ٹٹولا تو نہایت ضعیف پایا طبیعت کو سنبھالنے کے لیے باغ کے ایک گوشہ
مین چلا گیا اور دلکو یون تسلی دی کہ اگر دنیا مین ستّر برس رہے تو بھی ایک روز
گذرنا ہے پھر بے تابی اور پریشانی بے سود ہے ۔ آخر یاران کینہ خواہون کے
گھیرے سے نکل گیا ۔ دشمنون کے غلبہ اور انتظام نے مامون کے پاس تک رسائی

نہ ہوسنے دی اور سال بھر تک بدخشان سکے کوہستان مین بھٹکا پھر انہ اور تنہا ٹکرین مارتا رہا ؎

زین غم کہ بکس سخنے توان گفت
تنہاست کہ غم گسار خویشم

احمد تنبل وغیرہ کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ شیبانی خان کا مرد میدان اگر تھا تو بابر۔ بابر تو اس دشت نوردی مین رہا دہان شیبانی خان تنبل اور اوسکے اقران کو نیست و نابود کرسکے فراغت سے فرغانہ پر متصرف بن بیٹھا۔ خود بابر کے اموؤن کو اوسنے قید کر لیا اور سلطان محمود خان رہائی پا کر اس ذلت کے صدمے سے گھل گھلکر مر گیا۔ اودھر شیبانی خان بام عروج پر انا و لاغیری کا دم بھر رہا تھا اور ادہر جائے عبرت ہے کہ یہی مقولہ عجیب طور پر بابر کے بھی حسب حال تھا کیونکہ بدخشان کے سنسان کوہستان مین غیر کا کوسون نشان نہین تھا +

افغانستان پر یورش

سنہ ۹۱۰ھ - بابر کے قدم تخت کے واسطے بنے تھے اگر تخت پر نہ تھے تو اون کو راہ طلب مین ہونا ضرور تھا۔ سال بھر کے بعد یہ شیر کوہستان سے پھر نکلا۔ آکس کے شمالی کنارے پر اس کوہستان کے جنوب مین ترمذ ایک شہر ہے۔ کوہستان سکے شمالی جانب تو اوزبکون کی وجہ سے جا نہین سکتا تھا یہان سے نکلکر ترمذ چلا آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت زمانہ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وسط ایشیا سے اولاد تیمور کی حکومت اوٹھا دے۔ سمرقند بخارا اور فرغانہ کے اجڑنے تو آپ سنے سن ہی لیئے۔ کابل پر الغ بیگ (بابر کا چچا) حکمران تھا اوسکا انتقال ہوا۔

وارث تخت صغیر سن تھا۔ امرا مین نیابت کی بابت نزاع ہوا۔ نیابت درکنار رخو ملک کھو بیٹھے۔ قندھار مین سلطان حسین میرزا بادشاہ خراسان کیطرف سے ذوالنون ارغون حاکم تھا۔ کابل کے جھگڑے کا قصہ سنکر اسنے بھائی مقیم کو کابل بھیجا۔ مقیم نے کابل پر قبضہ کر لیا اور قبضے کو کامل کرنے کے واسطے میرزا الغ بیگ کی بیٹی سے شادی کرلی اسطرح کابل سے بھی خاندان تیمور محروم ہو گیا۔ یہی زمانہ ہے بابر کے ترمذ پہونچنے کا۔ وہان محمد باقی خسروشاہ کا بھائی والی تھا۔ اوزبکون کی دہشت سے محمد باقی کا دم فنا ہو چکا تھا اور ہر وقت بھیانک صورت بربادی کی اوسکی آنکھون مین گھومتی تھی۔ بابر کو پناہ سمجھکر اوسنے نہایت تپاک سے لیا۔ بابر کو اس مخلصانہ مدارات سے بہت تقویت ہوئی اور اوس سے مشورہ کیا کہ اب کدھر جانا چاہئے اور کیا کرنا مناسب ہے۔ محمد باقی نے یہ اشعار پڑھے ؎

+ نداری اگر با عدو زور جنگ +

+ طریق مدارا گزین بیدرنگ +

نہ ملکش بجا ست نہ ما انتقال　　کہ یک چند فارغ شوی از قتال

اور پھر کابل کا قصہ کہہ سنایا۔ بابر نے یہ سنکر کابل پر یورش کی عزیمت کر لی۔ محمد باقی بھی ساتھ ہوا۔ بابر جب ترمذ سے چلا ہے تو صرف دو سو تین سو آدمی ہمراہ تھے۔

پریشان جمعی و جمعی پریشان

اکثر پیدل۔ ہاتھون مین تلوار کی جگہ سوٹے۔ لشکر بھر مین صرف دو ڈیرے تھے ایک بادشاہ کا تھا اوسمین اوسکے مان ٹھیرتی تھی اور بادشاہ سلامت سیلے ڈیرے کے

میدان مین بسر کرتے تھے۔ رسد کا کچھ بند و بست محمد باقی نے اپنی گرہ سے کر دیا تھا۔ ترمذ سے یہ با شان و شوکت لشکر نکلکر خسرو شاہ کی عملداری مین ٹھیرا۔ خسرو شاہ پر دلی لعنت زادونکی اندھے اور قتل کرنے کی لعنت اب برس رہی تھی اور اوتکبون کے خوف سے اپنا لشکر اودھر سے اودھر لئے بھاگا پھرتا تھا۔ اوسکی شامت اعمال اور بابر کے اقبال سے دونون لشکر کسی موقع پر جمع ہو گئے۔ بابر نے جو اوسکے لشکر کی نبض پر ہاتھ رکھا تو پایا کہ تمام لشکر خسرو سے برگشتہ اور شاہی خدمت پر مائل ہے۔ خود خسرو شاہ بھی کورنش کیواسطے حاضر ہوا۔ دو تین ہی روز مین اوسکی سب فوج لوٹ کر بادشاہ سے آملی اور خسرو شاہ اکیلا بیچارہ رہ گیا۔ میرزا خان بابر کے ہمراہ تھا اوسنے اپنے بھائیونکا قصہ یاد دلاکر قصاص کا دعوے کیا۔ بابر خسرو شاہ سے جان بخشی کا عہد کر چکا تھا اوسکے دل نے گوارا نکیا کہ بیکسی و درماندگی مین اوس سے عہد شکنی کرے۔ خسرو شاہ کو اجازت دی کہ اپنا مال جسقدر لیجا سکے لے جائے۔ اسنے تمام جواہرات اور نقد اونٹون پر لادکر خسرو شاہ لے گیا۔ صرف خیمے وغیرہ بابر کو ملے سامان وغیرہ کو لیکر بابر نے کابل آگھیرا۔ مقیم کچھ روز تو مقابلہ پر قایم رہا آخر امراء کو بھیجکر ڈالکر حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے اوسکی تشفی کی اور وعدہ کیا کہ کل تمہارا سب مال و اسباب بحفاظت نکلوا دیا جائیگا اگلے دن جہانگیر اور ناصر میرزا کو حکم دیا کہ مقیم کو شہر تک پہونچا آؤ۔ خسرو شاہ کے نوکر ظلم اور رہزنی کے عادی ہو رہے تھے اون سے کب ممکن تھا کہ مقیم کا مال یون ہاتھ سے نکل جائے یہ لوٹ پر آمادہ ہو گئے۔ جہانگیر و ناصر نے کہلا بھیجا کہ یہ لوگ ہمارے قابو کے نہین آپ خود تکلیف کرین۔ بابر نے جو آکر دیکھا تو غل ہو رہا تھا۔

آتے ہی خود دو چار کے تیر مارے دو ایک کے سر قلم کر دیے جس سے یہ طوفانِ بےتمیزی
تسکین پذیر ہوا اور تقسیم سے تمام مستورات اسکے راہ لی۔ یہ بات غور کے لائق ہے
کہ خسرو شاہ کی فوج سے الغ بیگ کا ملک چھن گیا اور ۱۱ برس اپنے باپ دادا کے
ملک پر ذاتی رنج سے جان ماری اور کچھ نہ ہوا۔

خدا گر بحکمت ببندد درے

کشاید بہ لطف و کرم دیگرے

خراسان کا سفر

سنہ ۹۱۱ھ - ماوراء النہر فتح کرنے کے بعد اوزبکوں کی ترکتاز خراسان پر پہنچ
گئی۔ بابر نے پانچ برس اندر سمرقند میں گھر کر حسین بیشین گوئی سے مدد مانگی تھی اوسکا
نتیجہ اب فرمانروائے خراسان کو ہونے لگا مگر ایسے شیبانی خان کا زیر کر لینا ایسا آسان
نہ تھا۔ سلطان حسین مرزا اگرچہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا مگر شاہانہ عزم کے ساتھ ایک دفعہ
اور اوزبک کے مقابلے میں تلوار لیکر کھڑا ہو گیا۔ اپنے تمام بیٹوں کو صوبوں سے بلایا
بابر سے بھی مدد کی درخواست کی۔ بابر کا اقتدار ابھی افغانستان کے سرکش جرگوں
پر اچھی طرح نہیں ہوا تھا کہ خراسانی ایلچی پہونچا۔ اوسکی موجودہ ذاتی مصلحتیں خراسان جانے
کے خلاف تھیں اور اگر بابر میں قوت انتقام کشی ہوتی تو سمرقند کا واقعہ یاد دلا کر ایلچی حسین
مرزا کو جواب خشک بھیج دیتا۔ لیکن وہ یہ خوب سمجھتا تھا کہ آج خراسان پر اوزبکوں
کے تگ و پو ہے تو کل کابل کی باری بھی آ جائے گی۔ بہتر ہے کہ اس وقت

متفق ہوکر اوزبک مغلوب کر لئے جائیں۔ کابل کا بندوبست کرکے خراسان کا سفر کیا راستہ ہی سے سلطان حسین میرزا کو اپنے آنے کی اطلاع کی۔ ایلچی نے لوٹ کر خبر دی کہ ۱۱۔ ذی الحجہ سنہ ۹۱۱ھ کو سلطان حسین میرزا کا انتقال ہوا۔ بابر کچھ تو خراسانی شاہزادوں کے پاس قرابت کے سبب اور کچھ اور مصالح کے لحاظ سے (جنکو وہ بیان نہیں کرتا ہے) خراسان کی طرف چلا گیا۔ خراسانی شہزادوں کی متفقہ فوجیں دریائے مرغاب پر (جو آجکل کے پنجدہ میں شامل ہے) موجود تھیں۔ بابر جب قریب پہونچا تو شاہزادوں نے استقبال کر کے لشکر میں لے گئے۔ تیموریہ نسل کا یہ عجیب اور آخری مجمع تھا اگر بابر ہی کی تدبیر کا سکہ ہاتھ میں اوسکی کمان ہوتی تو یہ لشکر وہ معرکے سر کر سکتا تھا جو صدیوں تک تاریخ کے صفحوں کو روشن رکھتے۔ افسوس ہے کہ ناز پروردہ اور خود مختار شاہزادوں کی ماتحتی میں یہ لشکر بیکار ہو رہا تھا۔ اوزبکوں کے چار سو یا پانسو آدمیوں کے غول مرغاب کے قریب تاخت تاراج کر رہے تھے ان شہزادوں سے اونکا بندوبست بھی نہ ہو سکا۔ بابر کو ان بدعنوانیوں کی تاب کہاں تھی فوراً اوزبکوں کی گوشمالی کو تیار ہو گیا مگر مہمانی نے اوسکو بھی بٹھا رکھا۔ زمانہ دیدہ شیبانی خان خوب جانتا تھا کہ یہ مجمع تین دن کی چاندنی ہے۔ اوسوقت طرح دیکر سمرقند چلا گیا۔ موسم زمستان بھی آ پہونچا۔ عیش پرست شاہزادوں کو جام ارغوانی اور ساقی پریچہرہ یاد آئے۔ قشلاق کے بہانہ یہ فوج آن واحد میں منتشر ہو گئی۔ شاہزادہ بدیع الزمان میرزا نے بابر سے ہرات چلنے کا اصرار کیا۔ معاملات کابل اوسکو اپنی طرف کھینچتے تھے لیکن شوق ہرات بابر کو اودھر لے گیا۔ شہر ہرات کو اس زمانہ کی سی رونق و زیبایش شاید

کم نصیب ہوئی ہوگی۔ سلطان میرزا کی چہل سالہ پرامن حکومت نے اور میر علی شیر کی قدر دانی نے کمال اور خوبی سے شہر ہرات کو بھر دیا تھا۔ ہر طرف کے باکمال وہاں جمع تھے اور شہر بھرے بھرے باغ کیطرح شگفتہ ہو رہا تھا۔ بابر نے سیر کی خوب لطف اوٹھائے۔ ایک روز سلطان احمد میرزا کی بی بی بابر سے ملنے آئی اوسکی بیٹی معصومہ سلطان بیگم بھی ماں کے ساتھ تھی ؎

عشق آن خانمان خرابی ہست،
کہ ترا آورد بخانہ ما ✢ ✢

بابر کی نظر جو اوس ملائک فریب صورت پر پڑی بیتاب ہوگیا۔ اور حیا سے حیرت ہی کہ اوس حوروش لڑکی نے ایک نظر میں وہ دل فتح کر لیا جو اسکے بلا خیز معرکوں میں ثابت قدم رہا تھا۔ آخر بے چین ہو کر چچی کو پیام دیا اور یہ بات طے ہوگئی کہ ماں بیٹی دونوں کابل آئیں اور وہاں نکاح ہو جائے۔ معصومہ سلطان بیگم کابل آئی اور بابر نے اوس سے نکاح کیا۔ ایک لڑکی بھی ہوئی مگر اوسی مرض میں یہ بیگم داغ مفارقت دیگئی بابر نے یادگار کے لئے اس لڑکی کا نام معصومہ سلطان بیگم رکھا۔ عائشہ سلطان بیگم اوسکی بڑی بہن تھی مگر اوس سے مفارقت کے بعد یہ نکاح ہوا تھا۔

افغانستان کی برف سے پالا پڑا

شاہزادوں نے اگرچہ اصرار سے بابر کو ہرات سے گئے تھے مگر عیش میں پڑ کر اپنے محترم مہمان کو بھول گئے اور سردی کی وقت ہونے لگی برف بھی کثرت سے پڑنی شروع ہوگئی

اور افغانستان و خراسان کے کوہستان کے سر خمیدہ ہی روز مین اس نزلہ نے سفید کر دئے
بابر نے دیکھا کہ یہ سد سکندری اوسکو تو مفتوح ملک اور وہان کے جنگ جو فرقون سے
جدا کئے دیتی ہے اس خیال نے ہرات کی کیفیت بالکل بدمزہ کر دی اور اوسکو ہرات
چھوڑنا پڑا ۔ جنگل کثرت برف سے سفید چادر ہو رہا تھا اکثر مقاموں پر برف گھوڑے
کی ران کے برابر تھی ۔ برف جب گرنی شروع ہوتی تھی تو نہ بالکل رقیق ہوتی
تھی اور نہ پتھر کے طرح سخت ۔ آدمی پاؤن رکھتے ہی بھیتر کو دھنس جاتے تھے ۔
بابر جتنا آگے بڑھا برف کی مصیبت پڑتی ہی گئی ۔ ایک خیر ہوئی کہ راستے مین غلّہ
افراط سے ملگیا اور بابر نے بقیمت اوسکو خرید لیا ۔ ورنہ بھوک اور برف دو دشمنون سے
مقابلہ مشکل ہوجاتا ۔ لنگر میر غیاث پہونچکر مشورہ کیا کہ کس راستے سے چلنا چاہیئے
ایک راستہ گرم سیر قندھار ہوکر کابل جاتا ہے اسمین پھیر بہت ہے مگر برف کی آفت
سے نجات مل جاتی ہے ۔ دوسرا راستہ سیدھا کابل آتا ہے یہ قریب ہے اور برف
سے معمور بلکہ ویران ۔ بابر کی رائے تھی کہ قندھار ہوکر چلین ۔ قاسم بیگ نے کہا
کہ وہ راستہ بہت چکر کا ہے ہمت باندھکر سیدھے نکل چلئیے ۔ قاسم بیگ کی یہ رائے
گو تکلیف دہ ثابت ہوئی لیکن دور اندیشی پر مبنی تھی بابر اگر جلد کابل نہ پہونچتا تو محمد حسین
کا بلوہ دوسرا رنگ پکڑ جاتا اور سخت دشواری پیش آتی ۔ بابر نے طوعاً کرہاً اس رائے
کو مانا اور ایک رہبر کو لیکر سیدھا کابل چلا ۔ راستہ اور جنگل سبکو برف اپنی چادر مین چھپائے ہوئے
تھی رہبر کو راستہ کیونکر معلوم ہوتا خود بہک گیا اور اوس کے پیچھے اور بھی گمراہ ہوگئے
برف کی وجہ سے گھوڑوں کے پاؤن زمین تک نہین پہونچتے تھے اور قطع مسافت غیر ممکن

ہو گیا۔ قاسم بیگ کو اپنی رائے کی ذمہ داری یاد آئی۔ پیادہ پا ہو کر راہ صاف کرنے لگا۔ اوسکے جو دو عزیز و قریب[۱۴] بھی شریک ہو گئے۔ شاہ بابر بھی گھوڑا چھوڑ کر اِن مین جا ملا۔ یہ شاندار سُولہ[۱۶] ٹُلی راستہ صاف کرتے تھے اور تمام لشکر پیچھے گردن جھکائے چلا آتا تھا۔ راستہ صاف کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ سُولہ[۱۶] آدمی آگے پیچھے قطار باندھ کر استادہ ہو جاتے تھے اُن کے یون کھڑے ہونے سے برف اتنی دب جاتی تھی کہ ایک گھوڑا کھڑا ہو سکے اوسکے بعد اوس خالی جگہ مین ایک کوتل گھوڑا کھینچا جاتا دس پندرہ[۱۰-۱۵] قدم چلکر گھوڑے مین آگے چلنے کی طاقت نہین رہتی تھی اوسکو ہٹا کر دوسرا گھوڑا کھینچتے تھے۔ اسطرح یہ سُولہ[۱۶] جوانمرد اپنی قوت بازو اور اپنے گھوڑونکی مدد سے صبح سے شام تک میل ڈیڑھ میل راستہ تیار کر کے لشکر کو بڑہاتے تھے۔ اِنکے سوا نہ کسینے خود کام کیا اور نہ گھوڑے سے مدد کی۔ بابر کے تحمّل کو دیکھیے کہ نہ بیان کسی سے اوسنے مدد دینے کا تقاضا کیا اور نہ کاہل بیوفا، بے مروّت اور خیرہ چشمی کی کسی سے شکایت کی۔ ایک روز شام کو منزل دامنِ کوہ مین ہوئی۔ سردی کی یہ شدت کہ اَلاَمان۔ سبکو یقین تھا کہ آج یہین برف کے کفن اور قبر مین دفن ہو جائینگے بابر نے درہ کے پاس سینہ کے برابر برف کھود کے اپنا نمدا بچھالیا اور شاہی نمدا بھی برف کے سنگ مرمر کے تخت پر تھا۔ بعض ہواخواہون نے گذارش کی کہ اِس غار کے اندر بیٹھ جائے لیکن بابر کی حمیت نے تقاضا نہ کیا کہ اپنے جان نثار سپاہیونکو چھوڑ کر خود آرام سے جا سوئے وہین بیٹھا رہا لوگ مامن کی تلاش مین بیقرار تھے غار کو جو روشنی سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بہت وسیع ہے اور سب آدمیون کے گنجایش اوسمین ہو سکتی ہے۔ وہ لوگ وہین سے جوشِ خوشی مین چلائے کہ یہان جگہ بہت ہے۔ بابر

کا سرزانو برجھک رہا تھا یہ جانفزا اور دلربا جملہ سنکر چونک پڑا۔ اگر خود بابر نے نہ بیان کیا ہو تو ہم انکو مبالغہ سمجھتے کہ اوسوقت اوسکی پشت اور سر پر چار چار انگشت برف جم رہی تھی اس بلائے آسمانی کو جھاڑ کر بابر چلا گیا اور اہل لشکر بھی وہین چلے آئے اور سب نے بل کرانیا اپنا کھانا نکالا۔ غالباً بابر کابل اور اکبرآباد کے دیوانخانون مین ایوان نعمت کھا کر کبھی اتنا مسرور نہ ہوا ہوگا جتنا اون روکھی سوکھی رنگ برنگ کی روٹیون کو کھاکر ہوا۔ صبح ہوئی تو پھر وہی برف اور وہی قلیون کی خدمت۔ اس سفر مین اکثر آدمیون کے ہاتھ پاؤن شل ہو گئے۔ کا تو کی یہ کیفیت ہوگئی۔ جیسے کسی شاخ پر پژمردہ پتا لگا ہے۔ یہی کابل کی مشہور برف ہے جسکے مہیب افسانے آجکل کی تاریخ کو بھی عبرتناک بنا جاتے ہین۔ بابر نے جس شاہانہ اولوالعزمی سے اس برف کی مہم کو سر کیا غالباً اوسکی نظیر بہت کم ملے گی۔ بہت کم بادشاہ ایسے ہوئے ہونگے جنھون نے اپنی بے کس سپاہ کے واسطے برف کھود کر راستہ بنایا ہوگا اور سپاہیونکو مدد کی تکلیف نہ دی ہوگی۔ اس بلائے عظیم کو بصد دشواری طے کر کے بابر ہزارستان آپہونچا۔ ہزارہ کے وحشی جوگون نے حملہ کیا مگر اونکو سزا دیکر شاہی فوج آگے بڑھ آئی۔

کابل کا فساد

بابر جب خراسان کو گیا تھا تو کابل مین خان میرزا۔ شاہ بیگم بابر کی سوتیلی نانی۔ مہر نگار خانم اوسکی خالہ۔ اور محمد حسین میرزا اور سلطان جنید برلاس موجود تھے۔ محمد حسین میرزا کی بابر کی ایک خالہ سے شادی ہوئی تھی اور سلطان جنید کے پاس بھی ننھیال کی طرف سے

قرا تمبند تھا۔ میدان خالی پاکر اِن دونون کھلاڑیون نے ایک نیا سوانگ بھرا۔ خان میرزا
کو کابل کا بادشاہ بنایا۔ اور اپنے رشتے کا پھندا ڈالکر بیگمات کو بھی سازش مین شریک لیا
یہ دیکھکر مغل بھی اِن کے مددگار ہوگئے۔ عوام الناس کو اپنا طرفدار بنا لینے کے لئے
یہ مشہور کردیا کہ بادشاہ کو خراسانی شہزادون نے قید کرکے جیلخانہ بھیجدیا۔ یہ بھی ویسے
ہی ہوئے جیسے محمد شاہ بادشاہ دہلی نے نادر شاہ کو قتل کرڈالا تھا اور دلی کے چنڈو خانون
مین شیطان اِس راز کو فاش کرگیا تھا۔ امرائے بابری کو ارک کابل مین محصور ہونا پڑا
یہی وہ وقت ہے جب بابر ہزارستان آگیا ہے۔ اگر قاسم بیگ سیدھے راستے سے
نہ نکال لایا ہوتا تو یہ فساد شاید اور زیادہ زور پکڑجاتا۔ بابر کو ہزارستان مین یہ خبر ملی
امرائے محصور کے پاس فوراً ایک آدمی دوڑایا کہ ہم آگئے فلان روز کوہ منارہ
پر آگ روشن کرینگے تم بھی اوسکے جواب مین آگ جلانا تاکہ ہم سمجھین کہ تم ہوشیار
ہو اسکے بعد دونون طرف سے حملہ کرکے دشمنونکو پیس لینگے۔ اِس آدمی کو بھیجکر
ہزارستان سے ایلغار کرکے بابر کابل آپہونچا۔ باغیون سے مقابلہ ہوا اگر بابر نے
دو تین ہی حملون مین اونکو منہزم کردیا۔ فتح کے بعد بابر ارک مین آیا یہان محمد حسین میرزا
اور اسکے خالو کو گرفتار کرکے لائے نیکدل بابر نے سابق تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا اور پاس
بیٹھنے کی اجازت دی اور اسکے بیٹھنے کے بعد کچھ شکایت بھی نہین کی بدلے یا سزا کا
کیا ذکر ہے بیگمات نہایت نادم تھین اونسے بھی حسب دستور باادب ملا اور تسلی
و دلجوئی سے اونکی خاطر جمع کرآیا۔ خان میرزا اِس معرکے سے نکل بھاگا تھا شاہی
معلدار اوسکو بھی پکڑلائے۔ بابر دیوانخانہ مین بیٹھا تھا کہ خان میرزا پیش ہوا۔ اوسکو

جلد سوم حسن نمبر ۷

دیکھتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا آؤ گلے مل لیں! وہ بیچارہ یہ مدارات دیکھکر شرم سے پانی پانی ہوگیا اور مشکل سے بابر کے پاس تک پہونچا۔ گلے لگا کر بادشاہ نے اپنے پاس بٹھایا اور خانساماں کو حکم دیا کہ شربت جلد لائے۔ جب شربت آیا تو خان میرزا کے اطمینان کے واسطے پہلے خود تھوڑا سا پیا اوسکے بعد اوسکو پلایا۔ اسکے بعد بھی بابر ان باغیوں کے درپئے آزار نہیں ہوا اور بتدریج وہ ادہر اودہر سے چلے گئے۔

محمد حبیب الرحمن شردانی

کتب خانۂ اسکندریہ

یورپ ایک زمانے مین مسلمانونکی نسبت عجیب عجیب خیالات رکھتا تھا۔ اوس زمانے مین سیکڑون غلط روایتین جو مسلمانونکی نسبت مشہور تھین یورپ کے لٹریچر کا عنصر بنگئین۔ موجودہ یورپ اگرچہ بے تعصبی و انصاف پرستی سے کام لینا چاہتا ہے مگر جو زہر اوسکے رگ و پے مین سرایت کر گیا تھا اوسکا اثر اب بھی موجود ہے اور شاید ایک مدت تک باقی رہے۔

"اسلام بزور شمشیر پھیلا۔" "بانی اسلام کو خود اپنی سچائی پر اعتقاد نہ تھا۔" "اسلام تمام علمی تحقیقات کا دشمن ہے" یہ اور اسی قسم کے بہت سے جملے **یورپ** کے اصول موضوعہ ہین۔ اخیر دعوے کے ثبوت مین عموماً **کتب خانہ اسکندریہ** کا واقعہ پیش کیا گیا ہے۔ **یورپ کو** خاص اس واقعہ سے اسقدر دلچسپی ہے کہ مسلمانون کے تذکرہ مین موقع بے موقع اوسکا ذکر ضرور آجاتا ہے۔ حال مین **فرانس** کے ایک عالم نے شاہان فرانس کے حال مین ایک مختصر سی تاریخ لکھی ہے جسکا ترجمہ **خدیو مصر** کے اشارے سے عربی زبان مین کیا گیا ہے۔ اس تاریخ مین کہین کہین دوسرے ملکون کے حالات بھی تطابق کے طور پر ذکر کئے ہین۔ حضرت عمرؓ کی وسیع اور موثر حکومت مین سے جو چیز اوسکی نگاہ کے سامنے آئی وہ یہی **کتب خانہ اسکندریہ** کا واقعہ تھا۔ فرانس کے حالات لکھتے لکھتے وہ لکھتا ہے "کہ اسی سنہ مین مسلمانون نے اسکندریہ پر حملہ کیا اور وہان کا علمی کتب خانہ جلاکر برباد کر دیا" بہر نوع ہم اس واقعہ کے ممنون ہین۔ جسکے ذریعہ سے یورپ

کی علمی دنیا کا بچہ بچہ حضرتِ عمر کے نام سے تو واقف ہے -
ہماری قوم کے تعلیم یافتہ لوگ ان اعتراضات کا سننا گوارا نہین کرسکتے اور نہایت جوش سے اونکے اوٹھانے پر آمادہ ہین اگرچہ افسوس ہے کہ انگریز مورخون کے عامیانہ تقلید اور اسلامی تاریخ کے اصلی مواد کی ناواقفیت اونکو اپنے مقاصد مین کامیاب نہین ہونے دیتی - کتب خانہ اسکندریہ کی بحث غالباً سب سے پہلے **تہذیب الاخلاق** مین چھیڑی گئی - پھر ایک مضمون **پانیر** مین نکلا اور آجکل متعدد مضامین مختلف اخبارون مین شائع ہوئے - یہ پچھلے مضامین تو (بجز ایک کے) بیشتر تہذیب الاخلاق کے مضمون سے ماخوذ تھے لیکن وہ پہلا ہی مضمون ہے صرف دو ایک **انگریزی مورخون** کا مقلدانہ اقتباس تھا - مزا یہ ہے کہ چونکہ ایک انگریز مورخ نے جہالت سے لکھدیا کہ علامہ **ابن خلدون** نے حضرتِ عمر کے حالات مین کتب خانہ اسکندریہ کا جلایا جانا لکھا ہے" ہمارے معزز مضمون نگار نے خود اوسکی تقلید کی اور ابن خلدون پر **عبداللطیف** بغدادی کی تقلید کا الزام لگایا - حالانکہ ابن خلدون مین اس واقعہ کا کہین نام و نشان بھی نہین ہمارے مضمون نگارون نے جو طرز استدلال اختیار کیا ہے وہ اثبات مدعا کے لیئے کافی نہین - وہ اپنے دعوے پر دو دلیلین پیش کرتے ہین -

(۱) جن کتب خانون کا نام لیا جاتا ہے حضرتِ عمر سے پہلے برباد ہو چکے تھے +

(۲) بطریق اسکندریہ - المیکن - ابوالفدا نے اپنی تاریخون مین اس واقعہ کا ذکر نہین کیا +

جن مورخون نے یہ الزام لگایا ہے اونکے بیان کی یہ خصوصیتین کہ فلان خاص کتب خانہ جلادیا گیا

اور کئی ہزار حماموں مین تقسیم ہو کر چھ مہینے تک ایندھن کا کام دیتا رہا - عارضی خصوصیتین ہین
اصل الزام اسقدر ہے کہ اسکندریہ کا کتب خانہ مسلمانون کے ہاتھ سے برباد ہوا جو اوس
وقت رفع ہو سکتا ہے کہ پہلی دلیل کے ساتھ احتمالات ذیل باطل کئے جاوین +

(۱) ممکن ہے کہ اسکندریہ مین ان دو کتب خانون کے سوا اَور کوئی کتب خانہ نہ رہا ہو +

(۲) ممکن ہے کہ ان کتب خانونکی کچھ کتابین برباد ہونے سے بچ گئی ہون جو اسلام کے عہد مین جلائی گئین +

(۳) ممکن ہے کہ ان دونون کتب خانونکے برباد ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کے زمانے تک اسکندریہ مین اور کوئی علمی ذخیرہ مہیا ہو گیا ہو +

اگر مناظرہ کا معقول طریقہ اختیار کیا جاتا تو ہمارے مضمون نگارونکو بہت آسانی تھی - قاعدۂ استدلال کی رُو سے بارِ ثبوت اون لوگون پر ہے جو ایک واقعہ کا وجود بیان کرتے ہین ہمارا صرف یہ کام ہے کہ ہم اون لوگون سے جو کتب خانہ کا جلایا جانا بیان کرتے ہین دلیل طلب کرین یہ ظاہر ہے کہ دعوے کرنیوالے کوئی سند ایسی پیش نہین کر سکے ہین جو اثبات مدعا کے لئے کافی ہو - لیکن غلطی سے ہم نے اس دعوے کو نفی کیصورت مین خود اپنے ذمہ لے لیا ہے - جسکو ہم کسیطرح ثابت نہین کر سکتے احتمالات کا سلسلہ ہنوز قایم ہے اور جب تک وہ منقطع نہ ہو دعوے ثابت نہین ہو سکتا -

دوسری دلیل یعنی دو تین مورخون نے اس واقعہ کا ذکر نہین کیا ہے - اَور بھی ضعیف ہے یورپ کے مورخ جس کثرت سے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہین اوسکے مقابل مین منکرین کی تعداد عشر عشیر بھی نہین گبن صاحب اور اونکے پیرون کا انکار خود قیاسات پر مبنی ہے

اسکے علاوہ گبن کے بعد اور مصنفون نے اوسکے انکار پر حقارتانہ تعجب ظاہر کیا ہے۔
اخبار اسپکٹیٹر مین اس بحث کے متعلق دو یورپین فاضلون کا مناظرہ چھپا ہے جس مین
فریق مخالف نے متعدد لایق مصنفون کے نام گنائے ہین جنھون نے گبن کے طرز
استدلال کو باطل کیا ہے۔ مسٹر رینان جو فرانس کا ایک مشہور پروفیسر ہے اوس نے
اپنے لکچر مین اگرچہ اس واقعہ سے انکار کیا ہے تاہم وہ تسلیم کرتا ہے کہ یورپ کی عام روایتون
مین یہ واقعہ بار بار بیان کیا گیا ہے۔
مین اس وقت اس بحث پر کچھہ لکھنا نہین چاہتا لیکن یہ بیان کرنا چاہتا ہون کہ کسطرح اس بحث کا
قطعی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے یہ طے کرنا چاہئے کہ اس روایت کا اصلی مخرج
مسلمانون کی تاریخین ہین یا عیسائیون کی۔ جہان تک ہم کو معلوم ہے رسول اللہ
کی آغاز نبوت سے بنو امیہ کے عہد تک اسلام کی کوئی تاریخ عیسائیون نے بطور خود
نہین لکھی۔ یورپ کی تاریخین جو اس عہد کے متعلق ہین وہ تمام تر عربی تاریخون سے
ماخوذ ہین اس لئے یہ واقعہ بھی یورپ مین پہونچا تو اسلامی ہی روایتون کے ذریعہ سے
پہونچا ہوگا۔ لیکن ایک انگریز مضمون نگار نے دعوے کیا ہے کہ کیتی اسکندری
عیسائی جو حضرت عمر کے عہد مین تھا اوسنے اسکندریہ کی تاریخ مین اس واقعہ کا ذکر کیا ہے
کیا یہ صحیح ہے؟
اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس روایت کا اصلی ماخذ عربی تاریخین ہین تو ہم کو اُن قدیم عربی
تاریخون تک پہنچنا چاہئے جو محدثانہ طرز پر لکھی گئی ہین کیونکہ بعد کی تصنیفین یا اونھین سے ماخوذ ہین
یا ناقابل اعتبار ہین۔ اس قسم کی تصنیفات مین سے جو ہم معلوم کر سکے ہین مفصلۂ ذیل

تاریخین ہین - تاریخ بخاری - فتوح البلدان بلاذری - جو خلیفہ متوکل باللہ کے
عہد مین لکھی گئی - تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری - فتوح مصر - تاریخ یعقوبی - اگر ان کتابون
مین اس واقعہ کا ذکر نہ ہو تو اوسکو محض ایک افسانہ خیال کرنا چاہیے -
ہمکو امید ہے کہ ناظرین مین سے کوئی صاحب طریقۂ بالا کے موافق اس بحث کو طے
فرماوین گے - اور اگر کسی صاحب نے تکلیف نہ کی تو مجبوراً ہمکو اپنی محدود واقفیت سے
کام لینا پڑے گا +

راقم
شبلی - نعمانی

فلسفی لاک کی یادگار

"اگر لاک نے جدید تحقیقاتین کی ہین تو سقراط نے کچھہ نہین کیا۔ پھر بھی دونون نے
وسعت عقل انسانی کی علاوہ اشاعت علوم مین بہت کوششین کی ہین۔ مگر
مسٹر لاک ہمیشہ انگریزی قوم کے ایک درخشان زیور خیال کئے جائین گے"

سر جیمس میکنٹاش

سے گر دہان زمبہ۔ اور مسلمان قوم کی سوانح عمریان لکھنے مین مشرقی اور زمانہ سابق کے یورپین مورخین سے ایک قابل افسوس غلطی کی ہے۔ اون لوگونکو جنہون نے انسانونکو ناقابل تلافی فیض پہونچایا ہے ہین وہ عار کرتے ہین کہ اپنا جیسا خطاکار انسان سمجھین۔ اسلئے ہمیشہ اونھون نے اپنے ہیرو کو دائرہ انسانیت سے باہر سمجھکر اوسکے تمام کامون اور اصولونپر محض اعتقاد کی نظر کی ہے یہی وجہ ہے کہ اوس زمانہ کے کتب سیر مین اصلی کیرکٹر کے لحاظ سے بڑے آدمیونکی کوئی روح نہین پائی جاتی جو تصویرہ اپنے ہیرو کی اوتارتے ہین وہ نہ خود اوسکی ہوتی ہے اور نہ کسی شخص غیر کی۔ لیکن موجودہ نکتہ چین اور ترقی یافتہ انسانی نسل نے اپنے دائرہ حکومت سے ایسے مصورونکو خارج کردیا اور صرف اونہین کو عزت دی جو ایک بھی خال وخط نہین چھوڑتے۔

کچھہ شبہ نہین کہ راہ زندگی بکامیابی وعزت طے کرنے کے لئے اون لوگون کے سفرنامے نہایت کارآمد ہوسکتے ہین جو ہوشیار اور معزز رہنما ثابت ہوئے ہین۔ لیکن وہ جو گرفتار و مبتلائے مرض اعتقاد ہے ہرگز اپنی ہدایت مین مقبول اور اپنی خدمت گذاری مین

صادق نہین - پس ہم تو توبہ نصوح کرتے ہین -

جان لاک جو اس مختصر روزنامچۂ زندگی کا ہیرو ہے ایک فلسفی تھا جسکے دماغ وقلم نے اہم صیغہ جات علوم پر دوامی احسانات کئے ہین - اور جو ۲۹ - اگست سنہ ۱۶۳۲ء مین بمقام رنگٹن واقع سومرشائر مین پیدا ہوا تھا - نہایت ابتدائی زمانہ عمر تھا کہ وسٹ منسٹر اسکول مین ایک ابتدائی تعلیم حاصل کرکے وہ کرائسٹ چرچ کالج (اکسفورڈ) مین بھیجا گیا تھا جہان کہ وہ بلحاظ علمی ہوشیاری کے بہت جلد ممتاز ہوگیا - اس امتیاز کے ظاہر کرنے کے لئے بھی ایک بات کیا کم ہے کہ اوسنے بجائے ذاتی دلچسپ مشغولون کے اپنے ہم مدرسہ نوجوانون مین بہت سے علمی احباب تلاش کر لئے تھے -

وہ اسکالسٹک فلاسفی کی (جو اوس زمانہ کے تمام انگریزی دار العلومون کی باعث توہین ہو رہی تھی) پیچیدہ بیانیونکو از حد ناپسند کرتا تھا - اسلئے اوسنے گریک اور رومن کلاسکس اور بعد کو سائنس اور خصوصًا طب کی جانب ایک نمایان توجہ مبذول کی جنمین وہ عالم ہوگیا - طب مین یہ پایہ حاصل ہوگیا تھا کہ اوسنے بطور پیشہ ترقی دینا چاہا -

تیزی ذہن نے لاک کو اوس زمانہ کے ملکی معاملات کا بھی کوئی غیر متعلق اور بے واسطہ تماشائی نہ رہنے دیا اوسنے اس مسئلہ پر کہ "آیا سول مجسٹریٹون کو معاملات وعبادات مذہبی مین کوئی قانونی استحقاق مداخلت حاصل ہے یا نہین" اوس رسالے کے جواب مین لکھا تھا جسمین نفی کی تائید کی گئی تھی گو یہ رسالہ شایع نہین ہوا - لیکن شاہی طرفدارون نے پسند کیا تھا -

سنہ ۱۶۶۵ء مین لاک کو جسنے پہلے بھی اپنی عالی دماغی اور معلومات

کو عام کر دیا تھا سر ولیم ٹمپل کی جانب سے جو انگلستان کی طرف سے برنڈنبرگ کے دربار میں سفیر مقرر ہو ئے تھے عہدہ معتمد سفارت کی دعوت کی گئی جسے اوسنے قبول کیا جب تک وہ ماتحت عہدہ سفارت رہا اوس ملک کے اداب معاشرت اور طرز تمدن کی نسبت اپنے اون دوستونکو نہایت مفید اطلاعین دیتا رہا جنسے سلسلہ کتابت جاری تھا جب وہ واپس بلایا گیا تو سفارت اسپین کی بھی دعوت کی گئی تھی جو اوسنے منظور نہین کی۔

اب اوسکی حالت صحت ایسی تھی جس سے وہ کسی کاروباری زندگی کا آغاز نہین کرسکتا تھا اسلئے اوسنے ایک سب سے زیادہ مفید سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ قابل فخر روش اختیار کی جسنے اوسکے انتخاب مشاغل کا آخری مبارک فیصلہ کر دیا۔ یعنے آکسفورڈ مین تحقیقات فلسفیانہ اور اصولی تراشس خراش مین اوسکے مستعفی دن گذرنے لگے۔

۱۶۷۵ء مین بغرض تبدیل آب وہوا فرانس مین گیا۔ جہانکہ وقت کا بڑا حصہ مونٹ پلیر کی صحت بخش آب وہوا مین گذرا۔ وہ پیرس بھی گیا تھا۔ دار السلطنت فرانس کی شیرین زبان اور علمی جماعت تمدنی نے نہایت مودبانہ اور مستثنیٰ برتاؤ کیا۔

لاک کے پریشین مراسلات کا بڑا حصہ ثابت کرتا ہے کہ اخلاقی فلسفے کی حالاک نظر باشندونکی خصوصیات اور مذہبی حالت کی تہ کو پہونچ گئی تھی۔ عالم حالت فرانس پر بھی اوسکے تجربے مفید و دلچسپ تھے۔

ادہر انگلستان مین ملک اور درباری پارٹیون یعنی کانسٹیٹیوشنلسٹ

اور وسیع اختیارات چاہنے والون مین ایک جنگ زرگری قایم تھی جسنے اوسے پولٹیکل میدان مین ایک بار قدم رکھنے پر آخر مجبور کیا۔ اس جنگ مین اوسنے عملی شرکت کی اور خود کو دربار کا مخالف ثابت کیا۔

لیکن اب اوسکی جان خطرے مین پڑگئی تھی اسلیئے وہ ہالینڈ چلا گیا۔ جہان سے وہ ۱۶۸۸ء کے رو ولیوشن تک واپس نہین آیا۔

دربار نے اوسکی غیر حاضری مین معاوضہ سے دل کی تسکین کرلی — بادشاہ کا ایک بے ضابطہ حکم صادر ہوا جسکی رو سے لاک کرائسٹ چرچ کالج کی فلوشپ سے خارج کردیا گیا۔

اب اوسکے لئے یہ ضروری ہوگیا تھا کہ وہ پولٹیکل رفتار زمانہ کا ساتھ نہ دے — چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اپنی خانہ نشینی کے زمانے مین وہ سائنٹفک اور علمی سوسائٹی سے فائدہ اوٹھاتا رہا جو بلا شبہ اوسکی غیبت مین معاوضہ لینے والے بادشاہ سے کہین زائد اوسکی قدر کرنے والی تھی۔ اسی زمانے مین اوسنے چند مضامین "مذہبی تحمل" پر لکھے اور یہ مضامین وہ تھے جسکو وہ ایک مدت سے سوچ رہا تھا۔

غیر حاضری انگلستان کے زمانے مین ولیم پن نے جسکا دربار اور جیمس ثانی کے مزاج مین بہت کچھ اثر تھا لاک کے مقاصد کی حمایت کی اور شاہی معافی کا ایک فرمان حاصل کیا۔ جسکو لاک نے ایک قابل ستایش حیثیت سے اسلیئے قبول نہین کیا کہ وہ خود کو بے گناہ محض سمجھتا تھا۔

مگر آخرکار وہ انگلستان واپس آیا۔ اور واپس آتے ہی اوسکو سفارت برلن کی دعوت کی گئی جسے اوسنے علاوہ اور اسباب کے اسواسطے بھی منظور نہین کیا کہ وہ شراب سے پرہیز کرتا تھا۔

اس زمانے مین اوسنے "انسانی عقل" پر اپنا مشہور مضمون جسپر اوسنے اٹھارہ برس محنت کی تھی شائع کیا۔ اس قابل قدر تصنیف پر سر جیمس میکنٹاش کی یہ رائے نہایت درست ہے کہ اُس تصنیف کے مقابلے مین چند ہی کتابین تعصبات کے مٹانے۔ دلنشین غلطیونکے دور کرنے۔ ٹھیک طرز غور و تامل کی اشاعت۔ اور بلا خوف و تحقیق کا جوش پیدا کرانے کا باعث ہوئی ہین۔ اور اسپر یہ خوبی بھی شامل ہے کہ حدود فطرت انسانی سے باہر نہین" اس کتاب پر خطرناک اختلافات ہوئے تھے اصول بربحث پر الحاد اور دہریت کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور یہ ایک ایسا الزام تھا جسکی مصنف نے فوراً تردید کردی۔

گو لاک کی حالت صحت قابل تسلی نہ تھی پھر بھی اوسکے ہاتھ سے قلم نہین گرا تھا۔ اوسنے اپنا سب سے عمدہ مضمون "گورنمنٹ" اور "مذہبی تحمل" کا دوسرا حصّہ جو لکھا تھا شائع کیا۔

اس عرصے مین اوسکو نیوٹن سے واقفیت پیدا ہوئی جو بذریعہ خط وکتابت دوستی کی حد کو پہونچ گئی تھی۔

سنہ ۱۶۹۵ء مین اوسنے ۲۔ رسالے "سود کی کمی اور سکہ کی زیادتی قیمت" پر شائع کرائے جنسے وہ خرابیان رفع ہوگئین جنکی شکایت کی گئی تھی۔ اور

اور اسی سال اوسنے دو رسالے اور لکھے جنمین سے ایک مین "حدود آزادی" اور دوسرے مین "عیسائیت کی دانشمندی" پر بحث کی گئی تہی۔

پہر الزام دہریت قایم کیا گیا جو بعد کی صدیان تبدریج واپس لیتی گئین۔

اوسنے اسپنے ڈیفنس مین ایک رسالہ لکہا جسمین تمام واجب غلط فہمیونکی تردید تہی۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی گفتگو ہر قسم کے لوگونکے لئے دلچسپ ہوتی تہی کہ عورتین بھی پسند کرتی تہین۔ لاک سے بڑہکر کوئی شخص ایسا تہا جو اوسکو سامنے کی مجلسون مین اخلاق و محبت سے بلایا جاتا ہو۔ یہانتک کہ امراے سلطنت جو سب کمین ظریف اور تفریح خواہ ہوا کرتے ہین اس بڑے اخلاقی فلسفی کی باتون سے محفوظ ہوتے تھے اوسکے معتقد حیران رہجاتے تھے جب صفات خوش نداقی وظرافت کو اوسکے اجنبیانہ مشاغل سے متحد دیکھتے تھے۔ اوسکی عادت تہی کہ وہ کبھی ایسا سخن زبان پر نہین لاتا تہا جو اوسکے مخاطبین کے لئے مضر ہو۔ وہ نہ کسیکی بدقسمتی پر مضحکہ کرتا تہا اور نہ خوش قسمتی پر ملول تہا وہ عاجزین سکے طرفدارون مین تہا۔ وہ مستحق مفاصد سکے ساتھ عملی سلوک کرتا تھا وہ مواقع نہین ضایع کرتا تہا۔ اور گناہگارون اور بیہنرگارون کا سخت معترض رازدار۔ اپنے اصول مین سخت۔ اور اسپنے اظہار یقین مین دنیا کے جہگڑا رسنے کی پروا نہین کرتا تھا۔

لاک کی سب سے بڑی تفریح نوجوانی سے لیکر عمر کے آخری حصے تک یہ رہی کہ وہ معقول اور سنجیدہ لوگونکا ہم سخن اور ہم نشین تھا۔ جو حصہ عمر کہ خانہ نشینی مین گذرا اوسکا اصل اہم تہا ہم معلوم کر سکتے ہین کہ اوسمین انسانی بزرگی کے چند اجزا موجود تہے

وہ طبعی ذہن۔ حسین اور عظیم الشان چیزونکو دیکھکر پرجوش ۔ عالی دماغ ۔ اور مستقل مزاج
تھا اور یہی اجزا تھے کہ بعد کی صدیان اوسپر صدا اسے تحسین و آفرین بلند کر رہی ہین
ہمارا فرض منصبی یہ ہے کہ ہم انہین اجزائے بزرگی کو اپنے لوگون اور ہم وطنون مین
ترقی یافتہ دیکھین بجائے اسکے کہ اسوقت مسٹر لاک کے فلسفہ اخلاقی پر کوئی مفصل نکتہ چینی
شایع کرین۔ فقط

(محمد اصغر حسین)

انسانی صفات
کا
پہلا حصّہ - قدرتی عطیے

نمبر (۱)

شرافت

انسان - خدا کی اوس پاک مخلوق کا نام ہے جس کو اپنے تمام انواع جنسیہ پر افضلیت حاصل ہے +

قدرت نے نہ صرف صورت محسوس انسان کو عطا فرمائی ہے بلکہ عقل کا بیش بہا جوہر ایسا عنایت کیا جسکے ذریعے سے علاوہ ترجیح انواع کے خداشناسی مذہب معقیت کے سامان سواد کی افکار کا موقعہ ملا - اور اسی ایک عظیم الشان جوہر کے ساتھ اوسے اشرف المخلوقات کا خطاب دیا گیا پس یہ خطاب ایسا نہین کہ جس پر ہم پور افخر نہ کرین - کیونکہ ہماری روحون نے اس جسم حاصل کرنے سے قبل کوئی ایسا کام خدا کا نہ کیا تھا جسکی وجہ سے اونکو اس اعلے لباس کے پہننے اور اس معزز خطاب کی حاصل کرنے کا استحقاق تھا -

ظاہر ہے کہ ایسے غیر مستحق روحونکو جو یہ رتبہ عطا فرمایا گیا اوسمین کوئی

خاص سر ہے جسکو ہماری محدود عقل مشکل سے معلوم کر سکے گی۔

شاید یہ ایسا ہو کہ ارواح کی پیدایش کے وقت خدا نے ہر آدم کے لئے ایک جسم تجویز کر لیا ہو اسطرح وہ خوش قسمت روحیں جو اس معزز جسم میں بھیجی گئیں ہیں پہلے سے تجویز کر لی گئی ہوں اور کیا عجب ہے کہ اس انتخاب میں ارواح کی شرافت و رذالت کا لحاظ کیا گیا ہو اور اسی اعتبار سے دنیاوی صورتیں عطا کیگئی ہوں۔ پس اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ انکو نہ صرف جسمی شرافت حاصل ہے بلکہ روحی بھی۔

جسمی شرافت کیونکر اور کسطرح حاصل ہے۔ مخلوقات خدا میں ہر قسم کی مخلوق ہے حسین اور بد صورت ہزاروں اپنے سیاہ نظر آسکتے ہیں کہ جنکی صورتوں سے نفرت جنکی آوازوں سے تنفر پیدا ہوتا ہے اور کتنی صورتیں جانوروں کی ایسی موجود ہیں کہ جنکو اونکے حسن یا خوش آوازی نے ہر دلعزیز بنا رکھا ہے۔

اسمیں شک نہیں کہ قدرت کی ہر کار گیری اپنی اپنی جگہ پر اشرف المخلوقات کی صنعت حاصل کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ غلطی ہے صرف انسان ہی وہ پیاری تصویر ہے جسکے ذریعہ سے خدا نے دنیا میں اپنا جلوہ دکھا رکھا ہے یا یوں کہئے کہ انسان وہ آئینہ خانہ ہے جسمیں خدا خود اپنا جلوہ ملاحظہ فرماتا ہے۔

آنکھ ناک کان منہ ہاتھ پاؤں حسن شائستگی اور خوبصورتی سے انسان کو عطا فرمائے گئے کسی مخلوق کو اسطرح نہیں دیئے گئے ہیں جب تناسب اعضا کے اعتبار سے انسان کو تمام مخلوق کی صورتوں سے ترجیح ہوئی تو جسمی شرافت بھی حاصل ہوگئی۔ قطع نظر ان باتوں کے وہ بیش قیمت تمغہ جو نوع انسان کو عطا کیا اور جنے

تمام افراد میں اوسے مختار بنا دیا عقل ہے۔ اور یہ ایک ایسا عطیہ ہے کہ اگر علیحدہ کیا جائے تو انسان کی ساری شرافت خاک میں ملجائے کیونکہ جسمی اور روحی شرافت سوا اسکے کہ وہ انسان کو سب میں مختار کردے اور کوئی فائدہ نہیں۔ بہرحال خدا کا کمال شکر ہے کہ جسنے اپنی تمام مخلوقات پر ہم کو برتری عطا فرمائی۔ اوسکے بعد ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ برتری ہم کو کس قسم کا فائدہ پہونچا سکتی ہے اور وہ کونسے نقصانات ہیں جنکی بدولت اس سبب سے ہماے جوہر کی آب وتاب میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ امر ظاہر اور بالبداہت ثابت ہے کہ خدا کا کوئی کام بے مصلحت اور بے نتیجہ نہیں ہوتا ہے کیونکہ اسکے خلاف ماننے سے ایک بہت بڑا اعتراض پیدا ہوتا ہے یعنی خدا کا فعل فعلِ عبث ہے اور چونکہ فعلِ عبث کا ارتکاب عبث ہے اسلئے خدا کا کام فضول اور بے نتیجہ پایا جاتا ہے اور ایسا باور کرنا مذہب کے علاوہ ہر دانشمند کی عقل کے خلاف۔

پس معلوم ہوتا ہے کہ ہماری شرافت بھی خدا نے کسی خاص مصلحت سے قایم کی ہے۔

خدا کے کاموں کے نتایج پر غور کرنا ممکن ہے لیکن اون نتایج کو ضرور سمجھ ہی لینا ناممکن۔ کیونکہ ہماری عقل محدود اور خدا کے کام اور اونکے نتایج غیر محدود پس غیر محدود کا محدود میں داخل ہونا محال۔ یا یوں سمجھا جائے کہ خدا کی وہ باتیں جنکے نتایج عقلِ بشری سے مخفی رکھے گئے ہیں اونکا تعقل انسان سے بالکل ناممکن۔ ہاں یہ

ممکن ہے کہ خدا کے کاموں کے نتائج پر غور کرنے سے ہم اپنی محدود عقل کے مطابق کوئی تصفیہ کر سکیں مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی ضروری نہیں کہ ہمارا تصفیہ درست ہی ہو اور اگر درست بھی ہو جائے تو محلِ تعجب نہیں -

ممکن ہے کہ انسانی شرافت کے نتائج ہم سے مخفی ہوں اور ہمارا غور و فکر مطابق واقع کے فیصلہ نہ کر سکے تاہم جو نتائج اپنی عقل کے موافق ہم پیدا کر سکیں گے وہ ہمارے مدعا کے لئے کافی ہیں - اور یہ بھی ممکن ہے کہ شرافت انسانی کے مصالح ہم سے مخفی نہ رکھے گئے ہوں اور تھوڑے سے غور میں خدا کے مصالح ہم ظاہر کر سکیں پس کچھ بے موقع نہیں جو ہم اس امر میں کوئی رائے زنی کریں - کیا عجب ہے کہ خدا نے اپنی تمام مخلوقات پر حکومت کرنے کے لئے دنیا کے نظم و نسق کے واسطے اور نعمات عقبادی کے تقسیم کے لئے انسان کو شرافت عطا فرمائی ہو -

پہلی صورت یعنی ہماری حکومت کا اندازہ دنیاوی حالات پر نظر کرنے سے پورے طور پر ہو جاتا ہے - کھلی ہوئی بات ہے کہ وہ وحشی حیوانات جو ہم سے زور و قوت میں بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں اور جن سے کبھی کبھی ہم کو خود بھی خائف ہونا پڑتا ہے - ہماری ایک عقلی قوت جو نہایت زبردست ہے سب کو مغلوب کئے ہوئے ہے -

ہاتھی اور گھوڑے ہماری سواری ہیں - شیر اور تمام درندے ہمارے شکار گائے اور بیل ہماری زراعت کا ذریعہ - الغرض بہت سے ذی روح ہمارے قبضے میں ہیں جن سے ہمارے دنیاوی کام بآسانی نکل سکتے ہیں - ان باتوں سے قطع نظر ہماری

حکومت کا سب سے پہلا نمونہ وہ ہے کہ جس وقت ہمارا پہلا جسم تیار کیا گیا شیطان کو جو اوس زمانے میں تمام فرشتوں پر حاکم تھا سجدہ کا حکم ہوا مگر اوس نے سرتابی کی۔ مردود ہوا۔

پس اگر خدا کو ہماری حکومت پسند نہ ہوتی اور ہمارا رتبہ اعلے کرنا منظور نہ ہوتا تو شاید ایسا نکیا جاتا کہ وہ معزز جسکو ایک عالیشان گروہ کی افسری دیدی گئی تھی اس طرح ذلیل کیا جاتا۔

دوسری صورت یعنی دنیا کا انتظام یہ بھی ظاہر ہے کہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک کی تمام ولایات اور ممالک کا نظم و نسق ہمارے ہاتھ میں ہے اور تمام دنیا کا سیاہ و سپید موت و زندگی سب ہمارے قبضے میں۔

تیسری صورت یعنی تقسیم نعمت یہ بھی مخفی نہیں کیونکہ خدا کی کتاب اور اوسکے رسول کی تعلیم ایک بین ثبوت ہے علاوہ برین عقل بھی یہی کہتی ہے کہ جب ہمارے دنیاوی اختیارات کو اسقدر وسعت دیگئی ہے اور اتنے انتظامات ہم سے متعلق ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنی کارکردگی کا صلہ یا نہ کرنے کی سزا نہ پاوین۔

خدا نے جسوقت انسان کے پیدا کرنے کا قصد فرمایا فرشتوں نے رائے دی کہ اے خدا ایسی قوم مت پیدا کر جو دنیا مین ظلم کرے تیرے وعدونکو فراموش کرے تیرے گناہونکی مرتکب ہو۔ خدا نے جواب دیا کہ مین جو کچھ کرونگا وہ مناسب کرونگا۔ تم کو اس قدر عقل نہین کہ میرے معاملات مین اس قسم کی رائے دو۔

پھر کیا ہم ایسے نمونے نہ دکھا سکین گے جنسے فرشتونکی صریحی غلطی ثابت ہے اور ہماری

شرافت و استعداد مسلم۔

ہم کو ہاروت و ماروت کا واقعہ یاد کرنا چاہیئے کہ کس آزادی سے دنیا میں آئے تھے اور کیا کیا۔ انتظام دنیا بالائے طاق ساری عبادت اور خدا پرستی بھی خاک میں مل گئی۔ گناہوں کا ارتکاب بھی ہوا ظلم بھی ہوا آخر کار قید کے صدمے میں مبتلا کئے گئے۔ اور ایک انسان ہے کہ جو باوجود دنیا کے پُرآشوب آب و ہوا کے خراب اثر کے اکثر ایسے امتحانات میں ثابت قدم رہا کیا ہے جو بنظر طوالت اسجگہ بیان نہیں ہو سکتے اور نہ کوئی ضرورت ہے کیونکہ ہر شخص واقف ہے۔

علاوہ اس سچی شرافت کے جو نوع انسان کو عطا کیگئی خود انسان نے بھی اپنی جماعت میں فرق مقرر کر لیا ہے۔

مختلف مذاہب مختلف اقوام اور ایک ایک مذہب کی تقلید کے مختلف طریقے اور ہر طریقہ والے کا یہ خیال کہ ہم مذہبی یا قومی شرافت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

یہ ایک دوسری قسم کی شرافت ہے جسکا نام ذات کی شرافت کہا جاتا ہے۔

یہ بات ایک حد تک خیال میں آتی ہے کہ جیطرح انسان کو تمام انواع پر شرافت حاصل ہے اسیطرح انسان کی مختلف جماعتوں میں کسی خاص جماعت کی مذہبی یا ذاتی شرافت میں خدا نے زیادتی فرمائی ہو لیکن اسکا تصفیہ کہ وہ کون جماعت ہے گو انسان ہو مگر مناسب موقعہ نہیں۔ علاوہ بریں ہم کو اس سے کوئی مطلب نہیں۔ ہندو مذہبی یا ذاتی شرافت میں اپنے کو بڑھا ہوا سمجھیں۔ بے تکلف انگریز اپنی شرافت کو سب سے اعلے تصور کریں کچھ پروا نہیں۔ مسلمان اپنے خیال پر کاربند رہیں۔ خوش رہیں۔

اصل صرف یہ ہے کہ یہ محض دھوکے کی باتیں ہیں ورنہ یہ شرافت محض ایک اعتباری شرافت ہے قابلِ فخر نہیں کیونکہ وہی ایک درخت ہے جسکی مختلف شاخیں ہیں اور وہی ایک تخم ہے جسکے مختلف اشجار حقیقت میں شرافت جس صفت کا نام ہے وہ ذات سے متعلق نہیں بلکہ حرکات سے متعلق ہے۔ اگر ہمارے عادات و اطوار وغیرہ وہی ہیں جو انسان کے لئے درکار ہیں تو ہم شریف ہیں اور اگر نفس پرستی ایذارسانی ظلم و جنگ و غصہ و جہالت ہمارا طریقہ ہے تو ہرگز شریف نہیں اور یہ کلیہ علے العموم انسان کے تمام فرقوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔

پس جہاں تک ممکن ہو ہم لوگوں کو اپنی عادات درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور بہت جلد وہ شرافت حاصل کرنا چاہیئے جسکو ہم بالکل کھو بیٹھے ہیں اور اگر یہ ناممکن ہے تو اختلاف صورت کے باعث جانوروں میں تو شریک ہونا ناممکن ہے اسلئے ہی خوشی نبی نوع میں جو ہمالیہ آسام انڈمان وغیرہ میں زندگی بسر کرتے ہیں ملجانا چاہئے اور رہی سہی شرافت بھی خاک میں ملادینی چاہیئے۔

(شریف الدین)

سیر و شکار*

قدرت نے ہم کو ابتدا ہی سے سیر و تفریح کی ہدایت کی ہے اور اپنے بے انتہا غیر مصنوعی سامانوں سے اوسکے فوائد صاف طور سے بتلا دئے ہین ۔ جسطرح ہر ملک کے لئے اقسام سیر و تفریح علیحدہ علیحدہ ہین اوسیطرح جیسے میری دانست مین انسان کے ہر طبقے کے لئے مابہ الامتیاز فرق رواجاً جاری ہے گو قضا و قدر کی ازلی تعلیم نہ ہو انسان کے مختلف منازل عمری پر جب لحاظ کیا جاتا ہے تو ہر وقت کی ایک نئی شان قدرت کی طرف سے معلوم ہوتا ہے بچہ اپنے ہاتھ پاون کو حرکت دیکر اور اکثر آنکھون سے آنسو بہاکر جو جسمانی قوت اور روحی فرحت حاصل کرتا ہے وہی کیفیت ایک جوان کو ڈنڈ وغیرہ کرنے اور پسینے بہانے پر ہوتی ہے ۔ مگر دونون کے طریق عمل مین بوجہ فرق منازل عمر بے انتہا امتیاز ہے ۔ مگر مقصود اصلی دونون کا ایک ہی ہے اور جب تک ایک انسان ان قدرتی سبقون پر عملاً عمل درآمد کرتا رہتا ہے اوسکے قواے میں خون کی تحریک سے ضعف پیری دیر کو آتا ہے اور مقصود حیات یعنی پوری تندرستی ہاتھ سے جانے نہین پاتی ۔ ہم مسٹر گلیڈسٹون سابق وزیر اعظم انگلستان اور مشہور مدبر پرنس بسمارک وغیرہ کے قوے مین باوجود کہولت سن شبابی کیفیت صرف ہاتھ پیر کو قدرت کی خواہشونکے موافق کام مین لانے سے پاتے ہین ۔

---

* حسن ۔ یہ مضمون مصنفہ جناب راجہ کشن پرشاد صاحب بہادر بغرض حوصلہ افزائی دیگر امراے دکن درج رسالہ کیا جاتا ہے امید ہے کہ ابتدائی حالت سے ہمارے نوجوان امرا و روز بروز ترقی کرنے ہین گے اور ملک مین اپنا اثر پھیلائینگے ۔ جن مخصوص وجوہ سے پیشکار صاحب کا یہ مضمون بشکر گذاری درج رسالہ ہوتا ہے وہ دقیقہ دوسرے اہل منصب کے لئے نہین ہو سکتا ۔

اسلئے انسان کو اپنے اعضائے ظاہری اور قوائے باطنی کی ترقی کے لئے بلکہ درازیٔ عمر کے لئے مفید تفریحات ضروری ہین۔

اب رہا یہ امر کہ کس قسم کی تفریحات کے لئے چاہئے مختلف فیہ مسئلہ ہے جو بہت کچھ ملکی رسم ورواج اور تہذیب مختص المقام پر منحصر ہے سوائے ایک آب وہوا کا بھی ہمارے کل کھیل تماشون مین بڑا لحاظ رکھا گیا ہے سرد ممالک مین جہان خون کی گردش تخفیف کے ساتھ ہونا اقتضائے آب وہوا ہے وہان کے عموماً کھیل تماشون مین ہر شخص کو زیادہ تر تمام اعضا مین جنبش پورے درجہ تک پہونچانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خون کی کافی گردش سے بدن مین چستی چالاکی اور قوت وفرحت حاصل ہو اور یہی ایک بڑی وجہ ہے کہ اہل یورپ بخلاف اہل ہند کے کام کرنے کیطرف بالطبع مائل ہوتے ہین جسطرح ہم ہندوستانیون اور دیگر باشندگان ایشیا کو جہان تمازت آفتاب اپنا معتدبہ اثر رکھتی ہے آرام کی خواہش ہوتی ہے اوسیطرح اہل یورپ اپنے اعضا کو حرکت مین لانا چاہتے ہین اور یہی بڑی وجہ ہے کہ یورپ کی محنت نے آج تمام دنیا پر فروغ حاصل کر لیا۔ اور انواع واقسام کے مصنوعات سے مٹی کو سونے سے زیادہ قیمتی بنا دیا۔

گو تقاضائے ملک کچھ ہو مگر اسمین توکلام نہین کہ ہمارے اور تمام دیگر ممالک کے لوگون نے اس ضروری مسئلہ کیطرف وقتاً فوقتاً پوری توجہ کی ہے اور بمناسبت آب وہوا و قوائے اہل ملک سیر وتفریح کے جدید سامان مہیا کرتے گئے ہین۔ ہمارے اس ملک مین جہان شروع زمانہ سے امتیازی حدود وبلحاظ مدارج سوسائٹی قایم ہین اوسی لحاظ سے مختلف قسم کی سیر وتفریح رواج پذیر ہین اور سب مین مقصود اصلی مد نظر رکھا ہے۔ گو ایک سیاٹی

سے کسی ممبر نے دوسری سوسایٹی کے کسی فـــرد کو کسی قسم کی تفریح و مشاغل کی ممانعت نہین کی اور نہ خود ایک سوسایٹی نے اپنے افراد کے لئے کوئی تفریح اور مختص قانون بنایا ہے مگر خود سوسایٹی نے بلحاظ اپنی حیثیت کے قدرتی میلان سے اپنے مناسب حال جو کچھ سمجھا اوسپر عملدر آمد کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مین اس قسم کے کام کرنے کی تحریک مصنوعی نہین ہے بلکہ محض قدرتی ہے جو مختلف شکلون مین ہر طبقے مین رائج ہے اور بمنزلۂ جزو زندگی قرار دیا گیا ہے ۔

جب دنیا کے مختلف الاقسام طریق عمل پر غور کیا جاتا ہے تو مصالحت ملکی کا لحاظ بہت کچھ پایا جاتا ہے اسلئے ان طریق تفریحات کو جو اپنے حرکات کیوجہ سے مخصوص ایک ملک کی آب وہوا سے مخصوص کردئے گئے ہین ایسے ملک مین رائج دنیا جو بلحاظ آب وہوا کے قبولیت کی صلاحیت نہین رکھتے غلطی سے خالی نہین کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے خون کی گردش مقصود اصلی ہے اور اس گردش کی رفتار آب وہوائے ملک پر منحصر ہے اسلئے گرم ملک کے آدمیون مین بلا کسی قسم کی زائد تحریک کے خون کی گردش ایک مناسب حالت تک جا رہتی ہے اگر انمین کسی خارجی تدبیر سے اور زیادتی گردش چاہی جائے گی توانپی ضروری حد سے بڑھ کر ضرور احتراق پیدا کریگا جو ضرر سے خالی نہین اور اسلئے ان تفریحون سے جو بعض سرد ملک کے باشندون کے لئے ہین جہان خون کی کمی گردش سے زیادہ حرکت کی ضرورت پڑتی ہے ہندوستان ایسے گرم ملک کے باشندون کو فائدہ درکنار نقصان کا خوف ہے ۔

ہر ملک مین مختلف مدارج عمر و سوسایٹی کے لحاظ سے مختلف قسم کے تفریحات

ہین بے شک وہ زمانہ اب بہت دُور گیا جبکہ یورپ کے امراء گھوڑ دوڑ پرندون کے ذریعہ پرندون کا شکار کرتے اور بہت بڑا وقت ضائع کیا کرتے تھے یا ہندوستان کے لوگ مرغبازی اور بٹیربازی مین جو جسمانی قوت کو نقصان پہونچانے والا نہایت تضیع اوقات کرتے تھے اس قسم کے مشاغل روزمرہ مہذب سوسایٹی مین نفرت کی نگاہ سے دیکھے جارہے ہین - اور بہتر ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسکا استیصال ہو جاسے جسمین بے زبان جانورن کی تکلیف دہی کے سوا اور اوس سے جو کچھ جھوٹی مسرت ہوتی ہے کوئی فائدہ نہین -

تفریح کے ضروری اصول مین اعضائے جسمانی اور قوائے روحانی کی ترقی سے جسمانی صحت اور دماغی قوت ہوتی ہے شامل ہے اور یہ ہی مدنظر رہنا ضرور ہے کہ اس قسم کے مشاغل سے کس قسم کے اوصاف پیدا ہونگے یا کرنے چاہیے - جو ذاتی مفاد کے سوا عام نگاہون مین موقر ہون انہین ضروری امور کا لحاظ کرکے میری عمر جب قریب گیارہ برس کے پہونچی - میرے جد مرحوم - راجہ نریندر بہادر نے مجھے بنوٹ اور بندوق بازی اور تیر اندازی - سیکھنے کے لیے ارشاد فرمایا -

چنانچہ اس تعلیم کے لیے دو اوستاد مقرر ہوے - ایک خاص بنوٹ کے لیے میر وزارت فرزند مراد شاہ کے جنکو اکثر عوام مراد شاہ دھوتی کے لقب سے پکارا کرتے تھے - اوسکی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمیشہ پاجامہ کی عوض دھوتی باندھا کرتے تھے مقرر ہوے - اور تیر اندازی - اور بندوق بازی کے لیے میر عظمت علی خان صاحب پٹھان جو اس فن مین نہایت دستگاہ رکھتے تھے مقرر پاسے - تین چار برس تک مین نے ان فنون کے حاصل کرنے مین بہت کچھ سعی کی جسکے باعث سے اس عرصے

مین بنوٹ کے چند ہاتھ سیکھے - اور بندوق کا نشانہ بھی ٹھیک لگا یا گیا - مگر چونکہ
میرا شوق زیادہ تر تیر اندازی حاصل کرنے پر تھا اور میرا سب رجحان اوسیطرف تھا
الحمدللہ رفتہ رفتہ اوس شوق نے مجھے اِس فن کے حاصل کرنے مین یہان تک
ید طولے دیا تھا کہ اندنون میرا نام بھی مشہور قدر اندازون مین پکارا جاتا تھا اور یہ امر
بلا تکلف بیان کرتا ہون کہ کئی بار مین نے اُڑتے ہوئے پرند کو نشانۂ تیر قضا بنایا
تھا اور میرے جدمرحوم نے اسکا امتحان اپنے روبرو کئی اقسام سے لیکر میری
کامیابی مین مجھے مبارکباد دئے تھے - اوسوقت کے اکثر لوگ واقفِ حال میرا
نشانہ تیر دیکھے ہوئے موجود ہین - الغرض جبکہ میری عمر پندرہ برس کی ہوئی میرے
اوستاد یعنے میر عظمت علی خانصاحب نے جنکے باعث سے مین نے فن تیر اندازی
مین کسیقدر مہارت حاصل کی تھی - مجھے شکار کی ترغیب دی اور ہفتے مین دو بار
شکار کے لئے مقرر کئے تھے - جمعہ - اور پیر - ہر چند کہ مجھے شکار چرند و پرند کا
بھی شوق تھا مگر سوائے پرند کے اور کوئی شکار کا موقعہ کسیوقت ہاتھ نہ آیا - اسلئے
کہ اکثر اِس ہی شہر کے اطراف واکناف مین یعنے بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ
کی پہاڑی - اور ترس آباد - اور کھیوگری وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے صحراؤن مین
شکار کیا کرتا تھا - سنہ ۱۳۰۱ ہجری ماہ جمادی الثانی مین اپنے جدمرحوم سے اجازت
حاصل کی کہ موضع منگل پلی جو میرے جدمرحوم کی جاگیر کہلاتی ہے - دو ہفتے کے
لئے
وہان جاون - چنانچہ بعد حصول اجازت جدمرحوم و خداوندنعمت بندگانعالی کے
حضوری سے مرخص ہوا - اوس ایک ہفتے کے واپسی مینے روزنامچہ جو صرف

شکار ہی مین گذرے - اسکو بطور یادگار شایع کئے جانے کیغرض سے درج ذیل کیا ہون -

دہوتڑا

۱۶ - روز چہار شنبہ ماہ جمادی الثانی

صبح کے سات بجے گہوڑے پر سوار ہو کر معہ اپنے چند ہمراہیونکے موضع منگل پلی کو راہی ہوا یہ گائون شہر سے قریب آٹھ کوس کے فاصلے پر جانب شمال واقع ہے - اسکا راستہ پتھرون اور سنگریزون سے نہایت خراب ہے - اسلئے دو گھنٹے کے عرصے مین وہان داخل ہوا - ٹھیک نو بجے صبح کے وقت ایک چھوٹا سا مکان سفالہ پوش کا جو وہان کے رسوم دار کا ہے اور خاص میرے رہنے کے لئے خالی کیا گیا تھا وہان فرو کش ہوا بہت سی رعایا اور رسوم دار اور نائب وغیرہ کی نذرین لین - دس بجے کے قریب کہانا کہایا - گیارہ بجے دیہا تکے باشندونکو جنکو اکثر دیہاتی کولی اکہا کرتے ہین حکم دیا کہ اطراف واکناف کے جنگل مین دریافت کرین کہ کسی قسم کا شکار دستیاب ہو سکے - بارہ بجے قیلولہ کیا - دو بجے چند مستغیثونکے عرائض پر دستخطین کین - سوا تین بجے معہ اپنے ہمراہیونکے ناشتہ کیا - چار بجے کے قریب اون کولیون نے جو شکار کی تلاش مین تھے خبر دی کہ ابراہیم پٹن کے تالاب کے قریب خرگوش وغیرہ کا شکار اچھا ملتا ہے - فوراً چار بجے عنان عزیمت اوس طرف پھیری اور معہ بہادر سنگہ و شجاعت خان و شہاب الدین وغیرہ ہمراہیان تالاب کی سمت روانہ ہوا - شجاعت خان شکار کے فن مین نہایت مستعد شخص ہین - اور بندوق کا نشانہ اچھا لگاتے ہین - اور نہایت طباع اور ظریف ہین

کبھی کبھی اشعار بھی کہتے ہیں ۔ شہاب الدین شوٹ اچھی کرتے ہیں ۔ ہم نے پانچ کے
قریب وہاں پہونچا ۔ جب تالاب کی توم کے قریب پہونچا گھوڑے سے اُتر کر اوپر چڑھا
اوس توم کے بازو میں کسیقدر گنجان جھاڑی تھی اوسمیں سے سن سن آواز آئی ۔
شہاب الدین جکلیتی نے آہستہ سے مجھ سے اشارہ کیا کہ یہاں خرگوش معلوم ہوتا ہے
غرض میں نے فوراً نشانہ جمایا ۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ آواز موقوف ہوئی ۔
ببول کے جھاڑ کے قریب ایک خرگوش دکھائی دیا فوراً میں نے اوسپر بندوق چلائی
پہلے ہی بار میں وہ شکار ہوا ۔ وہاں سے تھوڑی دور آگے جب بڑھا دیکھا کہ
بہادر سنگھ جو میرے ساتھ تھے دور سے آواز دے رہے کہ ہمنے بھی ایک شکار
کیا ہے میں نے جب دوڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک خرگوش کا بچہ زندہ لئے آرہے
ہیں ۔ سیدھے ہاتھ کو بھیگا ہوا کپڑا بندھا ہوا ہے ۔ کچھ خون بھی نکل رہا ہے مجھے
نہایت تعجب ہوا کہ یہ بچۂ خرگوش زندہ کیسے ہاتھ آیا میں نے اونسے دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ اس بچے کی ماں مع اپنے دو بچوں کے کسی پودے میں بیٹھی تھی انکی کہیں
نگاہ پڑی انکے پاس بندوق تو نہ تھی اونھوں نے پتھر سے اوسکو نشانہ کیا جس سے
وہ مجروح ہوا کچھ ضعف فوراً کچھ تکلیف زخم سے بھاگ نہ سکا چنانچہ اونھوں نے گرفتار
کیا ۔ مگر وہ مادۂ خرگوش اور اوسکا دوسرا بچہ جو اس سے بڑا تھا بھاگ گئے جب انھوں نے
وہاں پہونچکر اوسے نکالنا چاہا ۔ ببول کا کانٹا ایسے برے طور سے انکی ہتیلی میں چبھا
گویا چاقو سے زخم ہوگیا ہے غرض میں نے اوس خرگوش کو حفاظت کے ساتھ رکھنے
کے لئے تاکید کی ۔ مگر اوسکے پاؤں میں چوٹ زیادہ آئی تھی ۔ تھوڑی دور تک گئے تھا

تو تالاب کے کنارے بگلے بیٹھے ہوئے نظر آئی - بندوق فیر کی نشانہ خالی گیا - اس عرصے مین سات بج گئے - شب اندھیری تھی اسلئے جلد وہانسے پیادہ پا واپس ہوا قریب آٹھ بجے شب کے اپنے مکان پہونچا - تبدیل لباس کی - معہ ہمراہیو نکے کھانا کھایا - دس بجے شب تک شہاب الدین سے شطرنج بازی ہوتی رہی - قریب دس بجے شب کے استراحت کی -

(۱۷) روز پنجشنبہ ماہ جمادی الثانی

آج پانچ بجے بیدار ہوا - ایک پیالی چاے پی - چھ بجے شکاری لباس پہنکر معہ اپنے ہمراہیون کے پیادہ پا اوسی تالاب کیطرف روانہ ہوا - لیکن بہادر سنگھ آج کے روز ساتھ نہ آئے انکی طبیعت بہ سبب سوء ہضمی کسیقدر بدمزہ تھی - کل جس جگہ خرگوش کا شکار ہوا تھا اوس جگہ کی آج بھی امید تھی مگر کچھ نہ پایا - جب قریب تالاب کے پہونچے چند لوگونکی چیخ اور ہاہو کی آواز آئی - اس آواز کے سنتے ہی شجاعت خان بہت ہی تیزی سے توم کے اوپر ہو گئے - اور بطور ظرافت اوپر پہونچتے ہی کہنے لگے خدا خیر کرے یہ ڈوبا اور وہ ڈوبا مجھے اس آواز کے سننے سے نہایت ہی تشویش ہوئی کہ خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے فوراً اپنی بندوق محمد شہاب الدین کو دیکر دوڑتا ہوا شجاعت خان کے قریب جا پہونچا کہ خیر باشد کون ڈوب رہا ہے اونہون نے اشارے سے بتلاکر کہا کہ دیکھو وہ ڈوب رہے ہین مین نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ چند شخص کمر برابر پانی مین کھڑے ہوئے کسی چیز کو جلدی سے کھینچ رہے ہین اور چیخ رہے ہین - ہر چند شروع مین مین بھی کسیقدر متفکر ہوا کہ خدا جانے یہ کیون چیخ رہے ہین کیونکہ وہ کسیقدر دور تھے - جب دوربین

منگوا کر انکی حالت دیکھی تو معلوم ہوا کہ ماہی گیر ہین - مین نے شجاعت خان سے کہا لاحول و لا
آپ نے اچھا دہوکا دیا شجاعت خان کے غلطی رفع کرنے کے لئے مین نے کیفیت
واقعی بیان کی - اسقدر گفتگو کے بعد ماہی گیرون کے قریب جا پہونچے - جب ہم
وہان پہونچے وہ بہت ہی خوشی کے ساتھ دام کھولکر ایک بڑی مچھلی جو قریب ایک گز کے
ہوگی نکال رہے تھے - اپنے کام مین اسقدر مشغول اور محو تھے کہ اوسوقت اونکو ہماری
آمد کی خبر نہوئی - مین نے شجاعت خان سے کہا کہ لیجئے آج یہ شکار ہی سہی - اونہون نے
تلنگی مین ان سے دریافت کیا کہ کیا یہ ماہی فروخت کروگے اونہون نے کہا - کہ ہان -
قیمت دریافت کیگئی - اوسکے دس روپے قیمت بتلائی - ہر چند وہ اسقدر قیمت کی
نہ تہی مگر اون بیچارونکی محنت اور مشقت سے حاصل کی ہوئی چیز اور دوسرے ادہر سے
شوق کی ترقی اور سب سے بڑہکر حسن موقعہ سے غیر معمولی زیادتی قیمت کا لحاظ نہ کرکے
اونکو بطور انعام بارہ ۱۲ روپے دیکر وہ مچھلی لی گئی - وہان سے شادان و فرحان اور تہوڑی
دور تک شکار کی خواہش مین چلے گئے - اور اکثر پرند جانورون پر بہی فیر ہوئے مگر کوئی
نشانہ نہ لگا - طبیعت نہایت دق ہوئی قریب ۹ گھنٹے کے وقت پہونچگیا - چونکہ ساڑہے
سات بجے میرا کہانے کا وقت ہے طبیعت مضمحل ہوئی - فوراً فرودگاہ کو وہان سے
واپس ہوا - دس بجے نہاکر کہانا کہایا - وہان کے پٹیل اور پٹواری حاضر ہوئے
ساڑہے گیارہ کے قریب قیلولہ کیا - نائب سے کہدیا کہ آج تین بجے یہان کا دفتر
دیکہا جائے گا - اڑہائی بجے بیدار ہوا - ٹہیک تین بجے کچہری مین دفتر کا معائنہ کیا
یہان کے دفتر کی اکثر کارروائی مرتب ہے مگر دفتر بے تہذیب ہے - اسلئے حکم دیا کہ

آئندہ سے اس دفتر کی کارروائی اردو میں جاری کی جاوے۔ نائب نے درخواست دی کہ بعد محرم کے شروع سال سے یہ کارروائی شروع کیجاوے گی۔ نائب کی درخواست کے موافق منظوری دی گئی۔ چونکہ آج صبح کو شکار نہیں ملا اور طبیعت پست تھی اسلئے دوبارہ شکار کو جانے میں تامل ہوا۔ نائب نے چند دیہاتی طوائف جو فقط لنگی گاتا جانتی تھیں حاضر تھے۔ اونکا گانا سنتا رہا۔ ساڑھے پانچ بجے فقط سیر کے لئے معہ سپاہیوں ہمراہیونکے قریب دو میل کے پیادہ پا چلا گیا۔ قریب سات بجے کے واپس ہوا۔ آٹھ بجے شب کے کھانا کھایا۔ دس بجے تک شطرنج بازی رہی۔ ساڑھے دس بجے آرام کیا۔

(۱۸۔ روز جمعہ ماہ جمادی الثانی)

آج کے روز پانچ بجے جب میں بیدار ہوا تو تھوڑی سی چائے پینے کے بعد گھوڑے پر سوار ہوکر تنہا ہوا خوری کے لئے گیا۔ سات بجے واپس ہوا لباس بدلی آٹھ بجے کھانا کھایا۔ مجرائیون کا سلام لیا۔ چند مستغیثونکے عرائض پر دستخط کئے۔ دس بجے بھروپونکا طائفہ آیا۔ بہت دیر تک انکا مجرا ہوا۔ واقعی بھروپئے تبدیل صورت میں کمال کرتے ہیں۔ ایسی ایسی عجیب نقلیں تعجب خیز تھیں جنکا خلاصہ اظہار اس جگہ غیر ممکن ہے۔ دو بجے کے قریب ایک شخص ملتانی نامی گاروڑی آیا جو شعبدہ بازی اور سحر میں کمال رکھتا تھا۔ چنانچہ اکثر لوگ جو اوس شعبدہ باز ہیں اور ساحرونکا سحر دیکھے ہوئے ہیں یہ کہتے تھے کہ یہ شخص اس فن میں بہت کامل ہے۔ ایک شعبدہ اوسنے نہایت ہی عجیب و غریب دکھایا۔ ایک ستون چوبی جسکا طول چھ فیٹ اور عرض دو فیٹ تھا اوسکو زمین میں نصب کیا۔ وہ ستون اندر سے خالی

تھا - ایک ٹپی لکڑی کی مثل دروازے کے اوس ستون کو لگی تھی - اوسنے حاضرین
جلسہ سے اجازت چاہی کہ اوس ستون مین مقید ہوتا ہون - یہ کہکر اوس ستون کی ٹپی نکالی
اور آپ اندر کھڑا ہو گیا - دوسرے بازیگرون نے اوس دروازے کو مقفل کر دیا - پانچ
منٹ کے بعد اوس ستون مین خود بخود جنبش ہوئی اور ایسے زور کی آواز آئی گویا کسینے
قرابین چھوڑی - پھر آواز کے وہ ستون ترق گیا - دیکھا تو اوسمین ایک درخت آم کا
باردار لگا ہوا ہے - اور اوس شعبدہ باز کا پتہ نہین - چنانچہ اوس درخت کے آم اکثر
تماشائیون نے کھائے - جس جسنے وہ آم کھائے سب نے بالاتفاق ایسا کہا کہ
ایسے شیرین آم ہم نے آجتک نہین کھائے - مین بھی اس عجیب و غریب شعبدے سے
نہایت ہی متحیر ہوا - تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت روتی ہوئی آئی - اور واویلا
مچانا شروع کیا - سب تماشائی حیران تھے کہ یہ کیون اسقدر چلاتی ہے اور واویلا
کرتی ہے - سبھون نے دریافت کیا وہ تھوڑی دیر تک آہ وزاری کرتی رہی مگر کسیکی
طرف مخاطب نہین ہوئی اور نہ کچھہ جواب دیا - اوس جماعت کے ساتھ ایک اور شخص
یعنی دوسرا اگاڑوری نے حاضرین سے دست بستہ یون کہا کہ وہ شخص غائب شدہ
اس عورت کا خاوند ہے یہ اوسکو طلب کرتی ہے - سبھون نے بالاتفاق کہا کہ وہ
کیونکر آوے گا - آپ اوسکو طلب کرو - اوس عورت نے جواب دیا کہ اگر میرے طلب
کرنے سے وہ آتا تو مین روتی ہی کیون - یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ ایک لڑکا اوس غائب شدہ
کا آپہونچا اور بہت ہی غصے کے ساتھہ کہا کہ اگر میرے باپ کو نہ دوگے تو مین نالش
کرونگا - محمد شہاب الدین جو میرے ہمراہی تھے اونہون نے کہا کہ تیرا باپ کیا کوئی چھپا

یا پرندہ ہے جو اوسکو کسی نے چھپا رکھا ہے آخر انسان ہے بفرض محال اگر ہمنے چھپایا بھی
ہے تو ہمین ہوگا خود ڈھونڈ لے۔ اوسنے کہا کہ اگر مین اوسکو نکالون تو کوئی مزاحم
نہ ہو۔ مین اسکی یہ گفتگو سنکر نہایت ہی متعجب ہوا۔ مگر مجھے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ یہ سحر ہے
اسلیئے اوسکی کیفیت دیکھنے کے لیئے اجازت دی اور کہا کہ ہان جہان سے تیرا
باپ ملے نکال لے۔ اوسنے فوراً ایک حجرہ کیطرف جانے کا قصد کیا جہان میرا
توشک خانہ تھا۔ وہانکے پہرے والے اوسے حجرے مین جانے کے لیئے مزاحم
ہوئے۔ تب اوسنے فریاد کی اور کہا کہ دیکھو مجھے میرے باپ سے ملنے نہین
دیتے۔ شجاعت خان آئے اور اوس لڑکے سے کہا کہ اگر یہان سے تو اپنے
باپ کو نہ نکالیگا تو تجھے معقول سزا دینگے۔ چل کہان ہے۔ یہ کہکر دونون
شخص اوس حجرے مین داخل ہوئے شجاعت خان کا یہ بیان ہے کہ جب ہم
دونون حجرے کے اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ وہ اپنی چیز پر شکنین کسا ہوا
پڑا ہے۔ اور ایک سکتے کی سی حالت ہے۔ یہ دیکھکر نہایت حیران ہوئے۔
اور وہ لڑکا اوسکی شکنین کھولکر اوسے باہر لایا اور کچھ پانی دم کرکے پلایا جس سے
وہ ہوش مین آیا۔ تماشائی یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے۔ واقعی یہ ایک ایسی چیز ہے
کہ یقین آنا ایک تعجب ہے۔ ناظرین ندا بھی ممکن ہے کہ ضرور متعجب ہونگے۔
مغرب تک اوسنے ایسے بہت سے شعبدے دکھائے۔ ساڑھے چھ بجے
کے قریب تماشا موقوف کیا گیا۔ پچاس روپے ایک دوشالہ اوسکو انعام دیا۔
وہانکی رعایا جو تماشے مین شریک تھی۔ سب نے چار چار آنہ اپنی خوشی سے

دیئے۔ وہ بہت خوش ہوکر چلا گیا۔ اسکی سکونت جو دریافت کی گئی تو اوسنے اپنے کو ملیوار کا باشندہ بیان کیا۔ مگر اسنے یہ عمل اور شعبدے بنگالے مین جاکر حاصل کئے۔ آخر مین شب کو حسب عادت آٹھ بجے کھانا کھایا دس بجے استراحت کی۔ فقط باقی آئندہ۔

راقم
کشن پرشاد عفی عنہ

اسباب ترقی و تنزل مسلمانان

تلک الایام نداولها بین الناس

تاریخ عالم پر نظر رکھنے والوں پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ ربّ العباد نے کبھی کسی قوم کو برتری دی۔ کبھی کسی قوم کو نیچا دکھایا۔

وفضلنا بعضکم علی بعض

مگر ہر قوم کی ترقی کے بھی اسباب ہیں اور تنزل کے بھی اسباب ہیں۔ نہ کوئی بے وجہ ترقی کرتا ہے نہ کیا بے وجہ تنزل ہوتا ہے۔

یوں علوم و فنون تو ہر قسم کے اپنی اپنی جائے دلچسپ ہیں۔ مگر قوموں کی ترقی و تنزل کے اسباب کا علم جیسا دلچسپ ہے ویسا کوئی اور علم دلچسپ نہیں ہے۔

پھر جو قوم کہ کسی زمانے میں سب سے زیادہ ترقی کر گئی ہو۔ مگر پھر اتفاق سے سب سے زیادہ پست ہو گئی ہو اوسکی ترقی و تنزل کا علم اور بھی زیادہ دلچسپ ہوگا۔

جو اقوام اس نوع میں داخل ہوتی ہیں از انجملہ ایک یہ مسلمانوں کی قوم بھی ہے۔

انکو عروج بھی کسی زمانے میں ایسا ہوا کہ یہ آسمان کے تارے بن گئی اور پھر گری بھی تو ایسی کہ سیدھی اسفل السافلین کو چلی گئی ع

بلبلو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز
ہم بھی اس باغ میں تھے سرو سے آزاد کبھی

اسلئے اس قوم مسلمان کی ترقی و تنزل کے اسباب کی تفتیش و تحقیق سب سے زیادہ دلچسپ

ہوگی۔

جسطرح کسی مرض کا علاج نہیں ہو سکتا جب تک کہ اوّل اسکی صحیح صحیح تشخیص نہ ہو جائے اسیطرح کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اوسکو اسپنے تنزل کے اسباب معلوم نہ ہو جائیں۔

پہلے تو برسوں ہم مسلمانوں کو اپنے تنزل کا یقین ہی نہیں آیا۔ ہمارا وہی حال رہا جو کسی افیونی کا ہوا تھا۔ جو سقف پر سے گرنے کے بعد اپنے نوکر سے پوچھنے لگا تھا کہ

"میاں نوکر ہم گرے یا تم"

اور جب نوکر نے کہا کہ "میں نہیں گرا آپ گرے"

تو آپنے فرمایا کہ

"ہم گرے تو ہاے رے"

اب مشکل سے ہمیں اپنا گرنا معلوم ہوا ہے۔ مگر یہ اب بھی معلوم نہیں ہوا کہ اوّل ہم کیونکر بلند ہو گئے تھے پھر اب کیونکر اتنے نیچے گر پڑے۔

جہاں تک میرا علم ہے اس بارے میں شور و غل تو قوم نے بہت مچایا۔ مگر اب تک کوئی ایسا مستقل رسالہ یا کتاب اس بارے میں نہیں لکھی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہم کیونکر بڑھے تھے اور پھر کیونکر گھٹے۔

اوس مریض کا اچھا ہونا مشکل ہے جسکے معالج کو معلوم نہ ہو کہ مریض کیونکر بیمار ہوا۔ کیا وجہ اور کیا اسباب اسکے مرض کے ہیں۔

صرف اتنا معلوم کر لینا کہ مریض کو بخار ہے۔ مگر یہ معلوم نہ کرنا کہ بخار کس قسم کا ہے

کیونکہ عارضی ہوا چنداں فائدہ نہیں رہتا - ہماری قوم کو یہ تو عارضہ اگر کسی معلوم ہو گیا ہے کہ وہ بیمار ضرور ہے - مگر یہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ اوسکو بیماری کیونکر لاحق ہوئی اور وہ بیماری کس قسم کی ہے - جب تک یہ معلوم نہ ہو علاج محال ہے ع

این خیال است و محال است و جنون -

تندرستی کے متضاد حالت کا نام مرض ہے - اور اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو اصلی حالت انسان کی تندرستی ہے اوسکے زائل ہونے سے بیماری آتی ہے - یہ نہیں ہو سکتا کہ آن واحد میں انسان تندرست بھی ہو اور بیمار بھی ہو - یا یوں کہو کہ عدم صحت کا نام مرض ہے -

جب تک حالت صحت کو انسان نہ سمجھتا ہو کہ وہ کیا شئے ہے - اوس وقت تک علاج سے اوس حالت پر پھر پہونچنے کی امید کرنی فضول ہے -

صحت و مرض توام ہیں - جب تک انکے حالات متضادہ سے واقفیت نہ ہو - انکے مابہ الامتیاز کا علم نہیں ہوتا - اور جب تک یہ علم حاصل نہ ہو فائدہ یقینی نہیں ہوتا -

اسیطرح ترقی و تنزل قومی بھی توام ہیں - یا یوں کہو کہ تنزل عدم ترقی کا نام ہے جب ترقی سے انسان بیخبر ہو تو تنزل سے وہ کیا واقف ہوگا -

اسی لحاظ سے مدت سے میرا یہ ارادہ تھا کہ مسلمانونکی ترقی و تنزل کے اسباب پر ایک آئینہ جواب مضمون لکھا جاوے - اور سب قوموں نے اپنی اپنی ترقی و تنزل کے اسباب معلوم کر لئے ہیں - مگر ہمارے ہماری قوم ہم میں سے کسیکو اب تک اپنی قوم کی ترقی و تنزل کے اسباب معلوم نہیں ہوئے - وہ جانتے ہیں کہ کبھی ہم ترقی کے اوج فلک پر تھے

مگر معلوم نہین کہ وہ کیون اس قدر پابند ہو گئے تھے۔ وہ جانتے ہین کہ اب ہم تنزل سے تحت الثرے مین گر پڑے مگر نہین معلوم کہ کیون یہ پستی ہمارے اعدا کو نصیب ہوئی
قاعدہ ہے کہ جو قوم جسقدر زیادہ ترقی کر گئی ہو اور پھر بعد اوس ترقی کے جس قدر زیادہ وہ پست ہو گئی ہو اوسیقدر اوسکی ترقی و تنزل کے اسباب دریافت کرنے مشکل ہو ن گے۔
ہماری قوم کا بھی یہی حال ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا کے کروڑون مسلمانون مین سے ایک بھی اسطرف توجہ نہ کرے۔
قاعدہ ہے کہ جو شے زیادہ مشکل ہو اوسکے حصول کے لئے اور زیادہ کوشش کی جائے لیکن ہائے ہماری قوم اگر وہ اس قاعدہ پر چلتی رہتی تو تنزل اوسکے اعدا کو کیون نصیب ہوا ہوتا۔
مین نے اعتراف کیا ہے کہ یہ مشکل کام ہے مگر اسکے مشکل ہونے سے خواہ مخواہ یہ لازم نہین آتا کہ جسطرح یہ مضمون صدیون سے یون ہی اچھوتا پڑا ہوا ہے اب بھی اور سے یون ہی اچھوتا پڑا رہنے دین نہین ہرگز نہین بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس مضمون پر ساری قوم مغرب سے لیکر مشرق تک اور شمال سے لے کر جنوب تک غور کرے اور جو اسباب معلوم ہون اونکو ضبط تحریر مین لاوے۔
جس قوم نے پستی سے بلندی پر آنا چاہا ہے اوسنے ایسا ہی کیا ہے۔ اگر ہماری قوم بھی پستی سے بلندی پر آنا چاہتی ہے تو ہم کو بھی ایسا کرنا چاہئے ورنہ ؎

دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

کی پھبتی ہم پر صادق آئے گی۔

اس مضمون کا دقیق ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ اسپر جواب مضمون لخام بکر لکھوائی جاوین۔ پیش از انکے جواب مضمون لکھنے کے لئے کوئی شرائط تجویز ہون۔ اول ہم مضمون کو چند شعبون مین تقسیم کر دینا چاہئے تاکہ تحریر مین وہ شعبے نظر انداز نہ ہون۔

"اسباب ترقی وتنزل قوم مسلمانان"

اوّل (الف) مسلمانون کی ترقی وتنزل کے اسباب کیا تھے۔

(ب) کب سے مسلمانون نے ترقی شروع کی۔

(ج) کب تک وہ ترقی کرتی چلی گئی۔

(د) کب اونکی ترقی کی رفتار ٹھیر گئی۔

(ہ) کب تک وہ اس سکون کی حالت مین ٹھیری رہی۔

(و) کب سے اونکو تنزل شروع ہوا۔

(ز) کب اونکا تنزل درجۂ انتہائی کو پہونچا (یا سے درجہ انتہائی کو پہونچا۔)

(۱) یا یون کہو کہ مسلمانونکی ترقی کا آفتاب کب طلوع ہوا۔

(۲) کسوقت سے کسوقت تک اوسمین روشنی بڑہتی گئی۔

(۳) کسوقت وہ نصف النہار پر پہونچا۔

(۴) کتنی مدت وہ نصف النہار پر ٹھیرا رہا۔

(۵) کسوقت سے اوسکو زوال شروع ہوا۔

(۶) اور آخر کو وقت وہ غروب ہو گیا (یا سے غروب ہو گیا)

دوم - اسباب ترقی و تنزل پر بحث کرتے وقت یہ امور مدنظر رہیں -

(۱) ترقی و تنزل کی تعریف کیا ہے -

(۲) کن کن امور دینی و دنیاوی مین کون کون سے علوم و فنون مین مسلمانون نے ترقی کی تھی -

(۳) کون کون سے علوم و فنون مین وہ موجد و مخترع مانے گئے ہین -

(۴) کون کون سے علوم و فنون مین اونھون نے اصلاح کی تھی -

(۵) ترقی زمانہ حال اقوام یورپ کے اوپر مسلمانون کی اوس ترقی کا کچھہ اثر نیک یا بد پڑا یا نہین - یا اون کھوکہ وہ ترقی اوس زمانہ حال کی ترقی کے سبب ممد ہوئی یا نہین ہوئی -

یا یہ کہ اگر مسلمانون نے وہ ترقی نہ کی ہوتی تو یہ ترقی اسدرجہ پر بھی پہنچی ہوتی یا نہین -

(۶) مسلمانونکی اوس زمانے کی ترقی کو زمانہ حال کی ترقی اقوام یورپ سے آج کیا نسبت ہے - مقابلہ کر کے دکھانا چاہیے -

(۷) مذہب اسلام کو مسلمانونکی ترقی اور تنزل مین کچھہ دخل اور تعلق تھا یا کچھہ دخل اور تعلق نہ تھا - مطلب یہ کہ مذہب اسلام مسلمانون کی ترقی کا معاون تھا یا مانع - یا نہ معاون - نہ مانع یعنے نیوٹرل -

---

نوٹ - یہ امر مسلم مان لیا گیا ہے کہ مسلمانون نے ضرور ایک زمانے مین ترقی کی تھی = منہ

یا مانع یا نہ معاون نہ مانع یعنی نیوٹرل۔

جیسی صورت ہو بیان کرنی چاہیئے۔

(۸) مسلمانوں کی ترقی اور تنزل کے اسباب کی تفتیش و تحقیق میں کل عالم کے
مسلمانوں پر نظر رکھنی چاہیئے اور مقابلہ کر کر بتانا چاہیئے کہ جب اسلامی دنیا
کی فلان قطع میں مسلمانوں کی ترقی و تنزل کا یہ حال تھا تو مقابلۃً اوسکے دیگر
اقطاع عالم کے مسلمانوں کی ترقی و تنزل کا کیا حال تھا۔ مقابلہ ہر خطے کے
مسلمانوں کا ابتدا اسلام سے تا دم حال ہوتا چلے۔ اگر ایک خطہ عالم کے مسلمانوں
کا حال دوسرے خطہ عالم کے مسلمانوں کے حال سے کم و بیش یا برعکس ثابت ہو
تو اس حال کم و بیش یا برعکس کی وجہ معہ وجہ بتانی چاہیئے۔

اس میں شک نہیں کہ تمام اقالیم عالم کے مسلمانوں کے اسباب ترقی و تنزل پر
غور کرنے کے واسطے (یونیورسل ہسٹری) تاریخ عالم سے ایک وسیع
واقفیت درکار ہے۔ مگر اس سے ہمیں چارہ نہیں اگر ہم یہ نہ چاہیں تو ہمارا
کام ادھورا رہ جائے۔ ہمیں ایک محدود اقلیم کے مسلمانوں کے اسباب ترقی و
تنزل کی تلاش نہیں ہے۔ بلکہ ہم کل عالم کے مسلمانوں کی ترقی و تنزل
کے اسباب دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ عام اس سے کہ وہ عرب میں رہتے
ہوں یا مصر میں شام میں یا افریقہ میں۔ ایران میں یا اندلس میں چین میں
یا جاپان میں۔ ترکی میں یا ہندوستان میں وغیرہ وغیرہ۔

سوم　　کیا مسلمانوں کی ترقی فی زمانہ کے واسطے ضرور ہے کہ وہی اسباب

پیدا ہوئی ہون جنسے اونکی ترقی اوّل ہوئی تھی یا اونکی اب زمانہ کی ترقی کے واسطے ان اسباب سے مغائر اسباب کی بھی نئی زمانہ ضرورت ہے - یا یہ کہ کچھ تو وہ پہلے اسباب ہون اور کچھ اور اسباب ہونے چاہئیں -

ب - ترقی زمانہ حال کی راہ مین مذہب اسلام سد راہ ہوگا یا نہ ہوگا -

ج - واقعات بیان کئے جاوین وہ سب مسلّم ہون اور جو را سے قائم کیجاوے وہ سب بے دلیل نہ ہو -

پیرا دہم - میرا ارادہ تھا کہ کل عالم کے مسلمان اہل الرائے سے اور دیگر اقوام کی اہل الرائے سے بذریعہ اشتہار کے عرض کیا جاوے کہ وہ اس مضمون پر ایسے جواب مضمون لکھین - چنانچہ اب وہ ارادہ قوہ سے فعل مین آیا ان کیسے نویسی کے متعلق امور ذیل پر لحاظ رہے -

(۱) جسکا ایسے سب سے عمدہ ہوگا او سے پانسو روپے انعام ملے گا اور جسکا ایسے دوم درجے پر رہے گا اوسکو ۵ روپے انعام ملیگا -

(۲) مضمون نگار کو اختیار ہے کہ خواہ انگریزی مین خواہ فارسی مین خواہ اردو مین اپنا مضمون لکھے -

(۳) جملہ جواب مضمون ایک سلکٹ کمیٹی کے سپرد ہونگے اور وہ اپنی را سے دیگی کہ سب مین سے کونسا جواب مضمون اوّل درجہ کا ہے اور کونسا دوم درجہ کا ہے - سلکٹ کمیٹی کا انتخاب بعد مین اہل الرائے کے مشورہ سے اوسوقت ہوگا جب وہ اس مسودہ کو پسند کرینگے -

(۴) سلیکٹ کمیٹی جملہ جواب مضمون کا ایک خلاصہ بھی چھپا دیگی اور ان دونوں رسالوں کو بھی اپنے خرچ سے چھپوا کر مشتہر کرے گی۔

(۵) ان دونوں انعامی رسالوں کا حق تصنیف کمیٹی کو حاصل ہوگا۔ مصنفوں کا حق تصنیف سے کچھ واسطہ نہ رہیگا۔

(۶) جواب مضمون فولس کیپ کاغذ کی تقطیع پر لکھا ہوا ہوگا اور اسکا حجم ۱۰۰ صفحہ سے کم نہیں ہوگا اور ایک صفحہ میں ۱۴ سطروں سے کم نہ ہونگی۔ سلیکٹ کمیٹی کا ممبر اگر ایسے لکھے گا تو وہ انعام کا مستحق نہ ہوگا۔

(۱) اس کام کے واسطے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا ۲۰۰۰ اعنی ۱۵۰۰ تو انعام کے واسطے اور ۵۰۰ ہر دو رسالوں اور سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ چھپوانے کے واسطے۔

(۲) چالیس خیر خواہان قوم ۵۰ ۵۰ روپیے دیویں۔ اس تھوڑے سے کام کے واسطے سارے ملک سے چندہ مانگنے کی ضرورت نہیں ہے جو صاحب ۵۰ روپیے چندہ دیں وہ کمیٹی ترقی خواہ مسلمانان کے ممبر تصور ہونگے جو کمیٹی یہ کام کرے گی اوس کا یہی نام ہوگا۔

(۳) اور اونہیں کے مشورہ سے ان میں سے خواہ اور اشخاص میں سے پانچ آدمی واسطے سلیکٹ کمیٹی کے منتخب ہونگے [illegible]

اور سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کی فروخت سے ہوگی۔ وہ اس کمیٹی کو اختیار
ہے جسطرح چاہے مسلمانوں کی بہبود و فلاح میں خرچ کرے۔

(۴) جو کہ میں مجوز ہوں اسلئے سب سے پہلے میں اس کام کے واسطے
۵۰ دیتا ہوں اور جو صاحب چاہیں اس کا رجسٹر میں شریک ہوں
اگر کوئی صاحب اپنی خوشی سے زیادہ چندہ دینا چاہیں تو اونہیں اختیار
ہے۔

(۵) قوم کے ہر فرد بشر کو اس مسودہ کی ترمیم و اصلاح کا اختیار ہے۔

(۶) جب تک الف اشخاص کا چندہ جمع نہ ہو جاوے اوسکی اصلاح اور
ترمیم جاری رہے گی۔ پھر ان ہی اشخاص کی کثرت رائے
سے ترمیم کے بعد مسودہ چھاپ دیا جاوے گا اور پھر اوس کے
بموجب جواب مضمون لکھنا ہوگا۔

(۷) اگر سر سید احمد خان صاحب بہادر منظور فرماویں اور امید ہے کہ وہ
ضرور منظور فرماوینگے تو یہ چندہ اونکے پاس جمع ہو اور اونکے
مشورے سے یہ تجویز سر انجام پاوے۔

(۸) جو صاحب چاہیں اسپر رائے دیں کہ اگر کسی اخبار میں اسکے متعلق
رائے چھپوادیں تو وہ اخبار میرے پاس بھیج دیں۔ اور جو صاحب
خط کے ذریعے سے رائے دینا چاہیں وہ خط میرے پاس
بھیجوادیں۔

(۹) قومی اخبارون سے التماس ہے کہ اس مضمون کو قومی فلاح کا کام تصور فرماکر ایک دفعہ ضرور اس اشتہار کو اپنے اپنے اخبار مین پورا پورا چھاپ دین -

المجوّز

المفتخر الی اللہ الرفیع
عبد احمد شفیع
تحصیلدار پنڈی گھیب ضلع راولپنڈی - پنجاب

حسن - تجویز مصرحہ بالا سے مجھکو پورا اتفاق ہے باوجود اسکے کسیقدر توسیع چاہی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تجویز مین زیادہ تر پچھلے کارنامونکی ازسرنو تشریح چاہی گئی - ازالہ مرض کے لیئے تشخیص مرض لازمی ہے مگر بعدہٗ معجون مقوی کی ضرورت ہوتی ہے جو نشو و نما کے لیئے فرض ہے - اب چونکہ مسلمانونکی حالت بحیثیت قوم یکسان نہین ہے بیشک تنزل سب جگہ ہے لہذا مدد و دستگیری بمناسبت ملکی نہ کہ قومی مقرر کرنی چاہیئے اور اسی لحاظ سے حسب منشاء مضمون کے بیماری کی مختص المقام ممکن الوقوع علاج تبلانا چاہیئے مسلمانونکو کہین تنزل سے روکنا اور کہین ترقی کرنا اور کہین اپنی حالت پر قایم رہنے کی کوشش کرنا ہے پولٹیکل اور سوشیل بیماریون کا ایک علاج ممکن نہین اور یہ بھی مسلم مسئلہ نہین کہ ایک کی اصلاح سے دوسری کی تکمیل ہو جاتی ہے گر گر کے سنبھلنا کیونکر ہوتا ہے کوئی قومی مثال بتائی جاوے اور موجودہ حالت کو اس قسم کی اس حالت سے جب گر کر سنبھلنے والی تھی موازنہ کیا جاوے - اور دونونکی ترقی کے سامان دکھلائے جائین - مسلمانونکا قومی تنزل انتہائی کو پہونچا میرے رائے مین طے شدہ مسئلہ نہین ہے - مبلغ پچاس روپے کی شرکت اس تجویز مین مفتخر کی جانب سے سمجھی جاتی ہے -

اسپیچ

جناب نواب عماد الدولہ بہادر بموقع تقسیم انعام مدرسہ عالیہ

واقعہ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۹۰ء

حضرت بندگان عالی مسٹر فنلیز ٹرک لیڈیز اینڈ جنٹلمین !

اس موقع پر رسم و عادت کے بموجب اور حسب اجازت حضرت بندگانعالی مسٹر ہاڈسن صاحب کی سالانہ رپورٹ کی نسبت جسکو آپ ابھی سماعت فرما چکے ہین - مجھہ دو کلمے عرض کرنا ضرور ہین - ہاڈسن صاحب اپنی رپورٹ مین ان مطالب کو بیان کر چکے ہین اونکا پارہ گراپ کے سامنے اعادہ کرنا محض سامعہ خراشی ہے - رپورٹ مین جسقدر واقعات بیان ہوئے ہین اور اون کی تفصیل اور توضیح مین جہان تک ہندسے دکھائے گئے ہین وہ خود اپنی حقیقت آپ بتاتے ہین شرح و بیان کے محتاج نہین اور ان واقعات اور نیز ان سے جو نتائج مسٹر ہاڈسن نے نکالے ہین اونکی تصدیق مین اپنے علم و یقین سے کرسکتا ہون وہ سب درست ہین اب میرے ذمہ فقط ایک ناشکور کام یہ باقی رہگیا ہے کہ مسٹر ہاڈسن کی بعض تجاویز کی طرف سامعین کو متوجہ کرون - اگرچہ صاحب موصوف نے اپنے تعلق و لحاظ سے اون

حسن - عالیجناب نواب عماد الدولہ بہادر کو کیسے ہی صاحب کی اسپیچ ناظم صاحب کی خاطر خواہ ترجمہ نہ ہو سکی ہو ایک عجیب ترکی تھی نفس مضمون کی قابلیت اور سچے دلسوز الفاظ کی صلاحیت کچھ ایسی قائم ہوئی ہے

شکایتوں کو زیادہ وقعت کے ساتھ یاد نہیں کیا ہے ۔ اوّل شکایت کثرت کار کی ہے
مین افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہون کہ اگرچہ ہمارے سررشتہ نے یکے بعد دیگرے متعدد
مدارس ہاڈسن صاحب کے حوالے کردئے ہین مگر اہلیدگان کے تحمل کے مقابل اونکو مدد
دینے سے ہم مجبور رہے ہیں ۔ آپ حضرات بمشکل یقین فرماوینگے کہ آج مسٹر ہاڈسن صاحب مختلف
مدرسونکے صدر مدرس ہین جن مین سے ایک کالج ہے اور ان چارون مدرسونکی نگرانی
کے علاوہ تمام دن درس مین بھی مصروف رہتے ہین ۔ چونکہ اس زمانے مین ہاڈسن صاحب
نے مسئلہ نکاح مین بہت خوض و غور کیا ہے اور اس دلچسپ بحث پر لکچر دیا گئے ہین اسواسطے
شاید خالی از شائبہ مناسبت نہ ہوگا اگر مین تمثیلاً عرض کرون کہ صاحب موصوف کی مثال
اوس مرد مسلمان کی سی ہے کہ جسکی چار بیویان ہون اور ہر ایک عدل شرعی کے متوقع ہو آپ
خوب تصور فرما سکتے ہین کہ ایسے (بصیغہ مبالغہ) متاہل شخص کی کیا حالت ہوگی اور مین آپکو
یقین دلاتا ہون کہ چار بڑے رو بہ ترقی مدرسونکی صدارت کرنا اور اوسکے ساتھ درس کی
مزدوری بھی کرنا ضیق اور تنگی مین اوس سے کم نہین ہے ۔ مین صاحب موصوف کے ساتھ
پوری ہمدردی کرتا ہون کیونکہ مجھکو تجربہ ہے تعدد درس (نہ تعدد نکاح) کی مشکلین

کہ وہ نظر انداز بھی نہین ہوسکتی بلکہ جو خط و خال حیدر آباد کی موجودہ حالت کا انہون نے اپنی یادگار اسپیچ مین کھینچا ہے
وہ ہرگز ہرگز اہالی وطن کی نظر مین ایسے بے اثر کئے ہوئے گذر جانے والے نہین ہین اور اسلئے یہ اسپیچ ہماری
نظر مین یہ اسپیچ صرف آج نہین بلکہ آئندہ بھی کسی زمانہ مین بے وجود ہوجانیوالی نہین ہے اور ہم نے مناسب
نہ سمجھا کہ یہ اسپیچ بغیر اس ریمارک کے چمکادینا ہمارا فرض تھا یہ بھی گذر جائے ۔ نواب عماد الدولہ بہادر کی
اسپیچ مین بجز تجویز و تحریک تعلیم ہے اور انہون نے بطور اصلاح عام بیان کردیا ہے کہ اسکے خدمات کے لئے

معلوم ہین - مگر مجھے افسوس ہے کہ ہاڈسن صاحب کو تخفیف کار کی اوسوقت تک امید نہین دلا سکتا جبوقت تک طبیعیات کے مدرسی پر جسکی منظوری مدار المہام سرکار عالی فرما چکے ہین کوئی شخص ولایت سے مقرر ہو کے نہ آجائے -

مسٹر ہاڈسن کی دوسری شکایت یہ ہے کہ بعض شاگردون کی حاضری برابر نہین ہوتی یا دوسرے لفظون مین اسطرح کہا جائے کہ بعض شاگرد ایک خاص درجے تک ترقی کرنے کے بعد توجہ کم کر دیتے ہین اور اکثر غیر حاضر رہتے ہین - یہ عادت طلبہ کی نہ فقط برہم زنی بیخ انتظام ہے بلکہ اگر وہ سمجھین تو اونکی ساری عمر کی صلاح و فلاح کو برباد کرتی ہے -

ہمارے رئیس وقت حضرت بندگانعالی ہزارون روپیے اس غرض سے صرف کرتے ہین کہ امراء و اعزہ جنسے ملک کے دانشمند مدبر ملک کے انتظامی کامون مین مدد لینے کی آرزو رکھتے ہین زر دولت علم سے فیضیاب ہون -

اگر حیدرآباد کے امراء و اعزہ دیدہ دانستہ اس چشمۂ فیض سے بہرہ یاب نہ ہون - اگر اونکے آئینۂ دل مین یہ خیال تشکل ہوا ہو کہ تبنلی و تن آسانی و جہالت و بے قیدی کے با وجود بھی عمر نام آوری یا کامیابی کے ساتھ انجام کو پہونچ سکتی ہے تو اونکو جاننا چاہیئے کہ یہ اونکا محض خیال خام ہے - امراء و اعزہ و منصب داران و جاگیرداران حیدرآباد کو یاد رکھنا چاہیئے

علمی قابلیتون کے اور کوئی شے معیار نہین قرار دیجا سکتی اور وہ دن گئے کہ جب محض ہیم سلطان بود کے بھروسے پر اعلے خدمت مل سکتی تھی یہ ایک ایسا مفید سبق ناظم تعلیمات نے دیا ہے جسپر اگر ارباب وطن نے غور کیا بعد کچھ بھی سچے اعزاز کا لحاظ کیا تو حیدرآباد کی دنیا کا رنگ تبدیل ہو جائیگا ورنہ بقول ناظم صاحب جواب دہ عہدہ ون کی باگ رفتہ رفتہ لائق اور معزز اشخاص کے ہاتھون مین آ جائیگی اور یہ لوگ پیچھے رہ جائینگے کیونکہ محال است کہ ہنرمندان بمیرند و بے ہنران جای ایشان بگیرند -

کہ رنگ انتظام ملک کا بدل گیا ہے۔ جو کل حالت تھی وہ آج نہین ہے۔ اور جو حالت آج ہے
کل نہ ہوگی۔ کایا پلٹ رہی ہے۔

حاکمان وقت و مدبران ملک روز بروز با قاعدہ کار پردازونکی جست و جو مین زیادہ تر حریص ہوتے
جاتے ہین۔ اور تھوڑے ہی عرصے مین وہ شئے جسکو عوام الناس مثلاً ای انتظام سے تعبیر کرتے
ہین مثل خواب و خیال کے مفقود ہو جاوے گی۔ مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ جوانان حیدرآباد
کو ضرور ہوگا کہ اپنے آپ کو عمدہ اور با قاعدہ طور پر سرکاری کام کرنے کے لایق بنائین ورنہ
بمجبوری ایسے لوگ جنہون نے عمدہ اور با قاعدہ طور پر کام کرنے کی لیاقت حاصل کی ہے
باہر سے آئین گے اور جوانان حیدرآباد منہ دیکھتے رہجائین گے۔ شاید یہ کلمہ جو مین عرض
کرتا ہون بعض سامعین کو تلخ و ناگوار گذرے گا۔ مگر حق دوستی اور خیرخواہی یہی ہے کہ کتنا ہی تلخ
کیون نہ ہو۔ کلمۂ حق سے دریغ نہ کیا جائے۔

اکثر سنا جاتا ہے کہ علم کو محض علم کے غرض سے طلب کرنا چاہیے۔ حکیم کی زبان پر یہ کلمہ زیب دیتا ہے
ہم کو بگوش ہوش سننا چاہیے۔ مگر ہماری زبانونپر جو ایسے لوگونکی تربیت مین مصروف ہین جنمین سے
اکثر کا نان شبینہ تحصیل علم پر موقوف ہے یہ نصیحت لایق قبول اور پذیرائی نہین۔ مجھے
بمجبوری اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ بعد تجربہ اپنے ملک کی عام تعلیم کو مین جلب منفعت اور
دفع مضرت کی نظر سے دیکھنے لگا ہون۔ ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ جو علم ہم سکھاتے ہین
وہ ہمارے شاگردونکے کام آئے۔ زمانہ ہم کو اسقدر فرصت نہین دیتا کہ ہم فیلسوف اور
حکیم بنانے کی کوشش کرین۔ ہم کو تو سر دست یہ ضرورت درپیش ہے کہ ہم صوبہ دار تعلقدار
متعلقہ افسرون کو توالی اچھے لیکچے مہیا کرین۔ پس میری نصیحت ان جوانونکو جو آج کے

جلسے میں حاضر ہیں یہ ہے کہ مدرسے کا زمانہ فکر و فردا میں صرف کرو۔ اس جنگ زندگی
میں جسکا نام معیشت دنیا ہے فتحمند ہونے کے لئے سلاح پیدا کرو۔ اپنے حافظہ کو کار آمد معلومات
سے مالا مال کر لو۔ عرفان نفس۔ تحمل۔ وقار پیدا کرو۔ اپنی خواہشوں پر حاکم بننے کی کوشش
کرو۔ یہ وہ ہتھیار ہیں جو کبھی خطا نہیں کر سکتے۔ یہ وہ یار و مددگار ہیں جو کبھی دغا نہیں دیتے
یہ بھی یاد رکھو کہ کیا مدرسہ اور کیا دنیا میں گنج کامیابی کی فقط ایک کنجی ہے اور وہ ڈسپلن
یعنی تربیت ہے۔ ڈسپلن اور تربیت سے مراد ہے کہ جس میں مربی یا استاد
ایک قاعدہ و قانون مقرر کر کے شاگرد کو پابندی پر مجبور کرتا ہے اور کسی حیلے سے
اسکے ضوابط کو ٹوٹنے نہیں دیتا۔ اور خلاف ورزی جائز نہیں رکھتا۔ مگر آج میں
اس معنی کو زیادہ وسعت دیکر دوسرے پیرایہ میں تمہارے سامنے بیان کیا چاہتا ہوں
سب جانتے ہیں کہ اگر دنیا کیطرف آنکھ اوٹھا کے دیکھو تو اس بوقلموں تماشا گاہ میں ایک
تماشا جو سب سے زیادہ کثرت سے ہماری نظروں سے گذرتا ہے وہ انسان کی
خطاکاری اور کجرفتاری ہے اور پھر خطا کی بھی ہزاروں صورتیں ہیں۔ بعض وہ چھوٹی
چھوٹی غلطیاں ہیں جنکو دیکھکر تماشائی مسکرا دیتے ہیں اور بعض وہ جانگداز خطائیں ہیں کہ
جسکے مرتکب کو خون رونا اور جان کھونا پڑتا ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ جس شخص نے دنیا میں زندگانی کرنے کے لئے اول سے تربیت
نہیں پائی ہے وہ دنیا کی کج راہوں کو اندھوں کی طرح سے طے کرتا ہے۔ بھولتا ہے۔
بھٹکتا ہے۔ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ وہ صدمے اوٹھاتا ہے جنکے نشان تا ابد
اسکے پوست و استخوان سے نہیں مٹتے۔

عمدہ اور عاقلانہ تربیت کا یہ کام ہے کہ بچونکو کم سنی مین اسطرح پرورش کرے کہ جوانی کی خطاؤن سے
بچے رہین ۔ بالکل تو کیا بچ سکتے ہین مگر ہان اون کی تعداد مین کمی اور اون کی شدت
مین خفت ہوجاتے جس طرح ٹیکا لگانیوالا دو چار خفیف چرکے نشتر کے لگا کر چیچک کی
سخت اور خوفناک اذیت سے بچونکو محفوظ کر دیتا ہے ۔ مین نے خفت کا لفظ قصداً
استعمال کیا ہے کیونکہ یہ تو خوب معلوم ہے کہ انسان بغیر کھوئے نہین سیکھتا ۔ بغیر
تکلیف اوٹھائے دنیا کا تجربہ نہین حاصل کرتا ۔

پس مین جوانان مدرسہ سے کہتا ہون کہ بخوشی اوستادون کی سختی سہو ۔ تربیت کی
سختیین جھیلو ۔ یاد رکھو کہ جو نیک باتین جو عمدہ عادتین یہان تھوڑی زحمت اور تکلیف
گوارا کرنے سے سیکھ سکتے ہو ان مین سے ہر ایک آگے چلکر تمہارے آڑے آئے گی
اور تم کو جانکاہ مصیبتون سے بچائے گی ۔

اب آخر مین مجھے ایک فقرہ اور کہنا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ مین کبھی باور نہین کر سکتا
کہ کسی مدرسے مین ڈسپلین کی سستی ممکن ہے بغیر اسکے کہ اوستادون کی طرف سے
اغماض ہو ۔ یہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس ملک مین اور نیز دوسرے ملکون مین
بعض مہتممان مدرسہ اس خوف سے کہ کہین حاضری مدرسے کی کم نہ ہو جائے ۔
انتظام مین ہر طرح کی سستی جائز رکھتے ہین ۔ اگرچہ یہ خطا اکثر اس سبب سے ہوا کرتی ہے
کہ لوگ تعداد طلبہ کی کثرت کو مدرسے کی خوبی کا معیار ٹھیراتے ہین جو ہرگز لائق اعتبار
نہین ہے ۔ مگر اسمین شک نہین کہ یہ خطا خود ایک بڑی سخت خطا ہے ۔ جو لڑکے انتظام
کی سختی سے مدرسہ چھوڑ دیتے ہین اونکا مدرسے سے باہر رہنا بہتر ہے ۔ ایک

طالب علم جسکی تربیت درست اور باقاعدہ طور پر ہوئی ہو۔ دنیا مین ہزار درجہ زیادہ اعتبار حاصل کرے گا بہ نسبت دس بیس تربیت طالب علمون کے جنہون نے طوطی کی طرح سبق یاد کر کے یونیورسٹی کے امتحانون مین کامیابی حاصل کی ہو۔ اوّل الذکر سے ہمیشہ یہ امید ہے کہ وہ مردانہ وار اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتا رہے گا۔ ثانی الذکر شاید عبارت آرائی کر لینگے شکسپیر کے اشعار صفحہ کے صفحہ زبانی سنا دینگے مگر اونکو نہ کبھی اپنے اوپر اور نہ دوسرے پر حکومت کرنے کی لیاقت حاصل ہوگی فقط۔

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہٖ درج کرتے ہیں۔ — محمد یوسف منیجر رسالہ حسن

تدبیر نوجوانی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد و سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہے اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادر زاد نامرد کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے۔ ترکیب کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے قیمت فی شیشی پانچ روپیہ محصول ۸؍ اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجوائد مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چاول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ ہفت خوراک یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** یعنی یہ واسطے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید دافع جریان۔ مقوی دماغ و اعضاء رئیسہ و ارواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبا ہیضہ میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی۔

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع دردوں اقسام تپ مجربا چوتھیا۔ تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک سوزاک جریان سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور سر انجوری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صہ محصول عہ

عجیب چیز تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل درد سر کے لئے عجیب چیز ہے۔ پہلے ہی روز میں ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون ختم ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بفضلہ درد سر بالکل رفع ہو جاتا ہے

اور پھر کبھی عود نہیں کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت ۸ محصول ۴؍

جہاں تک سنا - اس عرق کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے پوٹے درد دھند سرخی ضعف چشم جالا پھولا رتوندی دفع کرتا ہے قیمت ۸ محصول ۴؍ وزن عرق ۶ ماشہ -

خضاب نایاب

سبز نیل رنگ ڈھنگ ہی نادر خضاب ہے — گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام میں خضاب ہے دقتیں واقع ہوتی ہیں شخص پر ظاہر ہیں یعنی جو پہلے آٹھویں روز مہندی لگا کر باندھتے اور بعد تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمیں قریب چھ گھنٹے کے وقت ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونے کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جیسا کہ دماغ میں جذب ہوگا تو اس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کریں - اسمیں کوئی مبالغہ نہیں تھوڑی سی تعریف اسکی اجزا کی ظاہر کرتا ہوں -

دافع بانخورہ - مانع شقیقہ - دافع ضعف دماغ - علاوہ بریں خوشبو میں بے نظیر مثل کیوڑہ - باعث درازی مو - مقوی دماغ ہے - بالوں کو سفید ہونے نہیں دیتا ہے بلکہ سیاہ رکھتا ہے - سیاہی میں بالوں کو مقابل اصل بالوں کے کرتا ہے دو تین روز تک بعد روغن کی طرح لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگانے سے تا زمانہ اثر اس سے بالوں کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکے گا کہ یہ خضاب ہے ایک بوتل میں ۳۰ روپے بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل ۱۲؍ علاوہ محصول نصف شیشی ۶؍ چہارم شیشی ۳؍ اس سے کم غیر ممکن ہے

میرے شفاخانہ میں ہر قسم کا علاج ہوتا ہے -

اطلاع ضروری - واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمائے ہیں اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہونگے - چاہیے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہوں میری ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت ملکوں کے سارٹیفکٹ ہیں آدھ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنے شہر کے رئیسوں کی خوشامد کرکے

سارٹیفکٹ بنائے ہین ۔بس ہرے سرٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تاکہ دھوکا نہ ہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین طبع کی گنجایش نہین رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہین کارخانے سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی ۔

المشتہر ۔ حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم مسعود حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی ۔

مجرب وآزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین سنہ ۱۸۷۶ء سے جاری ہو رہی ہین مفصل فہرست وسارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہے۔

طلاء ۔ جو استعمال بچپن کے نقص کو نیز رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے۔ فی تولہ للعہ

ضعف اعضائے رئیسہ ومعدہ ۔ تاریکی چشم ۔ درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات اقسام نواحش سے کمی اشتہا وضعف جگر وسستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعہ

سوزاک ۔ نیا ہو یا پرانا علے العموم ۲۴ گھنٹہ مین اپنا اثر شروع ۔ ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ ۔عہ

ہیر ایتل خوشبودار ۔ بالونکو سیاہ رکھتا ہے ۔ نزلہ ۔ زکام ۔ ریزش ۔ درد سر ضعف دماغ وبصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۔ ے روپیہ ۔

حب آتشک ۔ بلانہ آئے ستے ودست دور کرتا ہے پھر ہونا تانہین دو ہفتہ للعہ

کحل الجواہر ۔ سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و دہند وجالا خارش پانی جانا ۴ پانچ ۔ ہے

عجیب الاثر سنون ۔ دانت کا ہلنا کیڑے کا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑونکی خرابیان ۔ ۲ تولہ ۔ للعہ ۔

حب بواسیر۔ بادی خونی مسوں کی ٹیسیں تبض کو مفید دو ہفتہ عہ

حب ذیابطیس۔ بار بار آنا پیشاب کا پیاس و کمزوری و لاغری کو دافع ہے فی تولہ عہ

حب قایم مقام۔ افیون و چانڈو بلا ضرر و حرج نشہ چھوٹ جاوے فی تولہ عہ

عرق ماء اللحم۔ انگوری۔ مفرح۔ مولد خون۔ مقوی دماغ۔ ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ و درد سر و تاب تلی وجع مفاصل و لاغری و ضیق النفس۔ سرفہ کہنہ۔ بقیا عدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عہ ۲ بوتل سے کم۔

روغن اعجاز۔ ناسور۔ بھگندر۔ تالو کا سوراخ۔ خنازیر۔ بد۔ کیڑے زخموں کے کالی کھانسی۔ قے ایام حمل۔ خسرہ۔ چیچک کو دفع کرتا ہے۔ ۲ تولہ عہ

رسالہ دافع آتشک وسوزاک	رسالہ حیضہ	رسالہ بواسیر	معزات و مسکرات
۱۰ آنہ	۱۰ /	۱۰ /	۰۹ /

رسالہ حافظ صحت۔ عہ ۳ /

المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اشتہار

فروخت مقطعہ

نیر آباد میں ایک مقطعہ دو سو بیگہ کا فروخت ہونے کو ہے جسمیں دو کنٹے اور تین
باولیاں ہیں خشکی کی زراعت ۔ گھانس کا کنجہ اور جو مبنیہ وغیرہ بہت کچھ موجود ہے
قیمت اس مقطعہ کی سترہ ہزار روپے ہے ۔ جو صاحب خریدنا ۔ دیکھنا ۔ یا تفصیلی
حالت دریافت کرنا چاہیں دستخط کنندۂ ذیل سے رجوع کریں ورنہ بصورت تعویق یہ عمدہ
مقطعہ ہاتھ سے نکل جائے گا فقط

المشتہر

محمد عبد الصمد تاراجی

افضل گنج حیدرآباد دکن

اشتہار کتب

زراعت دکن — مولفہ نواب عماد نواز جنگ بہادر — [illegible]

بچوں کی پرورش کے طریقے — مصنفہ ڈاکٹر کنگھم مترجمہ [illegible] — [illegible]

درخواست بنام [illegible] رسالہ [illegible] حیدرآباد

ملاحظہ طلب

۱ جن حضرات نے ہنوز قیمت رسالہ بابت ایام گذشتہ عنایت نہیں فرمائی۔ امید ہے کہ جلد تر عنایت فرما کر شکر گذاری کا موقع دینگے۔

۲ مقامات کے تبدل و تغیر سے دفتر کو براہ راست اطلاع ہونی چاہئے تاکہ آسانی سے رسالہ پہونچا کرے ورنہ دیر یا عدم رسی کی شکایت معاف۔

۳ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی کسی تاریخ کو شایع ہو جاتا ہے۔ اگر اتفاقاً کوئی رسالہ تا اختتام ماہ انگریزی نہ پہونچے تو دفتر کو فوری اطلاع ضروری ہے تاکہ عدم رسی کا تدارک ہو دبشرط گنجایش دوسری کاپی بھیجی جائے۔

۴ مضامین نویس حضرات کی توجہ اپنی تحریروں کی جانب خاصکر اس معنی کی ہونی چاہئے کہ تحریر صاف دوسروں کے بے تکلف پڑہنے کے قابل ہو۔ اور جتنے الوسع الفاظ وعبارت جابجا قلمزد نہ کیجائے۔

۵ ہر ایک مضمون معمولاً رسالہ کے بارہ صفحوں میں ہونا چاہئے کوئی مضمون جو بہت طول نہ ہو برآئندہ نہ اوٹھا رکھا جائے۔ ایک سلسلہ کا کل مضمون یکبارگی دفتر پر پہونچ جانا چاہئے۔

۶ مضامین میں غیر مانوس یا غیر ضروری انگریزی الفاظ کا استعمال ناواقفین کی زبان پر اغلاط پیدا کرتا ہے امید ہے کہ اس واجبی شکایت پر مضامین نویس حضرات خیال رکھینگے۔

۷ دفتر کے انتظامی انصرام سے احباب مطلع فرماتے رہیں ہر اصلاح پیش کردہ پر شکر گذاری توجہ کیجاتی ہے۔

۸ بجز سابق ہواب کوئی واسطہ نہیں لہذا کل خط و کتابت و ترسیل مضامین وزر بنام عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر درخواست رواں ہونی چاہئے۔ محمد یوسف منیجر۔ بنگلہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

جلد سوم

حسن

نمبر ۹
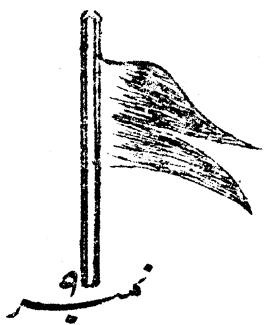
دعیونی اذا اسنت امرأ
وان اخطأ فاتونی صلاحا ✦

ماہ ستمبر ۱۸۹۰ء

مضامین

مطبع حسن میں چھپا

شاہ بابر غازی

(سلسلہ کے لئے نمبر گذشتہ ملاحظہ)

آخری ریمارک

بابر کے مختصر احوال ہم نے اوپر بیان کر دیے۔ لیکن ابھی کچھہ اور کہنا اور بیان کرنا باقی ہے، اوس تصویر مین بابر کے چند اندرونی صفات کی جھلک معلوم ہوتی ہے۔ کچھہ صفات کی جھلک اس بیان سے ہویدا ہوگی +

علم وتحقیق

بابر نے اونچاس (۴۹) برس کی عمر مین انتقال کیا۔ ۱۲۔ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور تخت وتختہ کے مابین ۳۷ برس کا زمانہ ہے۔ یہ ۳۷ برس راحت یا زحمت سے جس طرح بسر ہوئے آپنے دیکھہ لیا۔ یہ ماجرا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ۱۱ برس کی عمر سے ۴۵ برس کی عمر تک ایک جگہ متواتر اوسنے دو عیدین نہین کین یا بالفاظ دیگر سال بھر کسی مقام پر چین سے نہین ٹھہا۔ علم اور کمال سے کچھہ ازلی مناسبت اوسکو تھی اور مبدء فیاض سے ذوق سلیم اوسکو عطا ہوا تہا۔ ان ملکی افکار اور تشویشون مین بھی اوسکو علم کی طرف ایک خاص توجہ رہی۔ ابتدا سے زمانہ مین اوسکو بہت کم فراغت حاصل ہوئی جو طالب علمانہ تحصیل علم کرتا لیکن متواتر توجہ نے اوسکے واسطے علمی شان بہی حاصل کر لی۔ فقہ حنفی مین اوسکو خاص مہارت حاصل تہی۔ محمد قاسم فرشتہ کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ مجتہدانہ قوت رکہتا تہا۔ ترکی نظم مین ایک فقہ کی کتاب لکھی ہے جسکا نام

تنوی میں ہے - واقعات بابری مین کچھہ اشعار اوسکے نقل کیے ہین - بابر کی مادری
زبان چغتائی ترکی تھی - ترکی مین اشعار بہت کہے ہین اور واقعات مذکور مین جابجا کثرت
سے درج ہین - مگر افسوس عدم قابلیت کے سبب ہم اونکی نسبت کچھہ نہین لکھہ سکتے -
اپنی سوانح ابتدائی تخت نشینی سے آخر عہد تک اسی زبان مین اوسنے قلمبند کیے ہین -
محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ "نوعے نوشتہ کہ فصحا قبول دارند" - عبدالرحیم خانخانان نے
اپنے آقا اکبر شاہ کی فرمایش سے اوسکا ترجمہ فارسی مین کیا جو واقعات بابری کے نام سے
مشہور ہے - اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین لکھی گئی ہے
الحق کہ نہایت راستبازی اور حق پرستی سے اس کتاب کو لکھا ہے - اوسکے راستباز قلم نے
نہ بابر کے باپ کے عیوب چھپائے ہین اور نہ اوسکے جانی دشمنونکے ہنرون سے چشم پوشی کی
ہے - ہمنے اوپر بابر کی رائے اوسکے باپ کی نسبت لکھی ہے اوس سے اوس کی
آزادی رائے کا اندازہ ہوسکتا ہے - جس بحث کا پہلو آپڑا ہے نہایت بسط اور تحقیق سے
اوسمین صفحے کے صفحے لکھدیے ہین - ہندوستان کے بیان مین ۴۴ صفحے لکھے ہین - یہانکے
حیوانات - نباتات - رسوم و عادات - سب باتونسے بحث کی ہے اور جو کچھہ لکھا ہے شاید
کوئی ہندوستانی بھی نہین کہہ سکتا کہ یہ بات غلط لکھی ہے - انگریزی مین بھی اس کے دو
ترجمے ہوئے ہین - اور مسٹر ہیل کی شہادت کے مطابق تمام عالم نے اس کتاب کی تعریف
کی ہے - خواجہ مولنا اوسکے اوستاد کی تربیت سے اوسمین سلامت روی و سادگی کا
ایک مادہ پیدا ہوگیا تھا - اور یہی وصفتین ہین جو طالب کرا سینے مقصودین کامیاب کرسکتی ہین

ماوراء النہر اور خراسان کا ہر شہر و قریہ اوسوقت علمی کیفیت اور کیف کمال سے سرشار ہو رہا تھا۔ بابر جہاں گیا۔ خواہ کبھی حال ہیں تھا اہل کمال سے ضرور مستفید ہوا کسی بات کو محض رواج اور تقلید کی بنا پر وہ کبھی تسلیم نہیں کرتا تھا۔ تاتاری مغلوں کی تاریخ جن صاحبوں نے پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے پیشرو چنگیز خان کے قواعد کو احکام الٰہی سے بھی زیادہ واجب العمل خیال کرتے تھے۔ اہم امور در کنار نشست برخاست خورد و نوش میں بھی اونہیں قواعد کے پابند تھے۔ بابر کہتا ہے کہ "ہمارے باپ اور بھائی تورہ چنگیز خان کی نہایت ہی رعایت کرتے ہیں۔ تورہ چنگیز خانی کوئی آیتہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اوس پر عمل کیا جاوے۔ جس کسی نے اچھی بات نکالی ہو اوس پر عمل کرنا چاہئے۔ اور اگر باپ نے کوئی روش بد جاری کی ہو اوسکو نیکی سے بدل دینا چاہئے۔ جب وہ غزنی آیا تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک مزار ہے جسپر درود پڑھنے سے قبر جنبش کرنے لگتی ہے۔ بابر وہاں گیا۔ اور درود جب پڑھی گئی تو قبر واقعی متحرک محسوس ہوئی۔ جب تفتیش کی تو سمجھ گیا کہ مجاوروں کا فریب ہے۔ قبر پر ایک جھولا سا باندھ رکھا تھا۔ ایک مجاور چپکے سے اوسمیں گھس جاتا تھا جھولا ہلتا تھا لوگ خیال کرتے تھے کہ قبر ہلتی ہے۔ جیسے اہل کشتی کو کنارہ چلتا نظر آتا ہے بابر نے مجاوروں کو اس حرکت شنیع سے منع کر دیا۔ فارسی شعر سے بھی ایک خاص لگاؤ تھا۔ خود بھی کم کم کہتا تھا۔ لیکن جو کچھ کہتا تھا دلنشین اور صاف۔ قلعہ بیانہ کے حاکم کو ایک فرمان استمالت بھیجا اوسمیں یہ شعر فی البدیہہ درج ہے +

باترک ستیزہ مکن اے میر بیانہ — چالاکی و مردانگی ترک عیان است
در نزد و نیابی و نصیحت نکنی گوش — ہر جا کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان است

محمد قاسم فرشتہ نے یہ شعر بابر کے نام لکھا ہے

از آلِ ایں ہما کہ بے طمع خلعت — نزدیک شد کہ زاغ برد استخوانِ من -

مگر یہ غلطی ہے - بابر نے خود یہ شعر حسن یعقوب کا بتایا ہے - خواجہ آصفی کے کلام کی نسبت اونے یہ ریمارک کیا ہے "شعر او از رنگ و معنی خالی نیست اگرچہ از شوق و حال بے بہرہ است" اگر کوئی مشاق شعر فہم خواجہ آصفی کے کلام پر اسکے ظاہر کرے تو اس بیان سے شاید متجاوز نہ ہوگی - فن عروض میں بھی خوب ماہر تھا - ترکی کا ایک شعر کہا ہے جو پانسو چار وزن میں تقطیع ہو سکتا ہے - اس مبحث پر ایک رسالہ علیحدہ لکھا ہے - عیش پرستی نے فن موسیقی میں بھی کامل کر دیا تھا خوب سمجھتا تھا - اپنے معاصر موسیقی دانوں کی لیاقت نکتہ سنجی سے بیان کی ہے اور جو جس شعبہ میں فائق تھا یا جس میں جو نقص تھا سب بیان کرتا ہے - خط بھی نہایت پاکیزہ تھا اور بالکل خوشنویسی کے رفت خوشنویسانہ انداز ہوتا تھا مسطرا اپنے ہاتھ سے بناتا تھا - ایک شب کو بنگالہ سے لوٹتے وقت باد و باران کا طوفان اوٹھا - اور تمام خیمے سربسجود ہو گئے - بابر اپنے خیمے میں بیٹھا لکھ رہا تھا کہ ڈیرہ اوسپر آرہا لیکن کچھ ضرر نہیں پہونچا - اوراق پریشان اور پانی میں تر ابور ہو گئے - بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے اکٹھے کئے اور چار پائی کے نیچے رکھکر اوپر سے کمل ڈالدیا - جب بارش موقوف ہوئی تو اونکو نکالا اور صبح تک آگ سے اونکو خشک کرتا رہا - بابر میں یہ صفت تھی کہ جس بزم میں ہوتا تھا تبھی معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسیکے لیے موزون ہے - دربار میں بادشاہ - جنگ میں سپہ سالار اور بزم میں ایک یار باش رند - محمد قاسم فرشتہ نے اوسکے علم کی نسبت یہ لکھا ہے "در علم فقہ حنفی مجتہد بود و در علم

موسیقی و شعر و انشا و املا نظیر نداشت و قائم سلطنت خود را در ترکی نوشته که فصحا قبول دارند +

امراے شاہی

بابر نے اس جہان میں جو کچھہ ترقی و عروج حاصل کیا۔ وفادار۔ بلند حوصلہ اور دانشمند امرا کی مدد اور سعی بھی اوسکے واسطے ایک زینہ تھی + وقت بیکار بہادر سپہ سالار بھی اس کے زمانے میں دانا مشیر اور صلاحکار او مصیبت میں یار غمگسار امراء کا ایک چیدہ گروہ تھا جنکو اس زمانے کے محاورہ میں کونسل کہنا چاہیے۔ جنگی اور ملکی سب معاملات اس کونسل میں بحث کے بعد نفاذ پذیر ہوتے تھے۔ اکثر صحبتوں میں مشیروں کی راے بادشاہ کے خلاف ہوتی تھی اور بادشاہ کو اونکی راے ماننی پڑتی تھی۔ بعد مغرب یہ کونسل جمع ہوا کرتی تھی اور قابل غور امور زیر بحث لائے جاتے تھے۔ دربار سے علیحدہ بابر کا برتاؤ اپنے امیروں سے مخلص یارانہ تھا۔ شاہی مے پرستی کے جلسوں میں وہ سب بے تکلف شریک ہوتے تھے۔ بابر اونکے یہاں دعوتوں میں جاتا تھا۔ کبھی دعوت افطار ہوتی تھی اور کبھی بزم نشاط کا سامان ہوتا تھا۔ اکثر اوسکے سرداروں نے اوس سے بغاوتیں کیں مگر وہ کبھی در پے آزار نہیں ہوا اور ہمیشہ اونکی لغزشوں کو عفو کرتا رہا
یونس علی - عبداللہ کتابدار[2] - قاسم حسین[3] - محمد علی[4] - شاہ منصور[5] برلاس - درویش[6] محمد نظام الدین خلیفہ - خواجہ کلان[9] - امرا میں زیادہ سربرآوردہ تھے۔ ایک مرتبہ خواجہ کلان کو باجوڑ کا حاکم کر کے بھیجا تھا۔ چند روز کے بعد مفارقت شاق ہوئی۔ اور یہ شعر تصنیف کر کے

اوسکو لکھ بھیجے ؎

قرار وعدہ بیار این چنین نہ بود مرا
گزید ہجر مرا کرد بے قرار آخر
بتو ہا سے زمانہ چہ چارہ سازو کسی بجور کرد جدا یار را ز یار آخر ÷ ÷

عیش و نشاط

بابر ابتدائے شباب مین بہت ہی زاہدانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ مشتبہ کھانے سے قطعاً پرہیز تھا۔ اور اس تبہ احتیاط تھی کہ دستر خوان۔ چھری وغیرہ کھانے کے متعلقات پر بھی خاص نظر رہتی تھی یہ خواجہ مولنا کے انفاس قدسی کا اثر تھا۔
باپ نے اوسکو شراب پینے کی ترغیب دی لیکن اوسنے نہین مانا۔ آخر خواجہ مولنا جنکے فیض صحبت کی برکت تھی شہید ہو گئے۔ اور بابر کو ہوائے نشاط نے اوڑہی۔ ۲۳ برس کی عمر مین داڑہی استرہ کی نذر کردی۔ اور گویا عیش کی اسٹیج پر آنے کے لئے روپ بدل لیا۔ دختر رز کے عشوے بہی اوسکو اپنی طرف مائل کر نیکے گئی مگر بے تحریک اتنی جرٔت نہ تہی۔ تحریک کون کرے۔ ہرات جانے تک تائب تہا۔ ہرات کی سوسائٹی اوسوقت عیش وعشرت مین ڈوبی ہوئی تہی۔ میزبان شہزادون نے اس سے بہی بادہ نوشی کی فرمائش کی اسنے ہاتھ بڑہایا لیکن پھر کھینچ لیا۔ ہم کو معلوم نہین پھر کہان اوسنے جام ارغوانی لب سے لگالیا۔ کابل مین ہم اوسکو اس رنگ مین دیکھتے ہین کہ ایک دلفریب سبزہ زار مین سنگ مرمر کا ایک حوض شراب کابلی سے پر ہے اور گرد یہ شعر کندہ ہے ؎

نوروز و نوبہار مے و دلبری خوش است
بابر بعیش کوش کہ دنیا دوبارہ نیست

زنان پری پیکر اور ساقیان گل اندام ساقی گری اور غارت ہوش پر کمر بستہ ہین۔ بابر اپنے یاران باصفا کے حلقہ مین بے تکلف بیٹھا اس دلکش سمان مین محو ہو رہا ہے ایک جانب مطرب خوش نوا مخدوم حافظ شیراز کا یہ شعر بانگ تغیر گا رہا ہے ؎

اے خوش آن روز کہ بے پا و سراپا مے چند
ساکن گلگشت بودیم بہ مدنا مے چند

کسی سمت سے یہ روح پرور صدا آرہی ہے ؎

بخور در ارگ کابل مے بہ پیمایا دہ پیلے در بے
کہ ہم کوہ است وہم دریا وہم شہرست وہم صحرا

بابر کے یہ ایک عیش کا نمونہ ہے کابل کے بہارستان مین یہ لطف اوسنے خوب اوٹھایا کبھی درخت خیار کے نیچے دور چلتا تہا اور کبھی شفاف چشمے مین کشتی پر بادہ پیمائی ہوتی تھی۔ ایک روز ایک قاضی صاحب کا مکان بزم کے واسطے پسند ہوا اور تمام سامان نشاط قرینے سے لگا دیا گیا۔ قاضی صاحب بہت گھبرائے مگر کیا کرین بادشاہ تہا اگر کوئی بیچارہ غریب ہوتا تو کیکے ڈر سے پڑ گئے ہوتے آخر جرأت کر کے کہا کہ اس مکان مین کبھی ایسا ہوا نہین آیندہ اختیار ہے۔ بابر بھی سمجھ گیا اور فوراً حکم دیا کہ سب سامان وہان سے اوٹھ جائے۔ بابر ان جلسون مین ایک سادہ دل رند کی وضع پر شریک ہوتا تہا۔ ادا

کابل کے اوس سواد کا نام جہان یہ بزم نشاط گرم ہوتی تھی۔ اصل شعر مین سکیدہ ہے فقط

شاہی اور داب سلطنت کا کہین ڈہونڈے سے نشان نہین ملتا تہا۔ ایک روز اپنے امیر
کے ساتھہ شغل مدام کو دل چاہا۔ گھوڑے پر چڑہکر اکیلا چلدیا۔ یہ امیر حد درجے کا قلاش
تہا اور بادشاہ بھی اوسکی قلاشی کو خوب جانتا تہا ایک توڑا بغل مین دبا تا لے گیا۔ آبادی
سے باہر ایک ٹیلہ پر بیٹھہ گیا اور اوس امیر کو وہان بلوا بھیجا وہ آیا تو ترتیب بزم کی فرمایش
کی وہ تو بقول زندہ دل غالب کے قرض کی پیتے تھے گھبرا گئے۔ بابر نے بغل سے
توڑا نکالکر حوالہ کیا اور تھوڑی دیر مین جنگل مین منگل ہوگیا فتحپور سیکری مین یک لخت شراب
سے توبہ کرلی اور پھر کبھی اس کافر کو منہ نہین لگایا +

شاہی حرم

بابر نے پانچ شادیان کین اول۔ عائشہ سلطان بیگم سے۔ یہ بیگم بابر سے کچھہ مرتبط
نہین ہوئی۔ آخر مفارقت ہوگئی۔ ایک لڑکی اسکے بطن سے تہی مگر بچپن مین مرگئی۔
دوم معصومہ سلطان بیگم یہ نکاح کے بعد تھوڑے روز زندہ رہی۔ ایک لڑکی ہوئی اور
اسی مرض مین یہ بیگم رحلت کرگئی۔ عائشہ سلطان بیگم کے بعد یہ شادی ہوئی تہی۔
سوم زینت سلطان بیگم۔ سلطان محمود میرزا کی بیٹی تہی اور نہایت بدمزاج۔ بابر اس سے
بہت تنگ رہا۔ مگر اجل کی عنایت سے دو تین برس کے بعد اس بلا سے اوسکو نجات ملی۔
چہارم۔ ماہم بیگم۔ پنجم والدہ عسکری وکامران۔ ان دو بیگمون کی نسبت ہمین نہین معلوم کہ
کس خاندان کی ہتین۔ افغانستان مین یوسف زئی خاندان کی ایک لڑکی کی
بابر نے ملکی مصلحت سے خواستگاری کی تہی۔ لڑکی کے باپ نے منظور کیا اور لڑکی کو

بادشاہ کے پاس پہنچ گیا مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ نکاح ہوا یا ملتوی رہا ۔ حرم کے ناجائز
تعلق سے اوسکو سخت نفرت تھی اور اس سے تمتع اوٹھانے والونکو اوسنے بہت ملامت
کی ہے ۔ اس مجمل کیفیت سے یہ رائے شاید پیدا ہو سکتی ہے کہ ایشیائی بادشاہون
کی طرح بابر شہوت پرست نہیں تھا

راقم
محمد حبیب الرحمن خان شروانی

نادرشاہ اور اوسکی تعجب انگیز کامیابی

نادر کا ذلیل حالت سے دفعتاً ترقی کر کے بڑی سلطنت کا خودمختار بادشاہ ہوجانا اور پھر اوسکی جباری اور نادرشاہی ایسا عجیب و غریب واقعہ ہے جو علما و محققین سے عوام الناس کو بھی اوسکے حالات دریافت کرنے کا شوقین بنا دیتا ہے۔

شروع زمانہ اسلام مین عرب کے پرجوش مجاہدین نے قدیم سلطنت ایران کے جو اوس زمانے مین ساسانیوں کے تصرف مین تھی برباد کی۔ عرصے تک یہ ملک خلفائے کبار کے ماتحت رہا۔ پھر ایک بہادر اور لایق سپہ سالار (عمر لیث) نے خلفا کے حکم سے سرتابی کر کے اپنے ملک کو غیر قوموں کی ماتحتی کی بدنامی سے بچایا اور ایک مختصر خودسر سلطنت قایم کردی۔ اوس زمانے مین تاتاری سردار جو وطن مالوف چھوڑ کے اس سرزمین مین آباد ہو گئے تھے حکومت اور آب و ہوا کی تاثیر سے بندۂ عیش بن گئے تو سلطنت کا مالک ایک گوشہ نشین (شاہ اسمعیل) ہو گیا اور اس گھرانے کے بادشاہ صفوی کہلائے۔ خاندان صفویہ کے شاہان اولین مثل خاندان مغلیہ (ہندوستان) کے مستعد اور نہایت لایق ہوئے مگر ۱۷ صدی مین اونکی حالت ۱۸ صدی کے شاہان دہلی کے موافق ہو گئے اور یہان تک نوبت پہونچی کہ جو لوگ جہانبانی کرتے تھے ظالموں کے حکم سے نہایت سفاکی سے قتل ہوتے۔

جن ممالک مین بادشاہ خودمختار ہوتے ہین اکثر اوقات خلق اللہ کی راے

نہین سنی جاتی بلکہ اونکے افعال سے ظاہر ہوتی ہے - جب کہ کم طاقتی - ظلم - عیاشی
وغیرہ وغیرہ خصلتین حاکم مین نامردی - کمینہ پن - نا اتفاقی - عیوب اور بد عادتین اہل دربار
مین پہیل جاتی ہین - رعایا پر بیجا تعدی اور سختی ہونے لگتی ہے اور چالاک آدمی موقع
پا کے خلایق کو بادشاہ سے ناراض کر دیتے ہین - نادر کی پستی خاندان - ناستودہ
افعال - بہادرانہ کام - مجرمانہ حرکات - سب اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ وہ اسی قابل
تہا جو اوسنے خاندان صفوی کے ساتھہ برتاؤ کیا اور جسطرح ایران کے شرفا اور نجبا
کے ساتھہ پیش آیا +

نادر کا باپ امام قلی قبیلۂ افشار مین سے تہا اگرچہ وہ اپنا نسب نامہ صفویون سے
ملاتا مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم مین بہی نام آور شخص تہا - مگر میرزا مہدی
لکھتا ہے کہ اس ہیرو کا باپ اپنی قوم مین سربرآوردہ تہا لیکن کنایتًا اوسکی اصل کو اسطرح
ظاہر کرتا ہے "کہ ہیرہ کو اپنے ذاتی جوہر سے ناز ہے نہ کہ اوس کان سے جس سے
نکلا ہے" - امام قلی کوٹ - ٹوپی - اور پوستین وغیرہ بنا کے بسر کرتا تہا - نادر بہی اپنے
آبا واجداد پر فخر نہ کرتا تہا کیونکہ جب اوسنے اپنے لڑکے کی شادی محمد شاہ بادشاہ دہلی کی
بیٹی سے کی اور دولہن والونکی طرف سے یہ پیغام آیا کہ اپنے باپ دادا کا نام بتاؤ تو نادر نے
کہا کہ "بگو داماد شما پسر نادر است و نادر شاہ پسر شمشیر و ہم چنین تا ہفتاد بار بشمار"

نادر خراسان مین ۱۱ نومبر ۱۶۹۸ع / ۱۱۰۰ھ کو پیدا ہوا اوسکے لڑکپن کا حال کچھہ لکھا نہین
اور ایرانی مورخ بہی اوسکی تاریخ یا لائف ۱۱۴۱ وین سال سے جبکہ رضا قلی پیدا ہوا شروع

کرتے ہین اسمین شک نہین کہ وہ آغاز عمر ہی مین زمانے کی اونچ نیچ دیکھہ بہال
سکے نہایت تجربہ کار ہوگیا - اور نیز شجاعت اور دانائی کا ثبوت دیا - سترہ برس کی عمر مین
وہ اوزبکون کے ہاتہہ مین معہ اپنی والدہ کے جو خراسان کو ہر سال لوٹتے آتے تہے گرفتار
ہوا - لیکن چار سال کے بعد قید سے کسیطرح نکل بہاگا - اوسکی مان قید ہی مین قید ہستی
سے آزاد ہوئی - جب اپنے وطن مین آیا اوسکا حال جب تک کہ شاہ طہماسپ کی خدمت
مین پہونچا یکسان رہا - اوّل ہی اوّل اپنے ملک کے سردار بابا علی بیگ کے یہان
نوکر ہوا - اوسکو قتل کرکے اوسکی لڑکی کو لے بہاگا - اسکے بعد قزاقون کا سردار ہوگیا -
اور لوٹ مار سے گذر کرنے لگا - یہ سب شہرت اور جرأت کے جو اس پیشے مین
حاصل ہوئی لشکر حاکم خراسان نے اپنے یہان نوکر رکھہ لیا - اور اوزبکون سے لڑایا -
اس جنگ مین ایسی مردانگی دکہائی کہ سپاہی سے افسرون مین ترقی پائی - مگر نامناسب
حرکتون سے والی خراسان نے غضب مین آکر ڈنڈون سے مار کر نکال دیا +

نادر اس بے عزتی سے خفا ہوکر مشہد سے قلات مین اپنے چچا کے پاس
جو طائفہ افشار کا سردار تہا چلا گیا - وہان تہوڑے دنون رہا لیکن چچا جان بہی بہتیجے
کی تعدی اور حسد سے تنگ آئے اور خیرباد کہہ کر رخصت کیا - اوسنے پہر وہی پہلا
پیشہ اختیار کیا - افغان اصفہان کے مالک ہو گئے تہے دولت صفویہ پر زوال آرہا
تہا جسکی لاٹہی اوسکی بہینس تہی ایسے وقت مین تجربہ کار اور مضبوط لیڈر سے کو بہت سے
ساتہیونکی ضرورت نہ تہی - لیکن نادر نے تہوڑے عرصے مین تین ہزار ڈاکو جمع

کر لئے اور خراسان کو تاراج کیا - جب چچا نے دیکھا کہ بھتیجے کا روز افزون اقتدار اور اختیار بڑھتا جاتا ہے تو اوسکو ایک خط لکھا کہ تمکو مناسب ہے کہ شاہ طہماسپ کی ملازمت اختیار کرو اور اوسکو ایران سے افغانوں کے نکالنے میں مدد دو - نادر نے جواب لکھا کہ اگر بادشاہ میرے پہلے جرموں کو معاف فرماوے تو مین خدمت بجا لانے کو موجود ہوں - بادشاہ نے قصوروں کو معاف فرمایا اور نادر ۱۷۲۶ء / ۱۱۳۹ھ مین طہماسپ کے نوکروں مین داخل ہوا اور پھر قلات کو چلا گیا - نادر نے یہانکے گورنر (چچا) کو اپنی ترقی کا حارج سمجھکر اوسکے قلعہ کا محاصرہ کیا - اور فتح کرکے چچا کو بھی قتل کیا -

- اور خراسان سے افغانوں کے نکالنے مین کامیاب ہوا - پھر تھوڑے دنوں بعد بڑھکر افغانوں سے نیشاپور بھی لے لیا - بادشاہ نے یہ جرات اور دلاوری دیکھکر اوسکے دوسرے قصور (قتل چچا) سے بھی درگذر کی - نادر کے پاس اسپ پانچہزار - اور فتح علی خان کے پاس صرف تین ہزار سوار تھے - جب اس سردار کی شہرت تمام گرد و نواح کے صوبوں مین پھیل گئی تو رنگروٹ دور دور سے اوس کے علم کے نیچے جمع ہو گئے - اور ایران کو حکومت بیگانہ سے بچانے کے لئے سب نے وعدہ کئے - نادر نے اپنے حریف فتح علی خان کو دہوکہ سے مار ڈالا اور دشمنوں کو شکست دی - بادشاہ نے فوج کا جنرل مقرر کیا - مشہد اور ہرات فتح کرکے خراسان مین بھی شاہ ایران کا سکہ جمایا - نادر کو بادشاہ نے خلعت اور لقب طہماسپ قلی کا عطا کیا - اشرف (حاکم افواج افغانہ) بعد فتح نیر وسکے خوب عیش کر رہا تھا لیکن جب اوسکو

طہماسپ کی کامیابی کی خبریں معلوم ہوئیں بڑی تیاری اور حتے المقدور لشکر کے جمع کرنے میں سعی کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی سپلے ڈر نہ تہا۔ ۳۰ ہزار کا جم غفیر لیکر میدان جنگ کیطرف روانہ ہوا ۔خاص خاص شہروں اور قلعونکی حفاظت کے لئے کچھہ فوجیں متعین کیں اور ہزاروں بے گناہ ایرانی اس خیال سے کہ شاید موقع پاکر انغاد کریں تہ تیغ بیدریغ کئے ۔ اس احمقانہ تدبیر نے صرف اوسکو کمزور اور ظالم ہی مشہور نہیں کیا بلکہ دشمن کے قوی اور رحیم ہونے کا کافی ثبوت دیا۔نادر نے طہماسپ کو اصفہان جانے سے روکا۔ افغان روزافزوں دشمنونکی طرف یلغار کر کے روانہ ہوئے اور دمغان کے قریب پہونچکر ایرانی سپاہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ پٹھانوں نے بوقت جنگ ایرانیوں کے ڈرانے کو جانورونکی طرح نہایت شور وغوغا کیا اور خفیف صدمہ بھی دیا لیکن نادر کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی۔ بلکہ ڈیرہ ڈانڈا چھوڑ کر بھاگتے بنے (۱۲- اکتوبر ۱۷۲۹ء) ایرانی سپاہ نے دور تک اونکا تعاقب کر کے ہزاروں سپاہی قتل کئے۔ کچھہ تو مرتے کھپتے طہران کیطرف جو میدان سے دو سو میل کے قریب تہا روانہ ہوئے اور باقی کو اشرف لیکر دارالسلطنت اصفہان میں پہونچا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ مع اہل وعیال کے دوسرے قلعہ میں جا کے رہو۔ اور خود بہت سا خزانہ اور فوج لیکر ایک مستحکم جگہ موضع مرچاکبور کے قریب اصفہان سے ۳۰ میل شمال کو ہے چلا گیا اور لشکر کو ہر طرح آمادہ بجنگ کر کے دشمن کے دلمیں خوف پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا +

طہماسپ نے بعد وفات اپنے باپ کے لقب شاہی اختیار کر لیا تھا اور
بعد فتح دمغان کے اصفہان مین جا کر تخت نشین ہونا چاہا لیکن ہوشمند دل نادر
نے ایسی تدبیرین کین کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور دمغان سے ہی پانچہزار
آدمی لیکر اشرف سے لڑنے کی تدبیر کی ۔ نادر اس فکر مین تھا کہ نوجوان شہزادہ
میرے قابو سے نہ نکل جاوے ۔ لیکن سادہ لوح شہزادہ اسپر پورا پورا اعتماد کئے
بیٹھا تھا ۔ نادر نے بادشاہ سے تازہ دم فوج کی امداد لے کے افغانونکو لڑکر بڑی
بھاری شکست دی ۔ نادر کو اسبات کا بڑا خیال تھا کہ کسی نہ کسیطرح اپنا رعب ایرانیون
کے دلون مین جا کر بخوبی فائدہ حاصل کرے ۔ اشرف اگرچہ مستحکم جگہ بناہ گیر تھا لیکن نادر
نے اوسپر حملہ کیا ۔ افغانون نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا ۔ لیکن حملہ آورون کے
سامنے کچھ پیش نہ گئی ۔ وہان سے شکستہ حال ہوکر اصفہان پہونچے ۔ جب وہان بھی
بجز حسرت و یاس کچھ نظر نہ آیا تو اسباب وغیرہ لیکے شیراز کا قصد کیا ۔ اشرف نے
نہایت غیض و غضب مین آکر شاہ حسین گورنر شیراز کو قتل کیا ۔ اگر موقع پاتا تو ضرور
اہل شیراز ہی کو عدم آباد روانہ کرتا لیکن فرصت نہ ملی +

نادر نے جب افغانیون کے بھاگ جانے کی خبر سنی تو نہایت عقلمندی
سے ایک دستہ شاہی محلات کی حفاظت کے لئے روانہ کیا اور باشندگان شہر
کی دلداری اور خاطر جمعی کر کے تیسرے روز معہ فوج کے داخل شہر ہوا اور افغانیون
کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر شارع عام مین قتل کیا مگر چند لوگ جنکی سفارش ہوئی رہا کئے گئے

جب طہماسپ اصفہان مین داخل ہوا تمام مکانات شہر اوسکے باپ نے بنائے تھے شکستہ اور منہدم دیکھکر افسوس کرتا رہا لیکن اپنی بوڑہی مان کو پاکر جو لونڈی بنائے سے بچ گئی تھی خوش ہوا۔

نادر جو کہ خراسان کا پہلے ہی گورنر ہو چکا تھا اب خراج تشخیص کرنے کی بادشاہ سے سند حاصل کرکے موسم سرما مین پرسی پولیس کیطرف جہان اشرف نے افغانونکو جمع کیا تہا روانہ ہوا اور حملہ کرکے سب کو پریشان کردیا۔ اشرف نے خوف زدہ ہوکر اس امر کی اجازت چاہی کہ اس سے اپنے ملک کو چلا جاوے۔ اور تمام عورات اسباب شاہی جو اصفہان سے لوٹ لیا تہا معہ خزاین وغیرہ واپس کرنے کا بھی وعدہ کیا مگر نادر نے افغانونکو مجبور کیا کہ وہ سردار کو اسکے حوالہ کرین۔ افغان اس شرط کی صلح پر راضی ہوگئے۔ لیکن اشرف معہ دو سو آدمیون اور جورو وغیرہ کے بھاگ گیا اب افغانی فوج بالکل پریشان اور منتشر ہوگئی جہان کہین کوئی افغانی ملتا اوسکو لڑکے بھی ڈھیلون اور لکڑیون سے مار مار کر بے دم کردیتے تھے شیخ علی حزین نے اس جانکاہ واقعہ کو نہایت عمدہ طرح سے بیان کیا ہے کہ ایرانی افغانیون کا پتہ اونٹون گھوڑون اور عورات کی لاشین جنکو اونہون نے لونڈی غلام بننے کے ڈر سے خود ہی قتل کر ڈالا تہا لگاتے تھے۔ اشرف نے اپنے بھائی کو کچھ آدمی دیکر گورنر بصرہ کے پاس روانہ کیا کہ رشوت دیکر کچھ فوج یا مدد حاصل کرے مگر یہ آدمی لار کے ملک مین ڈاکوؤن کے ہاتھ سے قتل ہوئے +

نادر کی کامیابی ممالک اور صوبونکے خود سری اور رعایا کی بغاوت سے اشرف دلشکستہ ہوکر اپنے ملک کو چلا جسطرف جاتا ایرانی اوسپر حملہ کرتے آخرکار غیر مشہور راہون مین ہوتا ہوا بلوچستان مین پہونچا۔ زمانے کی گردش دیکھو کہ وہ سردار جسکے ساتھ ہزارون آدمی جان لڑانے کو موجود تھے اب صرف دو خدمتگارون کے ساتھ دشوار گذار ریگستان کو طے کررہا تھا کہ **عبد اللہ خان** بلوچی نے اوسکو قتل کرکے اوسکا سر معہ ایک بڑے ہیرے کے جو اوسکے کپڑون مین سے نکلا طہماسپ کی خدمت مین ہدیتاً روانہ کیا۔ اشرف کے کچھہ ساتھی جان بچاکر اپنے وطن کیطرف چلے مگر وہ یا تو بہوک سے مرے یا جنگلی درندونکے لقمہ بن گئے ایک گروہ لاسہ کو جو عرب کے کنارے پر بحرین کے مقابل مین واقع ہے سمندری راستے سے بہاگ کر چلے گئے مگر وہان بھی بموجب حکم حاکم مسقط کے جانبر نہ ہوے اور ایک تیسرا گروہ مکران اور سندھ مین داخل ہوا اونکو بھی موت نے ساتھیون سے ملا دیا۔ افغانیون کی اسیری۔ بربادی۔ اور تباہی ایرانیونکی تسلی بخش نہ تھی کیونکہ جو جو ظلم و تعدی سات برس مین اونھون نے ایران مین کئے ناقابل بیان ہین۔ اس متعصب وحشی فرقے نے تقریباً دس لاکھہ آدمی قتل کئے۔ صوبے کے صوبے بے چراغ ہوگئے۔ زراعت جاتی رہی۔ بڑے بڑے شہر خاک مین ملگئے۔ شاید بسبب نہ ہونے عمدہ گورنمنٹ کے اب تک بہی وہ کمی پوری نہ ہوئی ہو۔ اس عجیب وغریب حملہ کے ظلم کو تھوڑے دنون مین نادر نے توڑ پھوڑکر برابر کیا اور برائے نام حکومت جو طہماسپ کو حاصل تھی اسکا سبب [illegible] فتوحات تھے [illegible] چونکہ [illegible]

کو پہلے ہی سے حسد تھا اب نادر کی فتوحات سے شاہی مہمات کو خوب رونق حاصل ہوتی جب کہ وہ ایک مہم میں مصروف تھا تو بادشاہ نے اوسکی طلبی کا حکم دیا لیکن اوسنے برافروختہ ہوکر آنے سے انکار کیا مجبوراً بادشاہ کو اوسکے موافق جھکنا پڑا۔ اور بادشاہ ایسا معلوم ہوگیا کہ جو وہ کہتا وہ کرنا پڑتا اس مشہور اور نامی حملے سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ملک کے سوتے لوگونکو جگا دیا اور تہور و جرٔت کا عمدہ سبق پڑھایا۔

نادر کمزور اور ضعیف العقل بادشاہ کی بظاہر ویسی ہی عزت کرتا رہا اور وقت کا منتظر تھا کہ کسطرح ملک کا مالک بن بیٹھے بعضے مورخونکی رائے ہے کہ وہ پہلے ہی سے جب کہ خراسان کی مہم میں کامیاب ہوا تھا مثل اردشیر کے جسنے خاندان ساسانی کی حکومت قائم کی اگلی عظمت و شان کی خواب دیکھا کرتا تھا اوسنے (نادر نے) ایک دفعہ خواب میں ایک مرغابی اور چار سینگون والی ایک مچھلی خواب میں دیکھی بعد شکار پرند کے اگرچہ معہ اپنے ساتھیونکے ناکامیاب رہا۔ لیکن تنہا ہوکر اوس عجیب مچھلی کو پکڑ لایا۔ نجومیون اور رمالون نے اسکی تعبیرین بیان کین کہ وہ (نادر) ایران۔ خوارزم ہندوستان اور تاتار (ترکستان) کی مہمون میں فتح حاصل کرے گا۔ اس بیان سے مشرقی لوگونکے خیالات کی وسعت اور اونکے ہان جو نجومیون اور رمالونکی باتین بناتا۔ پیرجیون کے نزل قافیہ خوشامدیونکی مدح سرائی کا رنگ معلوم ہوتا ہے خواب پر یقین کر دیا نکو ولیکن اتنا ضرور ہے کہ کیا ہی فضول اور لایعنی خیال کیون نہ ہو پھر بھی انسان کے دل میں جگہ پا ہی جاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ خواہش کے مطابق ہوتا ہے تو اوس سے

ویسی تاویل کی جاتی ہے ۔ پلوٹارک کہتا ہے کہ" جزوی اور خفیف باتونکو پوشیدہ رکھنا نہین چاہیے ۔ کیونکہ اکثر اوقات اونسے ایک قوم کے رسوم اور عادات اور ذہن و ذکاوت کے باب مین صحت کے ساتھہ راے قایم کرنے مین بڑی بڑی باتون کی نسبت زیادہ مدد ملتی ہے +

نادر کی شہامت اور جلادت اور جلد جلد ترقی دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے سب سے اول عظیم الشان کام اوسکا یہ تہا کہ ۱۷۳۰ء مین پٹھانونکو ایران کے صوبون سے خارج کردیا اوسکے بعد طہماسپ نے اپنا نصف ملک یعنے چار صوبے ۔ خراسان مازندران ۔ سیستان ۔ اور کرمان اوسکو عطا کئے ۔ اور یہ بہی اجازت دی کہ سر پر تاج رکھے اور نام کے ساتھہ لفظ سلطان کا اضافہ کرے ۔ نادر نے سب عزتونکو سواے "سلطان" کے قبول کیا ۔ اس عزت کے چھوڑنے سے شاید اوسکی یہ غرض تہی کہ لوگونکو حسد نہ ہوگا ۔ تاہم اوسنے اس عطیہ سے بڑا نفع حاصل کیا اور یہ تجویز کی خراسان کے خراج سے فوج کو تنخواہ دیجاوے ۔ اور اس بہانہ سے خودمختار حاکمونکی طرح دارالضرب قایم کی اور اپنا سکہ جاری کیا +

ترکون سے مقابلہ

اوسوقت اتراک نے عراق اور آذربائیجان کے زرخیز حصص پر قبضہ کرلیا تہا ۔ نادر نے فوراً ہی بعد دم لینے مہمات افغانیہ کے ترکون سے لڑنے کی ٹہانی ۱۷۳۰ء ۱۱۴۳ھ مین دو ترکی پاشاؤن کی متفقہ فوج سے ہمدان کے میدان مین لڑائی ہوئی اونکو شکست

دیگر ہمران اور اوسکے آس پاس کے صوبونپر قبضہ ہوگیا اور کامیابی کیساتھ آذربائیجان مین داخل ہوا۔ تبریز۔ آردبیل اور تمام خاص شہرونپر عمل دخل ہوگیا۔ جب کہ نادر ازوان کی دارالخلافتہ آرمینیہ کے محاصرہ کے تیاریان کر رہا تھا ایک خط مین اوسکے بہائی نے لکھا کہ خراسان مین اندیشہ ہے کہ افغان علم بغاوت بلند کرین۔ اوسنے جلدی ہی خراسان کی راہ لی۔ باغیونکی سرکوبی کر کے قلعہ فرہ اور ہرات بہی قبضے مین لایا۔ نادر نے ایک بڑے افغانی گروہ کو شکست دی۔ پرداختن کیا۔ جب کہ معزز قیدی بہی مدعو تھے۔ اس اثناء مین تین سو سر مقتول ٹہپا لونکے نیزونپر بلند کئے گئے۔ اس دردانگیز واقعہ کو دیکہکر افغانون نے آنکھین نیچی کرلین اور عرصے تک اوپر نہ اوٹہائین +

جبکہ نادر ہرات کے محاصرے مین مصروف تہا ایرانی امرا نے طہماسپ کو فوجکا سردار مقرر کر کے $\frac{١١٤٣}{١١٣٥}$ مین ترکونسے لڑنے کو جو کہ سرحد پر جمع ہو رہے تھے روانہ کیا۔ جب کہ ترک ایران مین فتح کر رہے تھے قسطنطنیہ مین حسد اور بغاوت پہیل پڑی۔ باغیون نے وزیر کو قتل کیا اور سلطان احمد ثالث کو تخت سے اوتار کر اوسکے بھتیجے احمد یحیی کو تخت نشین کیا۔ اسی بادشاہ کے پاس نادر نے ایک ایلچی روانہ کیا کہ ترک آذربائیجان کو واپس کردین اور طہماسپ نے دوسرا ایلچی معہ ایک خط کے جسمین سنئے بادشاہ کو مبارکباد لکھی تہی روانہ کیا۔ نادر کی درخواست کا نتیجہ معلوم ہونے سے پہلے طہماسپ نے اردوان کا محاصرہ کیا۔ قریب تہا کہ شکست کہاکر جو کہ بہادر جنرل (نادر) نے حاصل کیا کہو دے۔ مگر جلدی ہی ایک صلحنامہ لکھا گیا اور

دریائے ارکسیز سے پرے کے پانچ ضلع متعلق کرمان شاہ ترکی پاشا کو جو بغداد
مین حکومت کرتا تھا سپرد کئے اس سبب سے عزتی اور ایرانی قیدیونکے نہ چھوڑا نے نے
اور بھی بدنام کیا - جبکہ نادر کو اس صلح کا حال معلوم ہوا اوسکو عمدہ موقع عصائے
شاہی کے ہاتھہ مین سے لینے کا ملا - مگر ایسے شاہانہ خاندان کی بربادی جسکی عزت
کرنا لوگونکی عادت ہوگئی تھی دانائی سے بعید سمجھکر چپ ہو رہا مگر ایک اشتہار اس مضمون
کا جاری کیا کہ سلطنت کو دریائے ارکسیز سے محدود کرنا اور ایرانی رعایا اور قیدیونکو
ظالم دشمن کے ہاتھہ مین چھوڑنا قرین مصلحت نہین اور نیز یہ صلح خدا کی مرضی کے
خلاف اور حضرت علی سے شیعیان علی کو آزادی کے واسطے مدد طلب کی - کسی سلطنت
کو اگر وہانکے باشندے کتنے ہی سفلہ اور کمینہ طبیعتونکے کیون نہ ہون کوئی بہادر
اور طماع بادشاہ غصب کرنے کی جرات بغیر رضامندی عوام الناس کے نہین کرسکتا اور
اس امر مین کوئی مثال نادر سے بہتر نہین مل سکتی - اگرچہ اوسنے سپاہیانہ جوشش تمام
ملک مین پھیلا دیا عیش طلب اور سست قوم کو جگا یا تاہم اوسکی کامیابی اور طہماسپ کی
کم ہمتی اوسکی شہرت اور عقلمندی اور اسکی کم عقلی اسکی متقاضی نہ ہوئی کہ نادر شاہ
اپنے خاص منصوبے مین جلدی کرے - یہان تک کہ اوسنے اہل دربار اور رعایا
کے دلونمین بادشاہ موجودہ کی حقارت اور اپنی عظمت جما کر اونکو اس قابل کر دیا کہ وہ
اوسکی خواہشونکے موافق اسکی تخت نشینی کی وجہت معاون و مددگار ہون +
جبکہ اشتہار مذکورہ بالا مشتہر کیا گیا اور تمام سرداران فوج کو نامہ روانہ کئے

ایک خط جو کہ گورنر فارس کے نام لکھا گیا اوسمین کامیابی برخلاف افغانون کے اور ہرات کا فتح کر لینا نہایت مبالغہ سے تحریر کیا اور لکھا کہ مجھکو صلح کی کیفیت سنکر جو ایران اور ترکون مین قرار پائی نہایت رنج اور تعجب ہوا۔ مین یقین کرتا ہون کہ تم اس بے عزتی کی صلح ہرگز پسند نہ کرو گے۔ مین خدا کے فضل سے جنگ آزما فوج لیکر جلد پہونچتا ہون تمکو انتظار کرنا چاہیئے۔

اسی خط کے اخیر مین شیعون کے برباد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا خصوصاً اون شیعہ سردارون کو جو اہموقع پرست اور صلح سے خوش تھے اور کہتا ہے کہ یہ سب بے وفا گروہ (اہل اسلام) سے نکال دے جاوینگے اور اونکا قتل موجب ثواب اور زندہ رکھنا باعث عذاب ہوگا۔ اور ایک قاصد دربار قسطنطنیہ مین روانہ کیا کہ یا تو ممالک ایران واپس کرو یا لڑنے کی تیاری کرو اور ایک قاصد احمد پاشا بغداد کے پاس بھیجا کہ آزادکنندہ ایران زمین آپہونچا اور زار کے ساتھہ بھی صلح کر لی اور ایران کے صوبے واپس لے لئے۔

نادر نے ان امور سے فراغت پاکے اصفہان کی راہ لی پہلے تو طہماسپ کو صلح کرنے پر ملامت کی اور پھر بظاہر فرمانبردار بن گیا۔ ایک روز دعوت کے حیلے سے شاہ کو خیمے مین بلا کر قید کر لیا اور خراسان روانہ کیا۔

۲۶۔ اگست ۱۷۳۲ء ۱۱۴۴ مرزا مہدی نے لکھا ہے۔ اگرچہ طہماسپ قید کیا گیا لیکن بیگمات کنیزکین سامان محلات شاہی دفیرہ وغیرہ سب ساتھہ روانہ کیا گیا اور

عیش و نشاط کے اسباب مہیا کرنے کی بھی اجازت دیدی۔ اب تک بھی نادر نے تاج سر پر رکھنے کی دلیری نہ کی۔ چند افسران سپاہ اور ارکان سلطنت نے اوس سے درخواست کی کہ حضرت ہی قابل حکمرانی ہیں۔ اونکی درخواست کو نامنظور فرما کے ارشاد کیا کہ یہ بزرگی صرف خاندان صفوی کا حصہ ہے۔ اور ایک آٹھ ماہ کے لڑکے کو عباس سوم کے نام سے تخت نشین کیا اور خود زمام سلطنت ہاتھ میں لیکر کارکن بنا۔ بعد رسوم تخت نشینی کے بغداد کی سمت روانہ ہوا۔ احمد پاشا بھی جو لائق پولیٹشن اور بہادر جنرل تھا شہر کے بچانے کی تدبیرین کرنے لگا اگر توپال پاشا ایک لاکھ فوج لئے ہوے وقت پر نہ پہونچتا تو نادر کے سامنے کچھ پیش نہ جاتی دونو فوجین سامرہ پر دریائے دجلہ کے کنارہ پر مقابلہ ہوا (۱۱ جولائی $\frac{1733}{1146}$)

یہ خونریز لڑائی جو ترکون اور ایرانیون مین ہوئی سب سے بڑی لڑائی تھی۔ اول مین تو فوج نادری نے ترکونکی صفین پریشان کردین لیکن عربونکی فوج نے جنسے نادر امداد کی امید رکھتا تھا عین لڑائی کے وقت نادریہی پر حملہ کرکے بہت سے آدمی قتل کئے اور یہ ہوا نمرد ترکون نے حملہ کرکے میمنہ و میسرہ کو شکست دی۔ سو رجکی تیز کرنین اور گھوڑے سے گرنے کے زخم کاری نے نادر پر ظلم کیا۔ آٹھ گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی آخرکار توپال کا پلہ بھاری نظر آنے لگا۔ بغداد کی مین باقیماندہ ایرانی قتل کئے گئے تب تو نادر کے لشکر مین کچھ ایسی بھاگڑ پڑی کہ وہان سے بھاگ کر ہمدان کے میدان مین جنگاہ سے دو سو میل پر پناہ لی بموجب ترکی تخمینہ کے اِسی لڑائی مین

۶۰ ہزار ایرانی کام آئے اگرچہ مخالف کا بھی نقصان کثیر ہوا لیکن فتح نے پورا کردیا
فرار شدہ دانا جنرل نے سپاہیوں اور افسروں کو بجائے ملامت کے دلداری کی
الفاظ سے ہتھیار اور گھوڑے عطا فرما کر بدلہ لینے کے واسطے آمادہ کیا - اس مہربانی
سے نیک نامی کی شہرت پھیل گئی اور دور دراز علاقوں سے فوجیں نئے سوار بھرتی
ہونے کی غرض سے آنے لگیں - دوبارہ پہلے سے زیادہ فوج لیکر ادس
میدان کی جانب روانہ ہوا - مگر توپال کی کامیابی نے دربار قسطنطنیہ میں اوسکے
ہزاروں دشمن کھڑے کر دیئے - سازشوں اور روپیے کی کمی سے فوج بھی
کم کردی - اس مہم کے واسطے بخوبی اسباب مہیا نکرسکا مختصر سی فوج دشمن کے
روکنے کو روانہ کی مگر بالکل برباد ہوئی - پھر توپال تمام لشکر سے مقابل ہوا - بدنظمی
سپاہ کی وجہ سے صف بندی بھی نہ کرسکا - چالاک ایرانی نے جلدی سے
حملہ کیا - ترکی جنرل جان بچانے کے لئے پالکی سے گھوڑے پر سوار ہوا ایرانی
سپاہی نے زریں کپڑوں کے لالچ سے نیزہ سے ہلاک کیا اور سر قلم کرکے افسر
کی خدمت میں حاضر ہوا - نادر نے اوسکے سر کو ایک جبہ کے ساتھ عزت سے
روانہ کیا اور ترکوں نے مناسب رسمیں ادا کرکے مدفون کیا - نادر بغداد کے

نوٹ مسٹر جونس ہانوے دلچسپ حکایت اس جنرل کی اس طرح سے لکھتے ہیں کہ توپال عثمان کو اوائل میں
ایک ہسپانیہ والے نے قید کیا مگر فرانسیسی افسر ونسنٹ ارڈ ناڈ نے مول لیکر آزاد کردیا - توپال نے اوسکا

لوٹنے کی فکر مین تہا کہ فارس سے بغاوت کی خبر آئی - نادر اسطرف روانہ ہوا اور گورنر بغداد نے یہ تجویز کیا کہ دونون مملکتونکے حدود جیسا کہ سلطان حسین کے عہد مین افغانونکے حملے سے پہلے تہی مقرر کئے جاوین - مگر دربار قسطنطنیہ نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور عبد اللہ پاشا قاہرہ کو بڑے بہاری لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے لڑائی یا صلح کرنے کو جیسا موقع ہو بہیجا - نادر نے جلدی سے آرمینیا اور جارجیا کو (۱۷۳۵ء ۱۱۴۸ھ مین) قبضے مین لایا اور دریاے ارکسینز پر پل باندہ کر پار اترا - اور طفلیس گنجاہ اور اڑوان دار الملک ارمنیا کو ترکون کو خوف زدہ کرنے کی غرض سے لوٹا - عبد اللہ اپنی سپاہ پر جو شمار مین ایک لاکہ سے زیادہ تہی بڑا بہروسہ رکھتا تہا - میدان بغاوندین اروان کے قریب ایرانیون سے لڑائی ہوئی اسوقت نادر نے اپنی فوج کو نہایت موثر اسپیچ اس مضمون کی دی کہ "تم بہو جری اور بہادر لوگ جو قوم کو غلامی اور ملک کو بدنامی سے بچاؤ گے - تم بہو جری اور شیر دل کہ رستم اور اسفندیار کے معرکون کو بہلا دو گے اور تم مین ایک ایک دشمن کے آٹہہ آٹہہ کے برابر ہے اے اہل عجم یادگار فتح کی جد و جہد کرو اور ہم نے اس رات خواب دیکہا ہے کہ غضبناک

شکر یہ حسین ادسکی پرپالیٹکل لائف کی عمدگی پائی جاتی ہے ۱۸۴۳ء مین اسطرح ادا کیا جبکہ وہ دولت عثمانیہ کا وزیر اعظم مقرر ہوا اوسنے فرانسیسی سفیر کو لکہا کہ میرے محسن کو لکہو کہ "جلدی آوے کیونکہ کبہی کبہی وزیر عرصہ دراز تک اس عہدہ پر قایم رہ سکتا ہے" جب ارناڈ آیا اوسکو دس گنا

جا نور شاہی خیمے مین گھس پڑا اور تنہا مین نے اوسکو قتل کیا - اس فال سے یقین ہے کہ خدا مغرور اور ظالم دشمن کو نیچا دکھاوے - یہ کہکر نادر نے فوج لیکر حملہ کیا اور دم بھر مین پرے کے پرے صاف کر دیے - ہزارون سوار پیادہ ہوگئے پیادہ کنار اجل مین جا گزین ہوتے - بازار موت گرم تھا اور لڑائی خوب گرم تھی ایک سپاہی ہیم نامی عبد اللہ پاشا کا سر لیکر نادر کے سامنے حاضر ہوا اوسنے حکم دیا کہ نیزہ پر رکھکر مشتہر کرین کہ عبد اللہ مارا گیا - اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ترک جسطرح کہ بنیگ سما یا بھاگ نکلے اور میدان مین کشتون کے پشتے چھوڑ گئے - گنجا طفلیس کارس اور اریوان پر نادر کا پورا عمل دخل ہوگیا اور دربار قسطنطنیہ نے ایسی مصیبت اور خونریزی کے بعد موافق تجویز احمد پاشا بغداد کے ملک واپس دیکر صلح کر لی +

۱۷۳۶ء مطابق ۱۱۴۹ھ مین عباس سوم کا انتقال ہوا اور تخت خالی رہگیا - نادر نے ارادہ کیا کہ اب تاج شاہی سر پر رکھے - تمام شاہان ایران معہ رعایا کے موافق رسم جمشیدی کے نوروز کو موسم بہار مین خوشی مناتے جشن کرتے ارکان سلطنت نذرین گذرانکر روپیہ خلعت اور ملازم انعام پاتے - نادر نے بھی اوسی دستور کے مطابق موگان کا دل موگام مین جوکہ آردبیل سے دریائے قاروں کے دہانہ تک پھیلا ہوا اور طول مین ۶۰ فرسنگ اور عرض مین ۲۰ فرسنگ ہے - عمدہ مناظر - خوشگوار آب و ہوا - پھل پھول کی کثرت

جوادسنے خرچ کیا نہادیا اور اہل دربار کے سامنے اوسکی بڑی تعریف کی جیکہ تو پایل وزارت سے علیحدہ ہوا خدا کا شکر بجا لایا - اور آخر مین جنرل مقرر ہوا اور لڑائی مین جسطرح بہادر ہوا مارا گیا +

سے قدما اوسکو دنیا کی چہار بہشتون مین سے گنتے تھے اور اب بھی مرزمین ایران تو کیا
سنٹرل ایشیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا۔ دربار کرنے کی تجویز کی۔ عارضی متعدد مکانات
اور ہزارون قسم کے ساز و سامان تمام سلطنت کے روساء اور امرا کی مہمانداری کے
لئے مہیا کئے گئے۔ کہتے ہین کہ اس شاہانہ دربار مین علاوہ شاہانہ ہونے کے ایک لاکھ
سے زیادہ آدمی جمع تھے۔ جن لوگون نے دربار قیصری دہلی دیکھا ہے بخوبی اندازہ
کرسکتے ہین۔ نادر نے جشن کے صبح کو امراء اور افسران فوج کو جمع کرکے اسپیچ دی کہ طہماسپ
اور عباس تمہارے بادشاہ تھے اور اوسی خاندان کے شاہزادہ تخت کے وارث ہین یا
اونمین سے کسی ایک کو یا کسی دوسرے کو جسکو عقیل۔ صاحب رعب۔ جری۔ منتظم اور
نیک نیت خیال کرتے ہو۔ بادشاہت کے واسطے انتخاب کر لو اور یہ میرے لئے بس
ہے کہ مین نے ایران کو۔ افغانون۔ ترکون۔ اور روسیون سے آزاد کرکے پہلی شان و
شوکت کو پہونچا دیا۔ یہ کہکر وہ علٰحدہ ہوگیا تاکہ وہ نڈر ہوکر مباحثہ کرکے مرحلے کو طے کرین مگر
فوراً لوگون نے اوسکو پکار کر کہا کہ جسنے ملک کو بچایا۔ بیگانہ حکومت سے آزاد کیا وہی سلطنت
کے لایق ہے۔ پھر اوسنے کہا کہ ایران کے تخت لینے کا خیال مجھکو کبھی نہین ہوا پھر وہ
مصر ہوئے۔ یہان تک کہ بعد ایک ماہ کے تاج شاہی سر پر رکھکر تخت نشین ہوا اور اونکو
مخاطب کرکے اسطرح کہا کہ "امن قایم رکھنے کی غرض سے بہت لڑائیون مین بے شمار
جانین تلف ہوئین۔ اسلئے ہمکو وہ مذہب جو باعث فتنہ و فساد ہے اور شاہ اسمعیل صفوی
نے داخل کیا ہے چھوڑنا چاہئے۔ جب سے نیا مذہب شیعہ پھیلا ہے خونریزی اور بربادی

ہونے لگی ہمکو لازم ہے کہ سنی مذہب اختیار کرین تاکہ سب جھگڑے مٹ جاوین چونکہ
ہر مذہب کا پیشوا ہوتا ہے اسلیئے ہمکو چاہیئے اپنا پیشوا امام جعفر علیہ السلام کو جو اہلبیت سے
ہین اپنا ہادی اور امام مقرر کرین (۱۷۳۶ء / ۱۱۴۹ھ) یہ سنکر کسی ملا نے اوسکو نادر کو نصیحت کرنی
شروع کی کہ تجھکو دنیاوی نہ کہ دینی معاملات مین دست اندازی کرنی چاہیئے وہ فوراً قتل
کیا گیا پھر جان کے خوف سے کوئی نہ بولا اور تمام جماعت نے بظاہر تبدیل مذہب اختیار
کر لیا تو ایک شاہی فرمان اعلان کیا گیا۔ اور نادر نے اونسے کہا کہ سلطان قسطنطنیہ سے
اس معاملے مین کتابت کی جاوے گی کہ اہل اسلام کے چار فرق مین ایک فرقہ جعفری نام
پانچوان زیادہ کیا جاوے اور پانچوان مصلے حرم کعبہ مین تعمیر کیا جاوے۔ اگرچہ اس
تدبیر سے اوسکو بڑا فائدہ نہ ہوا لیکن نقصان بہت پہونچا کہ تمام ایران کی رعایا باغی اور
اوسکی دشمن ہوگئی +

بہت سے لوگ علیحدہ علیحدہ وجہ بتلاتے ہین کہ نادر نے کیون ایرانیونکو
جدید مذہب کی دعوت کی۔ شروع مین وہ مذہب شیعہ کا نہایت متعصب پیرو تھا اور رہبر جسے
اس مذہب کے شیعوں مین ساعی تھا جسکے اوٹھانے کا مصمم عزم کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ جابر بادشاہ کسی مذہب اور دین کا پابند نہ تھا بلکہ جس سے کام نکلتا وہی اختیار کر لیتا
پہلے اپنے آپ کو صفوی بادشاہونکا غلام ظاہر کرنے اور افغانیونکو نکالنے کی غرض سے
تشیع کو فروغ دینا چاہا۔ اور اب جب کہ صفوی خاندان کا خاتمہ کرنا قندہار کا لینا ہندوستان
اور ایشیائی کوچک مین طاقت قائم کرنے کا وقت آیا تو ویسا ہی مذہب مطالب کے موافق

اختیار کر لیا۔

نادر نے ۲۶ فروری ۱۷۳۶ء کو بوقت صبح جبکہ رمالون اور نجومیون نے بڑی تحقیق اور فکر سے ساعت مقرر کی ۸ بجے پر ۲۰ منٹ گذرنے کے بعد تاج شاہی سر پر رکھا۔ تخت نشینی کی رسمین بڑی شان و شوکت سے ایک بڑے مکان مین جو کہ اسی واسطے تعمیر کیا گیا تھا ادا ہوئین۔ اوسیوقت مختلف سکّہ طیار ہوئے جنپر لکھا تھا ؎

سکّہ بر زر کرد نام سلطنت را در جہان
نادر ایران زمین و خسرو گیتی ستان

اور جنپر الخیر ما وقع منقش تھا جسکو ظرفا نے لاخیر ما وقع پڑھا۔ نادر چند روز بعد اصفہان مین گیا اور افغانونکی بیخ کنی کرنے کی تدبیرین سوچنے لگا۔ اسی سال جزیرہ بحرین توسکے خان گورنر صوبۂ فارس نے عربون سے چھین لیا۔ دار الملک کے نواح سے مشرق تنگ پہاڑون مین ایک قوم "بختیاری" پھیلی ہوئی تھی جو کہ خونخواری کے وقت بلند پہاڑونکی چوٹیون اور غارون مین پناہ لیتی تھی اور موقع پاکر ملک کو تاخت و تاراج کرتی تھی۔ نادر نے اس خیالی امن کی پروا نہ کرکے جرار سپاہیونکو چوٹیونپر سے اور کچھہ سپاہ کو وادیون سے اس جنگلی قوم کو شکار کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ ایک ماہ کے عرصے مین اوس قوم کا سردار علی محمد پکڑا گیا اور قتل ہوا اس گروہ کو اور جگہ کاشت کرنے کے لئے دی اور بہت اونمین سے سپاہ مین بھرتی کئے جو قندھار کے محاصرہ مین بڑی بہادری سے لڑے۔ یہ قوم گورکھہ سے بہت مشابہت رکھتی ہے جو کہ کابل مین سرکار کے واسطے

خوب جانبازی سے لڑی +

نادر موسم بہار مین خراسان اور سیستان مین ہوتا ہوا قندہار پہونچا لیکن یہان
پٹھانون نے اسقدر فوج اور سامان جمع کیا تھا کہ اوسکے جلدی فتح کر لینے کی امید جاتی
رہی ۔ اوسنے نواح قندہار مین چھاونی نادر آباد کے نام سے آباد کی اور ہر طرف سے
شہر کا محاصرہ کر لیا ایک سال کے بعد ایرانیون نے مجبور ہو کر پہاڑیونکی بلندی پر جو شہر پناہ
کے قریب تہی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ دیوار کو توڑتے رہے ۔ بختیاریون نے
ایک مضبوط برج کو توڑ کر داخل شہر ہو کر لڑنا شروع کیا ۔ گورنر اپنے بہائی کو دشمنونکے حوالے
کیا ۔ نادر نے اوسکی جان بخشی کی اور بہت سے افغانوں سے ہتھیار لے لئے اور وہی
فرمان جو شیعہ مذہب کے مخالف تہا مشتہر کرکے اونکو اپنی سلطنت کا خیرخواہ بنا لیا
اور بہت افغانونکو فوجمین معزز عہدے دیکر سرافراز فرمایا +

جبکہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تہا خبرون نے قرب وجوار کے
قلعے تابع کر لئے تھے اور رضا قلی نے تہوڑے عرصے مین وہ شہرت حاصل کی
جو ایسے شاہزادے کے شایان تہی ۔ قندہار کا حاکم بادشاہ بلخ سے مدد کی امید رکھتا تھا
مگر رضا قلی نے اوسکو شکست دیکر دارالخلافت لیلیا اور دریائے جیحون (آکسس)
کو عبور کرکے اوزبکونسے جوکہ بخارے سے آئے تھے لڑنے کی تیاری کی ۔ نادر
نے بیٹے کے نام واپسی کا فرمان ارسال کیا اور اوزبکونکے پاس اسمضمون کا مراسلہ
بہیجا کہ مین نے اپنے بیٹے کو حکم دیا ہے کہ وہ شاہ اوزبک اور دیگر سرداران ترکستان

سے جنگ نہ کرے اور اون ممالک مین جہان کہ چنگیز کی اولاد حکمران ہے دست اندازی
نکرے۔ بعضے مورخ لکھتے ہین جب کہ رضا قلی واپس آیا تو نادر اوس سے
رنجش کرنے لگا مگر نادر نے اوسکا استقبال نہایت مہربانی اور محبت سے کیا اور
پورے اختیارات دیکر ایران کا گورنر مقرر کیا اور آپ جہانگیری مین مصروف ہوا
یہ واقعہ اوس خیال کی تردید کرتا ہے +

جب کہ نادر افغانونکو فتح کر رہا تھا ایک نامہ بادشاہ دہلی کے نام ارسال کیا۔
کہ تم اپنے شمالی صوبہ دارونکے نام حکم بھیجدو کہ ایران کے دشمنونکو پناہ نہ دین نہایت
کوئی تسلی بخش جواب ہی نہ ملا۔ اور نہ خیر سے ایرانی ایلچی اپنے بادشاہ کے دربار
مین لوٹ کر گیا۔ نادر نے غصے مین آکر کابل پر حملہ کیا اور تمام ملک کا مالک ۱۷۳۸ء / ۱۱۵۱ھ
ہو گیا۔ نادر نے دوسرا نامہ جسمین اتحاد اور وداد قدیم کی باتین لکھین ارسال کیا۔
لیکن نامہ برکو ولد عباس گورنر جلال آباد و سردار افغانان نے قتل کیا۔ اب نادر
کو کچھ تامل ہندوستان پر حملہ کرنے مین باقی نہ رہا۔ یہ ملک سنٹرل ایشیا کے فاتحون
کا زمانہ قدیم سے جسکا پتہ تاریخ سے ہی نہین مل سکتا ۱۷۶۱ء تک رستہ بنا رہا لیکن
سلسلہ وار حالات مسلمان فاتحونکے مل سکتے ہین۔ اور سب سے بڑا حملہ محمود غزنوی
کا تھا جس سے سلطنت اسلام یہان نے قایم ہوئی۔ پہر شہاب الدین غوری نے راٹھور
اور راجپوت خاندانونکو برباد کیا۔ اسکے بعد چند خاندانون نے حکومت کی۔ اگرچہ
اسس اثنا مین چنگیز خان نے وسط ایشیا مین نہایت فساد برپا کیا مگر اوس شر سے

ہندوستان محفوظ رہا لیکن سنہ ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور نے ایسا بے چراغ کیا کہ الامان
اوسکی اولاد نے سنہ ۱۵۲۶ء میں پھر بنیاد سلطنت قایم کی اور ایسی رونق دی کہ کبھی پہلے
شاید نصیب نہ ہوا ہو ۔ اکبر نے نہایت عظیم الشان مملکت قایم کی ۔ جہانگیر اور شاہجہان کے
عہد میں کچھہ تغیر و تبدل ہوا سے توسیل لاینقطع سے نہیں ہوا ۔ مگر آخری بڑے بادشاہ
اورنگ زیب نے نئی جان ڈالدی اور سلطنت کو عروج کے آسمان پر پہونچا دیا ۔ جب عصائے
دولت اس تجربہ کار اور منتظم بادشاہ کے ہاتھہ سے چھوٹا اوسکا سنبھالنا ایسے ہی شخص کا
کام تھا جو اورنگ زیب ثانی ہوتا اور دھر ہنود نکے دبانے کی لیاقت رکھتا ۔ مرہٹوں میں چار
جماعتیں پائی جاتی ہیں ۔ اور محقق اونکے نام کے اصل ملک مہاراسٹرا سے جسکو زمانہ حال
کے جغرافیہ دان دکن کہتے ہیں بتاتے ہیں ۔ اونھوں نے تاریخی نام شاہجہان کے
عہد میں حاصل کرنا شروع کیا ۔ اورنگ زیب نے ۲۴ سال اونکے مغلوب اور برباد
کرنے میں صرف کئے ۔ لیکن بعد وفات اوسکے جانشین جنکی جرأت و ہمت اونکی
زمین دوز کاوش کا پورا جواب نہ ہوسکے اور روز افزوں مرہٹوں کی طاقت کا کچھہ
انتظام نہ کرسکے یہاں تک کہ صوبہ دار بھی خود مختار ہونے لگے اور دربار میں ارکین
دولت اپنی اپنی شہرت اور مال و دولت کے لالچ سے رقابت کرنے لگے بادشاہ
کو کٹھہ پتلی کی طرح خوب نچایا ۔ رہی سہی عزت اٹھارویں صدی کے تیمور نے خاک میں
ملادی اور بڑی سلطنت کا دھجی دھجی کر دیا اور ہندوستانیوں کو دست درازی کی جرأت
دی ۔ جب کہ اس بلائے ناگہانی نے ہندوستان پر نزول کیا ۔ محمد شاہ رنگیلے دلی میں

بادشاہ ستھے عیش و عشرت کے سوا کچھ کام نہ تھا تن آسانی اور نفس پرستی زندگی کا خاص مقصود تھا ہر وقت ہاتھ مین جام بغل مین دلارام تھا کسکو دماغ تھا کہ کچہری دربار کا کام کرے انتظام دوسرونکے سپرد تھا - وزیر اعظم خان دوران خان آقا کیطرح بندۂ عیش تھا جب ہر طرح انتظام خراب ہوتا گیا اور بہبودگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو پورا نا خیر خواہ نظام الملک صوبہ دار دکن طلب کیا گیا مگر افسوس ہے کہ ایسے وقت پر بہی اس عقیل اور جہاندیدہ مرد کے اوپر باعث مخالفت خان دوران کے اعتماد جب تک خطرہ حد اعتدال سے نگذرا نہ کیا گیا - بعضے یہ کہتے ہین کہ اسی نے نادر کو لالچ دیکر بلایا مگر اسکا کوئی ثبوت نہین اور نہ خیال مین آسکتا ہے کہ ایسا پورانا امیر الامرا خیر خواہ ایسی نامسعود حرکت کا مرتکب ہوتا - لیکن کمزور اور ضعیف العقل ہمیشہ نکرو نزدیر سے اپنے بچانے کی فکر کیا کرتے ہین - ایسا ہی درباریون نے یہ فقرہ تراشا - جیسا کہ ارکان سلطنت عقل و دانائی مین بے تدبیر تھے ویسا ہی فوج بہادری مین بے عدیل تھے - خیالی گھوڑونکی جولانگاہ کے واسطے میدان وسیع تھا یہ سوچکر تسلی کر لیتے تھے کہ بھلا ایرانی ترکا قندہاریون اور افغانیون سے بچکر کہان آسکتا ہے اور پھر جب یہ خبر اوڑی کہ وہ کابل تک آگیا تو یہ سوچکر دل خوش کر لیتے کہ کوئی نہ کوئی وجہ ایسی ہوجاوے گی کہ وہ یہان سے لوٹ جاوے گا جب کوئی خاندوران سے کہتا "نادر ہندوستان کے نواح مین آگیا تو یہ سنکر کہدیتا کہ تمہارے گھر بہت بلند ہین - لہذا نادر قزلباشون اور مغلونکے ساتھ دور سے دکھائی دیتا ہے - اگر کوئی بادشاہ سلامت سے عرض کرتا تو وہ فرماتے کہ ہمارے ملک پر بزرگون کی دعا ہے

که دریاے اٹک سے اوہر کوئی نہین آسکتا - دلّی کا دربار ابہی تک خواب غفلت مین سرگران
تہا کہ نادر نے جلال آباد مین قتل عام کیا اور نومبر ۱۷۳۸ع رمضان ۱۱۵۱ھ کو دریاے اٹک سے عبور کر کے
داخل پنجاب ہوا - دریا کے روانی پر گورنر لاہور نے خفیف سا مقابلہ کر کے فرمانبرداری اختیار
کر لی - نادر بلا روک ٹوک کرنال تک جو دہلی سے ایک درجہ شمال کو دریاے جمنا کے کنارہ
پر واقع ہے چلا آیا - اور مورچہ بنا کے لشکر کے چارون طرف خندق بنا دی - یہ خبر سنکر
محمد شاہ بہی ٹوٹی ہوئی فوج اکہٹا کر کے بہت دنون مین چار منزلین طے کر کے اوسکے
مقابلے کو جا پڑے اور برہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودہ کا انتظار کرنے
لگے ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری کو وہ بہی آگیا - ایرانیون نے یہ چاہا کہ اوسکے لشکر
کو شاہی لشکر سے نہ ملنے دین - لڑائی شروع ہوگئی اور خاندوران بہی فوج لیکر اوس
سے جا ملے - نادر کی سپاہ نے حملہ پر حملہ کیا - کجا ایران کے آزمودہ کار سپاہی
کجا دلّی کے جوانمرد دو گہنٹہ لڑائی ہوتی رہی - دلّی کے بڑے بڑے سردار کام آئے
جنمین خان دوران بہی تہا - تمام لشکر ڈیرا ڈانڈہ چہوڑ کر چلتا بنا - بے شمار خزانہ -
ہر قسم کی بیش بہا غنیمت - بہت سے ہاتہی - بہت قیدی ہاتہ آئے - مگر برہان الملک
لڑتا رہا - آخرکار اسیر ہو کر لشکر قزلباش کے ساتہہ لشکرگاہ مین پہونچا - چونکہ دن ایک
گہنٹہ رہگیا تہا اور شاہی مورچے مستحکم تہے اسلئے اونپر حملے کئے بغیر نادر خرگاہ کو لوٹ گیا
برہان الملک نے نادر کو اسپر راضی کر لیا کہ حضور دو کرور لیکر یہین سے تشریف
لے جائے وہ اسبات پر راضی ہو گیا - بادشاہ نے دوسرے سردار کو

۱۷ ذیقعدہ ۱۱۵۱ کو / ۱۹ فروری ۱۷۳۹ء

اوسکی خدمت مین روانہ کیا۔ دوسرے دن خود بے قرار ہوکر

خود چلا آیا۔ جب نادر کے کیمپ کے قریب پہونچا تو اوسنے اپنے بیٹے ناصر علی خان[*]

کو اوسکے استقبال کے واسطے روانہ کیا۔ جب بادشاہ دہلی خیمے مین داخل ہوا تو

نادر شاہ نے تعظیم کی اور مسند پر بٹھایا (اور اسنے نام محمد شاہ کو خط بھیجا کہ صلح کے وقت

ملنے مین دینے کا دستور ہے) اور دوستی کی باتین ہونے لگین۔ نادر نے کہا

کہ آپنے میرے خط کا جواب ندیا اسلئے مجھے خود یہان آنا پڑا اور ایسا تغافل ہرگز بادشاہونکو

کرنا مناسب نہین۔ محمد شاہ نے جواب دیا کہ اگر یہ تغافل نہ ہوتا تو ملازمت کیونکر نصیب ہوتی

اس جواب سے نادر مسکرانے لگا اور کہا کہ تم اسباب تجمل اور مستورات کو معہ عملہ فعلہ کے یہان

بلالو اور دلجمعی سے یہان آرام کرو۔ القصہ دونون بادشاہ ذیحجہ ۳ تاریخ کو دہلی مین داخل ہوئے

نادر شاہی محلون مین اوترا اور جابجا حفاظت کے لئے اپنے سپاہیونکو مقرر کر دیا اور

حکم دیا کہ کوئی رعایا پر دست درازی نکرے۔

چونکہ اتفاق سے اس سال نوروز اور عید الضحے ساتھ ہی ساتھ واقع ہوئی اسلئے

بڑی دہوم دہام سے جشن ہوا اور خطبون مین نادر کا نام پڑھا گیا۔ مشہور ہے کہ ایک

بھنگڑ خانے مین کسی بھنگڑی نے بھنگ کے رنگ مین چلا کر کہا کہ "واہ رے محمد شاہ رنگیلے

تیرے کیا کہنے مغل بچہ کو ایک قلماقنی کے ہاتھ سے مروا ہی ڈالا" یہ ہوا تمام شہر مین

اوڑ گئی اور دہلی کے بدمعاش قزلباشونپر پل پڑے جس جگہ اور جہان ایرانی نظر پڑا قتل

کیا گیا۔ امراے دہلی کا پاجی پن اس قدر بڑھ گیا تھا کہ جن سپاہیونکو نادر نے حفاظت کیلئے

---

[*] اس شہزادہ کا نام سرجان میلکم ناصر علی خان اور مولوی محمد ذکاء اللہ نصر اللہ لکھتے ہین۔

ہانک لاتے تھے یا تو خود اونکو حملہ کرکے تہ تیغ کیا یا اوروں کے سپرد کیا۔ جب نادر کو اس
فتنے کی اطلاع ہوئی اوسنے چند آدمی منادی کے لئے شہر میں روانہ کئے کہ یہ خبر بے
بنیاد ہے اور نادر زندہ ہے۔ وہاں طوطی کی آواز نقار خانہ میں کون سنتا تھا۔ اونکے بھی
جان پر آبنی۔ تمام رات نادر صبر کئے بیٹھا رہا مگر خلاف حکم نادر کسینے ہاتھ پیر بھی نہ ہلائے
صبح کے وقت نادر نے خود سوار ہوکر شہر کے کوچوں میں پھرنے کا ارادہ کیا۔ جب اوس پر
بھی پتھروں کی بوچھار شروع ہوئی کسینے فیر بھی کر دیا۔ اگرچہ وہ بچا لیکن ایک ملازم اوس کے
پہلو میں مارا گیا۔ جب تمام راہوں میں قزلباشوں کی نعشیں دیکھیں تو نادر نے قتل عام کا حکم
دیا کہ جہاں ہندوستانی نظر پڑے زندہ نہ بچے پھر کیا تھا دم بھر میں ہوا پھر گئی۔ شہر
والوں کا ہاتھ بیکار کا رہ گیا۔ عزرائیل کے بھی اوسان خطا ہوگئے۔ خوف سے خلقت خود ہی
گلا کاٹ کاٹ کر مرنے لگی۔ دوپہر تک گلی اور کوچوں میں مردوں سے رستے بند ہوگئے
ادہر تو تیغ جہان سوز نے متاع جہان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اودہر آتش غضب نے مال
واسباب کو خاک سیاہ بنا دیا۔ نادر ننگی تلوار کئے روشن الدولہ والی مسجد میں بیٹھا تھا کسی کا
مقدور نہ تھا کہ شفاعت کے لئے زبان ہلاتا۔ سارے امراء اور ارکان دولت ہاتھ
باندھے نیچے نظر کئے کھڑے تھے اوسکے غضب کو قہر خدا تصور کرتے تھے۔
جب بادشاہ دہلی کو معلوم ہوا کہ رعایا قتل ہوئی جاتی ہے تو روتا ہوا آصف جاہ اور
قمر الدین خان کو لیکر نادر کے پاس آیا اور رعایا کے قصور معاف کرنے کی التجا
کی۔ نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی درخواست سے کبھی خونریزی نہیں ہوئی یہ کہکر

تلوار نیام مین کرلی - پہر تو دفعتاً تمام شہر مین امن کی منادی ہوگئی - جہان جسکی تیغ تہی وہین رک گئی - اس معرکے مین مورخون نے آٹھ ہزار سے لیکر ڈیڑہ لاکھہ ہندوستانی اور سات سو سے ہزار تک ایرانی مقتولونکا تخمینا کیا ہے - بہرصورت یہ ہنگامہ دونونکے لیئے زمان کی لڑائی سے زیادہ خونریز تہا کیونکہ اسمین ہندوستانی بیس ہزار اور ایرانی صرف تین ہی کام آئے تھے - جو امیر بہاگ کر دلی سے چلے گئے تہے نادر کے غضب سے جان بر نہ ہو سکے - معلوم ہوتا ہے کہ نادر کا ارادہ اسطرح قتل عام کا نہ تہا مگر اوسکو اوس وحشیانہ حکم پر حضرات ہندوستانیون ہی نے مجبور کیا +

چند روز کے بعد نادر نے اپنے بیٹے کی شادی محمد شاہ کی بیٹی سے کی - تمام سوگ و ماتم کی محفلین ناچ رنگ کے جلسون سے بدل گئین - جاننا چاہیے کہ باشندگان ہند کیسے کمینے ہو گئے تہے - بادشاہ سے لیکر امیر وزیر سب ایک رنگ مین ڈوبے ہوئے تھے - ایرانی ابہی دلی سے ہی نہ گئے تہے کہ محفلون مین نقلین کیجاتی تہین - ایرانیونکے چہرے غضبناک اور خونخوار بنائے جاتے اور ہندوستانی جان و مال کے واسطے اونکے پیر دنیر گڑگڑاتے ظاہر کئے جاتے - اسپر اہل مجلس خوش ہوتے -

نادر دہلی مین ۸ ۵ روز ٹہرا محمد شاہ سے خلوت مین ملاقاتین رہین اور انتظام سلطنت بہ تمام دولت کی تدبیرین بتارہا - وزرا و امرا کو خیرخواہی کی تاکید کی - آس پاس کے

حاکموں کے نام گشتی حکم پھرایا "تمکو چاہیے کہ خاندان تیمور کے فرمانبردار رہو" اور اخیر کا فقرہ یہ تھا کہ "من و محمد شاہ یک روح هستیم در دو قالب اگر خدا نخواسته خبر طغیانی شما بانسبت بادشاہ گوشزد من شود نام شما از صفحۂ خلقت محو خواہم کرد" اگرچہ نادر دربار دہلی کی عزت کرتا لیکن بادشاہ اور اوسکے عیاش ملازموں کو حقیر خیال کرتا تھا - ایک روز قمرالدین خان سے پوچھا کہ آپکی کسقدر بیبیان ہیں اوسنے جواب دیا کہ ساڑھے آٹھ سو۔ نادر نے اپنے نوکروں سے کہا کہ ڈیڑھ سو قیدی عورتیں وزیر کے یہاں بھیجدو تاکہ وزیر صاحب کو منصب بائیسگری (یعنے افسری ہزار آدمیونکی) حاصل ہو +

اب نادر نے اپنے آنے کا خاص مطلب نکالنا چاہا - یعنے مال وصول کرنا - شاہی خزائن پر قبضہ کر کے بیگمات کا زیور اوتروا لیا تخت طاؤس کو نہ چھوڑا - بڑے بڑے امرا کے گھر بھی ضبط کر لئے - چھوٹے لوگوں نے زر نقد و تو بیج کر سکتا تھا چھین لیا - خوشحال رعایا سے اپنا باڑنج طلب کیا - سواے دفائن کے جو زر کو ان سے جمع ہوتے چلے آئے تھے اور بیش بہا جواہرات قسم قسم کے قیمتی نہیر بادشاہ نے اور نیز سرداروں نے بادشاہ کی پیروی کر کے تمام اندوختہ اور بہت سے گرانبہا نذرانہ جبراً قہراً نادر کے سامنے پیشکش کئے اور دور دور از صوبوں سے باقی محصول بھی طلب کیا گیا - جب کہ قمرالدین خان وزیر کے ایلچی نے سرفراز خان صوبہ دار بنگالہ سے

لے نادر کی دو بیبیان تھین ایک سفر مین ہمراہ اور دوسری شاہی محلون مین رہتی - نادر اوس ایک کو جسکی ایک بیٹی تھی زیادہ توجہ ہوتی ملامت کرتا +

دربار مین نادر کی آمد بیان کی تواریخ سے بموجب نصیحت حاجی احمد خان کے تین سال کی مالگذاری
دہلی کو روانہ کی اور خطبہ مین نادر کا نام پڑھا۔ اس روپیہ کے وصول ہونے کی مصیبت
کو ہندوستانی عاملون نے بہت ترقی دی ہے یعنی اگر نادر نے دس ہزار طلب کئے تو
اونہون نے چالیس پچاس ہزار وصول کئے۔ ہزارون پور اسلئے رئیس دروازون سے
پٹے۔ بہت سے قیدی غلام بنائے گئے۔ خصوصاً یہ وقت ہندو مالدارون کے
لئے نہایت سخت تھا جو کہ روپیہ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے خودکشی
کر کے اپنے اہل وطن سے جا ملے یا بے عزتی کے ڈر سے گھرون مین کچھ کھا کر
سو رہے۔ دلّی کے کنوئین چاہ بابل ہو گئے۔ آخر کار جب کوئی ٹھکانا روپیہ لینے کا
باقی نہ رہا تو عزم مراجعت کیا اور بادشاہ کو زیور پہنا تخت پر بٹھایا اور عہد نامہ لکھا گیا۔
جسمین دریائے سندہ کی مغرب کی طرف کا ملک ایران کی قلمرو مین ملایا گیا۔ اس غنیمت
کو کوئی پندرہ کوئی تیس کوئی ستر کرور کا لکھتا ہے اور بے شمار جواہرات بتاتا ہے
جنکی قیمت کا اندازہ نہین ہوسکتا۔ جب نادر کو معلوم ہوا کہ سپاہیون نے جواہرات چھپا
رکھے ہین۔ اسباب کی تلاشی لی جو کچھ ملا ضبط کر لیا۔ مگر سپاہی اس سے ناراض نہین ہوئے
کیونکہ قندہار کی فتح کی خوشی مین تین ماہ کا انعام تمام سپاہ کو دیا تھا اور ایسا ہی فتح کرنال
کے بعد کیا۔ اور جب ہندوستان سے لوٹا خوب انعام اکرام اور سردارون کو خلعت
دئیے۔ بعضے یہ کہتے ہین کہ نادر نے یہ جواہرات اسواسطے لیلئے کہ سپاہی دولتمندی
سے عیش پسند نہ ہوجاوین۔ چونکہ دربار دہلی نے دوستی کے حقوق پر کچھ بھی

لحاظ نہ کیا اور فراری افغانونکو اپنے ملک مین پناہ دی اور وسے سہارا پاکر اپنے ملک کو حاصل کرنیکو مستعد ہوے اور ایران کو اونسے پھر لڑنا پڑا اور اسکے ایلچیون کو جواب سے ہی جواب نہین ملا بلکہ جان بہی نہ بچی اور یہ سبب اوّل اوسکی مہم کا ہے دوسرا باعث یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو نقصان افغانون سے لڑنے مین ہوا اور خزانہ ایران خالی ہو گیا اوسکو کسی زرخیز ملک کی غنیمت سے پورا کرے ماسوائے اسکے نادر نے جو سپاہیانہ جوش ایران مین پہیلا دیا اور فوجکو ملک گیری کا خیال ہوا اگر دوسری سلطنتونکے فتح کرنے مین صرف نہ کیا جاتا تو باہمی تکرار سے کٹ مرتے اس لحاظ سے یہ حملہ خالی از دانشمندی نہ تہا۔ جب ہم پڑہتے ہین کہ ہندوستان کو فتح کیا اور پہر تاج بخشی کی تو اوسکے اولوالعزم اور صاحب ہمت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ لوگ قتل عام دہلی سے نفرین کرتے ہین مگر قتل عام غدر سنہ ۵۷ یہ ثابت کرتا ہے کہ جبار بادشاہ اکثر ایسا کر گذرتے ہین جو نادر کا خط ذیل مین درج ہے اوس سے مختصر دلچسپ حال معلوم ہوگا۔

۱ـ نادر نے اپنے بیٹے رضا قلی کو لاہور سے لوٹتے وقت لکہا جسکا خلاصہ یہ ہے

اول خبر سے از جنگ و توجہ اسپاہ ایران با مقدمہ لشکر ہند غلبہ ایرانیان میدہد و بعد از کشتنے کہ برائے منع ملحق شدن لشکر سعادت خان بہ لشکر محمد شاہ نمود و فائدہ بران مترتب نشدہ بود سے نویسد و بعد از ان مے گوید بدین مضمون کہ چون این مدد بہ محمد شاہ رسید متفکر گشت و لشکر خود را رہا نمودہ در میدان صف محاربت آراست و ما کہ در آرزوے چنین روز بودیم قرار اول بہ جہت صیانت اردو گذاشتہ

نادر کی سپاہ کو جاتے وقت اس ملک کی گرمی نے سخت تکلیف دی اور پنجاب کے دریاؤن اور اٹک کے پار اوترنے مین بڑی بڑی دقتین پیش آئین کیونکہ عارضی پلون کے بنانے مین بہت دیر ہوتی اور ڈاکو لوٹ مار سے تنگ کرنے سے آگے جیسا چہ صدی پیشتر محمود کو سومنات سے بنشتو وقت دق کیا تہا جب ہندوستان کی حد سے نکلا کابل کی پہاڑی قومون نے حملہ کرنے کا عزم کیا۔ راستہ کی ناہمواری نے مشکلونکو دوچند کر دیا +

ایرانی اپنے متمند بادشاہ کے واپس آنے پر بڑی بڑی امیدین کئے بیٹھے تھے۔ انہون نے اس فتح کا ثمرہ جلد ہی پا لیا۔

$\frac{۱۷۴۰ع}{۱۱۵۳ھ}$ مین نادر نے ایران مین جاتے ہی ہر قسم کا سہ سالہ محصول معاف کر دیا اس سبب سے تمام رعایا مالامال اور خلقت خوشحال اور ذو اقبال ہوگئی۔ جو کچہہ اوسنے غنیمت مین حاصل کیا تہا اوسکو خوب مبالغہ سے بیان کیا ہے۔ نادر ہزارون کاریگرون اور ماہران علم موسیقی کو ہندوستان سے لیگیا جسکے باعث لوگون نے خیال کیا کہ اب نادر عیش و عشرت سے باقی زندگی بسر کریگا۔ ایرانی کیا محقق کیا جاہل سب کے سب عجیب الخلقت جانور (ہاتہی) کے دیکہنے کے مشتاق تہے۔ کیونکہ اونہون نے اس جانور کی صرف تصویرین ہی دیکہی تہین۔ اس دفعہ اہل ایران نے نادر کا ایسی شان

وازفاد رشعال اشتعال جستہ بر دشمن حملہ بردیم تا دو ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش توپ و تفنگ خرمن سوز عمر اعدا بعد ازان بعون الٰہی بہادران شیر شکار صف خصم را برہم زدہ

وشوکت سے استقبال کیا کہ سکندر و جم کے قصے افسانہ ہو گئے اور اس ہیرو کی تعریف مین لوگون نے ہزارون قصیدے لکھے +

نادر کی سپاہ بعد مہم ہندوستان کے آرام کی طالب ہوئی اور نادر نے بھی اوسکو منظور فرمایا۔ نادر نے بعد عبور دریا ے اٹک کے سندھ کے ایک صوبہ دار کو باجگذار بنانیکی غرض سے گیا۔ اس امیر نے پہلے نادر کو ہندوستان مین آنے کی ترغیب کی اس سے یہ غرض تھی کہ بعد شکست شاہ دہلی کے خود مختار سلطنت قایم کرے مگر جب دیکھا کہ یہ ملک نادر کے قبضہ مین گیا تو اپنا تمام مال و اسباب لیکر امرکوٹ مین چلا گیا اور مقابلہ کا ارادہ کیا۔ اوسکا دار الخلافہ فتح ہوا اور لوٹا گیا لیکن وہ نادر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نادر نے خطا معاف فرمائی اوسکو بحال کیا اور اوس نے باجگذاری کا عہد نامہ تحریر کیا۔

ایشان را متفرق کردند درین مقام تفصیل ما ست اعاظم امرا کہ کشتہ و زخمی و اسیر شدند نوشتہ از جملہ مقتولین خاندوران از اسیرین سعادت خان را ذکر میکند و بعد میگوید کہ این جنگ دو ساعت طول کشید و دو ساعت دیگر عساکر ما غنیم را تعاقب کردند ہنوز یک ساعت از روز باقی بود کہ معرکہ بکلی از دشمن پاک شد چون استحکامات اردوے ایشان محکم و مضبوط بود فرمان دادیم

---

[۱] ایران سے ہمایون نے شیر شاہ کے ڈر سے پناہ لی اور سنہ ۱۵۴۲ء مین اکبر پیدا ہوا۔

نادر نے ۱۱ مئی ۱۷۴۰ء کو ہرات مین داخل ہو کر تمام جواہرات اور عمدہ اسباب اور نفائس ہندوستان کو سجا کے نمایش کی حسین تخت طاؤس بہی رکہا تہا یہ شاندار جلسہ ۱۳ جون سے شروع ہوا اور کئی روز تک رہا - درباری عیش کرتے تہے سپاہی ناچ رنگ مین مشغول تہے ہر طرف سے صدائے رقص و سرود بلند تہی ہر شخص نے اپنے مقدور بہر عیش کے سامان مہیا کیے غرض اس جشن شاہانہ کی شوکت و عظمت کی افواہ ممالک اور دور دشت مین پہیل گئی - یہان سے نادر جانب بلخ روانہ ہوا (یہان سے رضا قلی کو انعام اور ہدایا عنایت فرماے) اور دریا سے جیحون کے عبور کی طیاری کی شاہ بخارا کو سزا دینے کا ارادہ کیا - کیونکہ جب ہندوستان کی مہم مین مصروف تہا اوسنے خراسان مین کئی حملے کئے - اس مہم سے نادر کا مقصود سلطنت کا وسیع کرنا نہ تہا بلکہ وہ باشندگان ترکستان کو سزا دینا چاہتا تہا - ابوالفیاض خان حاکم قوم ازبک اگرچہ چنگیز خان کی اولاد مین ہونے کا دعوے کرتا لیکن اوسمین سکت باقی نہ تہی نادر نے اپنا وزیر اوس کے پاس روانہ کیا کہ اگر تم بربادی سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو فرمانبرداری اختیار کرو اس عرصے مین لشکر بہی جلدی جلدی منزلین طے کرتا ہوا ۲۳ - اگست کو بخارا میں

کہ از یورش دست بدارند خزانہ بسیار و چند فیل و قدرے از توپ خانہ پادشاہ ہندوستان و نفائس غنایم از ہر قسم بہ سبب این فتح بدست افتاد و از بیست ہزار متجاوز از دشمن بر خاک ہلاک افتادند و خیلے بیش ازین نیز در قید آسار در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر

داخل ہوا اور شہر سے ۱۲ میل کے فاصلے پر چھاؤنی کی - ابوالفیاض خان معہ اہل دربار کے حاضر ہوا نادر نے دربار میں اوسکو عزت کی جگہ بٹھایا اور چندروز بعد تخت نشینی کی اجازت دی - صلح نامہ لکھوالیا - دریائے جیحون دونوں سلطنتوں کے درمیان حد مقرر ہوئی - حاکم بخارے کی لڑکی سے نادر کے بھتیجے کی شادی ہوئی - نادر نے بہت سے تاتاری لوگوں کو اپنی فوجمین بھرتی کیا -

پھر نادر نے اپنی فوجکا رخ ملک خوارزم کی جانب کیا جو کہ دریائے جیحون پر واقع ہے اور بحر اخضر (لیبین) تک پھیلا ہے - یہان کا حاکم البرز نام نہایت سفلہ تھا اسنے سرحد ایران پر بہت ظلم کئے تھے ابوالفیاض خان نے اوسکو چند آدمی نصیحت کے لئے روانہ کئے کہ بجز اطاعت کے چارہ نہین مگر اوسنے ان لوگوں کو قتل کیا اور اپنے قلعوں پر بھروسہ کئے بیٹھا رہا جب نادر سے لڑائی ہوئی تو فوج قتل ہوگئی اور خود اسیر ہوا - نادر نے البرز کو معہ ۲۰ سرداروں کے قتل کر کے اوس جگہ کا حاکم طاہر خان نوبدی چنگیزی کو جو کہ حاکم بخارے کا بھتیجا تھا مقرر کیا - اس سال نادر نے

محمد شاہ را احاطہ کردہ راہ مراودت با اطراف وحوالی را برایشان مسدود ساختم و توپہا و خمپارہ ہا را بجہت با خاک یکسان کردن استحکامات مہیا نمودیم چون اختلال و اغتشاش عظیمے در اردوے ہندیان راہ یافتہ بہیچ وجہ آوارہ پذیر نبودند - محمد شاہ از روے اضطرار لابد شدہ بعد از یکروز در پنجشنبہ ہفتدہم ذیقعدہ نظام الملک را باردوے ما فرستادہ روز دیگر خود با اعیان ملک حضور

قلات کا ارادہ کیا وہان جاکر اوسکی ترقی کے اسباب مہیّا کیے شاہی محلات بنوائے اور تمام خزائن وہین جمع کیے اور آرام سے بسر کرنے کا قصد کیا[1] قلات مشہد سے ایک درجہ شمال کو اژدر کوہ مین واقع ہے درۂ کوہ نہایت سرسبز اور شاداب تھے اسمین دو کوٹ اور ایک سنگ مرمر کا محل بادشاہ کے لیے تعمیر ہوئے ۔ قلعہ کوہ تک ۵ میل کی چڑہائی ہے ۔ پھر ایک میدان ملتا ہے اگرچہ یہ اسقدر شاداب نہین لیکن نیا فرحت بخش ہے ۔ یہان بہی دو کوٹ جو قلعہ قلات کے نام سے مشہور ہے واقع ہین اور کوہ سفید کے موافق مضبوط خیال کئے جاتے ہین ۔ یہ ایسی مستحکم جگہ ہے کہ اگر ایک آدمی اوپر سے پتھر لڑکاتا رہے تو دشمن کی بڑی بھاری فوج بہی مشکل سے کامیاب ہو

نادر چند روز بعد مشہد مین داخل ہوا اور اوسکو $\frac{۱۱۴۸ھ}{۱۷۳۶ء}$ مین پایہ تخت بنایا اور تین ماہ تک خوب عیش کرتا رہا ۔ پانچ سال مین پانچ بادشاہ مغلوب ہوئے (دو افغان سردار اشرف اور حسین ۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی ۔ ابو الفیاض خان شاہ بخارا

---

[1] در وقتے کہ محمد شاہ ر دیابد وے آمد بلاحظہ اینکہ ما ترکانیم واو نیز از سلسلہ ترکانیہ و خانوادہ گورکانیہ است فرزند عزیز نصر اللہ میرزا را تا بیرون اردو بہ استقبال فرستادیم ۔ وارد خیمہ پادشاہی ما گشت بلاحظہ قرابت ایلی آنچہ لازمہ احترام پادشاہی وے بود معمول داشتیم وادمہر سلطنت چندرا با سپردہ و ما حکم کردیم کہ کسے متعرض سرپردہ شاہی و متعلقان سرائے سلطنت و امرا و اعیان

البرز والی خوارزم) سلطنت ایران صرف دشمنون سے ہی نہین بچائے بلکہ
اوسکے حدود وسیع کئے شمال مین دریائے جیحون مشرق مین دریائے سندھ
اور مغرب مین دریائے ارکسینز قایم ہوئی اور نادر نے یہ ارادہ کیا کہ ترکون کو دجلہ
اور فرات کے وادی سے نکالدے - اس سے پہلے اوسنے اپنے بھائی ابراہیم خان
کے خون کا بدلہ قوم لیسگی سے لینا چاہا - جبکہ نادر داغستان مین گذر رہا تھا ایسا حادثہ
واقع ہوا جس سے دفعتاً ایران کی تمام امیدین برباد ہوگئین اور وسیع مملکت کی مستقیم
بنا متزلزل ہوگئی - جب کہ نادر معہ فوج کے قوم لیسگی سے ملنے کو جاتا تھا دشت مازندران
مین ایک شخص نے درخت کی آڑ مین ہوکر اوس پر گولی چلائی - نادر کا ہاتھ زخمی ہوا اور
گھوڑا مرگیا - شاہزادہ رضا قلی اور اوسکی فوج نے بہت تجسس کیا - لیکن وہ گھنون جنگلون
مین گم ہوگیا چند روز بعد وہ پکڑا گیا میرزا مہدی نے اوسکا نام آغا میرزا پسر ملا اور لکھا
ہے جسکو نیک قدم نے بادشاہ کے جان لینے کیواسطہ مقرر کیا تھا نادر نے
اوسکی صرف آنکھین نکلوا کر چھوڑ دیا - اس حادثے سے یہ نامور ہیرو ایسا پژمردہ دل ہوگیا

مملکت نمود و در رتبہ تخت پادشاہ وحرم پادشاہی وجمیع اکابر و اعاظم ہندوستان کہ از ارد و حرکت
کردہ اند بدہلی رسیدہ اند وما نیز در بیست وہشتم ذیقعدہ بجانب دہلی حرکت خواہیم کرد ارادہ این است
کہ نظر بکمال خلوص نسب محمد شاہ وقرابت ایلی کہ فیما بین است اورا دوبارہ بر پادشاہی ہندوستان مقرر
نمودہ تاج سلطنت بر سرش نہیم حمد خدا را کہ بانجام چنین کار مارا قدرت داد -

کہ پھر کبھی خطرناک لڑائی مین شامل ہوا - اس پہاڑی قوم نے بہادری سے مقابلہ کیا
اور بسبب ناہموار کوہستانی راہون اور گھاٹیون کے انکا مغلوب ہونا دشوار تھا - نہبت کارآزمودہ ایرانی رسالے کام آسے - اور فوج روس نے جو استراخان مین جمع ہو رہی تھی
پہاڑی قوم کو اور بھی ہمت دلائی کیونکہ سردار قوم لیسیغی نے ایک خط خوشامد آمیز روسی
جنرل کو لکھا کہ آپ ہماری مدد کیجیے اور ہم بھی ۶۰ ہزار آدمی میدان جنگ مین لا سکتے
ہین آخر کار نادر کو فتح حاصل ہوئی لیکن نقصان بھی بہت ہوا -

جس روز سے نادر پر وحشی قوم کے قاتل نے حملہ کیا تھا اوسکو رضا قلی
پر شک گذرا اوسکو طلب کرکے پابزنجیر کیا اور پھر نور بصر باپ نے نظر کیا (۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ء)
مسٹر ہانوی جو دو سال بعد اس واقعہ کے ایران مین گیا بیان کرتا ہے کہ اس قاتل
کو رضا قلی نے مقرر کیا تھا اور آپ جبکہ نادر ایران مین تھا خود مختار بننا چاہتا تھا اور
مظلوم بادشاہ طہماسپ صفوی کو جو سبزوار مین قید تھا قتل کیا لیکن بادشاہ بموجب
حکم نادر قتل کیا گیا - نادر نے پھر رضا قلی سے بہت ملایمت اور نرمی سے
گفتگو کی اور معاف کرنے کا بھی ارادہ کیا - اگر رضا قلی جرم سے توبہ کرتا - لیکن
غضبناک نوجوان نے کہا بہتر ہے کہ دنیا کو ایک سفاک ظالم کے پنجے سے بچاؤن
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہرحال اس مصنف نے کسے ایسے شخص سے سنا جو حکم ان
بادشاہ کے گناہونکو پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا اسوجہ سے زیادہ قابل اعتبار نہین
لیکن میرزا مہدی — پرایویٹ سکریٹری اس جبار بادشاہ کا لکھتا ہے کہ اوس
قاتل نے رضا قلی کا نام براہ مکاری نادر کے سامنے بیان کیا حکیم باطن سمجھ (؟)

جو نادر کے دربار میں بہ مقام دربند سنہ ۱۷۴۲ء میں حاضر ہوا اور اوسکے ساتھ
۱۷۴۷ء تک جبتک قتل کرتا رہا۔ کہتا ہے کہ رضا قلی بالکل بے گناہ تھا اور نادر
اس حادثہ کے بعد درد فرزندی سے دیوانوں کیطرح اظہار غم کرنے لگا اور پچاس امراء
کو جو اوسوقت موجود تھے الیسا کہا کہ تمنے اپنے ملک کے چشم و چراغ کی آنکھوں کے
واسطے کیوں نہ جان قربان کی۔ نادر اس حادثے سے ہر وقت غمگین اور رنجیدہ
رہنے لگا اور بعد کامیابی جنگ لسیغی کے کسیکی خوشی کا خواہان نہ ہوا اور باقی زندگی
غم و اندوہ میں بسر کی اور جو تین سال تک جنگ ترکان میں مصروف رہا وہ جوش
و خروش جو اوسمیں بد قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا ظاہر نہین کیا۔
جلدی جلدی ایرانی - بصرہ - بغداد - موصل فتح کرتے چلے گئے
اور دوسری سال اردوان کے قریب اوسی میدان مین جہان ترکونکے مقابلے
میں سب سے پہلے فتح حاصل کی تھی مقابلہ کیا - ترکونکا سردار خوف زدہ ہوکر بھاگا قتل ہوا
اور نادر کامیاب ہوا - یہ اسکی اخیری فتح تھی جو نام کے خوف سے حاصل ہوئی -
۱۷۴۶ء/۱۱۵۹ھ مین صلح ہوگئی اور اس روحانی مصیبت مین گرفتار ہوکر اوس دعوے سے
کہ پانچوان مصلے حرم کعبہ مین بنایا جاوے دست بردار ہونا پڑا اور جانبین کے
قیدی رہا کئے اور نیز یہ بھی عہد کیا گیا کہ ایران کے حجاج عرب مین نہ ستائے جائین
عراق اور آذربائیجان سوائے ترکی مقبوضات کے سلطنت ایران مین شامل
کئے جائین - اخیر عمر مین نادر نے اپنی رعایا پر بہت ظلم و ستم کئے جنکی نظیرین

دنیا کی تاریخ مین بہت کم ملین گی
نادر خوب آگاہ تہا کہ مذہبی حملہ اور ملّا کے قتل سے اور بہی بدنام ہو گیا
اسی وجہ سے وہ تمام اہل تشیع بلکہ کل باشندگان ایران کیطرف سے شک کرنے لگا
اوسکو افغانی رعایا اور افغانی سپاہیون پر اعتماد تہا جو کہ سنی المذہب تہے - ایرانی امرا
اور سردارون نے اوسکے قتل کی فکر اور تدبیرین ہونے لگین اور ہر جگہ آتش فتنہ و فساد
بہڑک اوٹہی - دفعتاً - فارس - شیروان - اور مازندران مین بغاوت پہیل گئی
اور نادر کے دیوانہ پن کے حکم سے شہر کے شہر قتل کر کے بے چراغ کر دیے
گئے - رعایا نے آبادی چہوڑ کر ویرانون مین رہنا اختیار کیا - اور جب نادر اپنے
باغی بہتیجے علی قلی خان کی سرکوبی کے واسطے چلا تو ہر ایک ایرانی سپاہی کو قتل کیا
خفیہ بڑے افسرون نے اوسکے قتل کرنے کے واسطے ایک فہرست مین نام لکہے گئے
اتفاقاً اونکو بہی معلوم ہو گیا اونہین سے چار - محمد قلی خان سردار اقوام افشار -
صالح بیگ کپتان باڈی گارڈ - اور دو اور سردار جب کہ اپنی جگہ پر متعین تہے رات
ہوتے ہی جب بادشاہ سوتا تہا خیمے کے اندر گہس پڑے - گو بادشاہ اس شور
و غل سے چونک اوٹہا اور دو کو اپنی تلوار سے قتل کیا لیکن صالح بیگ کی ضرب نے
اوسکا کام تمام کیا ٥

بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نہ نادری

کسی شخص نے مرنے کی تاریخ فی النار و السقر　　معہ الجبد والید
لکھی ہے ۔ اگرچہ بدر دال کی ترکیب غلط ہے ۔

اس عجیب و غریب شخص کے افعال اور عادات پر
مختصر ریمارک

نادر نہایت پست حالت مین پیدا ہوا وحشی قوم مین اپنی جسمانی طاقت ۔ جوانمردی
فطرت انسانی سے جوکہ بعد مین تجربہ سے بڑہ گئی نام آور ہوا اوسکو وطن کی ذلیل حالت
نے اوسمین شریفانہ خیال اور علو ہمتی پیدا کر دی اور اشرف کے مقابلے مین ۔
کامیابی نے بادشاہی کے رتبہ کو پہونچا دیا ۔ افغانونکو نکالکر ترکونکو شکست دیکر
اور روسیو نسے صلح کر کے ایران کو پہلی عظمت و شوکت پر پہونچا دیا اور بعد فتح قندہار
اور کابل کے بہادر دشمنونکو مطیع اور فرمانبردار کر حامی اور مددگار بنانا چاہا اور
مہم ہندوستان کا سبب بخوبی بیان کیا گیا ۔ یہانکی دولت اور غنیمت سے ایران
کی سلطنت عظیم الشان نظر آنے لگی اور بخارے کا حملہ بہی حذاقت اور دانشمندی
سے خالی نہ تہا کیونکہ اوسکو تابع کر کے ہمیشہ کے واسطے سرحد ایران مین امان قایم
کیا اور اوسکی طاقت شہرہ سنٹرل ایشیا مین پہیلگیا اور جو سلوک ابو الفیاض خان اور
بادشاہ ہند کے ساتہہ کیا اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ سبب بے سبب غیر ملکون کو
قبضے مین لانا نہ چاہتا تہا بلکہ صرف مقصود رعب بٹہانے سے تہا ۔ ۔ کی جب العلی

رفتہ رفتہ کامیابی۔ شاہانہ اوصاف۔ شریفانہ حرص۔ بزرگ اور عظیم مقاصد قابل تعریف ہین۔ اور یہ پھر کیونکر دفعتاً اوسکے خصائل بدل گئے یہ بھی عجیب بڑا واقعہ ہے۔ جب سے اوسپر حرص اور شک نے غلبہ کیا وہ نہایت سفاک اور بے رحم ہوگیا۔ اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ جس ملک نے اوسکے ہاتھ سے دوبارہ جان [illegible] برباد ہو جاوے گا۔ جب کہ نادر اضطراب اور مجنونانہ حالت مین تھا اون منصوبونپر جنکو ایام خوشی مین سوچا تھا کام کرنے لگا۔ تجارت کو ترقی دینا چاہا اگرچہ جہازون سے ملک کو دولت تو ملتی لیکن مملکت نہایت طاقتور ہو جاتی۔ ایک جانباز مگر بیوقوف انگریز ایلٹن نامی شخص کی مدد سے بحر اخضر مین بیڑونکا کام جاری کیا لیکن اِس سے انکو کچھہ نفع نہ ہوا اور روسیون نے حسد کرکے تجارت کے شروع ہی مین خاتمہ بالخیر کردیا۔ پھر بحر عمان (خلیج فارس) مین جہازونکی تیاری کا حکم دیا اور لکڑی مازندران کے جنگل سے لانے کی تجویز ہوئی جو کہ ساحل سمندر سے ۶ سو میل ہے نہ ریل۔ نہ نہر۔ نہ سڑک اور نہ اعرابہ (چھکڑے) درمیانی ملکون کے باشندون سے اس کام مین مدد لی گئی مگر تو بھی کچھہ نہ ہوسکا چند بدصورت ستول اور دیگر آلات اٹھارہوین صدی کے اخیر مین انگریزی تاجرون نے ابوشہر مین دیکھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اوسیوقت کے باقیات الصالحات مین سے ہے اور ایسے ہی بیسود سعی صوبۂ آذربائیجان سے قلات مین شاہی محلات کے واسطے سنگ مرمر لانے مین کی۔ سر جان میلکم کہتے ہین کہ ہمنے سنہ ۱۸۱۰ء مین اس کان کو دیکھا

جو جھیل عمریہ کے کنارے پر واقع ہے اور موضع مرغان سے ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہان بہت سے انگھڑ تہہرون کی سلین پڑی ہین جو غالباً نادر کی وفات کے بعد سے نہین چہولی گئین نادر کا مصمم ارادہ واسطے ترقی تجارت کے مسٹر ہانوی کی حکایت سے بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہانوی (ایک انگریز سوداگر) لٹ لٹا کر شاہی دربار مین پہونچا اوسنے حکم دیا کہ نقصان کا معاوضہ لیجاوے۔ ایک عجیب نقل ایک کتاب مین لکھی ہے کہ کوئی تاجر جو کابل مین لٹ گیا تھا نادر کے حضور مین گیا اور کہا کہ میرا اسباب چورون نے چھین لیا نادر نے پوچھا کہ کوئی وہان تھا؟

تاجر سوائے لٹیرونکے کوئی نہین۔

نادر وہان پتھر یا درخت یا جھاڑی ہے۔

تاجر صرف ایک درخت جسکے نیچے مین لوٹا گیا۔

نادر نے حکم دیا کہ اوس درخت کے درّے لگائے جائین جب تک کہ اوسکا مال برآمد ہو۔ جلاد روانہ ہوئے اور درخت کو مارنے لگے۔ چند روز کے بعد اوسکا اسباب اوسی درخت کے نیچے سے ملا۔ جب نادر کو یہ افسانہ معلوم ہوا اوسنے کہا کہ مین خوب جانتا ہون کہ جتازیانون نے درخت پر اثر ہوا۔ ممکن ہے کہ چورون نے اس جابرانہ حکم سے ڈر کر اسباب رکھدیا ہو۔

نادر کے تبدیل مذہب کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ شیعہ اصولون کے

ساتھہ ہی ساتھہ خاندان صفوی کی عزت و توقیر بہی جنہون نے اوسکو شاہی اور قومی
مذہب قرار دیا تہا اوٹھادی جاوے اور نیز اوسکو یہ خیال تہا کہ اہل اسلام مین سے
مذہبی تفرقہ جاتا رہے جو اوسکی کامیابی مین مدد دے اور یہ سبب بباعث اور
وجوہ کے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے ۔ درحقیقت وہ کسی مذہب کا پابند نہ تہا
ہندوستان سے لوٹتے ہی چارون انجیلونکی فارسی ترجمہ کرنے کا حکم دیا رومن اور
آرمینیا کے پادریون نے میرزا مہدی کے زیرنگرانی اس کام کو ختم کیا
پادری - یہودی راہبون اور مسلمان ملاؤنکو جمع کر کے "نئے عہدنامہ" کو سنا
اور توراۃ و انجیل پر مذاق اوڑایا - یہودیونکے اصول اور مسلمانونکی روایتونکی بہی عزت
نہ کی اور تمام جماعت کو رخصت کر کے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو ان مذہبونسے بہتر
ہم نیا مذہب ایجاد کرینگے اور یہ سانحہ مئی سنہ ۱۷۴۰ء مین ہوا - ایسا ہی علاؤالدین خلجی
کے دماغ مین بہی فتور سمایا تہا پہلے پیغمبر اور پہر سکندر بننے کی سوچی لیکن جب کام
نہ چلا تو روزہ نماز ترک کیا اور یہ کہا کہ "مذہب کو سلطنت کے کامونسے کچہہ واسطہ
نہین - مذہب فقط گہر کی باتین اور دل بہلانے کے ڈہکوسلے اور چونچلے ہین -
اور ایسے ہی خیال جلال الدین اکبر کے مشہور ہین کہ اوسنے ایک مذہب "دین
الٰہی اکبر شاہی" کے نام سے جاری کرنا چاہا تہا خود اوسکا رسول تہا اور ابوالفضل
کو خلیفہ مقرر کیا اور کلمہ "لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ" مقرر کیا -
شاہان صفوی نے ایک طاقتور صوبہ قایم کیا تہا جسکا سردار صدر الصدور

یا کوئی مجتہد تھا۔ مذہبی جماعت ضعیف العقل اور متعصب شاہ سلطان حسین کی ماتحتی میں ہیمن کرتے تھے۔ اسکی بدخلقی سے لوگ نفرت کرتے تھے۔ آخر کار نادر نے خانقاہوں اور دینی عمارتوں کو بھی لوٹنا۔ ملاؤں اور عوام الناس کو جمع کرکے کہا کہ یہ روپیہ کس جگہ صرف کرنا چاہیے۔ اونہوں نے کہا کہ کالجوں اور مسجدوں میں۔ کیونکہ یہ لوگ بادشاہ کی عمر درازی اور دوام دولت کی دعا کرینگے۔ نادر نے جواب دیا کہ کیا تمہاری دعائیں بے اثر ہیں کیونکہ جب تم کثرت سے تنخواہیں اور روزینہ پاتے تھے اوس سلطنت کو خدا نے زیر و زبر کردیا اور میری قوت بازو کی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ میرے سپاہی برگزیدہ ہیں اور اس سے اونکو بھی مدد ملنی چاہیئے۔ نادر نے تمام اوقاف ضبط کر لئے اور مجتہدین کی تنخواہیں بند کردیں۔ برائے نام روزینہ یا پنشن مقرر کردی۔ اگرچہ اسوقت کچھ ہربونگ نہیں ہوا لیکن یہ امر خلاف دوراندیشی تھا۔ اس گروہ نے فتنہ اوٹھانے کی تدبیریں کیں اور رفتہ رفتہ کامیاب ہوتے گئے۔ مگر نادر بھی ان فتنہ انگیزوں سے خوب آگاہ تھا جب کہ اوسنے ایک امیر کو دور کے صوبے کا گورنر مقرر کیا تو اوسکو نصیحت کرتے وقت کہا کہ جب تو ملاؤں سے ملے گا تو وہ میری نسبت کہیں گے کہ نادرشاہ تمام دنیا کے بادشاہوں سے برا ہے۔ لیکن یاد رکھنا کہ میں سفاک اور اونکے حق میں نامنصف ہوں"۔

نادر مذہبی فقیروں درویشوں کی چالاکیوں اور عیاریوں کی بھی قدر نہیں کرتا تھا

شیعہ لوگون کا اعتقاد ہے کہ حضرت **امام رضا** علیہ السلام سے جنکا مزار اطہر مشہد مقدس
مین ہے ہزارون معجزے ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے نابینا اور مریض نور
شفا پاجاتے ہین - ایسا ہی ایک نابینا شخص عرصے سے وہان مجاور تھا - نادر
اودہر سے گذرا اوس سے پوچھا تو کسقدر عرصے سے یہان عزلت نشین ہے - اوسنے
عرض کیا "دو سال سے" نادر نے فرمایا کہ "تو اعتقاد نہین رکھتا کیونکہ اچھا ہوا اگر
تجھکو اعتقاد ہوتا تو اچھا ہوجاتا - اگر تو اس رات مین اچھا نہ ہوگا تو تیری گردن اڑادونگا"
جب کہ نادر لوٹ کر آیا تو اوسکی آنکھین صحیح پائین - تب تو غل مچگیا کہ معجزہ! معجزہ!!
معجزہ!!! فی الفور خلقت ٹوٹ پڑی اور اوسکے کپڑے بھی تبرک سمجھکر لے گئی -
نادر نے یہ ملاحظہ کرکے فرمایا کہ "اعتقاد سے سب کچھ ہوجاتا ہے -
نادر کا عقیدہ تھا کہ خدا کا ارادہ کبھی تغیر پذیر نہین - ایرانیونکا یقین ہے
کہ جب سے نادر نے مخلوق کو برباد کرنا شروع کیا تو وہ اپنے آپ کو خدا کی عقوبت
خیال کرتا تھا - اور ثبوت کے لئے ذیل کی حکایت بیان کرتے ہین -

حکایت

ایک مرتبہ علم پر رقعہ لگا ہوا پایا جسمین لکھا تھا کہ "اگر تو بادشاہ ہے تو رعایا کی محافظت
کر اگر نبی ہے تو نجات کا رستہ دکھلا - اگر خدا ہے تو اپنی مخلوق پر رحم کر - اگرچہ
نادر نے کاتب کی جستجو کی لیکن کچھ پتہ نہ چلا تو اوسکے جواب کی نقلین تمام لشکر مین
مشتہر کی گئین "نہ مین بادشاہ ہون کہ رعایا کی محافظت کرون - نہ نبی ہون جو نجات

جلد سوم　　حسن　　نمبر ۹

کارستہ نباؤن نہ خدا ہون جو رحم کرون بلکہ مین تمہارے خدا کا آلہ ہون جو تمہارے
اعمالونکا بدلہ لیہون"

شاید نادر کے خصائل پر ٹھیک ٹھیک یون لکھا گیا جو کہ اوسکے افعال اور
اعمال سے اخذ ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے ملک کے واسطے نجات دہندہ اور برباد
کنندہ تھا جب کہ اوسکے عظیم الشان کام فخر و مباہات کے ساتھہ بیان کئے جاتے
ہین ساتھہ ہی اوسکے اخیر عمر کے فعلونپر تاسف اور حسرت کی جاتی ہے جو اوسنے
مذہب مین دست اندازی کی وہ ایسے ہیرو کے لئے چندان کم نہین ہو سکتی
اگرچہ اوسنے ظلم کیا لیکن اپنے اہل وطن کے دلون مین حب الوطنی اور عظمت کا
مادہ پیدا کر دیا اور ایران کی سلطنت کو خود مختار کرکے پہلی شان و شوکت پر قایم کر دیا

راقم
سید آغا حیدر

بقیہ

سیر و شکار

سلسلہ کے لئے نمبر (۷) ملاحظہ ہو

۱۹ - روز سہ شنبہ

آجکے روز مین پانچ نبجے بیدار ہوا۔ ساڑہے چہ نبجے ایک پیالی چاء لی۔ بعدہ گھوڑے پر سوار ہوکر معہ شجاعت خان تہوڑی دور تک ہواخوری کے لئے گیا۔ ساڑہے سات نبجے واپس ہوا۔ جب اپنی فرودگاہ پر پہونچا۔ ایک جوڑا تازی کا جو بمبئی مین خرید اگیا تہا اور میرے حسب الطلب اسوقت بلدہ سے یہان آیا تہا مین نے اوسے بندہا ہوا دیکہا۔ اس جوڑے کی مادہ نہایت تیز دو اور شکاری ہے اسکا نام **برق** ہے۔ اسکا نر بہی البتہ تیز ہے مگر چونکہ کسیقدر بہاری ہونے سے کم دوڑتا ہے۔ اور اسکی آواز بہت بلند اور بہاری ہے لہذا اسکا نام **رعد** رکھا گیا۔ مین نے اپنا لباس بدلا اور آٹھ نبجے کہانا کھایا۔ مجرائیونکا سلام لیا۔ چند خطوط جو بلدہ سے آئے تھے اونکے جواب لکھے۔ ایک خط سے معلوم ہوا کہ میرا لڑکا راجہ چندہ پرشاد روز علی الصباح گاڑی مین ہواخوری کیا کرتا ہے۔

اور کبھی کبھی گھوڑے کی سواری بھی کرتا ہے۔ میرے جد بزرگوار نے میرے لڑکے کو ایک چھوٹا سا یابو مرحمت فرمایا ہے۔

جہاں میں فروکش ہوں یہاں سوائے چرند و پرند کے جو وہ بھی کمیاب ہیں کوئی شکار نہیں ملتا اسلئے میرا ارادہ ہوا کہ اس چھوٹی سی جاگیر کی حالت کما حقہ دریافت کروں۔ اور ایک دو روز اسکے انتظام وغیرہ کے لئے وقف کردوں میں نے نائب کو طلب کیا اور حکم دیا کہ آجکے روز ٹھیک ایک بجے کل دفتر دیکھا جائے گا۔ معہ اہالیان عملہ کچہری میں حاضر رہو۔ چنانچہ حسب الحکم سب لوگ حاضر ہوئے اور تنقیح شروع کیگئی۔ موضع مزلور کا حساب دفتری قاعدے پر تلنگی میں لکھا ہوا تھا۔ بجنسالہ جمع و خرچ اور رادنی تیہرک زمین جھاڑہ تختہ نظر انداز انعام تیہرک وغیرہ کا غذات دیکھے گئے اور بمقابلہ دفتر کلکرنی و مقدمان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ البتہ سعی سے نائب کی اس سال میں وجہ بہ نسبت سالہائے ماضیہ کچہ افزائش آمدنی عین مال ہوئی ہے۔ اور دہارے کے بارے میں رعایا وغیرہ کو شکایت نہیں۔

تلنگان کا قدیم قاعدہ تیاری مال کا پختہ کرکے بٹائی لینے کا جو بعض زراعتوں پر جاری ہے۔ اسکا بھی نرخ اور قرارداد دہارے کی تجویز بمشورہ کرکے نائب کو کہدیا۔

بعض رعایا کی جوڑی زمینوں کی تنقیح ہر ایک فرار ۶ کو روبرو بلوا کر کرتے ہیں

یہ بات ظاہر ہوئی کہ بہ سبب ناداری رعایا کے سال حال کے عین مال مین سے رقم وصول طلب رہگئی ہے۔ اسکو جلد حکمت عملی سے وصول کرنے اور آیندہ ایسی رعایا کو تقاوی وغیرہ دلواکر تائید دینے سے ناداری دور ہونے کی تجویز بتلائی گئی۔ اس موضع کا اکثر زمینی رقبہ جو فصل اوّل درجے کا اور بعض دوم و سوم درجے کا قابل فصل آبی و تابی اور ربیع و خریف ہے۔ مگر بعض جا سے زمین مرم لوکٹ اور افتادہ اور بنجر بھی ہے۔ اسکے آباد اور مزروعہ ہونے کے لئے تجاویز قول معافی چند سالہ دینے و بعدہ دہارہ اور استاوہ کا قول دینے کے لئے نائب کو کہا گیا۔ اور چند کنٹے و باولیان افتادہ ہونے سے زمین لائق تری خشکی کے دہارے سے دی گئی۔ باولیوں اور کنٹوں کی مرمت کی برآورد اور نقشہ مرتب کرکے بذریعہ معتمد صاحب جاگیرات جدّ امجد کے منظوری اور ملاحظے مین بھیجنے کے لئے نائب کو ہدایت دی اور چند نمونہ جات تخنہ جات حسابی بھی مختصر طور پر مفید مدعا رکھنے کے لئے تبلائے گئے۔ یہاں کا نائب سیدھا سادہ ہو اور متوجہ ہوشیار اور صاحب فہم اور علے ہذا کلکرنی بھی تیز فہم ہے۔ کلکرنی مزبور نے ایک دو فکو شوارہ اور جمع خرچ جو تبلائے وہ قاعدۂ قدیم کے موافق درست تھے بظاہر اسمین کوئی سقم دیکھا نہ گیا۔ لیکن دفتر بے ترتیب اور نا مہذب رکھا ہوا پایا۔ چونکہ موضع مزبور چندان کلان نہین ہے ایسے بالونکا اہتمام درست نہین تھا صرف کسیقدر سمجھ کے موافق رکھا گیا

اس موضع مین آبکاری اور محترفہ کی آمدنی بہی من وجہٍ ٹہیک ہے۔ لیکن اہل حرفہ آسودہ نہین دیکہے گئے۔ اج تک کسی نے اس بات پر توجہ نہ کی کہ اہل حرفہ کو ترقی ہر طرح دی جائے۔ کیونکہ یہ ایک نہایت ہی بڑا اصول افزائش آمدنی کا ہے بندوبست اور پیمائش کا ہی قاعدہ جاری نہین ہوا تہا اسی پیمائش قدیمہ سے عمل جابی رسبے کا جاری ہے۔ انعام تہرک کے دیکہنے سے اور زمین انعامات کی طرف کچہ تہوڑا سا غور کیا گیا تو فرسینے سے یہ بات پائی گئی کہ البتہ انعامات کی زمینون مین کسی نوع کی گنجائش دریافت ہے مگر چونکہ فرصت کم تہی اور مین پورا مجاز بہی نہ تہا اسلیئے اسکی مختصر کیفیت حضور بزرگوار کی خدمت مین بالمشافہ عرض کرنے پر موقوف رکہدی۔

اس موضع مین چند پتہ در لوگ بہی ہین نگران کے پٹیون اور نہرون کی افزائش کی جانب کسی نے آج تک التفات نہ کی۔ عدالتی امور دیوانی و فوجداری کی دریافت نائب لوگ بطور سرسری زبانی کر لیا کرتے تہے جسکا کوئی داخلہ دفتری نہین ملتا۔ لہذا وہ کارروائی بہی دفتر مین تحریرًا جاری رکہنے کی صورت بتلائی گئی۔ اس موضع مین ایک نہر بہی جاری ہے۔ اور اکثر اسکا پانی بیکار جاتا ہے۔ اسکے اطراف وجوانب کی زراعتون مین باغات اور امرائی لگانے کی کوشش بتائی گئی۔ اور رعایا کو ترغیب دلائی گئی کہ جو کوئی شخص کچہ اپنا صرف کرکے زمین خشکی کو ترقی اور باغات بنائے گا

چند سال زمین کا دہارہ لبطور رعایت معافی خشکی کے نرخ سے دلوایا جائے گا۔ اسموضع کا کل زمینی رقبہ پچاس چاور ہے + اور تعداد مردم شماری تخمیناً دو ہزار ہے اعــ۔ اسموضع کی کل آمدنی فی سال تخمیناً تین ہزار کے قریب ہے اور اخراجات صادر سہ بندی وحق رسومداران ورزمینداران وانعامداران تخمیناً سات سو کے قریب ہے۔
چونکہ اون روز دن مین تحصیل اور آمدنی وصول نہ ہوئی تہی اسوجہ سے خزانہ کردہی وغیرہ کے دیکہنے کی نوبت نہ آئی۔ اور نہ پورسے طور پر اسکی تنقیح کا خیال تہا کیونکہ مین تو صرف ہواخوری اور شکار کے لئے گیا تہا۔ اتنے امور بہی جو سرسری طور پر دیکھے صرف اس خیال سے کہ اکثر جد امجد کی تاکید اسجانب تعلیم اور رجحان دلانے پر مائل تھی۔ اور خود مجھے بہی مدت سے ایسی باتون کا شوق ہے۔ بہر حال معائنہ دفتر وغیرہ مین ۵ گھنٹے کامل صرف ہوئے اور طبیعت بھی لپس پا ہوگئی۔ لہذا کہین سیر وشکار کا اتفاق نہ ہوا۔ خالی اوقات اسی قسم کی گفتگو اور دریافت حالات مین گذری۔ چنانچہ اسکا تھوڑا سا جغرافیہ بہی معہ کیفیت مجملی درج ذیل ہے۔
یہ موضع منگل پلی بسمت شرق بلدۂ حیدرآباد تعلقہ ابراہیم پٹن ضلع ناگر کرنول مین واقع ہے اور ملک تلنگانہ ہے۔ یہانکی کشتکار شالی زار کی قسم سے ہے۔
سال مین دو فصل
ایک آبی اور دوسری تابی
اسموضع کی جانب شرق ایک ٹیلۂ کوہ ہے۔ اسکی سرحد تعلقہ ابراہیم پٹن سے ملحق ہے۔

جانب غرب دو موضع ہین - اڑتیلہ - ویامجال - یہ دونون علاقہ صرف خاص ہین ہین + اور ایک تالاب بہی ہے - جو کالا تالاب کے نام سے مشہور ہے - جسکا طول تخمیناً تین سو گز ہوگا -

جانب شمال - بادن پلی - کوہیرہ - جاگیرات علاقہ لطیف الدولہ مسلم جنگ بہادر سے ملصق ہے اور ایک نہر روان ہے -

جانب جنوب - لوجارم - بلمبرٹا - کونگیرا - جاگیرات غالب جنگ و راجہ لچھما راؤ وغیرہ - اور ایک نہر ہے ،،

اسکی آبادی عرض و طول تخمیناً -

طول ۶۰۰ گز　　　　عرض　　　　تین سو گز

بشکل مربع و مستطیل ہے -

اکناف موضع مین درخت تمر ہندی و بڑ - و ذات آبادی موضع مین درخت نیم بکثرت - لیکن - سیندی - وملی سب سے زیادہ ہے - زراعت و کاشت کا دار و مدار باؤلیونکے پانی سے بذریعہ موٹ کشی ہے - اکثر اراضی اہل ابادی کے قبضے مین بطریق مقطعہ جو مقطعہ ین کے نام سے وصول ہوا کرتا ہے - لیکن بعض مقطعے جو بندہ کے امراؤنکے ہین اُسکا ین معاف ہے - مثلاً صاحب گوڑہ - دو یورڈی گوڑہ نواب سرخورشید جاہ شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے قبضے مین ہین -

انیز اگنٹہ - نواب وقار الامرا بہادر کے علاقے کا ہے - اور کٹاری گوڑہ مصتاب خان افغانی کے علاقے کا ہے و چکم کنٹہ - محمد نتکو جمعدار

سے کے علاقہ کا ہے ۔ ٹپیل گوڑہ ۔ دیوان باغ ۔ میرے جد امجد کے علاقے مین ہین ۔
اس موضع کی زیادہ حصہ آبادی مسلمانون کی ہے ۔ یہان کی آب وہوا نہایت درست ہے ،
خصوصاً مرطوب مزاج والونکو نہایت ہی مرغوب و دلکش ہے ۔ جتنے روز مین رہا
بہت ہی مزاج درست رہا ۔ اور اشتہا بھی خوب رہی ۔ فضائیت اسموضع کی نہایت
خوش وضع ہے ۔ اگر پورے طور پر باغات کے ذرائع نکالے جاوین تو یہ موضع
قابل رشک وہ ہر خاص و عام ہوگا +

۲۰ ۔ روز یکشنبہ

آج صبح مین کسیقدر دیر سے یعنے ساڑھے سات بجے بیدار ہوا ۔ اسوجہ سے
کہ شب مین قریب ایک بجے کے جس مکان مین مین رہتا ہون اوسکے عقب مین
ایک ہنگامہ ہوا تھا جسکے باعث تمام گانون مین ہل چل ہوئی اور لوگ سب مضطرب
ہوئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسیکے مکان کو آگ لگی ہے ۔ دو بارہ
چور اور ڈکیتونکی خبر معلوم ہوئی ۔ غرض مختلف خبرونکے بعد یہ ثابت ہوا کہ بور بچے
نے کسی کنبی کے بیل کو ہلاک کیا ۔ اور اوسکی عورت جو کھیت کی حفاظت کیلئے
سوئی تھی اوسکو بھی کچھ صدمہ پہونچا ہے یعنے اوسکی ران پر خفیف سا زخم آیا جس سے
ہلاکت کا اندیشہ نہین ۔ پانچ بجے صبح تک اوسکا ہی شور و واویلا رہا ۔ ٹھیک سوا پانچ بجے
مجھے نیند آئی ۔ مین نے سونے سے پہلے شجاعت خان سے کہدیا تھا کہ اس بور بچے کا
پتہ لگاوین ۔ اور چند لوگ اوسپر معین کرین ۔ بعد چار بجے کے دیہاتکے تحصیلدار نے

سے نے کیفیت دی کہ ابراہیم پٹن کے تالاب کے قریب ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے
اور وہاں جھاڑی ہے ایک لوربچہ وہانپر موجود ہے۔ مین یہ سنتے ہی فوراً
شکاری لباس پہنکر گھوڑے پر سوار ہوا اور شجاعت خان اور دو چار باقاعدہ
سوار اپنے ہمراہ لیکر اودہر روانہ ہوا۔ جب قریب اوس مقام کے پہونچا
تو مین نے وہانکے کنبیون سے دریافت کیا کہ لوربچہ کہان ہے۔ معلوم ہوا
کہ وہ واقعی اوس پہاڑ پر موجود ہے۔ یہ پہاڑ موضع مذکور کے سمت مغرب
مین بطور ایک مختصر سے ٹیلے کے واقع ہے۔ اسکے اطراف مین سیندہی
بہی کثرت سے ہے۔ اور مختلف قسم کے درخت بہی موجود ہین۔ ایک چھوٹی
سی نہر موضع مذکور کے سمت جنوب مین جاری ہے اور پہاڑ کے دامن
سے نکلکر کسی اور موضع کیطرف جسکا نام اسوقت یاد نہین چلی گئی ہے۔ اس
پہاڑ کے قریب ایک بہت بڑا نیم کا درخت ہے۔ مین اور شجاعت خان دونون
فوراً اوس پہاڑ پر چڑہ گئے۔ اور شرف الدین نامی سوار جو ہمراہی مین تہا
مین نے اوسکو حکم دیا کہ چند دیہاتی اور کولیون سے ہانکا کرائے شجاعت خان
اس ہانکے کا بندوبست رات ہی مین کر چکے تھے۔ سب لوگ وہان حاضر تھے
اونکو ہانکے کا حکم دیا۔ ایک شخص (راما) نامی کولی نہایت شجیع اور دلاور شخص ہے
وہ بذات خود ایک نیچہ تیر لئے ہوئے اور چھوٹی سی سپر بائین ہاتھ مین دابے
ہوئے اوس پہاڑ پر نہایت آہستگی سے چڑہا اوسکی کمر مین ایک تفنگچہ بہی گولیکا

بار بہرا ہوا موجود تہا۔ مین اور شجاعت خان اوس درخت پر سے اوس کوہ کا
تماشا دیکھ رہے تہے۔ ہرچند کہ یہ جہاڑ بلندی مین ۔ مین ۔ تہا مگر پہاڑ پر
پہاڑ کی ہو نے کے باعث کچھہ ہمین دکہائی نہین دیتا تہا۔ جسوقت کوئی اوپر
پہونچ گیا اوسنے چارون طرف دیکہنا شروع کیا۔ تہوڑی دیر کے بعد دفعتاً وہ بیٹھہ گیا
اور ہمکو اشارہ کیا۔ اوسکے اشارے سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی شی وہان ہے تہوڑی
دیر کے بعد ایک دوسرے پتہر پر وہ شخص دکہائی دیا اور اوسنے ہاتہ کے اشارہ سے
ہمین بوریچہ کو بتایا کہ ایک چہوٹا ہے اور ایک بڑا ہے اوسکے اشارے سے نہایت
ہی خوش ہوا۔ اور یقین کیا کہ آج ضرور شکار سے کامیاب ہونگا۔ تہوڑی دیر کے بعد
ہانکا شروع ہوا (دف) کی آواز سے اوسکی مادہ جسکو اب تک بوریچہ خیال کرتے تہے
جانب شمال ایک درہ مین بہاگ کر چلی گئی اوسکا بچہ جسکا قد (ہانڈاک) کے برابر ہوگا
وہ ہمارے مقابل کے پہاڑ سے اس اضطرابی کے ساتہہ کودا کہ زمین پر گر پڑا۔
اور صید اجل ہو گیا۔ جبکہ کوئی نے خبر دی کہ وہ مادہ ایک درہ مین گہس گئی فوراً مین اوسکے
دیکہنے کیلئے معہ شجاعت خان درخت سے اوترا۔ اور اوس درہ کے قریب گیا۔ ہرچند سب نے
اس درہ کے اندر بغور دیکہا مگر اوسکا پتہ نہ ملا۔ یہ درہ چہہ سات گز طول مین ہے۔ وہان کے
ایک بوڑہے کبنی نے جو اوس ہانکے مین شریک تہا یہ کہا کہ اس درہ مین اسکا مسکن ہے دو
بوریچہ پانچ چار برس کے قبل کسی انگریز سپاہی نے مارے تہے۔ مین نہایت مایوس ہوا۔ اور یہ حکم دیا کہ اس
درہ کے مقابلہ مین ایک جال جس سے شیر وغیرہ گرفتار کرتے ہین رکہدو اور اوسکو زندہ گرفتار کرکے

سے آو انعام دیا جاویگا۔ ہرچند میرا ارادہ تھا کہ اسکا شکار کرون مگر میری رخصت کا صرف
ایک ہی روز باقی تھا۔ اسلیئے مین نے رہنے کا ارادہ فسخ کیا۔ قریب ایک بجے کے واپس ہوا۔ راستے
مین ایک ہرن کالبیٹ کا شکار ہوا۔ غرض محنت کا نتیجہ پایا مگر وہ خوشی حاصل نہ ہوئی۔ آٹھ بجے
شب کے میرے والد کی چٹھی سے میری نانی صاحبہ کی علالت ظاہر ہوئی۔ اوسمین یہ بھی
لکھا تھا کہ جسقدر ممکن ہو جلد آؤ۔ آج کے روز بسبب راستہ خراب ہونے کے شب وہین بسر
کی مگر طبیعت نہایت ہی سراسیمہ اور مضطرب رہی۔ دس بجے کھانا کھا کر گیارہ بجے آرام کیا۔
چار بجے شب کے بیدار ہوکر تمام اسباب روانہ کیا۔ آٹھ بجے کھانا کھا کر نو بجے دن کے
گاڑی پر سوار ہوا۔ اسوقت بلدہ مین سے ایک سوار نے چٹھی میرے والد کی لاکر دی
جس سے ظاہر ہوا کہ شب مین بارہ بجے مریض کا مزاج بالکل حد اعتدال سے تجاوز
کر گیا تھا مگر الحمد للہ کہ دو بجے شب کے کسیقدر مزاج سنبھل گیا۔ مصری معالج ہورہا ہے
اگر آج نہین آسکتے ہو تو مضائقہ نہین۔ صحت مزاج کی کیفیت سنکر اللہ تعالے کا شکر ادا کیا۔
چونکہ مین سوار ہی ہوچکا تھا رہنا مناسب نہ سمجھا جملہ رعایا وغیرہ کو خدا حافظ کہکے روانہ
ہوا فقط

راقم
راجہ کشن پرشاد عفی عنہ
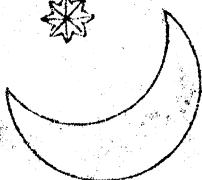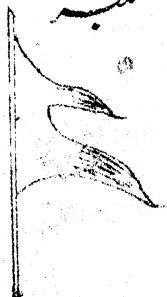
جلد سوم — حسن — نمبر ۱۰

اعینونی اذا احسنت امرا

وان اخطأت فاتونی صلاحا

۱۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء

مضامین

حیدر آباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

انسانی صفات

پہلا حصّہ ۔ قدرتی نعمات

نمبر (۲)

عقل

(سلسلہ کے لئے نمبر (۱) ملاحظہ ہو)

یہ وہ بیش قیمت جوہر ہے جو سوائے نوع انسان کے کسی مخلوق کو نہین عطا کیا گیا ۔ اور زیادہ تر انسان سے ایک ایسا مستحکم تعلق رکھا گیا کہ کوئی کام بلا اعانت اس کے انجام نہین پا سکتا ۔ دنیاوی ترقی معاش و معاد کے سامان خدا شناسی علم و اخلاق ہمت و شجاعت تمام اوصاف انسانی اسی ایک اعلیٰ قوّت سے وابستہ ہین ۔ انسان اپنی غلطی سے جس کام مین اسکی مدد نہین لیتا دھوکا اوٹھاتا ہے اور جس کام کی انجام دہی مین عقل سے کام لیتا ہے کامیاب ہوتا ہے ۔ عقل کا صرف یہی کام

نہین ہے کہ وہ انسان کو بالضرور ارادہ مین فائز المرام کرے بلکہ کبھی کبھی اسکے ذریعہ سے ایسے نتائج بہی ظاہر ہوتے رہتے ہین جو آدمی کو تباہی و بربادی و گمراہی کا باعث ہوتے ہین - اس جگہ پر یہ شبہ ہوتا ہی کہ عقل کا کام ترقی دنیا کے راستے دکہانا و نجات و نصرت کی راہین بتانا ہی تو منزل راست سے بہکا دینا یہ کیونکر ممکن ہے - اسمین شک نہین کہ قدرت نے جو نعمتین انسان کو عطا کی ہین وہ ہر حالت مین اوسکے لیے مفید ہین وہ بالارادہ انسانکو نقصان پہونچانا پسند نہین کرتی - یہ محض انسان کی فطرتی خطا ہی جو قدرت کے عطیون پر تعمق کی نظر نہین ڈالنے دیتی اسیوجہ سے اوسکو اکثر دہوکہا اوٹہانا پڑتا ہے اور اپنی غلطی سے اوسکا التزام عقل کے سر رکھتا ہی -

عقل ہر شخص کو مساوی درجہ کی تقسیم کیگئی ہے اور ہر انسان کو ایسی قوت دگیئی ہے کہ جسکے ذریعہ سے وہ اپنی عقل کو ترقی دیکر ایک ایسے مقام محدود تک پہونچا سکتا ہے جہان تک قدرت نے اوسے اختیار دیا ہے اور اوس حد معینہ سے آگے اوسکو بالکل رسائی نہین بچہ جب پیدا ہوتا ہے تب اوسے اسیقدر عقل ہوتی ہے کہ وہ اپنے آرام و آسایش کی جگہ سے علیحدہ ہونے اور دنیاوی تکالیف کو خیال کرنے سے روتا ہے رفتہ رفتہ اوسکی عقل کو علم و تجربات کے ساتھہ وسعت ہوتی جاتی ہے اور وہ کہانے پینے پہننے اوڑہنے کہنے سننے کی استعداد حاصل کرتا ہے - جب اس حصہ عمر سے اور آگے بڑہا معاش کی

تدبیرین ترقیات دنیا کے وسائل تعلیم کے فوائد پر غور کرنے لگتا ہے ان سب باتون کا دارومدار اسی ایک عظیم الشان قوت پر ہے۔

عالم شباب مین جب کہ تمام انسانی قوتین زور اور اُمنگ پر ہوتی ہین عقل کی تیز روشنی مثل آفتاب نصف النہار کے ہوتی ہے دنیا و دین کے تمام کام اوس روشنی مین انجام پا سکتے ہین۔ یہ ایسا وقت ہے کہ اگر عقل کا آئینہ علم کی صیقل سے مجلی کیا جائے تو سات آسمانون کو توڑ کر عالم لاہوت کا عکس حاصل کر سکتا ہے اور پیش آیندہ مضامین خدا کے کارخانہ زندگی کے فرائض کو بخوبی دکھا سکتا ہے بڑھاپے مین عام خیالات کی بناء پر عقل کو زوال ہوتا ہے اور یہ خیال غالباً اس بناء پر مبنی ہے کہ تمام قوائے انسانی اوس وقت ضعیف ہو جاتے ہین اس لیے عقل کو بھی زوال ہوتا ہے مگر یہ غلطی ہے۔ انسان کے ظاہری حواس خمسہ وغیرہ مین ضرور ضعف ہو جاتا ہے لیکن عقل کو ہرگز زوال نہین ہوتا بلکہ یہ وہ وقت ہے جب کہ انسان اپنی عقل کو علم و تجربات کی وسعت کے ساتھ انتہائی درجہ تک پہونچا سکتا ہے اور جوانی سے کئی حصہ زائد عقل کو روشن کر سکتا ہے۔ اسوقت عقل اپنی حد معینہ تک پہونچنے کی کوشش کرتی ہے مگر ضعیف قوائے انسانی علے الخصوص انسان کا یہ خیال کہ ہم بوڑھے ہو گئے عقل بھی بوڑھی ہوئی زور کے حملے کر کے اوسے پیچھے ہٹا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بظاہر عقل کو ضعف لاحق ہوتا ہے حالانکہ حقیقتاً عقل اوس عمر

کا نام ہے جسکے لیے ضعف محالات سے ہے وہ ہرگز ضعیف نہین ہوتی بلکہ ہر وقت ترّقی کی راہین ڈہونڈہتی رہتی ہے لیکن اوسکے دشمن آدمی کی جہالت اوسکو آگے نہین بڑہنے دیتی - البتہ اگر انسان ابتدا سے اپنی عقل سے کام لیا کیا ہے اور اوسکو علم و تجربات کے تہیارون سے آراستہ کر رکھا ہو تو وہ ایک وار مین تمام مخالفون کا قلع قمع کر ڈالتی ہے اور آگے قدم بڑہاتی ہے +

اسمین بیشک نہین کہ قدرت نے عقل کی تقسیم مین ناانصافی نہین کی ہے کہ کسیکو کم دی ہو اور کسیکو زائد - حقیقت مین ہر شخص نے مساوی درجہ کا حصہ پایا ہے لیکن اوس سے مستفید ہونے کا مادہ کسیکو کم ہے اور کسیکو زیادہ -

بیوقوف و کم عقل وہی شخص ہے جسنے اپنی عقل کی قدر نہ کی اور اوسے ایک فعل معطل قرار دے لیا ہے کسی کام مین اوس سے مدد نہین لیتا اور عقلمند وہی ہے جو اپنے تمام کامونکو عقل کی صلاح و مشورہ کے بغیر نہین کرتا +

اتہینین قوم کو اوسیقدر عقل دیگئی تھی جس قدر ہم لوگونکو عطا کی گئی ہے - مگر اونہون نے جو جو ترّقیان کین اور جو جو فائدے اور تجربے اسکی بدولت حاصل کیے وہ محض اتہنز کی خاک ہی کی قسمت تہی - اونہین ترّقی و تجربات کے حصول کا مادّہ زیادہ تہا اسیوجہ سے اونہون نے اپنی عقل کو مرتبہ نہایت تک پہونچا دیا - مگر ساتھہ ہی اوسکے جب اونہون نے

اوس حد سے آگے بڑہانے کا قصد کیا اور قوّت بشری سے تجاوز ہوکر نیچر کے نتائج کو اپنی قوّت و امکان کا نتیجہ تصور کرنے لگے - راہ راست سے علٰحدہ کر دیے گئے اور فرعونِ بے ساماں بن بیٹھے - اب یہ دیکھنا چاہیے کہ با وصف عاقل و ہوشیار بدرجۂ کمال ہونے کے کیوں زمین سے اوٹھکر عرش پر بیٹھنے لگے - کیا اونکی عقل مین کسی قسم کا نقص تہا جو اپنی فضیلت کو بھول گئے - اِس کی وجہ صرف اِس قدر ہی کہ جب عقل اپنی نہایت تک پھونچ گئی اور اِن لوگون نے آگے بڑہنا چاہا تب عقل نے ساتہہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے مقامِ نہایت سے آگے نہ بڑہ سکی - اسی سبب سے گمراہ ہو گئے ؛

مگر با این ہمہ یونانی حکمار کی زندگی ہمکو اونکی عقلمندیون کا اسدرجہ معتقد بنا رہی ہے کہ ہم صاف طور پر یہ کہینگے کہ جو نتائج اور تجربات اِس صفتِ انسانی کے ذریعے سے اونہون نے حاصل کیے وہ ایسے بڑہے ہوئے ہین کہ یورپ با وصف نمایان ترّقی کے اوس میدان مین جسمین یونانیون نے گھوڑے دوڑائے ہین اون کے گھوڑون کی ٹاپون کی خاک بھی نہ پا سکا - اِسمین شک نہین کہ اِس آخری دور مین یورپ تمام دنیا سے گوئے سبقت لیگیا ہی مگر ہنوز اوس بلند حوصلہ اور عالی خیال قوم سے جسکا مثل زمانے نے دوسرا پیدا نکیا بہت پیچہے ہے - یہ خیال محض غلط ہی کہ یورپ کے یونان سے زائد ترّقی کی - وہ موجب تہا اور یہ مقلد ہے - مگر پھر بہی ہمارا اکا نشینس ہین

مجبور کر رہا ہے کہ ہم یورپ کی قدر کرین اور اوسے دعا دین جنکی بدولت ہم کو بھی اپنے
پچھلے علوم کے سیکھنے کا موقع ملا - خدا کرے بہت جلد یورپ اپنی عقلی ترقیات کے
وعدے مین بہت جلد یونان سے قابل ترجیح ہو +

عقل کے کارنامون پر اگر ہم کچھہ ریمارک کی غرض سے قلم اوٹھانا چاہین تو
دو سطر ہی نہین لکھہ سکتے کیونکہ گذشتہ اور موجودہ کارنامے اور اوسکے سلوک و احسان
جو نسل ہی بنی نوع کے سر ہین اس قدر طویل ہین کہ غیر محدود زمانے اور غیر محدود عمر مین
تحریر پا سکین گے لیکن چونکہ عمر و زمانہ دونون محدود ہین اسلیے عقل کا شکریہ ادا کرنا
اور اوسکے نتائج کا دکھانا ممکنات سے خارج ہے - عقل کے بڑے ہوئے نمونے
دیکھنے کے لیے اگر ہم اون نتائج پر نظر ڈالتے ہین جو ہماری آنکھون کے سامنے ہر وقت
موجود رہتے ہین تو کچھہ اوسکے حالات و صفات دریافت کرنے کا موقع ملتا ہے ورنہ
رات دن کے سیکڑون ہزارون کام جنہین ہم اوس سے مدد لیتے ہین کہان تک ظاہر
کر سکتے ہین +

فلسفہ منطق طب طبیعات ریاضی ہندسہ ہیئت وغیرہ وغیرہ ایسے عالیشان
نتائج عقل ہین جنکی ہمکو دل وجان سے قدر کرنی چاہیے - انمین سے کوئی علم و نیز
علاوہ انکے دیگر علوم جنکی ایجاد عقل کی تیز قوت کے ذریعے سے ہوئی ہو ایسے

نہین ہین کہ جنکو ہماری زندگی سے ایک بہت ضروری تعلّق نہو۔ ہماری صحت و تندرستی قایم رکھنے کے لیے طب جس قدر ضروری ہے اوسکو ہر شخص جانتا ہے۔ طبعیات کے ذریعے سے ہمکو وہ تجربات حاصل ہو سکتے ہین جو روزانہ پیش نظر رہتے ہین اور جنکی ماہیت کا ادراک اس علم پر موقوف ہے۔ اسیطرح مختلف علوم و فنون جنکے ذریعے سے ہمارے مختلف کام بآسانی نکل سکتے ہین اور جنکی بدولت اپنے کامونکی انجام دہی مین ہم دوسرے کے محتاج نہین رہ سکتے سب ایسی ایک اعلےٰ قوّت سے جسکا نام عقل ہے وابستہ ہین۔

ریل کے ذریعے سے ہم دور و دراز سفر کوسون منزلون کا فاصلہ گھڑیون اور پلون مین طے کرتے ہین تار کے باعث لاکھون کرورون کوس کے اخبار گھر بیٹھے دریافت کرتے ہین اسیطرح سیکڑون ہزارون آلات اس قسم کے تیار ہو گئے ہین جنکے ذریعے سے اپنی دنیاوی ضرورتین بآسانی رفع کر سکتے ہین یہ سب عقل کے کارنمایان ہین +

ان سب باتون پر نظر و فکر کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جسنے عقل کی عالیشان صفت ہمکو ایسی مفید عطا کی ہے جسکا ہر وقت ہمکو شکر کرنا چاہیے علاوہ اس سے کہ ہمارا شکر اس بیش بہا عطیہ کے مقابلے مین کافی ہو یا ناکافی +

یاد رکھنا چاہیئے کہ عقل ہمکو صرف دو ضرورتون سے عطا کی گئی ہے اوّل خدا کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے اور اپنی دنیاوی ضرورتین رفع کرنے کے لیے۔ پس ہمکو لازم ہے کہ ہم اوسکے ذریعے سے سوا اِن دو کامونکے اور کوئی کام نہ لین +
یعنے دنیا کے وہ کام جنکی انجام دہی قوّت بشری مین ہے اوسکے رفع کرنے کے لیے عقل کو ذریعہ قرار دین اور وہ کام جنکی انجام رسانی قدرت نے اپنے ہاتھون مین رکھی ہے اونکے لیے مطلق کوشش نہ کرین بلکہ اونہین کامونکو خدا کی حقیقت کا ذریعہ ادراک تصوّر کرین سو واضح ہو کہ یہی ایسا مقام ہے جہان پر انسانی عقل کا خاتمہ ہے اور اسی جگہ سے آگے قدم بڑہانا باعث خرابی ہے۔ وہ کام جو قدرت کے زبردست ہاتھون سے انجام پاتے ہین اور جنکا سر انجام قوت بشری سے باہر ہے اوسکے لیے ہمکو ہرگز کوشش کی ضرورت نہین ورنہ چونکہ عقل اپنی حد معینہ تک پہونچ چکی ہے اور آگے کام نہین دیسکتی ہمارا کام بےعقلی سے خالی نہ ہوگا اور یقیناً ہمکو خطا اوٹھانا پڑیگی +

مسٹر اڈیٹر! میری غرض اِس وقت ناظرین رسالہ کی سمع خراشی سے صرف اِس قدر ہے کہ ہماری قوم مین جہالت کو حد درجہ ترقی ہے اوسیقدر ہماری عقل کی آنکھون پر پردہ پڑ گئے ہین۔ ہم بالکل نہین دیکھ سکتے کہ زمانہ کس گھبراہٹ

کے بہاگا جاتا ہے اور ہم اپنی ضرورتین رفع کرنے کا مطلق سلیقہ نہین رکھتے۔ کیا یہ بات شرم وحسرت کی نہین ہے کہ ہم نہ صرف علمی ترقیات مین تمام دنیا سے پیچھے ہین بلکہ عقلی ترقیات مین بھی - اور عقل کی ترقی علم کی ترقی پر موقوف ہے اسیوجہ سے ہماری جہالت ہمکو ترقیات سے بہی روکے ہوئے ہے +

ہماری قوم کے وہ لوگ جو سرکاری کالجون سے بڑی بڑی ڈگریان حاصل کرکے نکلتے ہین اور فوراً صیغۂ ملازمت کیطرف جھک پڑتے ہین - خداجانے کس خیال مین اور علوم مختلف کی تعلیم سے کیا فائدہ اوٹھاتے ہین - اپنی عمر کا ایک بڑا حصّہ کالج مین صرف کرتے ہین اور کوئی معقول فائدہ اوٹھانا نہین جانتے جسطرح وہ لوگ اپنی موجودہ ضرورتین رفع کرنے کے لیے ضروری وسائل سے غافل ہین اسیطرح اونکو اسکی بہی پروا نہین کہ آیندہ نسل اگر شایستہ ہوگی تو اونہین اعلے درجہ کا بیوقوف قرار دیگی - ہمارے لیے بہت بڑی ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم جس علوم کو سیکہین اونسے اوسی قوم کے تجربات حاصل کرین اور اون تجربات سے اپنی فلاح اور اپنی قوم اور ملکی بہائیون کے فوائد کی کوشش کرین فقط

راقم

شریف الدین

تمہید

جب کہ مین سنہ ۱۲۹۵ فصلی مین عہدہ دوم تعلقداری پر ضلع اگلکندل مین مامور تہا
میرے سچے دوست عالی جناب حسن بن عبداللہ صاحب المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر مالک
رسالہ حسن نے مجھسے واسطے مرتب کرنے رپورٹ کاشت ٹہسر کی فرمایش کی تہی اور چونکہ
میرے مفوضہ تعلقات چنور اور مہادیو پور مین ٹہسر پیدا ہوتی اور بنائی جاتی ہے لہذا مین نے
اسکی طرف توجہ کی اور سمیان گڈم نرسلو اور چٹا بونیہ یلو کاشت کاران ٹہسر کو جو اس فن کے اوستاد
اور خاص پیشہ ور ہین بذریعہ اپنے دوست گوبند راو جیو تحصیلدار وقت تعلقہ چنور کے
طلب کرکے اپنا اوستاد بنایا اور خود اپنی ذات سے از ابتدا تا انتہا اسکا تجربہ کیا اور جہانتک
اونکو حالات اور تجربات معلوم تہے اونسے دریافت کرکے لکہا۔ اگرچہ مین نے بہت زیادہ
کوشش اس امر کی بہی کی کہ کوئی تاریخی تحریری حال ٹہسر کا مجہکو ملے مگر افسوس ہے کہ اسمین
کامیابی نہ ہوئی جس لحاظ سے مین دعوے نہین کرسکتا ہون کہ میری رپورٹ بالکل غلطیون
سے مبرا اور کامل تحریر ہے بلکہ مجہکو یقین کرنا چاہئے کہ بالضرور بہت سہو فروگذاشت ہوئی ہونگی
جیسا کہ تالیف مین ہونا ممکن ہے۔ بالآخر مین نے اوسیوقت اس رپورٹ کو مرتب کرکے جناب
ممدوح المناقب کی خدمت مین پیش کردی تہی مگر چونکہ اوسوقت رسالہ حسن جاری نہین ہوا تہا

اس تحریر کو اب تک عزت اشاعت حاصل نہ ہو سکی - بعد جاری ہونے رسالۂ حسن کے
مین نے جناب ممدوح کو یاد دہانی کی مگر چونکہ وہ کاغذات مین مل گئی تھی جسکا ڈھونڈنا خالی
از وقت نہین تھا لہذا اوسکی دوسری کاپی مرتب کرنے کی ہدایت ہوئی پس بہ تعمیل حکم
نواب صاحب موصوف کے اور بلحاظ سچی محبت کے جو میرے ساتھ ہے اور سچی ہمدردی
کے جو ملک کے ساتھ ہے یہ تحریر ہذا دوبارہ باز دیاد مراتب ضروریہ مرتب ہوئی ❊

ٹہسر کے بنانے کا تاریخی بیان

تعلقہ چنور اور مہادیوپور ضلع ایلگندل مین عرصہ دو سو برس سے ٹہسر پیدا ہوتی ہے
مگر چونکہ اقوام ہنود مین تاریخ کے لکھنے کی عادت نہین لہذا معلوم نہین ہو سکتا کہ کون شخص اور
کس سنہ مین اس تجارت کا موجد اور بانی ہوا ہے ❊

اقوام کولی اور نایک پڑ اور متی واڑ ٹہسر کے پیدا کرنے کی تجارت کرتے ہین اور
قوم کوشٹی اور رویانڈ واڑ ٹہسر کا دھاگہ بنانے اور رنگ دینے کا کام کرتے ہین -

چونکہ یہ تجارت کثیر المحاصل ہے لہذا سرکار نظام سے اسپر ٹکس لیا جاتا ہے اور
اس ٹکس کا نام اس ملک کی اصطلاح مین کوس گتہ ہے - وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ ٹہسر کے بنانے
اور اوسکے کیڑون کی پرورش کرنے کے واسطے وسیع قطعات جنگل کو سون کی رقبہ مین

خاص قسم کے درختون کا (جنکا بیان آیندہ آے گا) درکار ہوتا ہے اسواسطے بحساب کوسون کے نیلام کی مقدار کا تخمینہ کیا جاتا ہے اور گتہ کے معنی ستاجری کے ہین لہذا کوس گتہ مشہور ہوگیا ہے +

ٹہسر کے پہل کا بیان

ٹہسر کا پہل بیضاوی شکل کا مرغی کے انڈے سے کچہہ چہوٹا اور کبوتر کے انڈے سے کچہہ بڑا خاکی رنگ کا ہوتا ہے اور قریب چہار انگشت کے اسکے سر پر مثل دوسرے پہلونکے ڈنٹہا (ڈنٹ) لگا ہوتا ہے حقیقت مین یہ پہل ایک قسم کے کیڑے کا گھر ہے اور اس ملک مین مخصوص نالہ وندی کے درختون پر کیڑا گھر بناتا ہے اور اگرچہ شاذ نادر بیر کے درخت پر بہی گھر بناتا ہے مگر اسواسطے وہ گھر کار آمد نہین ہوتا ہے کہ اسکے اندر کے کیڑون کے بچے دستون کی بیماری سے مرجاتے ہین اور آیندہ کو سلسلہ افزایش نسل کا قایم نہین ہو سکتا گھر بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ کیڑا اندکور مثل مکڑی کے اپنے منہ سے ایک تار نکالکر اپنے گرداگرد لپٹیا جاتا ہے اور تیس گھنٹہ کے عرصے میں جب شکل مذکور بالا تیار کر لیتا ہے اور بعض صورتون مین چار روز میں گھر بنا چکتا ہے (جسکا تذکرہ آیندہ کیا گیا ہے) اور کیڑا تار کو اپنے جسم پر اس ترکیب سے لپیٹتا ہے کہ اپنے جسم کو ایک جگہ مثل مرکز کے

قایم کر کے منہ سے تار نکالتا ہے اور صرف گردن کی حرکت پرکاری سے اپنے تمام جسم پر تار لپیٹ کر اوسمین بند ہو جاتا ہے اور بہل شل انڈہ کے درخت مین لٹک جاتے ہین بہل آم کی گٹھلی سے کچھ ملایم ہوتا ہے اور کیڑا اُسکے اندر (مثل مغز) کے اسکے اندر بند رہتا ہے +

کیڑونکی شکل اور اوسکی پیدایش اور نر و مادہ کے شناخت کا بیان

یہ کیڑا انڈے دیتا ہی اور انڈے سے بچے نکلتے ہین اور وہ بچے جب عمر طبعی کو پہونچتے ہین تو بلا نکالنے بال و پر کے بہرا اپنے اوپر گھر بنانا شروع کر دیتے ہین جب گھر تیار ہو جاتا ہے تب اوسمین سے پرواز ہو کر مثل تتلی کے نکلتے ہین اور نر و مادہ آپسمین جفت ہو کر انڈے دینا شروع کرتے ہین اور اسی دور تسلسل سے انکی پیدایش ہوتی رہتی ہے اور اگرچہ کیڑے کی مادہ بلا جفتی کے بہی انڈے دیتی ہے مگر اون کل انڈون سے بچے نہین نکلتے ہین بعض گندے ہو جاتے ہین اور بعض سے بچے نکل آتے ہین مگر اب تک یہ تحقیق نہین ہوا ہے کہ جو کیڑا اپنے اوپر گھر بناتا ہے آیا وہی کیڑا گھر کے اندر سے پرواز ہو کر نکلتا ہے یا

یا وہ کیڑا مر کر اسکی مادہ سے دوسرا کیڑا پرواز ہوتا ہے چنانچہ اسکا مفصل بیان اسی رسالہ مین آیندہ لکھا گیا ہے۔

کیڑے کا انڈہ مثل دانہ باجرہ کے سفید رنگ اور گول شکل کا کسیقدر چپٹا ہوتا ہے اور نہایت سخت مثل جوار کے غلہ کے ہوتا ہے اگر اسکو دانت مین دبا کر توڑا جاوے تو اسمین سے ایسی ہی آواز آتی ہے جیسے جوار کے دانہ کے توڑنے سے آتی ہے اور از روے امتحان ثابت ہوا ہے کہ ایک کیڑا ایک سو انڈے دیتا ہے اور نو روز کے عرصے مین انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے مگر ابھی تک یہ بات تحقیق نہین ہوئی کہ ایک وقت مین یا ایک دن مین سو انڈے دیچکتا ہے یا کہ نو روز تک برابر دیتا ہے اور کامل نو روز کے بعد تعداد سو کی پوری ہوتی ہے۔ علے ہذا القیاس یہ امر ہی تحقیق نہین ہوا کہ خاص نوین روز ہی بچہ نکلتا ہے یا کچھ عرصے کے بعد سے بچہ نکلنے شروع ہوتے ہین اور نو روز مین علے الترتیب کل بچے نکل آتے ہین۔ وجہ اوسکی یہ ہے کہ جو کیڑے جنگل مین بطور خود پیدا ہوتے ہین اونکے انڈے بچے نظر نہین آسکتے اور جو بغرض نباتے ثمر کے پتیہ ور لوگ اپنے گھرون مین انڈے بچے پیدا کرتے ہین اونکو معمولاً فوراً انڈا دیتے ہی معہ مادہ کیڑے کے ایک تھیے کے دونا (ڈوبہ) مین بند کر کے نو روز تک نہین کھولتے ہین اور اگر بخلاف اسکے کھولدیا جاوے تو تولید انڈے بچے نکلنے واسطے مضر

ہوتا ہے - مین ناظرین سے اس امر کی معافی چاہتا ہون کہ مین نے تعداد انڈو نکے پوری ہونے اور بچو نکے نکلنے کے وقت کی تصریح کو ناکامل چھوڑ دیا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ تجربہ ابتدائی کے وقت تو یہ امر مناسب نہین تہا کہ معمولی قاعدے مین کمی و بیشی کیجاوے اور مین نے ان تجربات کے تجربہ کو سال آئندہ پر موقوف رکھا تہا مگر دوسری سال مین بوجہ اسکے کہ سرکاری ضرورتون سے میرا تبادلہ دوسرے ضلع پر ہوگیا مین اپنے ارادے کو پورا نہین کرسکا -

جسوقت کیڑا انڈے سے نکلتا ہی بمقدار ایک دانہ زیرہ سفید کے سبز رنگ کا ہوتا ہے اور اپنا گھر بنانے کے وقت تک بیتالیس روز کے عرصے مین بقدر چہہ انگشت کے لنبا اور اڑہائی انچہ کے موٹا سبز رنگ کا ہوتا ہے اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ سبزی درخت کے پتونکے کہانے کے سبب سے پیدا ہوتی ہے اور اوسکے دونون جانب پہلون پر چار چار نشان چکدار مدور ہوتے ہین اور بادی النظر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابرک کے ٹکڑے جاد یئے ہین - مگر جسوقت کہ کیڑا گھر بنانا شروع کرتا ہے اوسکو عموماً وعادتاً دست آتے ہین اور وہ بہت دبلا ہوجاتا ہے اور کل مادہ اوسکا تحلیل ہوکر صرف پوست باقی رہجاتا ہے اور جب وہ کیڑا گھر بنا چکتا ہے اور اوس سے باہر نکلتا ہے تو بالکل مثل تتلی (پاتی) کے بقدر ڈیڑہ انچہ لنبا اور سوا انچہ موٹا ہوتا ہے اور اسکے چار پر ہوتے ہین اور ہر پر

مین ایک ایک نشان مدوّر چنے کی دال سے کچھ بڑا نہایت چمکدار مثل ابرک کے ہوتا ہے
اور یہ وہی نشان ہے جو کیڑا ہونے کی حالت مین پہلون پر دکھائی دیا کرتا ہے اور
اسکے چھ پاؤن ہوتے ہین اور منہ پر دو دو پر مثل موچھونکے باریک باریک سرو کے پتّے
کی مانند ہوتے ہین مادہ کا رنگ زردی مائل اور نر کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔ ما
بہ نسبت نر کے زیادہ موٹی اور تازی مگر بھدی اور سست ہوتی ہے اور نر دُبلا تپلا مگر
چالاک ہوتا ہے۔ اور نر کے پرونکے داغ بھی بہ نسبت مادہ کے چھوٹے ہوتے ہین۔
مگر موچھین بڑی بڑی اور خوشنما ہوتی ہین۔ اور یہ کیڑا نہایت خوبصورت اور خوشنما قابل
دیکھنے کے ہوتا ہے۔ قدرت نے اسکی صورت اور سیرت دونون نہایت عمدہ پیدا
کی ہین جیسے اسکی صورت اچھی ہو ویسے ہی اوسکے پیٹ مین گن بھی اچھے ہین۔
مین نے از راہ تجربہ قبل از وقت کیڑے کے گھر کو کاٹ کر دیکھا تو اوسمین کا کیڑا
قبل نکالنے بال و پر کے سوا انچہ لمبا اور ڈیڑہ انچہ موٹا سرخ رنگت کا مخروطی تشکل مثل
بیر کے برآمد ہوا اور اوسمین کھنداد (ناب) بھی موجود تھی اور اگرچہ ہاتھ پاؤن نہین تھے
مگر مثل جونک (ذرلو) کے اسمین حرکت ہوتی تھی اور گھٹتا بڑہتا تھا جب اس مضغہ
کو گھر سے علیحدہ کرکے رکھا گیا اور تجربہ کیا گیا تو ایک ہفتہ کے بعد اسمین سے بردار کیڑا
پیدا ہوا مگر ناقص الاعضا پیدا ہوا۔ خصوصاً پر اوسکے بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ اور اوسنے

اپنی سرخ رنگت کے خول (پوست) کو سالما مثل سانپ کی کیچلی کے چھوڑ دیا تھا اس سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسقدر عرصے مین وہ کیڑا معمولا پر دار ہوکر اپنے گھر سے ازخود نکلتا
ہے اگر ادمی پہلے گھر کو کاٹ کر کیڑا نکال لیا جاوے تو بعد تکمیل مدت بقیہ کے
پر دار کیڑا پیدا ہوتا ہے مگر چونکہ گرمی باقی نہین رہتی اسواسطے کامل اور صحیح الاعضا
نہین بنتا اور وہ اوپر کا سرخ خول مثل لفافہ کے ہوتا ہے اور دراصل اوسکے اندر
کیڑا ایک جاندار چیز ہوتی ہے اور اوسمین کچھہ کچھہ علامت اعضا بھی ہوتی ہے جس سے
یہ گمان ہوتا ہے کہ پہلا کیڑا گھر بنانے کے بعد مرجاتا ہی اور اوسکے مادہ سے یہ دوسرا
کیڑا پیدا ہوتا ہے یا یہ ہوگا کہ مثل سانپ کی کیچلی کے اوسپر سے پوست اوترتا ہوگا
مگر ازرو سے معائنہ کے امر اوّل کا گمان زیادہ ہوتا ہے۔

تھسر کے بنانیکے واسطے کیڑون کے فراہم کرنیکا بیان

تھسر کے کیڑونکے گھر سال مین تین وقت پیدا ہوتے ہین اوّل ڈیڑھ مہینہ کے
عرصے مین تقریبا بن اشبد اسے ۱۵ اجون لغایتہ ماہ جولائی دوم دو مہینے کے عرصے مین تقریبا
لغایتہ ماہ ستمبر سوم تین مہینے کے عرصے مین لغایتہ ماہ دسمبر مگر فصل اوّل و دوم کے گھر
صرف بطور تخم کے کام آتے ہین اور انکے ذریعے سے دوسرے کیڑے پیدا کیے

جاتے ہیں ان سے ٹسر نہیں نکالا جاتا ہے اور اگر ان کیڑوں کا ٹسر بنایا جاوے تو کمزور بھی
ہوتا ہے اور بہت کم نکلتا ہے البتہ فصل سوم کے کل گھر ٹسر بنانے کے کام آتے ہیں
اور اگر اونکو بطور تخم کے بھی رکھا جاوے تو تاہم سال آئندہ تک قایم نہیں رہ سکتے اور ان کے
کیڑے قبل از وقت نکلکر اوڑ جاتے ہیں اسواسطے ہر سال جنگل سے تلاش کر کے نئے
گھر لانے پڑتے ہیں اور یہ گھر جنگلوں میں نالہ ندی کے درختوں پر بہت تلاش سے ملتے ہیں
چنانچہ باوجود کوشش کے اس وسیع جنگل میں جہاں کا میں تجربہ لکھ رہا ہوں پچاس سے
زیادہ نہیں مل سکتے - آگے چلکر ناظرین کو معلوم ہوگا کہ پچاس سے زیادہ گھروں کی
کچھہ ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ ایک پھل سے صدہا ہزارہا پھل بنائے جاتے ہیں +

گھروں کے تلاش کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ یا تو ماہ چیت میں جو وقت پت جھڑ
ہو جانے درختوں کے جنگل سے تلاش کر کے لائے جاتے ہیں یا قبل از بنانے گھر کے
جسوقت یہ کیڑا درختوں پر رہتا اور پتے کھا کر بیٹ (پس افگندہ) کیا کرتا ہے اوس
وقت درختوں کے نیچے بیٹ دیکھکر پتہ معلوم کر لیتے ہیں اور موسم پر جا کر اون درختوں سے
گھر اوتار لاتے ہیں مگر واضح رہے کہ کیڑا جنگل میں بھی اوسیوقت گھر بناتا ہے جسوقت
کہ فصل سوم میں لغایتہ ماہ دسمبر یہ ریشمی کیڑے گھر بناتے ہیں مگر چونکہ یہ گھر خود رو کیڑوں کے
بنائے ہوتے ہیں شاید اسوجہ سے مضبوط اور دیرپا ہوتے ہیں -

ماہ چیت مطابق اپریل مین جب کہ درخت بالکل پت جھڑ ہو جاتے ہین کیڑے انکے گھرونکو جنگل سے لاتے ہین اور تا وقت نجتر برگ سرا (آغاز موسم بارش کے) مٹی کے کورے برتنون یا غلہ بچھا مین دبا کر یا گلہری کے گھونسلے مین رکھکر مکانون مین ٹھنڈی جگہ حفاظت سے رکھہ چھوڑتے ہین اور چونکہ اوسوقت تک اس کیڑے کے بال و پر پیدا نہین ہوتے ہین اسواسطے گھرون سے نکلکر اوڑ جانے کا اندیشہ نہین ہوتا ہے لیکن اگر احتیاط سے ٹھنڈی جگہ نہ رکھے جاوین اور اونکو گرمی دہوپ کی یا موسم کی پہونچ جاوے تو سب مرجاتے ہین ۔ بفور شروع مرگ کے ایک ہی دو روز کے بعد پانچ پانچ چار چار انتہا پندرہ تک گھرونکے ڈنٹلون (ڈیٹ) کو آپسمین باندہکر ایک لکڑی مین جو بقدر چار پانچ گز کے بلند ہوتی چاہیئے باندہکر صحن مکان مین تخت اسما اس لکڑیکو گاڑ دیتے ہین اور دہوپ و بارش سے محفوظ رہنے کے لیے پلاس وغیرہ کسے قسم کے پتونکی چھتری لکڑی کے اوپر باندہی جاتی ہے بعد تین روز کے خود بخود اون گھرون مین سے ڈنٹلی (ڈیٹ) کیطرف سوراخ کرکے وقتاً فوقتاً پروار کیڑے باہر آجاتے ہین اور نر و مادہ آپسمین خود بخود جفت ہوتے ہین صبح شام اون کیڑونکی نگرانی کیجاتی ہے جو کیڑے صبحکے وقت جفت ہو جاتے ہین اونکو چار بجے شام کے اور جو شام کو جفت ہوتے ہین اونکو بھی بعد ایک شب و روز کے اوسیوقت چار بجے شام کے علیحدہ

کرتے ہین اور جسوقت کہ کیڑا جفتی کرتا ہی اوسوقت اوسکو اوس لکڑی سے اوتار لاتے ہین
اور صبح کے جفت شدہ کیڑونکو علیحدہ کرنے کے وقت تک تپو نکے ڈوبہ مین اور شام کے
جفت شدہ کیڑونکو بانس کی لکڑی کی ٹٹی پر (جو مخصوص اسی کام کے واسطے بنائی جاتی ہی)
بٹھا دیتے ہین اور اگر قبل از وقت کیڑے خودبخود علیحدہ ہوجاوین اور انڈے بھی دیوین
تو کچہ مضائقہ نہین ہی لیکن جو کیڑے جفت رہین اونکو قبل از چار بجے کے علیحدہ نہین
کرنا چاہئے یہ وقت مخصوص اس کام کے واسطے مفید ثابت ہوا ہے اور از روے تجربہ
کے انڈا دینے کا مادہ اوسوقت کامل تیار ہوجاتا ہے۔

علیحدہ کرنے کی ترکیب یہ ہی کہ جو جفت شدہ کیڑے دونا (ڈوبہ) یا ٹٹی پر بیٹھے
ہوئے ہوتے ہین اوسکو خوب ہلاتے ہین اس حرکت سے کیڑے خودبخود علیحدہ ہوجاتے ہین
مادہ کو کیڑی کی نر سے علیحدہ کرنے کے بعد نصف نصف بازو کے پر توڑکر پھینکدیتے
ہین اور دونوان بازو پکڑکر تھوڑی دیر تک (ایک منٹ) خوب ہلاتے ہین - اس عرصے
مین وہ ایک انڈا دیتی ہے اور پھر پے در پے انڈے دینا شروع کرتی ہے بعدہ اس
مادہ کیڑے کو مع انڈون کے ایک دونی (ڈوبہ) مین بند کرکے نو روز تک رکھہ چھوڑتے
ہین اور کیڑے کے کھانے پینے کی کوئی چیز اسمین نہین رکھی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ بازو توڑنے سے یہ فائدہ ہے کہ کیڑا دونا (ڈوبہ) کے اندر اوڑنے

اور پہر سکنے سے باز رہتا ہے اور انڈون کو ابتر نہین کر سکتا۔ اور وہ دونا (ڈوپہ) تاڑ یا چرونجی یا ساگوان سکے پتون سے مثل بٹوہ کے مثلث شکل کا بناتے ہین اور چارون طرف سے اوسکو تنکون سے سید یتے ہین اور جب جفتی سے علحدہ کرتے ہین اور مادہ کیڑے کو ہلاتے ہین تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر پہلا انڈا اوسکے مخرج سے نہ نکالا جاوے تو یقین ہے کہ وہ اوسکے مخرج مین پہنس جاوے اور وہ ہلاک ہوجاوے۔ جب کہ پہلا انڈا نکل آتا ہے پہر کوئی اندیشہ باقی نہین رہتا اور پے در پے انڈے ہونا شروع ہوتے ہین۔

اوپر بیان کیا گیا ہے کہ جو وقت کیڑے اپنے گہرونسے نکلتے ہین آپسمین جفتی کرتے ہین اتفاقیہ اگر وہ کل کیڑے مادہ پیدا ہون تو دوسرے کیڑے جنگل سے اگر اون سے جفتی کرتے ہین مگر اب تک یہ تحقیق نہین ہوا کہ جنگل سے کیڑے کس سراغ سے یہان پہونچ جاتے ہین اور اگر بخلاف اسکے کل نر پیدا ہون تو کوئی ترکیب مادہ کے بہم پہونچانے کی اوس وقت نہین ہوسکتی اسواسطے اوّل ہی سے اوسکا بندوبست کر لیا جاتا ہے کہ جنگل سے مادہ کیڑونکے گہر تلاش کر کے لاتے ہین جنکی شناخت یہ ہے کہ بہ نسبت نر کے مادہ کا گہر بڑا ہوتا ہے۔

بعد نو روز کے دونہ کو کہولنے کے وقت مادہ مردہ پائی جاتی ہے اور انڈون مین سے بچے نکل آتے ہین اون بچونکو جنگل مین لیجاکر نالہ ندی کے درخت پر اس ترکیب

سے چھوڑتے ہین کہ درخت کی چند شاخونکو ایک جگہ باندہ کر اوسکے بیچ مین ڈوبہ کو باندہ دیتے ہین اور چند تنکے (کاڑیان) اوس ڈوبہ مین رکھدیتے ہین اونکے ذریعے سے کل نیچے درخت پر چڑہجاتے ہین اور پہیل جاتے ہین اور درخت کے پتون کو کہاتے ہین جب ایک درخت کے پتے بالکل تمام ہوجاتے ہین اور اون بچونکو غذا باقی نہین رہتی ہے تب اونکو دوسرے درخت نالہ ندی پر اس ترکیب سے چھوڑتے ہین کہ پہلے درخت کی شاخین جن پر یہ نیچے چپٹے ہوئے ہون جڑ سے کاٹ کر دوسرے تر و تازہ درخت نالہ ندی کی شاخونکو جڑ کے قریب سے نصف نصف کاٹ کر مثل ٹکٹی منڈوے یا چھتری کے بنا لیتے ہین اور اگر ضرورت ہو تو اوس منڈوے کے قایم رہنے کے واسطے اوسکے نیچے لکڑیان بہی لگاتے ہین اور بچون والی شاخونکو اوس منڈوے پر رکھدیتے ہین اور نیچے بمقتضائے طبیعت اوس درخت پر چلے جاتے ہین اور پتے کہا کہا کر پرورش پایا کرتے ہین علی ہذا القیاس تا وقتیکہ اون بچون میں گھر بنانے کا مادہ پیدا ہو چند درختون پر بمقدار خواہش پتونکے حسب ترکیب مذکورہ بالا چھوڑنا پڑتا ہے اور اوس پرورش کی مدت پینتالیس روز کی ہے بعدہ کارتی جنکا بیان ہے ہر ایک کیڑا اتیس تیس گھنٹہ کے عرصے مین اپنے اوپر گھر بنا لیتا ہے گھر تیار ہونے کے بعد آٹھ روز تک اوسکو درخت ہی پر رکھتے ہین تا پختہ ہوجاوے بعدہ

کل گھر ونکو مع ڈھلون (ڈیت) کے توڑ لیتے ہین اور ٹوکرون مین بند کر کے رکھ چھوڑتے ہین اور اوسوقت پہل فصل کی کارروائی تمام ہو جاتی ہے +

دوسری فصل کا بیان

جو کیڑونکے گھر بابت پیداوار فصل اوّل کے ٹوکرون مین رکھے ہوتے ہین اون گھرون مین سے بوقت آغاز کارتی اسلیے مطابق ماہ اگست کے خود بخود کیڑے پروانہ شل تیلیون (پاتل) کے نکلنا شروع ہو جاتے ہین تب صبح کے وقت اونکے نر اور مادہ کو اپنے ہاتھون سے جفت کراتے ہین کیونکہ نسل فصل اوّل کے خود بخود یہ کیڑے جفتی نہین کرتے ۔

جفتی کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اول نر اور مادہ دونون کے دم کو ناخن سے ہلاتے ہین اور منہ سے پھو کتے ہین اس حرکت سے وہ کیڑے اپنی دم کو ہلانے لگتے ہین اوسوقت دونون کی دم ملا دیتے ہین ۔ نر کی دم مین ایک باریک سا کانٹا ہوتا ہے اور مادہ کی دم مین داخل ہو جاتا ہے گویا یہ نر کیڑے کا عضو تناسل ہے ۔ جب یہ دونون کیڑے آپسمین صرف دم کیطرف سے چسپان ہو جاتے ہین ۔ اور ایک نر پانچ وز تک پانچ مادہ سے جفتی کر سکتا ہے زیادہ کارآمد نہین ہوتا اور مادہ کو صرف ایک ہی دفعہ جفتی کرائی جاتی ہے پھر کارآمد نہین ہوتی جفتی کے واسطے مخصوص صبح کا وقت ہے

جب کیڑے جفت کرا دیے جاتے ہین تو حسب قاعدہ فصل اول ایام کے چار بجے انکو علیحدہ کرتے ہین اور وہ انڈے دیتے ہین اور نو روز تک پتون کے دَڈلون (ڈلیون) مین رکھکر درختو نپر چھوڑکر پرورش کرتے ہین - مگر اس فصل دوم مین یہ کیڑے تقریبًا ساٹھ۶۰ روز تک درختون پر پرورش ہونے کے بعد گھر بنانا شروع کرتے ہین اور جب گھر تیار ہوجاتے ہین درختون سے اوتار کر حسب دستور ٹوکرون مین بند کرکے رکھدیے جاتے ہین - اور اسیوقت دوسری فصل کی کارروائی تمام ہوچکتی ہے

تیسری فصل کا بیان

آٹھہ دس انتہا بارہ روز کے بعد پھر گھرونسے مثل فصل دوم کے کیڑے اوسی معمولی شکل کے نکلنا شروع ہوجاتے ہین اور نکلنے کے روز سے انتہا بارہ روز کے عرصے مین کُل کیڑے نکل چکتے ہین اور حسب معمول ساتھ جفت کرائے جاتے ہین اور انڈے دلائے جاتے اور درختو نپر چھوڑے جاتے ہین اور تقریبًا ساٹھہ روز کی پرورش کے بعد گھر باندہنا شروع کرکے ابتدائی گھر بنانے سے ایک مہینے کی مدت مین کل کیڑے وقتًا فوقتًا گھر بنا چکتے ہین مگر گھر بنانے کی مدت مین فرق یہ ہے کہ فصل اوّل و دوم کے کیڑے تیس گھنٹہ کے عرصے مین گھر تیار

کر لیتے ہین اور اس فصل سوم مین کم سے کم تین روز زیادہ سے زیادہ چار روز کی
مدت مین گھر تیار کرتے ہین وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ تیسری فصل سردی کے
موسم مین آتی ہے اور بسبب سردی کے کیڑا رات کو تار نہین نکالتا فقط دن کو گھر بناتا
ہے - دوسری وجہ یہ ہی کہ بہ نسبت فصل اوّل و دوم کے گھر بڑا بناتا ہی بعد گھر تیار ہوجانے
کے آٹھ روز تک درخت پر سے گھرونکو نہین توڑتے کیونکہ بغیر آٹھ روز کے گھر پختہ
نہین ہوتا بعد توڑنے کے دہوپ مین خشک کرتے ہین اور ٹسر بنانے والون کے
ہاتھ فروخت کر ڈالتے ہین - فصل سوم کے گہر بطور تخم کے سب آیندہ کے واسطے
نہین رکھے جاتے ہین چنانچہ اسکا حال بیان ہوچکا ہی -

متفرق حالات کا بیان

تخمی پہل فصل اوّل و دوم کے فی روپیہ دو سو انتہا تین سو کے نرخ سے اس
مقام متجر بہ بیش فروخت ہوتے ہین اور فصل سوم کے پہل یعنے گھر کا نرخ بطور اوسط
فی روپیہ چار سو انتہا پانسو تک رہتا ہی مگر شاذ و نادر زمانہ سابق مین آٹھ سو تک بہی
فروخت ہونا تحقیق ہوا ہے -

جسوقت کہ کیڑونکے نیچے درختونپر چھوڑے جاتے ہین - چیل - کوے - گلہری

گرگٹ - چیونٹی سے بہت حفاظت کرنی پڑتی ہے ورنہ بچونکو کھا جاتے ہین -
جو لوگ اس پیشے کو کرتے ہین وہ بطور مذہبی عقاید کے اون کیڑ مان ہین
بہ سبب اسکے کہ ایک دور تسلسل کے طور سے اونکی پیدائش ہوتی ہے کسی باطنی
تاثیر کے قائل ہوگئے ہین - ہر فصل اور ہر تغیر کے وقت نسل دوسرے دیوتا و نیز
کیڑونکی بہی ڈنڈوت اور پوجا کرتے ہین خصوصًا فصل سوم کی ابتدا مین ایک بہت بڑی
پوجا اس طریقے سے کیجاتی ہے کہ کل پیشہ ور مع اہل و عیال کے ایک شب نہین
سوتے اور شب بیداری کرتے ہین اور منجملہ اونکے ایک شخص جو باعتبار ملک یا
مرتبہ وغیرہ کے ممتاز ہوتا ہے اوسکو پوجا کرنے کا کام تفویض کرتے ہین اور اوسکو
اوس روز برت (فاقہ) کرنا پڑتا ہے - اور پاؤ سیر چانول کا خشکہ شبنم کے پانی سے
پکاکر اوسمین تہوڑی تہوڑی جہاڑو کی گہانس اور چرچیٹے کی گہانس اور سروالہ کی
گہانس اور دوب کی گہانس کے تخم ڈالتے ہین اور تہوڑا اون سیاہ بکری یا درخی
کا اور ایک جوڑا شہر کے کیڑونکا بہی اوسمین ڈالکر پکاتے ہین اور قبل از طلوع آفتاب
سب زن و مرد اور بچے اپنے ہاتہونکو پس پشت کرکے کہڑے ہو جاتے ہین اور
اور اپنے دیوتاؤنکو یاد کرتے ہین اوسوقت وہ پوجا کرانے والا منوز آدمی تہوڑے
تہوڑے چانول بطور تبرک کے سب کے ہاتہون مین رکھدیتا ہے اور وہ لوگ

نہایت تعظیم کے ساتھ اوسکو نوشجان کر لیتے ہیں علاوہ اسکے شروع مرگ یعنی ابتدائے
کارروائی پرورش کیڑون سے آخر فصل سوم تک پیشہ ور لوگ مجامعت اور موتر اشی
سے مجتنب رہتے ہین اور زچہ خانے مین نہین جاتے - کوئی عورت بحالت
ناپاکی حیض ونفاس کے جہان کیڑے یا اونکے انڈے نپچے رہتے ہین نہین
آنے پاتی سوتک (ایام تعزیت) کی حالت مین کوئی شخص کیڑونکے پاس نہین
جاسکتا - اگر اتفاقاً پیشہ ورونکو سوتک عارض ہوجاتا ہے تو دوسرے لوگون سے
کام لیتے ہین اور خود نہین جاتے - اگر احتلام ہوا تے ہین تو ایک شبانہ روز کیڑونکے
کے پاس نہین جاتے - اور اس ایام مین ہرگز ہرگز چھانڈا اور بیٹہ رکدو اور
گندہ انڈہ نہین کھاتے ہین - مگر دوسری قسم کا گوشت یا شراب یا سیندہی یا کسی
ترکاری کے کہانے پینے کا پرہیز نہین ہے -

شروع موسم سے کارتی پوپہاتک کیڑونکو کچہ بیماری نہین ہوتی مگر کارتی اترا
مین جوکہ کیڑونکے گہر بنانے کا وقت ہے اگر بادل زیادہ گرجتا ہے تو کیڑا اہل جاتا
ہے اور گہر کمزور اور خراب بنتا ہے اسکے دفعیہ کے واسطے لوہے کا میل اور
کودون (کوداون) کا گہانس تھوڑا تھوڑا اور خست پر باندہ دیتے ہین اور خیال
کیا جاتا ہے کہ اسکی تاثیر سے کیڑونکو نقصان نہین پہونچتا ہے اور ایسا ہی کارتی

ویسا کہا ہین جوکہ فصل سوم کے کیڑون کی پرورش کا وقت ہے اگر بارش ہوجاوے
توکیڑونکو دست آنے لگتے ہین اور مرجاتے ہین اور اونکے حق مین یہ وبائی سیفہ
ہے اسکا کوئی علاج بہی اب تک نہین نکالا ہے اور جس سال مین ایسی صورت پیش آتی
ہے اوس سال کی فصل خراب اور پیشہ ورونکو نقصان ہوتا ہے ۔

بیان کیڑون کے گہرون سے تاگہ بنانے کا

جو لوگ تہسر کا دہاگہ بناتے ہین وہ معمولاً ہر وقت تیاری گہرونکی فصل سوم کے
وقت خود جنگلون مین جاکر پیشہ ور لوگون سے تہسر کے گہر خرید لاتے ہین اور اپنے
مکانون مین لاکر فوراً اونکو جوش دیکر رکھتے ہین وجہ اوسکی یہ ہے کہ اگر جوش دیکر
تہسر کے گہرونکو نہ رکہا جاوے توکیڑے گہرونسے نکل کر اوڑجاتے ہین چراغ
کی روشنی مین بلاجوش تہسر کے گہرونکا رکہنا اسواسطے مضر ثابت ہوا ہے
کہ کیڑے اوسمین سے اوڑجاتے ہین اگرچہ مناسب حال یہ تہا کہ تہسر کے گہر پیدا
کرنے والے پیشہ ور گہرونکو جوش دیکر فروخت کرتے مگر وہ لوگ کیڑون کے مارنے

کو بھی گناہ جانتے ہین اسواسطے ٹھسر کا دہاکہ بنانے والے خریداری مین بھی جلدی کرتے ہین اور وہ فوراً اونکو جوش دیکر رکھتے ہین ۔

پہلو نکو جوش دینے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک مٹی کے گھڑے مین ٹھسر کے گھرونکو بھرکر اوسکے منہ پر بانس کی چھتری (ٹوکری) یا گھانس باندہ دیتے ہین تاکہ اوسکو اوندہا کرنے سے پہلی گر نجاوے اور ایک دوسرے گھڑے مین نصف پانی بھرکر ٹھسر کے گھرون کے بھرے ہوے گھڑے کو اوسپر اوندہا رکھدیتے ہین اور چولھے پر چڑہاکر آگ جلاتے ہین جسوقت نیچے کے گھڑے کا پانی جوش ہوتا ہے اور اوسکی بھاپ اوپر کے گھڑے مین پہونچتی ہے تو اوسکے صدمے سے تمام کیڑے اپنے گھرونکے اندر تقریباً دس پندرہ منٹ کے عرصے مین مرجاتے ہین بعدہ آٹھ روز تک متواتر اون گھرونکو دہوپ مین خشک کیا جاتا ہے اور خشک ہونے کے بعد باقتیا مار کھہ چھوڑتے ہین اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعد جوش کے ایک مدت تک یہ پہل خراب نہین ہوتے اور ہر وقت کام مین آسکتے ہین اونکی نگہداشت کا بھی کوئی خاص طریقہ نہین ہے جب کہ کیڑون سے ٹھسر کا دہاکہ بنانا منظور ہو اوسوقت پھر ٹھسر کے جوش شدہ کیڑونکو بذریعہ اِس ترکیب سے جوش دیا جاتا ہے کہ اوّل ایک مٹی کے گھڑے مین

پانی ڈالتے ہین اور اوس پانی مین ننھڑی یا پاس کی لکڑی کی خاک ملاتے ہین بعدۂ پانی کے اوپر جہاڑو کے تنکون (کاڑیون) کا ایک کٹّا (گٹھا) رکھکر اوسکے اوپر ٹہسر کے گھردنکو اس ترکیب سے رکھتے ہین کہ پانی اونکو نہ لگے ٹہسر کے گھرون پر ایک کپڑا (چوڑ) کی مٹی مین لپیٹ کر بچھا دیتے ہین اور گھڑنکو چولے پر رکھکر آگ جلاتے ہین - پانچ چھہ ابال آنے کے بعد جب اوسمین بدبو پیدا ہوتی ہے تب ٹہسر کے گھرونکو گھڑے سے نکالکر ایک ایک کو راکھہ پر اوندہا رکھتے ہین اور اوسپر چونے کا پانی چھڑکتے ہین جسکے سبب سے اون ٹہسر کے گھرون کا پہل کٹکر سفید ہوجاتا ہے بعد تیس منٹ کے جبکہ پانی خشک ہوجاتا ہے تو ہر ایک پہل کے منہ پر تھوڑا تھوڑا کانجی کا پانی (چاولوں کے دہوون کا پانی جو رکھنے سے کھٹا ہوجاتا ہی) مین بھگری ملاکر لگا دیتے ہین اور آہستہ آہستہ ہلاتے ہین اور پہر کھینچتے ہین تو اوسمین سے ایک تار نکل آتا ہے پہر آٹھہ دس انتہا بیس تک جسقدر منظور ہو ٹہسر کے گھرونکو ایک ٹوکری مین ڈالکر اونکے تار آپسمین ملاکر کھینچتے ہین اور بائین (چپ) ہاتہ سے اونکو پکڑکے سیدہے ہاتہ سے اونکو بل دیتے ہین اور کھینچتے جاتے ہین اور تمام گھر ٹہسر کا بطور سوت کے نیڈہے کے کہلتا جاتا ہے اور تمام ہوجاتا ہے اور احیاناً اگر کوئی تار ٹوٹ جاتے تو پھر

دوسرا تار نکالکر جوڑ لیتے ہین اور اوس ٹھسر کے دھاگہ کا کپڑا ہاتھہ پر بھی بنایا جاتا ہے اور چرخہ (ایک قسم کا آلہ سوت لپٹنے کا) پر بھی لپٹیا جاتا ہے

اگر بارہ گھر کے تار ایکمین ملا دیے جاوین تو اوسکا دھاگہ باریک مثل آدمی کے بال کے ہوتا ہے اور سو سو گھر کا دھاگہ علیحدہ علیحدہ رکہنے کا دستور ہے خواہ پانچ پانچ گھر کا جوڑکر تار نکالا جاوے یا بیس بیس گھر کا ملاکر نکالا جاوے اور ایک سو گھر کا دھاگہ تخمیناً پانچ سے دس تولہ تک ہوتا ہے۔ کم و بیشی اوسکی گھر ونکی عمدگی پر موقوف ہے اور جو گھر ٹھسر کے ایسے ہوتے ہین جسمین بوقت فصل اول یا دوم یا سوم کیڑے نکل کر اوڑجاتے ہین اگرچہ اونسے بھی ٹھسر کا دھاگہ نکالا جاتا ہے مگر اوسمین سے بہت کم نکلتا ہے۔ قیمت ٹھسر کے دھاگہ کی تقریباً فی سیر بارہ روپیہ ہوتی ہے ایک سیر ادھ پاؤ دھاگہ سے ایک معمولی ساڑھی تیار ہوسکتی ہے اور پندرہ روپیہ قیمت کو فروخت ہوتی ہے۔

ٹھسر کی رنگت کا بیان

اصلی رنگ اس دھاگہ کا سفید مایل بہ زردی ہوتا ہے اور یہ زردی سفیدی صاف کرنے کی عمدگی سے کم زیادہ ہوتی ہے مگر ہر قسم کی رنگت اوسکو دیجانی ممکن ہے

سرخ رنگت کی ترکیب یہ ہے کہ ڈیڑہ پاؤ تھسر کے واسطے ڈیڑہ سیر لاکھہ کو پانی مین خواہ
میٹھا پانی ہو یا کھارا تین روز تک بھگونا چاہیئے بعدہ اوسکو خوب باریک پیسکر چھان لیوے
اور پندرہ تولہ پھٹکر باریک پیسکر اوس پانی مین ملا دیوے اور تین پاؤ املی (تمر ہندی)
کو ایک کپڑے مین باندہکر اوس پانی مین ڈالدیا جاوے پیر تھسر کے دہاگہ کو اوسمین
ڈالکر چولہے پر چڑہایا جاوے اور ایک گھنٹہ تک ملایم آنچ سے پکانا چاہیئے۔ تھسر
خوشرنگ سرخ ہوجاتا ہے اور اگر احیاناً ایک دفعہ مین سرخی کامل طور سے نہ آوے تو دوبارہ
یہی ترکیب کرنی ہوتی ہے۔

زرد رنگت کی یہ ترکیب ہے کہ ڈیڑہ پاؤ تھسر کے دہاگہ کے واسطے ڈیڑہ سیر
پلاس کے پھول کو تین روز تک پلاک کی راکھہ کے پانی مین رہنا چاہیے۔ چوتھے
روز اوس تھسر کو پندرہ تولہ پھٹکری کے پانی مین بھگووین اور بعدہ دہوپ مین خشک
کرین جب قدرے نم باقی رہے تھسر کو پلاس کے پھولون کے پانی مین ڈالکر معہ پھولونکے
چولہے پر رکھا جاوے اور ایک گھنٹہ تک ملایم آنچ سے پکایا جاوے اس سے زرد رنگ
ہوجاتا ہے۔ اگر خوب زردی نہ آوے تو مکرر حسب ترکیب مذکورہ بالا دو آتشہ کرنا چاہیے

راقم
امیر محمد خان

خُلق

اور

اوس کا حُسن و قبح

خالق عالم نے صفحۂ زمین پر ہزارون ہی قسم کی مخلوق خلق کی ہے جو ہر ایک بقدر حوصلہ اپنی زبانِ حال سے اوسکی یکتائی اور ہیچی صنعت کا راگ گاتی ہے ۔ مگر خلقت انسان جو اشرف المخلوقات کے معزز خطاب سے مشرف ہے اوس ایک صورت گر کی یکتا صنعت کا مجسم نمونہ ہے ۔

اگر اپنی شرافت باطنیہ پر نظر کر کے آپ ملائک آسمانی کیطرف بھی کچھ توجہ فرمائین تو ازدیادِ عظمت کے جوش مین جو آواز کہ آپ کی زبان سے نکلیگی غالبًا وہ یہی شعر ہوگا ؎

وہ نرے پتلے ہین کافور کے ہو یا لے
رات دِن صلّے علی صلّی علی کہتے ہین

شرافت باطنیہ سے قطع نظر کر کے وجاہت ظاہری ہی کو لیجئے دیکھیے انّی جاعلٌ فی الارض خلیفہ اوسکے لیے کسقدر موزون و مناسب خلعت ہے +

حضرات صوفیہ کا قول ہے کہ کل مخلوق بلحاظ نوعیت خلقت ایک ایک
اسم الٰہی کا مظہر ہے جسمین جن و ملک بھی شامل ہین بجز نوع انسان کے کہ یہ جناب مظہر
کل اور جامع جمیع صفات ہین یعنی سب طرحکی قوتین قدرتاً انکی فطرت مین رکھی گئی ہین
حافظ شیراز کا ایک شعر جو ایک مقدس نص قرآنی کی تفسیر ہے انکی شان کا ایک
نمونہ اور انکے دعوے کا ایک ثبوت ہے ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

چونکہ ہم اپنے جوہر ذاتی سے کام لینے کے عادی بہت کم ہین اسوجہ سے اس شعر
کے معنی سے جو ہمت و قدرت و عالی حوصلگی ظاہر ہوتی ہے اوسکو حیرت و تعجب
کی نگاہ سے دیکھتے ہین مگر ہماری اصلیت ہرگز اس تعجب و تحیر کی مقتضی نہین ہے
کیونکہ خداے پاک نے اپنی تمام مخلوق مین اگر کسیکو اپنی کل قدرتونکی خوشنما تصویر بنایا ہے
تو وہ انسان ہی ہے جہان اسکی فطرت مین اور بہت سی صنعتین رکھی گئی ہین وہان
ایک صنعت خلق بھی ہے جسکی حقیقت ہم بیان کرتے ہین +

بیشک اوس حکیم علی الاطلاق ہی کا کام ہے کہ اس قالب خاکی مین اقسام
کی صنعتین پیدا کی ہین نہ صرف پیدا کی ہین بلکہ اونسے کام لینے کی قدرت بھی عطا فرمائی

ہے۔

کتب اخلاق میں لکھا ہے کہ انسان دو صورتوں سے مرکب کیا گیا ہے ایک صورت ظاہر اور دوسری باطن یا یوں کہو کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کو کہتے ہیں اور خُلق بالضم صورت باطن کو۔

جسم صورت ظاہر ہے جو چشم ظاہر سے دیکھا جاتا ہے اور روح صورت باطن ہے جو بصیرت دل سے دیکھی اور پہچانی جاتی ہے۔

جیسا جسم کو ایک ہیئت و صورت نمایاں ہے ایسا ہی روح کو بھی ایک صورت و ہیئت ہوتی ہے بھلی یا بری۔

الحاصل صورت باطنیہ یا ہیئت روحانی کا نام خُلق ہے۔

جسطرح صورت ظاہر کو بھلائی یا برائی یعنے حسن و جمال یا بدصورتی و کریہ المنظری لازمی ہے اسیطرح صورت باطنیہ یا ہیئت روحانی کو بھی حسن یا قبح ضرور ہے۔

جس ہیئت سے افعال و حرکات شائستہ جو {شرعاً و عقلاً پسندیدہ ہوں} سرزد ہوتے ہیں تو اوسکو خلق حسن کہتے ہیں۔ مگر ان حرکات و افعال کا وقوع بلا تکلف اور بغیر تصنع و باسانی ہونا چاہیے کیونکہ کسی غرض یا نمایش کے سبب بہ تکلف کوئی شایستہ کام کیا جاوے تو وہ خلق حسن میں محسوب نہ ہوگا بلکہ ریاکاری پر جو خلق قبیح سے محمول کیا جاوے گا

لہذا اوس ہئیت کا نفس میں راسخ وثابت ہونا لازمی ہے اسیوجہ سے ہئیت راسخہ نفسانی کو خلق کہتے ہین خواہ نیک ہو یا بد +
اگر اوس ہئیت راسخہ نفسانی سے افعال وحرکات مکروہ وناشایستہ سرزد ہونگے تو اوسکو خلق قبیح کہین گے +
ظاہر ہے کہ حسن ظاہر صرف آنکھہ ناک رخسار کے درست ہونے سے کامل نہین ہو سکتا تاآنکہ سراپا حسن نہ ہو ایسا ہی صورت باطنیہ { خُلق } کا حسن بہی اوسوقت تک کامل نہین ہو سکتا جب تک کہ اربعہ ارکانِ ذیل سے بلا افراط وتفریط کام نہ لیا جاوے +

اربعہ ارکان

قوّتِ علم[۱]　　قوّتِ غضب[۲]　　قوّتِ شہوت[۳]　　قوّتِ عدل[۴]

قوّتِ علم[۱] - اِس قوّت کو نفسِ عاقل اور نفسِ ملکی بھی کہتے ہین - یہ قوّت فکر تمیز ادراک حقائق کی مبدا ہے ۔ اسکا حُسن یہ ہے کہ اقوال وافعال کی بہلائی وبُرائی بخوبی وبلا تکلّف سمجھہ سکے یعنی قول کے جہوٹہ وسچ اور فعل کے حُسن و قبح مین امتیاز وافتراق کر سکے اور ایسا ہی اعتقادات کے حق وباطل مین تمیز کرے جب یہ قوّت کامل ہوتی ہے تو آدمی حکیم ہوتا ہے حکمت کے بہی دو نوع ہین -

نظری[1]   عملی[2]

نظری یعنی چیزونکی ماہیت و اصلیت کو جیسا کہ فی نفسہ ہو جاننا۔

عملی یعنی جیسا کہ چاہیے بقدرِ طاقت و حوصلہ بشری کام کرنا +

قوتِ[2] غضب کو نفس سبعی بھی کہتے ہین یہ نفس مبداء ہی خشم ۔۔ دلیری ۔ تکبر ۔ جاہ ذیع مضار کا ۔ اسکا حسن یہ ہے کہ علم و حکمت کے تابع رہے تا کہ علم و حکمت کی اجازت سے برسر موقع سختی و نرمی عمل مین آوے ۔ نہ سختی بیوقت اور حد سے متجاوز ہو نہ نرمی ضرورت سے زیادہ ظہور پذیر ہو + ۵

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرحم نہ است

اس اعتدال کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حلم پیدا ہوگا اور ساتھ ہی شجاعت نمودار ہوگی جو تابع حلم ہے۔

قوتِ[2] شہوت ۔ معروف بہ نفسِ بہیمی جو مبدا ہے شوقِ مباشرت و خواہشِ اکل و شرب و طلبِ منفعت کا اسکا حسن بھی یہی ہے کہ متابعت علم و حکمت کی کرے اور بپابندی عقل و حکمت کے حظوظ و لذائذ نفس کے حاصل کرنے مین میانہ پن اختیار کرے جب یہ اعتدال راسخ ہوگا صفت عفت پیدا ہوگی اور فضیلت سخاوت بھی جو عفت کی تابع ہے حاصل ہوگی +

قوتِ۴ عدل ۔ اس قوت کی نسبت بعض حکما کے مختلف بیانات کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ قوت اور قوتوں کی طرح انسان میں نہیں رکھی گئی ہے بلکہ جب قوتہائی ثلاثہ مذکورہ سے بدرجۂ اعتدال بلا افراط و تفریط کام لیا جاتا ہے تو یہ قوت رابعہ یعنی عدل پیدا ہو جاتی ہے، یا ان ہر سہ قوتوں کی ترکیب کے بعد جو حالت اعتدالیہ پیدا ہوتی ہے وہی عدل ہے +
مگر اکثر علما و حکما اس قول کی مخالفت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس طرح علم۔ غضب۔ شہوت ہر سہ قوتیں انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہیں ایسی ہی چوتھی قوت عدل بھی اوسکی فطرت میں موجود ہے اور وہی قوت عدل ہے جو قوتِ غضب و شہوت کو علم و حکمت کے تابع کر دیتی ہے جس سے انسان علم و حکمت سے کام لینے کی سکت پاتا ہے اور ایک نتیجہ بلا افراط و تفریط پیدا کرتا ہے جو فضیلت عدل کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔
چونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ اجناس و اصول و فضائل چار ہیں یعنی حکمت[۱] شجاعت[۲] عفت[۳] عدالت[۴]۔ لہذا قول ثانی ہی زیادہ اعتبار کے قابل ہے۔
ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ خلق کے حسن کی تکمیل کے لیے اربعہ ارکان مذکورہ سے بلا افراط و تفریط کام لینا چاہیے پس افراط و تفریط ہی خلق قبیح ہیں۔ اگر ان ارکان اربعہ میں افراط و تفریط ہوگی تو حسن خلق کی تکمیل نہ ہو سکے گی۔ مثلاً
قوتِ علمیہ کی افراط و تفریط کیر ُزی و بلہ ہیں۔ کیر ُزی یعنے بے ضرورت و بیجا

فکر و تردّد کرنا اور عقل دوڑانا۔ بلہ۔ بوقتِ ضرورت عقل سے کام نہ لینا استعمالِ عقل نہ کرنا یہ
دونوں خلق قبیح ہیں اسکا متوسّط حکمت ہے جو خُلقِ حسن ہے +
قوّتِ غضبیہ کی افراط و تفریط تہوّر و جبن ہے۔ تہوّر یعنی بے موقع دلیری کرنا اور جبن یعنی
نامردی و پستی ہمّتی یہ دونوں خلق قبیح ہیں اور متوسّط شجاعت ہے۔ جو خُلق حسن ہے +
قوّت شہویہ۔ کی افراط و تفریط شَرَہ و خمود شہوت ہے۔ شرہ یعنی بلا نگہداشت حکمت حظوظ
نفس کی زیادہ پیروی کرنا۔ خمود شہوت۔ یعنی شہوت کا سرد گرم ہو جانا۔ یہ دونوں خُلق قبیح
ہیں اسکا متوسّط عفّت ہے اور خُلق حسن ہے +
اسیوجہ سے اجناس اصول فضائل یہی چار ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور فروعات
انکے بہت ہیں چند بیان کیے جاتے ہیں +
فروعِ حکمت۔ فہم۔ ذکا۔ سرعت۔ حسنِ تعقّل۔ صفائی ذہن۔ تحفّظ۔ سہولت تعلّم
فروعِ شجاعت۔ تواضع حلم۔ بلند ہمّتی۔ ثبات۔ سکونِ نفس۔ تحمّل۔ حمیّت شہامت
رقّت۔
انواعِ عفت۔ صبر۔ قناعت۔ رفق۔ حیا۔ وقار۔ ورع۔ حسن۔ سخا۔ مسامحت
ہدیٰ۔
فروعِ عدالت۔ عبادت۔ صداقت۔ تسلیم۔ توکّل۔ رضا۔ مکافات۔ الفت۔

تودّد - وفا - حسن قضا - صلۂ رحم - حسن شرکت -

اس تفصیل کے بعد ہم اس بیان کو اس مسرت کے ساتھہ ختم کرتے ہین کہ ہمارے ہمعصر ابنائے جنس جو خوش خلقی کے خوشنما خطاب سے مخاطب ہین اونکو زیادہ خوش ہونا چاہئیے نہ صرف اسوجہ سے کہ اونکو ایک خطاب خوش اخلاقی حاصل ہوا ہے بلکہ اسوجہ سے بہی کہ خدا کے عطیۂ معزز نعمتون سے متمتع اور اونپر محیط ہوکر اپنے معاصرین کو اپنا مبارک و مقدس نمونہ دکہاتے ہین فقط

راقم

محمد عزیز اللہ

توکّل

گفت پیغمبر باوازِ بلند
بر توکّل زانوے اشتر بہ بند

چند اصول فی زماننا نہایت شد ومد سے اسلام کے بعض گروہ مین جاری ہین - علی الخصوص اوس گروہ مین جسنے اپنی ناقص العقل کے باعث تعلیم سے بہت کم فائدہ اوٹھایا ہے - وہ اگرچہ دنیا کی نظم ونسق کے لیے نہایت ضروری اور لازمی ہین مگر ساتھہ ہی اوسکے یہ کہنا بھی ضروریات سے خالی نہین کہ اگر اون اصولون نے دانائی اور سمجھہ کے مہد مین پرورش پائی ہے تو اون سے وہ مادّہ استقلال کا پیدا ہو جاتا ہے جسنے ہر لحظہ امید بڑہتی ہے کہ سوائے کامیابی کے اور کوئی برا نتیجہ ہرگز پیدا نہ ہوگا - اگر برخلاف اسکے اون اصولونکو غلط معنی پہنائے جائین تو اونسے بجز بلکہ سفیر ترقی اور بہبودی آیندہ سد راہ کوئی چیز نہین - اس چہوٹی سی تمہید پر اکتفا کر کے ناظرین کو مضمون سے آگاہی دیتا ہون - بے شغلی جو بلفظ توکّل تعبیر کیجاتی ہے - اکثر کم ہمت اور تساہل شعار جبلی سرشت مین تن آسانی اپنا قبضہ جا لیتی ہے توکّل کو وہ معنی پہناتے ہین جو خلافِ عقل اور مذہب ہین - تن آسانی ایک ایسی خوشگوار اور مزہ دار شے ہے اللہ نے بنائی

ہے جسکے لیے ہر مخلوق تہ دل سے جویاں و خواہاں رہتی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسکی جستجو اور
تلاش سے کوئی ذی روح خالی نہین۔ گو وہ صاحبِ ادراک ہو یا نہین۔ لیکن ہم موقع پر صرف
انسان پر بحث کرنا چاہتا ہون۔ ہر فردِ بشر کا مقصد اصلی یہ ہے اور ہونا چاہیئے کہ دنیا مین آسائش
سب سے بڑی چیز ہے۔ لیکن یہ خیال اوس حد تک درست اور بجا ہے جہان تک کہ وہ
مضرِ خلائق اور مضر اپنی ذاتِ خاص کے لیے نہ ہو۔ اسکا ہرگز یہ منشا نہین کہ کسی بنی نوع کو (خواہ
وہ عزیز ہو یا غیر) نقصان پہونچا کر اپنی آسائش کے سامان فراہم کیے جاوین۔ دنیا کے
حالات اور اسباب پر جہان تک غور و خیال کیا جاتا ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے
صانع کا کوئی فعل خالی از حکمت اور مصلحت نہین۔ اور کوئی شے جسنے خلقت پائی ہے
بیکار نہین۔ خدا نے۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤن۔ جو انسان مین پیدا
کیے ہین ان مین کچھ بھید ضرور ہے۔ اور نہ کوئی چیز دنیا مین خالی از فائدہ ہے ضرور
ہر ایک شے سے کوئی عمدہ نتیجہ نکلتا ہے۔ ہاتھ پاؤن اسلیے نہین ہین کہ وہ شل و فضول
کاٹ کباڑ کے کسی گوشے مین پڑے رہین۔ اور اون سے کچھ کام نہ لیا جائے۔ بلکہ وہ
اسلیے عطا ہوئے ہین کہ وہ ہمارے ارتفاع ضروریات مین ممد او معیّن رہین۔ پاؤن کا
کام یہ ہے کہ وہ ہمکو اوس چیز تک پہونچا دین جسکی ہم کو خواہش ہے اور وہ ہمارے احاطۂ
قدرت سے باہر ہے۔ ہاتھ کا کام یہ ہے کہ اون سے ہم اپنے مطلوب پر قبضہ حاصل

حاصل کرتے رہین ۔ آنکھ ۔ ناک ۔ کان ۔ کو خدا نے ہمارا معلّم مقرر کیا ہے اور انہین
سے ہر ایک شئے کی ماہیت اور کیفیت کا ہمکو علم ہوتا ہے ۔ ان سب کے اوپر خدا نے
ہمکو دو قوّتین عطا کی ہین جو اس دنیا مین ہمارے افعال و حرکات کی ہادی ہین اونکا
نام قوّت مدرکہ اور قوّت ممیزہ ہے ۔ چنانچہ پہلی سے ہر ایک شئے کا علم اور دوسری سے
بُرے بھلے کا امتیاز ہوتا ہے ۔ قوت ممیزہ کا صرف یہی کام نہین ہے کہ وہ ہمکو نیک و بد
مین فرق بتا دے بلکہ اوسکا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ہمکو اون امور سے آگاہ کرے جنکا
کرنا ہمکو قدرتی طور پر لازمی اور ضروری ہے ۔ یعنی اون افعال سے جو مقتضی بشریت
اور لوازمۂ انسانی ہین جنکا نکرنا موجب اذیّت اور نقصان ہے ۔ اگر ان اصولون کی
فروگذاشت کی جائے تو کچھہ ہمارا ہی نقصان نہین ہے بلکہ اوس خاندان کا بھی جسکے
ہم رکن ہین اور اوس قوم کا بھی جسکے ہم ممبر ہین ۔ اور یہ امور وہ ہین جنکی جوابدہی ہماری
گردن پر ہے اور ایک صریحی نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے کو (خواہ وہ ہمارا دست نگر ہو
یا ہم اوسکے) نقصان پہونچانا گناہ ہے خلقت انسانی پر غور کرنیوالے خوب جانتے ہین کہ خدا نے
انسان کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنی ذات کو اور اپنے ابنائے جنس کو
نفع پہونچائے ۔ اور ان سب سے بالاترین امر یہ ہے کہ علاوہ کل ہمہ نافرمانی اور ناشکری ہم
خدائے برتر کی ہوتی ہے جسکی احسانات سے عہدہ برائی کسیطور پر ممکن نہین ۔

جوارح انسانی جو عطیات رحمانی ہیں اونکو توکل کے غلط معنی پر بیکار رکھنا حقیقت مین خدا کے متقدس اراوونکو توڑکر قومی ادبار کی مجسم زندہ تصویر بننا اور مرتکب کفران نعمت کا ہونا ہے۔ نقصان دینی اور اخلاقی کے سوا ایک اور نقصان ہے اور وہ ایسا ہے جس سے مین خیال کرتا ہون کوئی انکاری نہ ہوگا۔ ہر چیز کا قاعدہ ہے کہ جب تک استعمال مین رہتی ہے عمدہ رہتی ہے اور اوسکی درستی کا خیال پیش نظر رہتا ہے اور جب کوئی شے بیکار ہوجاتی ہے تو اوسکا کوئی خیال بہی نہین کیا کرتا۔ حتے کہ مالک بہی اوسکی طرف سے نظر توجہ پہیر لیتا ہے۔ علی ہذا اگر انسان بہی ایسا ہی کرے اور اپنے تمام اعضا کو معطل کردے تو کیا نتیجہ ہوگا۔ سوا اسکے اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ سب بیکار ہوجائین اور اوسکی فرمانبرداری سے سرتابی کرنے کو ہر دم آمادہ اور طیار رہین مثلاً اگر آدمی چلے پہرے نہین کہانا ہضم نہین ہوگا۔ صدہا قسم کی بیماریان پیدا ہوجائین گی اور ہزارہا نقصان اوٹہانا پڑین گے۔ ایک مرتبہ تمام اعضائے جسمانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کل کام پرورش اور حفظ بدن کا ہمارے سپرد ہے اور حضرت شکم کچہہ بہی نہین کرتے۔ ہمکو کیا ضرورت ہے کہ ہم مصیبت اوٹہائین اور دردسری کرکے شکم پری کیا کرین۔ پس سب نے متفق ہوکر تن آسانی اختیار کی اور کچہہ کام نہین کیا چند ہی روز مین یہ نتیجہ ہوا کہ نہ ہاتہہ پائون مین قوت رفتار۔ نہ آنکہہ مین قوت بصارت

سب کے سب معطل اور بیکار ہو گئے - غرض مجبور ہو کر شکم سے صلح اختیار کی اور انہا نے اپنا کام سنبھالا - پھر بدستور وہی کارخانہ جیساکہ پہلے تھا جم گیا - انسانکی مدنی الطبع ہونیکی اس سے زیادہ موثر مثال دوسری کم ملتی ہے دنیا دارالمکافات اور عالم اسباب کا ہم موزوں مترادف ہے جب انسان حسب منشا ئے قانون قدرت اپنے لیے مثل قدرتی آلات سے کام لیتا ہے جمین ہر ملحکی صلاحیت ہے تو اوسکے مکافات ونتایج سے بقدر محنت بہرہ مند ہوتا ہے - اگر بالفرض کوئی کم عقل کسان بغیر تردد کیے ہوئے زمین مین تخم ریزی کرے اور مزید غور سے بلکہ واجب غور سے بباعث تساہل او سست اٹمیت ہو جاوے تو کیا وہ اپنی مزروعہ سے کسی قسم کے منفاد کی امید رکھ سکتا ہے - ہرگز نہین - وہ زمین جسکا تردد اچھی طرح ہوا ہوگا عمدہ طور پر باردار ہوگی اور وہ مالک جو اس ہندی مقولہ کا کاربند رہا ہوگا کہ - کھیتی خصم سیتی اور رہن آس پاس زیادہ نفع اوٹھاوے گا - الحاصل جو کرے گا سو پاوے گا - جو بووے کا وہ کھودے گا کوشش اور جستجو نہ کرنے کا نام ہرگز توکل نہین - بلکہ توکل اوسکو کہتے ہین کہ تمام ذرایع اور وسائل اختیار کر کے اپنے آپ کو اوس لیاقت تک پہونچاوے جو کسی کام کے اکتساب کے لیے ضروری ہو اور جب کل سامان اور اسباب ضروری فراہم ہو جائین تب اپنے خالق کی ذات ستودہ صفات پر بھروسا کرے اوسوقت ضرور سے

ر وہ بھی ایسے ہی شخص کی مدد سب سے پہلے کرے گا کیونکہ خدا اونکی مدد کرتا ہے
جو اپنی مدد آپ کرتے ہین -

ہر کام کو نہایت استقلال کے ساتھہ درجہ بدرجہ طے کرنے اور کسی حالت مین یا
تو وہ کسی سبب سے یاس کی ہو - یا کامیابی کی دست ہمت سے نہ چھوڑنے کو توکل
کہتے ہین -

عنوان آرٹیکل ہذا کے مقدس شعر کو غلط معنی سے بہت اشاعت دیگئی جو کہ اکثر ج
لوگون کا معتمد علیہ قرار پایا اور جو فی الواقع خسر الدنیا والآخرہ کا سبب ہوا -

اس تحریر سے ہمارا ہرگز یہ بھی مطلب نہین کہ توکل بے اثر شے ہے نہین وہ سب سے
بڑا تسکین اور تشفی کا آلہ ہے - خدا پر بھروسا کرنا عین سعادت کی دلیل ہے اور علامت
کامیابی کی ہے لیکن اوسی حالت مین جب کہ اوسکے احکام کے مطابق کاربند ہو فقط

راقم
قاضی سید حامد علی

انتخاب تاریخ طب

یعنی

طب کا وجود اور اوسکی ابتدائی حالت

اس بات کی تحقیق کرنا کہ علم طب کب پیدا ہوا اور اوسکے پیدا ہونیکا سبب کیا ہوا چند وجوہ سے بہت مشکل ہے۔

اوّلاً اسوجہ سے کہ اوسکو پیدا ہوکر ایک زمانہ دراز گذرا اس حالت میں اوس امر کا دریافت کرنا جسکے ابتدا و زمانہ کا ٹھیک طور پر پتہ نہ لگ سکے نہایت دشوار ہے

ثانیاً اسوجہ سے کہ سیّے قدیم مورخین کا اس امر کے متعلّق ایک ہی متفق علیہ قول نہین ہے جسکو ہم سچا سمجھکر اوسکی پیروی کرین۔

ثالثاً اسوجہ سے کہ جن لوگون نے اسکے متعلّق اپنی رائے ظاہر کی ہے وہ بھی مختلف الآراء اور مختلف الطبقات ہین اس صورت مین اگر ایک کے قول کو بلا ترجیح سچّا قرار دین تو کوئی تسلیم نہ کرے گا اور حقیقت مین کسیکو تسلیم ہی نکرنا چاہئیے۔
حکیم جالینوس نے اپنی تفسیر مین جو اوسنے بقراط کی کتاب الایمان پر

لکھی ہے یہ بیان کیا ہے "یہ بحث کہ سب سے پہلے علم طب کسنے ایجاد
کیا کچھ آسان بحث نہین ہے جسکو عوام کی راے طے کر سکے ۔
مذکورۂ بالا وجوہات سے یہ ظاہر ہے کہ ہم طب کے وجود کا پتہ نہ وجہ اول
سے لگا سکتے ہین اور نہ وجہ ثانی سے اس امر کے متعلق ہمکو جو کچھہ مدد مل سکتی
ہے وہ وجہ ثالث ہی ہے یعنے جب ہم مورخین کی مختلف رایون پر نظر ڈالین گے
تو ہم طب کے وجود کے متعلق کچھہ نہ کچھہ اونکی مختلف رایون سے نتیجہ نکال سکین گے
وجود طب کے حکما وسنکے دو فریق ہین جو فریق حدوث اجسام کا قایل
ہے وہ طب کے بھی حادث ہونے کو تسلیم کرتا ہے اور اوس فریق کی یہ
دلیل ہے کہ جن اجسام مین طب مستعمل ہوتا ہے وہ حادث (فانی) ہین تو طب
بھی حادث ہے ۔ اور جو فریق اجسام کے قدیم ہونے کا معتقد ہے وہ طب کو بھی
قدیم جانتا ہے ۔ اور اونکا قول ہے کہ تمام اجسام قدیم (غیر فانی) ہین تو بالضرور
طب بھی قدیم ہے ۔ ہمکو اس مقام پر عالم کے حدوث و قدوم کو منطقی اور فلسفی
مسائل کی رو سے ثابت کرنا منظور نہین ہے ہان اسبات کا تو ہم ضرور اعتراف
کر سکتے ہین کہ جب ہم عالم کے قدیم ہونے کو تسلیم کرلین گے تو ہم طب کے وجود
کا پتہ نہ لگا سکین گے ۔ طب کے وجود کا پتہ تو جب ہی لگیگا جب ہم عالم کے

حدوث کو تسلیم کرین پس جو فریق حدوث اجسام کا قائل ہے اونکے بہی دو گروہ ہین +

ایک گروہ کا یہ اعتقاد ہے کہ طب انسان کے ساتھہ ہی پیدا ہوئی اسلیئے کہ طبیعت انسانی کا صحت و علالت سے محفوظ رہنا ناممکن ہے - اور طب ہی انسان کی صحت و علالت کے لیے کافی معیار ہے -

دوسرے گروہ کا اعتقاد یہ ہے کہ طب انسان کے بعد پیدا ہوئی اور انسان ہی طب کا موجد ہے - چنانچہ فیلن اور ناسلس وغیرہ کی یہی رائے ہے پھر اسبات کے دریافت کرنے مین کہ پہلے پہل طب کس ملک مین ایجاد ہوئی اور اسکے پیدا ہونے کا سبب کیا ہوا - اور کسنے ایجاد کی - مورخین نے بہت اختلاف کیا ہے - اون موجدون اور قوم کے نام حسب ذیل ہین -

مصری هرامسہ ثلثہ !! اہل فونوس اہل موسیا - اہل افرجیا !!! -

!! حکمائے قدیم مین تین شخص ہم نام گذرے ہین جنکا نام ہرمس تہا اور وہ ہرامسہ ثلثہ کے نام یاد کیے جاتے ہین ہرمس اوّل کو مورخین نے اہرام مصری بانی قرار دیا ہے +

!!! مورخین کا بیان ہے کہ اہل افرجیا نے مختلف قسم کے مزامیر (باجے) ایجاد کیے

حکمائے[۷] فو ہڑ[بڑ] بابل کے ساحر ۔ یمن[۸] کے ساحر ۔ فارس[۹] کے ساحر ۔ اہل[۱۰] صفالیہ ہندی[۱۱] ۔ اہل افریطیس[۱۲] ۔ سوہانی[۱۳] ۔ کلدانی[۱۴] ۔ کسدانی[۱۵] ۔ بقول علمائے اسرائیل کے یونانی[۱۶] بن لامخ بن متوشالخ ۔ سلیمان بن[۱۷] داود علیہ السلام ۔ موسے[۱۸] علیہ السلام ادریس[۱۹] علیہ السلام ۔ شیث بن[۲۰] آدم علیہ السلام ۔ بقول مجوسیوں کے زردشت[۲۱] ۔ بقول صابیون (ستارہ پرستوں کے) قدیم کاہن[۲۲] (نجومی یا غیب کی باتین بیان کرنیوالے)

غرض کہ کسی خاص شخص یا خاص قوم کو اس فن کا موجد کہنا سخت غلطی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ فن طب کوئی اور شخص یا اور قوم نے ایجاد کیا ہو یا پہلے کسی خاص مقام مین پیدا ہوا ہو افراد انسانی کو اس علم کی جیسی حاجت ہے وہ ظاہر ہے ۔ جب افراد انسانی کی کثرت ہوئی اور مختلف مقامات مین لوگ آباد ہونے لگے تو چونکہ اس مقام کی آب وہوا اور غذا انسان کی صحت کے لیے مختلف التاثیر تھی اسلئے کئی ایک ملک کے باشندے بہ نسبت دوسرے

جس سے نفس انسانی (مدبر بدن) کے اندرونی آلام دفع ہوئے جب اس چیز سے مدبر بدن کے آلام زائل ہوتے ہین تو بدن کے آلام و فسادات بطریق اولے دفع ہو سکتے ہین ۔

بڑ فو ایک جزیرہ کا نام ہے حکیم بقراط اور اوس کے آبا واجداد یعنے آل اسقلیبوس اسی ملک

ملک کے باشندون کے زیادہ تندرست تھے اور بعض زیادہ امراض مین مبتلا تھے اس اعتبار سے کسیکو طب کی ضرورت کم تہی اور کسیکو زیادہ بہرطور ہر شخص اسکا محتاج تہا بس کسینے مشاہدات اور تجربات سے حاصل کیا اور کسینے اتفاقات اور خواب ہی سیکہا۔ جب انسان کو مدت مدیدین متعدد اور مختلف ادویہ کے استعمال کی معلومات ہوئی تو وہ اوسمین تامل کرکے اونکی علتین اور مناسبتین دریافت کین جس سے قوانین کلیہ کی نبیاد پڑی جب اوسکو اوسمین کمال ہوا تو معرفت کلیات سے جزئیات کا علم حاصل ہوا اور استنباط جزئیات سے کلیات کا علم ہوا۔

زمانہ کے انقلابات اور بادشاہونکی ملک گیری اور غلبہ سے اسمین تبدیلیان ہوتی رہین مفتوح قوم کے فنا ہوجانے سے فاتح قوم ہی اوسکی موجد سمجہی جانے لگی کیونکہ اکثر مورخین کو ایسے واقعات کے پتہ لگانے مین غلطی ہوجاتی ہے اور

؎ کے رہنے والے تھے اور راون کا یہ ہی بیان ہے کہ پہلے علم طب اقلیم رابع کے تین جزیرون مین پیدا ہوا اون جزیرونکے نام یہ ہین۔ رودس۔ قنیدس۔ قوس۔ حکیم بقراط اسی جزیرے مین پیدا ہوا۔ عیون الانبیاء جلد اول صفحہ (۵)

اور وہ ناواقفیت سے کہدیتے ہین کہ فلان قوم اس علم یا فن کی موجد ہے اسیوجہ سے عام لوگ مغالطہ مین پڑجاتے ہین۔ ممکن ہے کہ کسی اور قوم نے ایجاد کیا ہو۔
چنانچہ امیر ابوالسوق مبشر بن فاتک نے اپنی کتاب (مختار الحکم و محاسن الکلم) مین بیان کیا ہے کہ جب سکندر دارا کے ملک (فارس) پر فتحیاب ہوا تو اوسنے حکم دیا کہ مجوسیونکے دین کی کل کتابین جلادیجائین۔ لیکن نجوم۔ طب اور فلسفہ کی کتابونکی نسبت اوسکا حکم ایسا نہین تہا۔ بلکہ اوسنے ان علوم کی کتابونکو نہایت احتیاط سے فراہم کیا اور اپنے ملک کو لیجاکر اونکا رواج دیا۔ اوسی زمانہ کے لوگ اسکے موجد سمجھے جانے لگے۔
جالینوس وغیرہ کا بیان ہے کہ جب بقراط نے یہ دیکھا کہ چونکہ طب مدوّن نہین ہوا ہے اندیشہ ہے کہ زمانہ کے انقلابات سے چندروز مین مفقود ہوجاوے اور اسکا مفقود ہونا آیندہ آنیوالی نسلونکے لیے ایک خطرناک امر ہے اگر یہ علم کتابون مین مدوّن ہوجاوے تو یہ اندیشہ نہین رہیگا۔ اس خیال سے اوسنے علاوہ اور علوم کے اس فن کو کتابون مین لکھا اور عوام کو اسکی ترغیب بہی دی۔ انہین واقعات کو دیکھکر ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اسکا موجد بقراط ہی ہے مگر حقیقت مین اونکا یہ کہنا تاریخ کے فلسفہ سے غلط ثابت ہوتا ہے لیکن یہ کہا گیا ہے کہ اسل

اسقلیبوس سے بقراط سے پہلے کسیکو اس فن کی تدوین کا خیال نہین ہوا اور یہی بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے طبیب کے لقب سے اسقلیبوس ہی یاد کیا گیا ہے ۔

شیخ موفق الدین اسعد بن الیاس بن مسطران نے اپنی کتاب "بستان الاطبا و روضۃ الالباء" مین ابو جابر المغربی سے یہ قول نقل کیا ہے "کہ نوع انسانی بالضرور ایک مبدا ار کی (جس سے نوع انسانی کا سلسلہ چلا) محتاج ہے اسلیے کہ نوع انسانی معدود ہی اور ہر معدود کی ایک ابتدا ہونی چاہیے جس سے تعداد کا سلسلہ قایم ہوا یعنی واحد ۔ یہ کبھی تسلیم نہین کیا جا سکتا کہ افراد انسانی نا معدود (بے نہایت) ہین اسلیے کہ افراد انسانی معدود ہو سکتی ہے گو اوسکو عملا ہم نہ گن سکین لیکن عقلاً اوسکا شمار ہو سکتا ہے"

ابو جابر یہ بیان کرتا ہے کہ جب اشخاص بالضرور ایک مبدا کے محتاج ہین تو طب بھی ایک مبدا کی محتاج ہے ۔ یہ ظاہر ہے کہ جسطرح مبدا انسانی اس علم کا محتاج تھا اوسیطرح تمام افراد یعنے موجودہ لاکھون کرورون آدمی طب کے محتاج ہین ہم کسیطرح اوسکو اس بسیط علم کا موجد نہین کہہ سکتے کیونکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے معلومات کی تعداد انگلیون پر تھی پس طبی معلومات کا یہ حال ہوا تو اوسکو اس غیر محدود معلومات کا مخزن کیونکر کہہ سکتے ہین ۔ اگرچہ اوسکی جو کچھ معلومات تھی

اوسمین استنباط کو دخل تہا مگر پہر بہی طبیات کے قریب تہی اور آجکل تو طبی معلومات کا درجہ یقین کے درجے کے مقابل سمجہا جاتا ہے۔ گو آجکل کے عملی اور عقلی معلومات پر نظر ڈالنے سے عام لوگ اس مغالطہ مین پڑ سکتے ہین کہ اب انسان اپنی تمام ضرورتون کی تکمیل کر چکا مگر جون ہی اس امر پر غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ جسطرح مبدا انسانی اپنی ضرورتون کی تکمیل نکر سکا اسیطرح کسی آیندہ غیر محدود زمانہ تک بہی تمام اشخاص انسانی اپنی ضرورتون کو تمام نہ کر سکینگے۔ کیونکہ اگر تکمیل ضروریات کا قول تسلیم کر لیا جائے تو اوسپر ایک بڑا یہ اعتراض ہو سکتا ہی کہ کیا افراد انسانی سے ایک یا چند اشخاص کو امراض مختلفہ۔ ادویہ۔ ترکیب ادویہ۔ اونکی اصلی قوتین۔ اونکے امتزاجات۔ ترکیب استعمال۔ اونکی تاثیرات کے نتائج۔ جمیع بلاد۔ ان لوگونکے مختلف مزاجات۔ تفریق دیار۔ کانونکے مقامات۔ اونکی قسمین۔ اونکی خاصیتین حیوانات بری و بحری و ہوائی۔ ان کی قوتین۔ اونکی خاصیتین۔ اون کے نتائج۔ مضار۔ وغیرہ وغیرہ کا علم ہو سکتا ہے۔ کبہی نہین اس قول کا قایل مجنون خیال کیا جائیگا۔

غرضکہ انسان کو مختلف ذرایع سے طبی معلومات حاصل ہوئے۔ کبہی اتفاقیات۔ اور تجربات۔ سے کبہی قیاسات اور مشاہدات سے اور کبہی

خود مدبر بدن (نفس) کی امداد سے - اب ہم طب کے اتفاقیات - تجربات - قیاسات وغیرہ سے حاصل ہونے کی قدیم زمانہ کے لوگون کی چند نظیرین پیش کرتے ہین +

اتفاقیات

(۱) مصر مین ایک عورت تہی جو مہلک بیماریون مین مبتلا تہی یعنی اوسکا معدہ ضعیف ہوگیا تہا - سینہ اخلاط ردیہ کا مخزن بن گیا تہا ایام بہی بند ہو گئے تہے اتفاق سے وہ راسن کہا گئی جسکی تاثیر سے اوسکی تمام بیماریان بہت ہی تہوڑی مدت مین زایل ہو گئین - جب ایسے امراض کے لیے وہ دوا استعمال کیگئی تو اوس سے بہت فایدہ ہوا -

(۲) پادشاہ ہیوس کا ایک غلام نہایت ظالم - شریر اور غماز تہا - تمام امراء وزراء یہ چاہتے تہے کہ کسیطرح اوسکو مار ڈالین چونکہ پادشاہ اوسکو بہت عزیز رکہتا تہا اسلیے کسیکو اوسکے قتل کرنے کی جرات نہ ہوتی تہی آخر کو تنگ ہوکر اونہون نے یہ تدبیر نکالی کہ اوسکو بقدر دو درہم کے افیون کہانے یا پانی مین ملاکر کہلا دین - اس سے پادشاہ کو کسی پر الزام قتل کا موقع نہ ملےگا اونہون نے ایک باغ مین جشن کرکے اوسکو مدعو کیا اور افیون پانی مین گہولکر پلا دی گئی - تہوڑی دیر مین

راسن ایک قسم کی گہاس ہے

قریب مرگ ہو گیا اور چونکہ وہ بے ہوش ہو گیا تھا اونھون نے اوسکو باغ کے ایک
کمرے مین ڈالکر مقفل کر دیا اور محافظین بھی مقرر کر دیے اور اونھون نے یہ سمجھکر کہ وہ
اب چند منٹ مین مر جائے گا۔ بادشاہ کے پاس اس واقعہ کی اطلاع کی غرض سے
گئے۔ ابھی یہ لوگ بادشاہ کے پاس پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ اوس کمرے
کے قریب سے ایک سانپ نکلا اور براہ راست اوس کمرے مین گھس گیا جسمین وہ
قریب الموت غلام مقفل تھا تھوڑی دیر کے بعد غلام نے آواز دی کہ مجھے سانپ نے
کاٹ لیا جلد دروازہ کھولو اور وہ مجھپر حملہ کر رہا ہے۔ محافظین نے فوراً دروازہ کھولدیا
اور وہ صحیح وسالم نکلا۔

(۳) حکیم اندرو اخس بیان کرتا ہے کہ مقام بوبرنوس مین میری ایک زمین
تھی مین کسانونکو نوکر رکھکر اونسے کام لیا کرتا تھا۔ چونکہ میرا مکان اُس کھیتی سے دو
فرسخ کے فاصلہ پر تھا ہر روز مین اپنے ساتھ توشہ لیکر جایا کرتا تھا اور کسانونکو بھی تھوڑا
بہت کھانا دیدیا کرتا تاکہ وہ میرے کام مین سستی نکرین۔ ایک روز مین اپنے ساتھ شراب
کی بڑی بوتل جو مدت سے میرے یہان سر بند تھی لیتا گیا جب کسانونکو تشنگی ہوئی
تو وہ بخیال اسکے کہ اسمین پانی ہی اوسپر ٹوٹ پڑے اور اوسکا سر بند توڑکر ایک چھوٹا
پیالہ ڈبوکر پانی لینا چاہا اتفاق سے اوسمین ایک سانپ چھپا ہوا تھا اوسنے اونپر

حملہ کیا اور کسان ڈر کر کود کر دور کھڑے ہو گئے اور سانپ نکلکر جنگل مین چلا گیا - اونہون
نے مجھسے کہا کہ اگر یہ شراب ہمکو دیدیجاے تو ہم بہت انعام پا سکتے ہین - مین نے اوس
انعام کا حال دریافت کیا تو اونہون نے بیان کیا کہ ہمارے دیہات مین ایک شخص مرض
لاعلاج مین مدت سے مبتلا ہے - طول مرض سے اوسکے عزیز و اقارب تنگ ہو گئے ہین اور
وہ کہتے ہین کہ اگر اس مریض کو کوئی شخص کسی حیلے سے مار ڈالے تو ہم انعام دیتے ہین -
اور مرض کی سخت تکلیف سے مریض نے بھی کئی وقت خودکشی کا ارادہ کیا - لیکن وہ اپنے
ارادے مین کامیاب نہ ہوسکا - یہ سنکر مین نے شراب کی بوتل اونکو دیدی - اونہون نے
مریض کو وہ شراب پلائی - رات کو اوسکا جسم پھولنے لگا اور پھولتے پھولتے اوسکے جسم کا ظاہری
پوست چھوٹنے لگا اور صبح تک تمام پوست اوسکے جسم سے نکلکر گر پڑا اور وہ ایک خوبصورت
نوجوان بن گیا - بیماری کا نام و نشان باقی نہ رہا -

(۴۳) حکیم ابونونیوس کا بھائی پیمایش کے ایک عہدے پر مامور تھا وہ اپنے
فرائض منصبی کے ادا کرنے کے لیے جنگل مین پھرا کرتا تھا - وہ ایک روز کسی گاؤنکو جا رہا تھا
چونکہ موسم گرمی کا تھا تھک کر ایک درخت کے نیچے لیٹ رہا اور اوسکو نیند بھی آگئی سوتے ہی
اوسکو ایک سانپ نے کاٹ کھایا اس صدمہ سے اوسکی آنکھ کھل گئی اور اوسمین اتنی
طاقت بھی نہ رہی کہ اوٹھکر سانپ کو مارے - چونکہ اوسکے پاس کاغذ دوات قلم موجود تھا

اوسنے اپنا نام ونشان - مقام سکونت اور سانپ کا کاٹنا ایک رقعہ پر لکھکر درخت سے باندہ دیا اسکے بعد اوسپر زہر کا اثر غالب ہونے لگا اور بے ہوش بھی ہو گیا - اتفاقاً اودہر ایک شخص آ نکلا اور رقعہ پڑہنے کے بعد اوسکو بہت افسوس ہوا چونکہ بظاہر بشدت تشنگی سے اوسکی زبان خشک ہوتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی وہ شخص پانی کی تلاش مین نکلا اوس درخت کے پاس ایک ٹیلے اور گدے پانی کا چشمہ تھا اوسی چشمہ سے تھوڑا سا اوسکو پانی پلایا پانی پیتے ہی وہ اوٹھہ بیٹھا اب دونوںکو بہت تعجب ہوا اور جستجو ہوئی کہ اوس پانی مین کیا شے ہی اور اس خوف سے کہ اگر بلا واسطہ کسی چیز کے پانی مین ہاتھہ ڈالا جائے تو کوئی موذی جانور کاٹ لے گا اوسنے اوس درخت سے ایک شاخ کاٹ لی اور پانی مین ڈالکر ہلانے لگا اوسمین دو سانپ نکلے جو لڑتے ہوئے اوسمین گر پڑے تھے اون سانپون نے اوسپر حملہ کیا لیکن وہ نہایت سرعت سے بھاگ گیا - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سانپ کا زہر جو ایک سم قاتل ہے بعض امراض اور سمیات کے دفع کرنے کے لیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے +

(۵) بصرے مین ایک شخص مرض استسقا کی بیماری مین مبتلا تھا طول مرض اور طبیبونکے علاج سے دست بردار ہونے کے سبب سے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا - طبیبونکے دست بردار ہونے سے وہ اپنے عزیز واقارب سے کہنے لگا کہ اب تم مجھکو

کسی چیز کے کہانے پینے سے مت روکو جو میرے جی مین آئے کہانے دو - چاہے مین مر جاؤن یا جیون - اونہون نے اوسکو اس امر کی اجازت ہی دیدی - ہر روز وہ اپنے دروازہ پر بیٹہا رہتا اور اقسام کے ماکولات مطبوعہ اور غیر مطبوعہ خرید کرکے کہالیا کرتا - ایک شخص تلخ مطبوخ (پکائے ہوئے ٹڈی) بیچ رہا تہا مستسقی نے تلخ خرید کرکے کہایا جس سے اوسکو اسہال شروع ہوگئے اور تین روز تک زرد رنگ کا پانی بہتارہا اور پہر وہ بہت تندرست ہوگیا - یہ دیکہکر اطبا نے اون تلخ کو دریافت کیا اور معلوم ہوا کہ وہ تلخ نباتات مازریون کہایا کرتے ہین جو استسقا کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے - اور بلا ترکیب اطبا یونانی نے مازریون کے استعمال کو خطرناک لکہا ہے -

تجربات

(۱) جمال الدین نقاش مسعودی بیان کرتا ہے کہ شہر اسود کے پہاڑ پر اقسام کے غبیات (گہاس) پیدا ہوتی ہے - سیاحون کی ایک جماعت کا اودہر گذر ہوا اور اونکو وہان شب باشی کا ہی اتفاق پڑا رات کو وہ ایک گہاس پر سو رہی جسکی تاثیر سے اون کی ناکون سے خون جاری ہوگیا - اور وہ بے خبر سوہی رہے تہے چند اور لوگ وہان پہونچے اور اونکو اس حالت مین دیکہکر جگا یا اور اسکا سبب پوچہا اونہون نے بیان کیا -

ہمکو نہیں معلوم کہ کیون ہمکو نکسیر شروع ہو گئی اونہون سنے خیال کیا کہ یہ گھاس کی تاثیر کا سبب ہو۔ یہ سنکر مین اوس مقام پر پہونچا اور اوس گھاس کو دیکھا اوسکی شکل ہندبا (کاسنی) کی سی تہی لیکن ہندبا مین اور اوس گھاس مین صرف اسیقدر فرق تہا کہ اوس گھاس کے کنارے اولٹے ہوئے تہے اور مزہ تلخ تہا اور مین سنے اوسکو آزمایا چنانچہ جو شخص اوسکو سونگتا تہا فوراً اوسکو نکسیر شروع ہو جاتی تہی۔

(۲) ایک شخص کی تلی مین ورم حار تہا جسکے درد سے مریض بے چین رہا کرتا ایک روز وہ نہر کے کنارے پر جا بیٹھا وہان ایک قسم کی گھانس تہی جسکو اطباء حی العالم کہتے ہین۔ مریض نے تجربہ کے خیال سے اوس گھاس پر اپنا ہاتھہ رکھا اور جسکے درد کو کسیقدر آرام ہوا وہ دیکھکر بلاناغہ اوسکا استعمال کرنے لگا اور چند روز مین اوسکا مرض زائل ہو گیا۔ اسی شخص کی نسبت کہا گیا ہو کہ سب سی پہلے اسنے اوس دوا کی معرفت حاصل کی +

قیاسات

(۱) حنین ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ کسی نے جزار* سے اونٹ کا جگر خریدا اور اوسکو لیجا کر ایک قسم کے پتون پر رکھدیا۔ تہوڑی دیر مین وہ جگر پگھلکر بہ گیا پہر اوسکو اوس درخت کی تلاش ہوئی چند روز کی تلاش مین اوسکو وہ درخت ملگیا۔ اسنے قیاس کیا کہ اگر

* اونٹ کے گوشت بیچنے والے کو جزار کہتے ہین۔

اسکا پتہ کسیکو کہلایا جائے تو وہ مرجائیگا اور اسکے قیاس کی بدولت چند جانین نذر اجل ہوئین !!

(۳) کسینے ایک قسم کی گھاس !!! خوب چبا کر کھائی جس سے اوسکو دست اور اسہال ہونے لگے اور تہوڑی دیر مین بند بہی ہوگئے۔ اوسکو اوسنے قیاس کیا کہ کوئی دوا ایسی بہی ضرور ہوگی جسکی تاثیر اسکے خلاف ہوگی۔ چند روز کی جستجو مین اوسکو سماق ملگیا جو مسہول (جسکو کہ اسہال ہو رہے ہون) کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا۔ چونکہ سماق مین حموضت (ترشی) اور قابضیت تہی اوسنے قیاس کیا کہ آیا صرف حموضت سے مسہول کو فائدہ ہوا ہے یا قابضیت سے پہر اوسنے صرف حامض ادویہ کا استعمال کیا مگر مسہول کو اوس سے فائدہ نہین ہوا۔ اس تجربہ سے اوسنے قیاس کیا کہ مسہول کے لیے ادویہ قابضہ مفید ہونگی۔ پہر اورون نے اپنے خاص تجربہ سے اور اسکے متعلق قواعد مرتب کیئے اور ایک مدت کے بعد "تولف الاشیاء باضدادہا" کا کلیہ بنا لیا

!! - یہ واقعہ حکیم جالینوس کے وقت کا ہے - چنانچہ جالینوس نے اپنی ایک کتاب مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے اوسکے قتل کا حکم دیا جب اوسکو قتل کرنے کے لیئے چلے تو اوس وقت مین بہی

!!! - اس گھاس کو اطبا یتوعات کہتے ہین اور یتوعات کی سات قسمین ہین - عشر ، شبرم ۱۳ ایک درخت کر پتے ہوتے ہین -

مشاہدات

(۱) رازی نے اپنی "کتاب الخواص" مین بیان کیا ہی کہ جب خطاف کے بچونکو یرقان ہوتا ہی تو وہ کہین سے حجر یرقان ڈہونڈ لاتا ہی اور اپنے گہونسلے مین گہاس کے نیچے بچہاتا ہی جسکی تاثیر سے اوسکے بچون کا یرقان جاتا رہتا ہے آخر یرقان کا علاج انسان نے اسی سے سیکہا ہی جسکو کہ یرقان ہوجاتے اگر اوسکے گلے مین یہ پتہر باندہ دیا جائے تو یرقان دفع ہوجاتا ہی۔

(۲) جب مادہ عقاب کو بعض وقت بیضہ رکہتے وقت تکلیف ہوتی ہے تو اوسکا نر حجر قلقل کو جسکو حجر عقاب بہی کہتے ہین لاکر مادہ کی پشت پر رکہتا ہی جس سے اوسکی تکلیف دور ہوجاتی ہی۔ جب عورت کو ولادت کیوقت تکلیف ہوتی ہے تو اطبا اسکا استعمال کراتے ہین اور بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہی۔ عقاب ہما سے

اور سکے ساتہہ تہا پادشاہ کا یہ حکم تہا کہ اوسکی آنکہونپر ایک پٹی باندہ دیجائے تاکہ وہ کسیکو نہ بتلا سکے مگر خاص مجہے بتلانے کا حکم تہا۔

لاعیہ۔ ماہودانہ۔ عرطنیثا۔ مازریون۔ خنجکشت۔

سفید رنگ کا ایک چہوٹا پتہر ہوتا ہے۔

اونھون نے اسکا استعمال سیکھا -

(۳) حکیم ذیقوریدوس کا بیان ہے کہ شہر اقریطس کی جنگلی بکریون کو جب شکاری تیر مارتے ہین تو گو تیر اونکے بدن مین گھس جاتا ہے لیکن وہ بلاتکلف چرتی رہتی ہین اور تھوڑی دیر مین وہ تیر خود بخود اونکے بدن سے نکل پڑتا ہے - اسکا سبب یہ ہے کہ اوس جنگل مین مشکطرامشیر [۱] بہت ہوتا ہے اور یہی اونکی غذا ہوتی ہے - اسکی تاثیر سے اونپر زخم کا اثر نہین ہوتا

(۴) قاضی نجم الدین عمرو بن محمد الکیرندی بیان کرتا ہے کہ تقلق [۱] پہاڑونکی چوٹیون اور بلند مقامون مین اپنا گھونسلا بناتا ہے ایک اور پرند اوسکا دشمن ہوتا ہے اور ہمیشہ تقلق کا شکار کرکے کھاتا ہے اور اوسکے انڈے ہی نہین چھوڑ دیتا ہے تقلق اپنے گھونسلے مین ایک قسم کی گھانس لاکر بچھاتا ہے جسکی بو سے اوسکا دشمن اندھا ہو جاتا ہے اور پھر وہ اوسکو مارڈالتا ہے +

مرایاے صادقہ

یعنی

سچے خواب

(۱) حکیم جالینوس نے اپنی کتاب مین فصد کی بحث مین بیان کیا ہے کہ مجھکو بچپن سے

[۱] جسکو اطبا ٹرنوشکلر بھی کہتے ہین یعنی جنگل پودینہ - [۱] - ایک پرند کا نام ہے

جگر کے ایک پردے مین مرض پیدا ہوگیا تہا اور مدتون تک رہا خواب مین مجہکو یہ ہدایت ہوئی کہ اوسکے ازالہ کے لیئے فصد کے ذریعے سے سبابہ اور ابہام کے درمیان جو عرق ضارب (رگ متحرک) ہے اوس سے تہوڑا خون بہا دیا جائے تو آرام ہوگا مین نے اوسکے مطابق عمل کیا جب ایک رطل کے قریب خون نکلگیا تو میرے جگر کا مرض بالکل زائل ہوگیا۔

(۲) جالینوس کا بیان ہے کہ شہر فرغامس مین مین نے ایک آدمی کو دیکھا جسکے پہلو مین درد تہا اوسکو خواب مین ہدایت ہوئی کہ ہتیلی کی متحرک رگ کا بذریعہ فصد تہوڑا خون بہا دیا جائے اوسکے مطابق عمل کرنے سے اوسکا درد جاتا رہا۔

(۳) جالینوس نے اپنی کتاب "حیلۃ البرؤ" مین یہ بیان کیا ہے کہ مین نے ایک بڈہے کو جسکی عمر ساٹھہ برس کی تہی ایک شہر مین دیکہا اوسکی زبان اسقدر پہول گئی تہی کہ منہ مین سما نہین سکتی تہی اور نہ اوسمین اتنی طاقت تہی کہ وہ فصد کے عمل کا متحمل ہوسکے۔ مین نے اوسکو ایک گولی دی جو ایلوے اور سنا مکی اور مغز پوست اندراین سے مرکب تہی اور مین نے اوس سے یہ بہی کہدیا کہ وہ اپنی زبان پر کوئی مبرد شئے رکہے اوس گولی کے کہانے سے اوسکو بہت فائدہ

ہوا اور تمام غلیظ مادہ نکل گیا اور زبان جو پہولی ہوئی تہی پتلی ہوگئی مگر بالکلیہ مرض کو آرام نہ ہوا - خواب مین اوسکو کسینے یہ کہا کہ اگر زبان پر عصارہ الخس رکھا جائے تو آرام ہوگا اور عصارۂ الخس کے استعمال سے اوسکو آرام ہوگیا -

(۴) حکیم اریباسنے اپنی کتاب "کناشتہ الکبیر" مین بطور استدلال کے یہ حکایت لکہی ہے کہ ایک شخص کے مثانہ مین پتہر پیدا ہوگیا تہا جسکے سخت درد سے مریض تنگ ہوگیا تہا مینے اوسکو بہت سی دوائین دین جنکی ایسی تاثیر تہی کہ وہ پتہر ٹکڑے ہو جائے یا گل جائے مگر میری ادویہ سے کچہہ بہی فائدہ نہ ہوا - خواب مین ایک شخص اوسکے پاس آیا اور اوسکے ہاتہہ پر ایک خوبصورت چڑیا بیٹہی ہوئی تہی اوسنے مریض سے کہا کہ اس پرند کا نام صفراغون* ہے یہ جانور بڑے بڑے جنگلوں اور زمین شور مین ہوتا ہے جلاکر اسکی راکہ کہایا کر اسی راکہ کے استعمال سے اوسکے مثانہ کا پتہر ٹکڑے ہوکر نکلگیا -

(۵) ممالک مغرب کا ایک خلیفہ بہی سخت بیماری مین گرفتار تہا - ایک شب کو اوسنے خواب مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہکر اپنے مرض کی شکایت کی حضرت نے اوس سے چند الفاظ فرمائے جنمین ایک لفظ "اوہن" بہی تہا باقی الفاظ کے معنی اوسکی سمجہہ مین نہ آسکے - معبرین سے اس خواب کی تعبیر پوچہی گئی چونکہ اوس جملہ کے

* یہ بہی ایک جانور کا نام ہے + اس کا پورا نام یہ ہے "ابوالملیح صفراغون ومم جنبانک"

معنی پورے طور پر کسیکی سمجھہ مین نہین آتے تھے اسلئے کوئی اوسکی تعبیر نکرسکا مگر ایک شخص نے کہا یا امیر المؤمنین حضرت نے روغن زیت کا استعمال بتایا ہے خلیفہ نے پوچھا تجھکو کیونکر معلوم ہوا اوسنے کہا قرآن کی اس آیت سے "من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار" پھر خلیفہ نے اسکا استعمال کیا جس سے وہ تندرست ہوگیا۔

فراجیات

(۱) استلاک دموی (کثرت خون سے) ایک شخص کا جسم ثقیل ہوگیا آنکھین بھی سرخ ہوگئین وہ یہ نہین جانتا تھا کہ کیونکر اسکا ازالہ کرے یکایک خون کے جوش سے اوسکو نکسیر نکلی جسکی وجہ سے وہ تندرست ہوگیا دوسرے وقت وہ پھر اوسی بیماری مین پھر مبتلا ہوا تو اوس نے اپنی ناک مین زخم لگایا خون کے نکلنے کے بعد پھر وہ تندرست ہوگیا۔

(۲) کثرت اکل سے ایک آدمی کا پیٹ پھولگیا۔ ہچکی بھی شروع ہوگئی۔ پیٹ مین درد ہونے لگا۔ باد مخالف بھی پیٹ مین کودنے لگی۔ ان تمام فسادات کے دور کرنے کے لیے خود اوسکی طبیعت بھی اوسکی سامع ہوئی اور قے یا اسہال شروع ہوگیا اس استفراغ کی وجہ سے اوسکو آرام ہوگیا۔

راقم
سید جلال

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں — محمد یوسف منیجر رسالہ حسن

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد و سالہ تک کو نمایاں نفع ہوا ہے اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر درگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادر زاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے۔ ترکیب استعمال کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے۔ قیمت فی شیشی صمہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن ہوتا ہے

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے۔ خواص آن یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں۔ اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ و ارواح وضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع و اقسام تپ جڑیا چوتھیا۔ تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور شر الجواری۔ اور جیانڈ دلوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صمہ محصول عہ

[illegible] کیلئے عجب خزینہ [illegible]

مین ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ
دردسر بالکل دفع ہو جاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت صہ محصول
جہان نما اس عرق کے لگانے سے انکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے پھولے درد دہند
سرخی چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہے قیمت صمہ محصول ۴ر وزن عرق ۶ ماشہ

خضاب نایاب

بے مثل رنگ ڈہنگ ہے نادر خضاب ہے   گو یا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام الناس مین خضاب کے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنے جو تے انہون
روز مہندی لگاکر باندہنا اور بعد تین گھنٹے کے پھر وسمہ لگاکر باندہنا اسمین قریب چہ گھنٹے کے وقت
ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا ئے اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے
کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوا ئے نقصان کے اور کوئی فائدہ
نہین مثلا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہے۔ انہین دقتونکے سبب سے
یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر
طلب کرین سمین کوئی مبالغہ نہین تہوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون۔
دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو
مفرح دماغ ہے۔ بالون مین سختی نہین دیتا ہے بلکہ ملایم رکھتا ہے۔ سیاہی مین بالونکو اصل بالونکے
کرتا ہے۔ دوسرے روز بطور روغن جنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین
دوسرے تیسرے لگائے تو بال سیاہ مثل اصل بالونکے ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکے گا۔ ایک بوتل مین
۳۰۰ روپیہ بھر یعنے ڈیڑہ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی
عہ اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنے سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین بہادران
نے میرے عمدہ علاج کے بابت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط قریب ہزار بارہ سو کے موجود
ہین جو شائقین اور سرکار خانون مین ہونگے چاہیے کہ طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت
پائی ہے اور بعض سفارشی بہت ملکونکے سارٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کمو تکرار خلیری

سے نے اپنے شہر کے رئیسوں کی خوشامد کر کے سارٹیفکٹ بنائے ہیں ۔ پس ہیر سے سارٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دھوکا نہ ہو ۔ ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجایش نہیں رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی ۔

المشتہر حکیم ابو الحسن شفا خانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی ۔

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو ۲۰ سال سے جاری ہے ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہیں ۔

طلاء جو ابتدال بچپن سے کے نقص رگوں کی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ ضعف اعضاء رئیسہ و معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام خواہش ہی کی اشتہا ضعف جگر وستی لاحق ہو دور کرتا ہے ۔

سوزاک نیا ہو یا پرانا علے العموم ۴۸ گھنٹہ میں اپنا اثر مثل زہر وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ عہ

اسیر تیل خوشبودار بالوں کو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ۔ ریزش درد سر ضعف دماغ دور کرتا ہے فی شیشی ۔ ا ے روپیہ

حب آتشک بلا منہ آئے دست و قے دور کرتا ہے پھر ہوتا نہیں دو ہفتہ للعہ

کحل الجواہر سرمہ مقوی بصر ۔ حافظ بینائی دافع نزول و دہند جالا خارش پانی جانا ۳ ماشہ سے عہ

عجیب الاثر منجن دانت کا ہلنا کیڑے کا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۴ تولہ عمہ

حب بواسیر بادی خونی سونکی تسکین قبض کو مفید دو ہفتہ عہ

حب ذیابیطس بار بار آنا پیشاب کا پیاس و کمزوری کو دلاغری کو دافع ہے فی تولہ ایضاً

عرق قایم مقام افیون و چانڈو و بلا ضرر و صرف نشہ چھوٹ جاتے فی تولہ عمہ

عرق ماء اللحم انگوری مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر دل و دماغ معدہ مدر درد سر تا ستاہ ، ء صد مقاصد الاغذیہ ضعف النفس سرفہ کہنہ سے قاعدگی ایام حیض القوۃ قالج رعشہ

فی بوتل ۸ ۳ تولہ سے کم

روغن اعجاز ناسور بھگندر نالوکا سوراخ خنازیر بدکیڑے زخموں کے کالی کھانسی سے ایام حمل حسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عہ

رسالہ دافع آتشک و سوزاک	رسالہ ہیضہ	رسالہ بواسیر	مضرات و مسکرات	رسالہ حافظ صحت
۱۰/	۱/	۱۰/	۶/	۳/

اشتہار فروخت مقطعہ

تیرآباد میں ایک مقطعہ دو سو بیگہ کا فروخت ہونیکو ہے جس میں دو کنٹھے اور تین باولیاں ہیں خشکی کی زراعت گہانس کا گنجہ اور جو بنبہ وغیرہ بہت کچھ موجود ہے قیمت اس مقطعہ کی ستر ہزار روپیہ ہے جو صاحب خریدنا دیکہنا یا تفصیلی حالات دریافت کرنا چاہیں دستخط کنندہ ذیل سے رجوع کریں بصورت تعویق یہ عمدہ مقطعہ ہاتھ سے نکل جاوے گا فقط

ساڑھے چار روپے مین

ربڑ کا چھاپہ خانہ

کوئی دفتر محکمہ عدالت کارخانہ اس ضروری چیز سے خالی نہ رہنا چاہئے اہل قلم کا معین و مددگار رہبر آسان کوئی جھگڑا نہیں ـ معمولی کاغذ پر لکھکر پریس کے ربڑ پر چسپاں کردو سب حروف ربڑ پر اوتر آوینگے فوراً ملا امداد کسی شے کے سو کاپی کاغذ مکیدار حرفوں میں چھاپ لو عجیب منظر طلسم ہے مختصر و سبک ہر دم ساتھ رہ سکتا ہے مکمل ربڑ

ملاحظہ طلب

(۱) جن حضرات نے ہنوز قیمت رسالہ بابت ایام گذشتہ عنایت نہیں فرمائی امید ہے جلد عنایت فرماکر شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

(۲) مقامات کے تبدل و تغیر سے دفتر کو براہ راست اطلاع ہونی چاہیے تاکہ آسانی سے رسالہ پہونچا کرے ورنہ دیر یا عدم رسی کی شکایت معاف۔

(۳) رسالہ ہر انگریزی مہینے کی کسی تاریخ کو شائع ہو جاتا ہے۔ اگر اتفاقاً کوئی رسالہ تا اختتام ماہ انگریزی نہ پہونچے تو دفتر کو فوری اطلاع ضرور دی جائے تاکہ عدم رسی کا تدارک بشرط گنجائش دوسری کاپی بھیجی جائے۔

(۴) مضامین نویس حضرات کی توجہ اپنی تحریر کی جانب اس معنی کی ہونی چاہیے کہ تحریر صاف و روشن ہو کر بے تکلف پڑھنے کے قابل ہو اور حتی الوسع الفاظ و عبارت جا بجا قلمزد نہ کیا جائے۔

(۵) ہر ایک مضمون معمولاً رسالہ کے بارہ صفحوں سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے کوئی مضمون جو بہت مطول ہو بر آئندہ و نہ اوس کا ایک سلسلہ ہو تو اس مضمون یکبارگی دفتر پہونچ جانا چاہیے مضامین میں غیر مانوس یا غیر ضروری انگریزی الفاظ کا استعمال نفاست کی زبان پر ثقالت پیدا کرتا ہے امید ہے کہ اس احتیاط کی ہدایت پر مضامین نویس حضرات خیال رکھیں گے۔

(۶) دفتر کے انتظامی متعلق احباب مطلع فرماتے رہیں اصلاح پیش کریں وہ بہ شکر گذاری سے توجہ کیجائیگی۔

(۷) مجھ سے اب کوئی واسطہ نہیں لہذا کل خط و کتابت و ترسیل مضامین زیر نام عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر خواہ راقم ہونی چاہیے۔ محمد یوسف منیجر۔ بنگلہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

جلد سوم — حسن — نمبر ۱۱

اعینونی اذا احسنت امرا
وان اخطأت فاتونی صلاما

ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

مضامین

صفحہ

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

لکچر*

ترکونکی گذشتہ موجودہ اور آیندہ حالت

پر

صاحب صدر انجمن و دیگر صاحبان مجلس

محمد ثانی ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء کو بوقت سہ پہر فتح کے پھریرے اوڑاتا ہوا داخل قسطنطنیہ ہوا - ایوان قیصری کے عبرت انگیز اور سنسان عالم نے سلطان کے دلپر ایسا اثر ڈالا کہ اوس کی زبان سے بیساختہ یہ اشعار نکلے ؎

چشم عبرت بین کشا و حال شاہان را نگر   تا بہ بینی از گردش گردون گردان شد خراب

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت   چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

یہ وہ حسرت بار اشعار ہین جو زمانہ موجودہ اور آیندہ کے عظیم الشان سلطنتون کی عبرت تباہی کے لیے دلون پر ایسا ہی اثر رکھتے ہین کہ گویا اسی موقع کے واسطے

---

* یہ لکچر بمقام لندن انجمن اسلامیہ کے سامنے ۱۲ مارچ سنہ ۹ء کو دیا گیا -

کیے گیے ہین +

ترکان عثمانیہ کی تاریخ ارتغرل کے وقت سے شروع ہوئی ہے لیکن اس فتحمند قوم کا سب سے پہلا امیر عثمان سمجھا جاتا ہی - جب کوئی نیا سلطان تخت نشین ہوتا ہی تو ترک ہاتھ اوٹھاکر دعا مانگا کرتے ہین کہ "خدا کرے یہ بھی ویسا ہی ہو جیسا کہ عثمان تھا" اور عثمانیہ کا لقب بھی اوسیکے مبارک نام کا پرتو ہے +

ایک دن عثمان ایک مقدس درویش ادیب علی کے یہان مہمان تھا - درویش کی باعصمت بیٹی کو دیکھکر دل سے اوس کا فریفتہ ہو گیا - جب رات کی سہانی خود فراموش تاریکی چھائی تو بستر استراحت پر آرام کیا اور عالم رویا مین کیا دیکھتا ہی کہ ادیب علی کے سینے سے بے کینے سے ماہ کامل طلوع ہوا اور خود اوس کے سینے کی طرف جھک کر غروب ہو گیا - اور جس مقام پر غایب ہوا تھا وہان سے ایک لہلہاتا ہوا پودا نمودار ہوا جو بڑھتے بڑھتے اس قدر بڑھا کہ اوس کی سایہ افگن شاخین دور و نزدیک کوہ و صحرا آبادی و ویرانہ پر چھا گیئن اور اوس کے پتون نے تلوار ون کی شکل پائی تھی استنے مین آہستہ آہستہ ہوا چلنے لگی اور تلوارون کا رخ قسطنطنیہ کی طرف پھر گیا - یہ قدیم شہر اپنے خوشنما سواد اور دلچسپ مضافات کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک خوبصورت انگوٹھی ہے جسکے بیچ مین ہیرے

کا نگ ہے اور اوسکے دونوں طرف دو لعل سگے ہوئے ہیں اور دو زمرد - عثمان اس دفعہ جب انگوٹھی کو پھننا ہی چاہتا تھا کہ استنے مین اوسکی آنکھ کھل گئی +

درویش سنے اس خواب کی بہت اچھی تعبیر دی اور چند ہی روز مین عثمان کی شادی اوسکے میزبان کی لڑکی سے ہو گئی - اس بابرکت نکاح سے موجود سلاطین کے خاندان کی بنیاد پڑی - محمد ثانی سنے قسطنطنیہ کو فتح کیا اور اس جوہر بے بہا (یعنی قسطنطنیہ) کو دولت عثمانیہ کا پایہ تخت بنا کر عثمان کے خواب کو پورا کیا - تاریخ عالم کے اس عظیم الشان واقعہ کے ساتھہ تاریخ عثمانیہ کے سات زمانون مین سے پہلا زمانہ ختم ہوتا ہے - وان ہیمر مورخ جرمنی سنے تاریخ عثمانیہ کو سات زمانون مین سے حسب ذیل تقسیم کیا ہے -

(۱) عثمان کے خود مختار ہونے کے وقت سے ۱۵۰ برس تک - اس زمانہ مین ترقی کے قدم مستعدی کے ساتھہ آگے بڑھتے رہے یہان تک کہ قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھہ ترکون کے ایشیا اور یورپ کے فتوحات پورے ہوے +

(۲) سلطنت کی روز افزون ترقی جو سلیمان اول کی تخت نشینی یعنے سنہ ۱۵۲۰ء تک رہی +

(۳) عہد سلیمان قانونی و سلیم ثانی جو سنہ ۱۵۲۰ء سے سنہ ۱۵۷۴ء تک قایم رہا اس زمانے مین ٹرکی کی بحری و بری قوت کو تمام دنیا نے مان رکھا تھا +

(۴) مراد ثالث کے زمانے مین زوال سلطنت کا آغاز اور پھر سنہ ۱۶۴۰ء مین مراد رابع کا اپنی جرات اور دلاوری سے سلطنت کی قدیمی شوکت کو قایم کرنا +

(۵) بدنظمی اور ابتری جو کوبرلی اوّل کے زمانہ وزارت یعنی سنہ ۱۶۵۶ء تک رہی +

(۶) اوس زمانے سے جب کہ وزیر اعظم کوپرلی اور اوسکے خاندان سنے سلطنت کو نئی رونق دی اوسی زمانے تک جب کہ آسٹریا سے نہایت ہولناک جنگ ہوئی اور کارلووٹز کی صلح کی گئی سنہ ۱۶۹۹ء +

(۷) زوال تیز رفتار کا آنا اور اوس سے مقام کینارڈجی پر صلحنامہ لکھنا جو صلحنامہ پیٹر و تھہ کے انتقام مین لکھا گیا تھا اور جسکے واسطے پیٹر اعظم اور اوسکی بی بی کیتھی رائن خار کھائے بیٹھی ہوئی تھی +

جلد سوم — حسن — نمبر ۱۱

میں کہہ سکتا ہوں کہ ایک آٹھواں زمانہ بھی ہے یعنے عہدنامہ کناڑجی سے لیکر عہدنامہ برلن اور اسوقت ہی اس زمانے تک - یہ زمانہ بیم ورجا میں گذرا ہے لیکن اب اس بادشاہ سلطنت کی بقا کے لیے نئی امیدوں نے اپنی دلربا صورت دکھائی ہے ٭

وقت اس قدر تھوڑا ہے کہ کتنا ہی اختصار کیا جاے لیکن ہر زمانے کا کچھ حال بیان کرنا بھی ممکن نہیں معلوم ہوتا - اسلیے میں اسپر قناعت کرونگا کہ خاص خاص زمانوں کا جنمیں بڑے بڑے اہم اور سنگین واقعات ہوے مختصر بیان کروں - پہلے زمانے کا جو فتح قسطنطنیہ پر ختم ہوا ذکر کرنا ضرور نہیں کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ قصر سلطنت کی تعمیر ہو رہی تھی +

اسکے بعد سلیمان کے زمانے کی تاریخ قابل لحاظ ہے اور آپ صاحبوں کی اجازت سے اوس پر ایک نظر ڈالنا چاہتا ہوں جس سے سلطنت عثمانیہ کی عظمت وشان کا پتہ لگے گا اور آخر میں میں برلن کے عہدنامے کا ذکر کرونگا جس سے معلوم ہوگا کہ اب اوسکا کیا حال ہے +

سلیمان کا عہدنامہ طرف ترکونکی تاریخ میں بلکہ تمام دنیا کی تاریخ میں ایک نمایاں اور اہم واقعہ ہے - اس زمانے میں یورپ کے عیسائیوں کی آور

قوت کا شباب تھا۔ اندلس مسلمانون سے خالی ہو گیا تھا اور یورپ کی نظرین پھر بیت المقدّس کیطرف پھرنے لگی تھین۔ اعلی درجے کے ہمعصر بادشاہو ںنکے لحاظ سے بھی یہ زمانہ قابل وقعت تھا شہنشاہ چارلس پنجم بادشاہ فرانسیس اوّل پوپ لیو دہم ہنری ہشتم بادشاہ انگلستان ویسلی الوارلوح روس کی آیندہ عظمت کا بانی سجبس منٹاشاہ لیپیٹ اینڈ ریس گڑیٹی وینس کا فلاسفر مزاج حاکم۔ شاہ اسمعیل صفوی فارس اور ہمارے ہندوستان کا شہنشاہ اکبر۔ یہ سب رفیع المنزلت عالی ہمّت بلند حوصلہ بادشاہ دنیا کی ناٹک مین اوسوقت نمودار ہوے جب سلیمان ٹرکی مین ظاہر ہوا +

مورّخ دان ہیمبر کھتا ہے "یہ عالی مراتب لوگ جنکے نقش قدم صفحہ ہستی سے محو نہین ہو سکتے۔ شہرت اور عظمت کے لحاظ سے عثمانیہ سلطان کے سامنے سرنگون ہین۔ اوسکی قباے شہرت مین جو چمک تھی وہ دیگر شہنشاہی آنکھون مین خیرگی پیدا کرتی تھی۔ کورنرس کے ان اشعار سے سلیمان کے مزاج کی اصل کیفیت معلوم ہوگی۔ زرینج کی ناٹک مین سلیمان اپنی نسبت کھتا ہے + ۵

اشعار

جانتا ہون مین کہ بیشک زندہ جاوید ہون — میری شہرت ثبت الخم ہی نہین جسکو فنا

فتح کرلیتا مین آسانی سے ہفت اقلیم کو — گر زمانے مین نہ ہوتا مجھ سا کوئی دوسرا

پر کرون کیا تھی مری تقدیر مین سختی بہت — اور صدی مملو تھی اون لوگون سی جنمین زور تھا

جو مقابل تھے مری تعداد تھی اون کی بہت — اور ہر ایک زور و قوت مین بھی مجھ سے کم نہ تھا

یون تو حاصل کرنے کو حاصل کیا مینے بھی — پر نہ مانونگا کہ قسمت کا تھا مین بھی لاڈلا

میری ہمت مین تھی وہ قوت کہ جسکے زور سے — مین نے قسمت کو بھی استقلال سے پسپا کیا

اور تھی وہ چیز اوس سے جس سے انکار اوسکو تھا — گو خوشامد مین دقیقہ ایک بھی چھوڑا نہ تھا

اوسکی فوج کے سپاہی اکثر کلام اللہ کی یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ +

ترجمہ میرے خلاف سرتابی کرنے کی مجال نکرو۔ بلکہ آؤ اور میری اطاعت اور سچا دین اختیار کرو +

سلطان کی فوج جہان جاتی تھی فتح و نصرت علم اقبال کے نثار ہوتی تھی

اور بحری فوج جس سمندر کیطرف رخ کرتی تھی اوسکو اپنا کر لیتی تھی اور لوگ
اِس دعوے سے لڑائی پر جاتے تھے کہ گویا فتح کا پہلے ہی اونکو یقین ہوتا
تھا - سلیمان کو (خداوند زمان) کا لقب دیا گیا ہے اور یہ لقب نہایت ہی
موزون ہے - کیونکہ یورپ کے گردن افراز بادشاہون مین سے ایک بھی ایسا
نہ تھا جسنے بعجز کو اوسکے سامنے نہ جھکایا یا اوس سے مدد طلب نہ کی ہو
فرانسیس اوّل بادشاہ فرانس اکثر اوسکی مدد کا خواستگار رہتا تھا اور
سلطان نے جرمنی اور آسٹریا کے خلاف مین مدد دیکر سلطنت فرانس کو اوسکے
دشمن کے پنجے سے بچایا اور بادشاہ فرانسیس کو قید سے رہائی دی - آسٹریا
کی تو اوسوقت ٹرکی کے مقابلے مین ایسی ذلیل حالت تھی کہ بادشاہ فرڈیننڈ
اپنے آپ کو وزیر ابراہیم کا بھائی کہنا فخر سمجھتا تھا - اِس سے ظاہر ہے
کہ وہ اپنے مرتبے کو سلطنت عثمانیہ کے وزیرون کی برابر سمجھتا تھا *
شہنشاہ چارلس بادشاہ فرانس پوپ اور سلطنت جمہوریہ وینس سب
سلیمان کو اپنا آقا سمجھتے تھے - ۱۵۲۵ء مین فرانس نے سلیمان سے مدد طلب
کی اسکے جواب مین جو خط سلیمان نے لکھا تھا وہ اب تک فرانس کے دفاتر
مین محفوظ ہے - یہ خط تمرد آمیز فیاضی کے سب سے بلند تشبیہ مین لکھا

ہے اور بادشاہ فرانس کو اطلاع دیگئی کہ وہ چونکہ تمہاری عرضی پایہ تخت کے پاس جو مظلوموں کا مامن ہے رکھی گئی ہے اسلیے اب اوس دشمن سے ہراسان نہو جسنے تمکو دھمکایا تمہارے ملک کو تباہ کیا اور خود تمکو قید کر لیا ہے" ایک فرانسیسی عالم - ایم - سیلرٹ سلیمان کا ایک دوسرا خط نقل کرتے ہین جو اوسنے بادشاہ فرانس کے اوس خط کے جواب مین بھیجا تھا جسمین اوسنے عیسائیان بیت المقدس کی سفارش کی تھی - سیلرٹ کا کھنا سچ ہے کہ اوس سے ایسی حق پرستی اور مذہبی بے تعصبی کی بو آتی ہے جو اوسیقدر قابل قدر ہے جسقدر کہ وہ کمیاب ہے خصوصاً اوس زمانے مین جسمین کہ سلیمان گذرا ہے جزیرہ روڈز کے محاصرے اور فتح کا واقعہ مذہبی بے تعصبی کی ایک اور نمایان یادگار رہیگا یہ جزیرہ سینٹ جان کے نائٹ لوگون کا ملجا و ماوا تھا سلیمان نے اوسکو ایک طول وطویل محاصرے کے بعد فتح تو کیا لیکن نائٹون نے بھی خوب داد شجاعت دی اور دل کھولکر مقابلہ کیا *

سلیمان نے اونسے ایسی آسان شرایط پر صلح کر لی کہ کبھی کسی محاصر نے محصورین کو عطا نکی ہونگی - نائٹون کو اجازت دی کہ وہ بلا خوف و ہراس جزیرے سے چلے جائین اور انکے مال و اسباب کے ایک تنکے کو بھی ہاتھ

نہ لگایا گیا - اور سلطان نے خود اپنی طرف سے جہاز اور دوسرا سامان ضروری
دیا - گرینڈ ماسٹر - ولیرز - ڈی - لائل ایڈم سے رخصت ہوتے وقت
سلطان نے اپنے وزیر اعظم سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا "مجھے سخت صدمہ
ہے کہ اس بہادر شخص کو پیرانہ سالی مین اوسکے گھر سے نکالنا پڑا" اگرچہ اس
واقعہ کو گذرے ہوے چار صدیون کا عرصہ ہوا لیکن نائٹون کے مکان کے
دروازون پر جو قومی نشانات بنے ہوئے تھے وہ بدستور موجود ہین اور
عالم تصور مین یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ گویا ابھی تک سینٹ جان کے شجاع
نائٹ آباد ہین - اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ سلیمان قانونی و خداوند زمان
ایک بہادر سپاہی کے سچے دل اور تحمل ہمت کی کسقدر قدر کرتا تھا اوس
زمانہ کے ترکون کی عظمت وشان اس بیان سے معلوم ہوتی ہے کہ پہلی پہل
ترکون ہی نے قلعہ دشمن تک رفتہ رفتہ خندق کے ذریعے سے پہونچنے
کا طریقہ ایجاد کیا ہے - اس محاصرے مین پہلی دفعہ ترکون ہی نے بم
کے گولے چلائے تے - صرف ترک اور انگریز ہی وہ قومین ہین جنہون نے
سب سے پہلے پیدل فوج مرتب کی - لیکن انگریزون کے تیر و کمان کا
کا ترکون کی شمشیرون سے کبھی مقابلہ نہین ہوا اور تمام یورپ کی قومین زرہ بکتر

کے لحاظ سے ترکونکی قوت ایجاد کے ممنون احسان ہین - سقون کی ایک پلٹن جو جنگ کے ساتھ رہنے کے لیے سب سے پہلے ترکون ہی نے قایم کی اور محکمہ کمسریٹ سپاہیونکی رسد رسانی - زخمیونکی خبر گیری - اور سامان جنگ کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے ترکون ہی کے یہان مقرر ہوا - اس زمانہ مین ترکی فوج ایسی جرار تھی کہ اوسکی نسبت کہا گیا ہے کہ "وہ کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہان وہ نہ جا سکتی ہو اور کوئی ایسا کٹھن کام نہین تھا جسکو وہ نہ کر سکتی ہو" اس زمانے مین ترکون اور دوسری تومونکے کمپوون مین نہایت نمایان فرق ہوتا تھا - ترک لوصاف ستھری اعتدال پسند تندرست اور مہذب ہوتے تھے اور دوسری قومونکا بعینہ ویسا ہی حال ہوتا تھا جیساکہ آجکل کسی جبشیونکی چھاونی کا جہانکہ ہر شخص کو اپنے کام کی فکر کرنی پڑتی ہو اور جو کچھہ ملجاتا ہے وہ کھالیتا ہے - ترکی فوج مجرمون اور بڑے آباد شہرون کے ردو اخیل فرقون سے نہ کبھی بھرتی ہوئی ہے اور نہ اب ہوتی ہے ؛

بحری فوج کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ایک مستند شخص کا قول ہے کہ بحری فوج نے بحر روم و بحر احمر و بحر ہند کے دور دور از ساحلون پر

شہرت کے ڈنکے بجا دیے تھے - امیر البحر و نکی شجاعت اور ہنر مندی سے
ترکونکی عظمت کو سمندرون مین اوسیقدر بلند کر رکھا تھا جتنا کہ خشکی مین ۔
خیر الدین پاشا جس سے اسپین اور پرتگال کے لوگ باربروسا کے
نام سے زیادہ واقف ہین - اس صدی مین شجاع ترین بحری سردار تھا وہ
کپتان پاشا کے عہدے پر سرافراز تھا اور تمام بحری فوج اوسکے تابع تھی -
کوئی بحری فوج ایسی نہ تھی جسکو اوسنے زیر نہ کیا ہو اور اسکے علاوہ ستر ہزار
مسلمانونکو اندلس سے جہانکہ ظلم وستم کا بازار خوب گرم تھا الجزائر مین پہونچا دیا۔
اندلس کے عیسائیونکے متعصب ظلم کی نسبت ایک معتبر مورخ لکھتا ہے کہ اونہون
نے مسلمانونکو نہین نکالا بلکہ انہنے مرغ زرین کو مار ڈالا اور جو شایستگی کہ مسلمانونکے
زمانے مین تھی وہ بدنصیب غرناطہ کو نصیب نہ ہوئی"

عثمانیونکی بحری قوت کی ایک مثال نہایت پر اثر ہے - ۲۸ ستمبر
سنہ ۱۵۳۸ء مین خیر الدین پاشا نے - پوپ - اور - وینس - اور شہنشاہ
چارلس خامس کے متحدہ بیڑون کا جنگ پر یوسا مین مقابلہ کیا - پاشا نے اس
موقع پر پرخطر و متعجب انگیز تہور سے کام لیا - جہازونکے بیڑے کی قطار کو
توڑ کر گھس گیا یہ وہ دلیرانہ رفتار تھی جسکے نقش قدم چلنے سے پچھلے زمانے

مین راڈنی سنٹ ونسنٹ - اور نلسن نے انگریزی بحری فوج کے کوائے بلند نامی کو سر لفالک کیا - ترکی بیڑے کی تعداد بہت قلیل تھی - جہاز بھی بڑے نہ تھے اور وزن بھی کم تھا - لیکن اسپر بھی ترکونکو کامل فتح نصیب ہوئی - اور دشمن کے چند جہاز صرف رات ہوجانے سے محفوظ رہ سکے - ہند کے سمندرون مین ترکون نے پرتگیزون کو شکستین دین اور ہند کے شمالی مغربی ساحل کے کئی مقامات پر قبضہ کر لیا جنھین سے غالباً کراچی بھی تھی - اونکے ایک امیر البحر سید علی نے بحر ہند کی جہاز رانی کی نسبت ایک کتاب لکھی اور گجرات سے جو قسطنطنیہ کو خشکی کی راہ گیا تھا اوسکا بھی ایک سفرنامہ تیار کیا - بحر شام اور بحر احمر کی نسبت بھی بہت سی سائینٹیفک کتابین تصنیف ہوئین - عدن کے مشہور اور معروف و قابل تعریف حوض جنکی برٹش گورنمنٹ نے اب پھر درست کرائی ہے اور جنکی سوا سے عدن کے آبرسانی کا کوئی اور ذریعہ نہین ہے ترکونکی انجنیری ترقی اور علمی قوت کی شاہد ہے - سلسٹریا شملہ - رسچک اور وارنا کے قلعے آجتک اونکی داد شجاعت دیرہے ہین - پلیونا - اور عثمان پاشا سے میرے کان بچپن ہی سے جبکہ جنگ روم - و - روس - ہو رہی تھی آشنا ہین - اور میرے ہی کیا بلکہ

سب لوگوں کے کان آشنا ہونگے +

یہ مشہور ہے کہ ٹرکی کے خصوص میں اوسوقت مقابلہ شروع کرتے ہیں جب کہ دوسری قومیں اپنے خصوص میں مقابلہ سے دست بردار ہو جایا کرتے ہیں - اور میں یقین کرتا ہوں کہ ٹرکی میں اصلاح بھی اوسوقت شروع ہوتی ہے جب کہ دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں میں اصلاح کی امید بھی جاتی رہتی ہے -

ٹرکی کی گذشتہ شان و شوکت کے ذکر میں صفحہ کے صفحہ سیاہ کردینا ممکن ہے مگر اس سے نہ اوسکی موجودہ مصیبتیں کچھ کم ہونگی اور نہ ایک ایسے مضمون کا اعادہ مناسب ہے کہ جس سے آپ سب لوگ بخوبی واقف ہیں اور جسکے کما حقہ بیان کرنے کے لیے مجھ سے زیادہ قابل لوگوں کی ضرورت ہے لیکن قبل اسکے کہ میں ٹرکی کی موجودہ حالت پر بحث کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کے ذہن نشین کیا جاؤں کہ ٹرکوں اور اونکے قدیمی دوست انگریزوں میں قدیم سے کیسے تعلقات چلے آتے ہیں وہ تعلقات جو بے شک سولھویں صدی میں خاندان عثمانیہ کے ساتھ نہایت قابل فخر تھے اب اونکا خیال کرنا بھی حسرت انگیز ہے -

ملکہ الزبتھ کے وقت تک انگلستان کو ٹرکی سے کوئی تعلق نہ تھا [illegible] ۱۵۷۹ء میں تین سوداگر ولیم ہیربین - ایڈورڈ ایلس اور

رچرڈ ڈیل قسطنطنیہ کو بھیجے گئے اور انہون نے ترکی مین انگریزی سوداگرون کے لیے بھی وہی حقوق حاصل کیے جو کہ دوسری قومونکو حاصل تھے ۱۵۸۳ء مین ان سوداگرون مین سے ولیم ہربرن کو ملکہ الیزبتہ نے اپنا سفیر مقرر کیا۔ انگلستان کی ملکہ سے فلفوس ثانی والی اسپین کو نہایت ہی نفرت تھی اسلیے ملکہ نے کوشش کی کہ بادشاہ اسپین اور اوس کے مددگار پوپ رومیہ کے مقابلے مین سلطان اوسکے شریک حال ہون جو خطوط کہ ملکہ الیزبتہ نے باب عالی کو لکھے تھے اونکے ملاخطے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانونکو جو بت پرستی سے مشہور و معروف نفرت ہے اوس سے ملکہ نے فائدہ اوٹھانے کی پوری کوشش کی تھی۔ ملکہ انگلستان نے ان خطوط مین یہ لقب اختیار کیا ہے "دو منصور اور سچے مذہب کے سبب سے قوی حامی اون بت پرستو نکے مقابلے مین جو کہ دغا بازی سے حضرت عیسیٰ کے نام کو بدنام کرتے ہین" ایک اور خط بھی ابھی تک موجود ہے جو کہ سفیر متعینہ باب عالی نے سلطان کو نومبر ۱۵۸۷ء مین لکھا تھا جب کہ انگلستان کو بادشاہ اسپین کے جہازونکے بیڑے سے خطرہ پیش آ گیا تھا۔ اسمین سلطان سے درخواست کی گئی ہے کہ اگر وہ اپنی عظیم الشان

سلطنت کی کل فوج جرار کو نہ بھیج سکین تو بھی کم سے کم ساٹھہ یا اسّی جنگی جہاز اُس
بت پرست بادشاہ اسپین کے استیصال کے لیے بھیجدین جسنے پوپ اور
تمام بت پرست بادشاہونکی مدد سے قوت پاکر ارادہ کیا ہے کہ پہلے ملکہ
انگلستان کا قلع و قمع کرے اور اوسکے بعد اپنی تمام قوت کو سلطان کی تباہی مین
صرف کرے اور ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو جائے،، انگریزی سفیر نے اسبات
پر زور دیا کہ اگر سلطان اور ملکہ الیزبتہ شریک حال ہو گئے اور اونھون نے
اپنی بحری قوت کو مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھہ اسپین کے مقابلے مین
استعمال کیا تو مغرور اندلس اور جھوٹی پوپ اور اونکے پیرون کا خاتمہ ہو جائیگا
اور انگلستان اور ٹرکی کی باہمی امداد سے خدا اپنے خاص بندون کی حفاظت
کرے گا اور روے زمین کے بت پرستونکو سزا دے گا۔

پہلا خط مقام ونڈسر سے ۵ نومبر ۱۵۸۳؁ کو الیزبتہ کیطرف سے
وزیراعظم محمد کے نام لکھا گیا تھا دوسرا خط ملکہ کے سفیر کیطرف سے
سلطان کے نام ۹ نومبر ۱۵۸۵؁ کا لکھا ہوا ہے۔ میرے علم مین دو
اور خط بھی لکھے گئے تھے ایک ۱۵۸۶؁ مین بعض قیدیونکو الجزایر سے
رہا کرانے کے بابت اور دوسرا سلخ نومبر ۱۵۸۸؁ عیسوی کا لکھا ہوا ہے

جسمین اسپین کی شکست کا ذکر ہے اور شہنشاہ عثمانیہ سے درخواست کیگئی
ہے کہ وہ اسپین پر حملہ کرین - ایک مورخ لکھتا ہے " اگر انگلش چینل
مین ایک ترکی بیڑا - ڈیلی اور ڈرِیک کی حمایت مین پہلو بہ پہلو
اسپین سے لڑتا تو اندلسی بیڑے کی حیرت افزا تاریخ مین یہ بھی ایک عجیب واقعہ
ہوتا " لیکن ترکی کا آفتاب غروب ہورہا تھا - اگرچہ ظاہری شان وشوکت
بحال تھی مگر اصلی عظمت جو کہ سلیمان قانونی اور سلیم ثانی کے عہد مین ترقی
کے نصف النہار پر پہونچی تھی اوسکو گھن لگ گیا تھا - جسطرح کہ حضرت سلیمان
کا مردہ جسم لکڑی کے سہارے سے برسون کھڑا رہا اسیطرح ترکی
کی شان وشوکت بھی غیر قومونکی نگاہ مین ویسی ہی قایم رہی جیسی اوسوقت
تھی نہ کہ جیسے کسی زمانۂ سابق مین تھی اور جسطرح کہ حضرت سلیمان کے
جسم کو ساکنان آب وخاک وآتش وباد زندہ سمجھکر پرستش کرتے تھے
یہان تک کہ جس لکڑی کے سہارے سے کہ جسم بے جان کھڑا تھا اوسکو
دیمک نے کھالیا اور وہ آخر کار گر پڑا اسیطرح ترکی کی بھی پہلی ہی سی
عزت ہوتی رہی - یہان تک کہ دفعتاً دنیا کو معلوم ہوگیا کہ شان وعظمت
اسلمبول سے رخصت ہوگئی -

ترکونکی حماقت ہی سنے روس کو اون کا اس قدر قوی دشمن بنادیا ہے۔ مینے خاصکر روس کا ذکر دو وجوہ سے کیا ہے۔ اوّل تو یہ کہ روس ہی سنے سلطنت عثمانیہ کی قوت کو یورپ مین مستاصل اور ایشیا مین ضعیف کیا ہے۔

دوسرے یہ کہ روس کے حامیون کی تعداد کچھہ کم نہین ہے بڑی خوشی ہو اگر ترک یورپ سے بالکل نکل جائین اور یہ اور بھی اچھا ہو اگر روس ہی کے ہاتھہ سے نکلین۔

تاریخ بتلاتی ہے کہ ایک دفعہ ترکون سنے روس پر پورا غلبہ حاصل کر لیا تھا لیکن اپنی کمزور حکمت عملی سے اوسکو خاک مین ملادیا اور پرد تھہ پر روس سے معاہدہ کرکے صلحنامہ لکھدیا۔ وزیر اعظم سنے پٹر اعظم اور راوسکی بی بی ملکہ کیتھی رائین کو مقام کوشی مین گھیر لیا تھا جو دریا پروتھہ کے نزدیک واقع ہے۔ اور روسی بالکل ترکی فوج کے چنگل مین آگئے تھے کہ استنے مین کیتھی رائین سنے جسکو ازروے انصاف روس کے "فرشتہ نجات دہندہ" کا لقب دیا گیا ہے۔ فوجین خفیہ زروجواہر تھا سب کو جمع کرکے وزیر اعظم کے پاس بھیجدیا اور اطاعت گزینی کا پیغام دیا۔ وزیر نے

ایسی شرائط پر صلح کو قبول کیا کہ جو زار کے لیے نہایت حقارت آمیز تھیں لیکن سے جلیسے ترکی کو کوئی ذاتی منفاد حاصل نہیں ہوا صلحنامہ ایک جانب تو ایسا سخت تھا کہ سلطان کے فیض و کرم کا ادسپر اطلاق نہ ہو سکتا تھا دوسری جانب نرم اسقدر تھا کہ اونکو کوئی دیر پا فائدہ بھی نہ تھا۔ عہدنامہ اسطرح شروع ہوا۔ خدا کی عنایت بے غایت سے فتحمند اسلامی سپاہ نے زار روس کو مع اوسکی ساری فوج کے دریا سے پرو تھہ کے نزدیک اسطور پر گھیر لیا کہ اوسکو سوا اسے اس طلب کرنے کے کوئی چارہ نہ رہا اور خود اوسکی درخواست سے مندرجہ ذیل شرائط پر صلح کیجاتی ہی" اسکے بعد حماقت آمیز شرائط درج ہین۔ عہدنامے کے اخیر مین وزیر اعظم کیطرف سے درج ہے کہ "وہ اعلیحضرت تو شوکت خداوند نعمت کی پیشگاہ عالی مین اس امر کی التجا کرتا ہے کہ پیشگاہ خداوندی سے ازراہ الطاف خسروانہ زار کے قصورات سابقہ کی معافی اور ان شرائط کی تصدیق فرمائی جاے۔

تھورنٹن مورخ لکھتا ہے "جب عہدنامہ پر وتھہ پر دستخط ہو سے تو اوسوقت سلطنت عثمانیہ کی ذکاوت و فہم و فراست خواب

ادبار مین تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا - کیونکہ پیٹر کے واقعہ جانگاہ کے بعد جو جو اصلاحین پیٹر نے کی ہین جنکی بدولت روس نے موجودہ ترقی حاصل کی گو یہ ترقی ایسی ہوئی ہے کہ اسوقت بھی مدعا یہان سے ہی صد سے بارہ سے زیادہ بڑ ہے لکھے نہین ہین اور جو جو سامان جنگ کے وحشی جمع ہوے جنکے ذریعے سے روس کو کم سے کم تمام ابتدائی فتوحات حاصل ہوئین - اور مشکل سے یہ ان اصلاحون اور سامان جنگ کا نام و نشان بھی نہ تھا - اسمین شک نہین کہ اگر اسوقت پیٹر اعظم قتل ہوتا یا گرفتار کرلیا جاتا تو سلطنت زار کو یہ دن نصیب نہ ہوتا اور وہ قعر وحشت وجہالت مین پڑی رہتی -

میری رائے مین اسباب کی ارزور کھنا شاید یہ نہ ہوگا کہ ترکون کو ایسے موقع پر ذرا سوچ سمجھکر کام کرنا تھا - گو روس جیسے وسیع ملک کی بربادی ہوجاتی لیکن اصل یہ ہے کہ سلطنت روس اپنی زبان حال سے کہے دیتی ہے کہ جرار و شائستہ فوجین کسی حکومت کی شائستگی اور تہذیب کا وثیقہ نہین ٹھہرائے جاسکتی ہان تباہی و بربادی مین انکو دستگاہ کافی حاصل ہوجاتی ہے - روس مین ظلم وستم کی گرمی

حد ہی نہین ہے۔ حال ہی مین جو وحشت انگیز برتاؤ سائبیریا مین بیکس عورتون کے ساتھ کیا گیا ہے اوسکی وجہ سے ہائیڈ پارک مین بھی ایک پرجوش جلسہ ہوا اور پنبتیہ دسفر قومونکے سرگروہ نے اسموقع پر کہا و ر یہ مشہور ہی کہ جس سر پر تاج رکھا جاتا ہے وہ نہایت ہی بے چین رہتا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ تاج پہننے کے لیے ایک ہی سر روس مین موجود ہی

مین اس موقع پر عرض کرونگا کہ یہ سمجھنا بالکل لغو ہوگا کہ وزیر اعظم نے پروتھ مین رشوت لی کیونکہ اسباب کا خیال کرنا نادانی سے خالی نہ ہوگا کہ جو کچھ کیتھی رائن نے وزیر اعظم کو دیا اوس سے سوچند بھی ایک ایسے مقام اور ایسے وقت مین لے کر وہ اسباب پر آمادہ ہو جاتا کہ جس سے نہ صرف ملک کو نقصان پہونچائے بلکہ اپنی جان کو مبتلاے غضب سلطانی کرے مگر اس مین شک نہین کہ اوس روز سے آجتک زار کی یہی کوشش رہی ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی بیخ کنی کرے اور غالبًا یہ پروتھ کی مصیبت ناک شکست کا انتقام ہے +

کیتھی رائن کے دوسرا پوتا ۱۷۲۸ء مین پیدا ہوا اوس کا نام

قسطنطین رکھا گیا۔ اور یونانی دائیاں دودھ پلانے کے لیے مقرر کی گئیں مسٹر ایڈمن روسس کا جو اطرنڈا تھا اور اوسوقت وہیں رہتا تھا لکھتا ہے کہ "قسطنطین نے دایہ کے دودھ کے ساتھ یونانی زبان بھی پی جس کو بعدہٗ اوسنے یونانی اوستادونکی مدد سے پختہ کیا مختصر یہ ہے کہ اوسکو پوری تعلیم ایسی دی گئی تھی کہ وہ ہر طرح پر قسطنطنیہ کے تخت کے لائق ثابت ہو جائے اوسوقت ملکہ کے تکمیل منصوبے کی نسبت کیکو شبہ باقی نہ تھا +

اسمیں شک نہیں کہ ٹرکی کے حقمیں کتنی رائن قہر ایزدی تھی اوسکے عہد میں صوبہ **کریمیا** شرمناک طریقے سے فتح ہوا اور اس سے زیادہ شرمناک واقعہ پیش آیا کہ اوّل تو اوسنے اپنے مغلوب دشمن کو امن دی لیکن تھوڑی دیر بعد بڑی بے دردی اور بے رحمی سے "قتل عام کرڈالا جسمیں نہ تو بچّے اور بڈھے کا لحاظ کیا اور نہ عورتون کا پاس رکھا +

کون ہے جو اس عہدنامے سے واقف نہیں جسکا یہ منشا تھا کہ کریمیا کی ایک خودمختار سلطنت بنائی جائے اور وہان کے۔

باشندے خود اپنے بادشاہ کو منتخب کرین - یہ عہدنامہ لکھا روس نے تھا اور روس ہی نے اوسکو توڑا - عہدنامے کے چند ہی سال بعد روس نے کریمیا کو تہ و بالا کر دیا اور صرف ایک شہر اسمٰعیل مین چالیس ہزار ترک اور دوسرے مسلمان مرد عورتین بچے قتل کیے گئے۔ سوروو خود کہتا ہے کہ گو اوسنے ایک پرمضمون نثر اسمٰعیل کے فتح ہونے کی نسبت کتھی رائن کو لکھا لیکن جب ہنگامے سے فارغ ہو کر وہ اپنے خیمے مین گیا تو اوسکو اپنے سپاہیونکی سفاکی اور خونریزی پر رونا آگیا لیکن ایسے جھوٹے آنسو خون کی ندیون کے معاوضے نہین ہو سکتے۔

جب کہ بادشاہ آسٹریا جو مشکل سے بہادر کے لقب کا مستحق ہے اور جسنے ٹرکی کے خلاف روس کی فریب آمیز تطبیر کو اختیار کیا اور گویا اسکے انتقام مین خود اوسنے اپنے ہاتھ سے ایک ایسی سخت شکست کھائی کہ جسکی مثال تاریخ عالم مین بھی مشکل سے ملتی ہے - کتھی رائن کی بزم عشرت مین کریمیا کے ایک دریا کے کنارے شریک ہوا تو دونون نے ملک ٹرکی کے استیصال کے منصوبے باندھے - اسپر ملکہ روس نے ہنسکر اپنے شریک بزم عشرت سے پوچھا "پھر آخر ان بیچارے ٹرکون

کا کیا حال ہوگا،، لیکن وہ یہ بیچارے ترک،، ابھی تک زندہ ہین اور اونھون نے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی اونکو کم سے کم اونکی دار الخلافہ سے بے دخل نہین کر سکتا کبھی رائن کے بعد سے دو دفعہ ترکی کے استیصال کے مشورے ہوے ہین ایک دفعہ نپولین کے زمانے مین جسکا الٹا نتیجہ یہ ہوا کہ روسی بیڑہ ترکی بحری فوجکی مدد سے نپولین کا مقابل ہوا اور دوسری دفعہ نکولس زار نے انگریزی سفیر سے مشورہ کیا تھا جسکا معقول جواب سفیر نے صاف دیا لیکن یہ جواب کسیقدر جنگ کریمیا کا بھی باعث ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو زار تخت نشین ہوتا ہی اوسکی دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ قسطنطنیہ کو فتح کرے +

مین بلا تامّل یہ لکھسکتا ہون کہ ہم کو برٹش گورنمنٹ کا مشکور ہونا چاہیے کیونکہ بغیر اوسکے بروقت امداد کے شاید قسطنطنیہ کی یہ نوبت پہونچ جاتی کہ روسی جھنڈے ایا صوفیہ پر لھراتے ہوتے اور بندر گولڈن ہارن سے روسی جہاز سلامی اوتارتے +

پانچ برس پہلے ٹرکی کی حالت اس قدر خراب تھی کہ یہ ممکن نتھا کہ اوسکی فوجکی کیا تعداد ہے کتنے جہاز اوس کے بندرون مین ہین

اور قرضے کی کیا حالت ہی وہ قرضہ جو سب سے بدتر چیز ہے اور جسکی وجہ سے ٹرکی کو دیوالیہ بنانا پڑتا لیکن چونکہ قرضخواہون سے معاملہ ہوگیا تھا اس لیے سلطنت ٹرکی کے دامن اعتبار پر ناداری کی گرد بیٹھنے نہ پائی - میری راے مین ترقی کی یہ یقینی علامت ہی کہ اب ہم کو قریب قریب سلطنت کے تمام محکمون کا حال معلوم ہے - مین اب اس امر کی کوشش کرتا ہون کہ ٹرکی کی موجودہ حالت کا ایک خاکہ آپ کے سامنے کھینچدون تاکہ اوس سے خزانے کی کیفیت تجارت کی ترقی اور بحری فوجکی قوت معلوم ہو جائے

ٹرکی دو بڑے حصون مین منقسم ہے ایشیائی ٹرکی اور یورپین ٹرکی پچھلا حصہ اگلے زمانے مین بہت وسیع تھا لیکن اب صرف ۶۶۵۰۰ مربع میل کا رقبہ رہ گیا ہے جسکی آبادی ۴۶۸۰۰۰ ہے جسمین قریبًا بیس لاکھ مسلمان ہین گوکہ کوہ بلقان دائرہ حکومت سے خارج ہے لیکن ایک عہدنامہ کے لحاظ سے زمانہ جنگ مین ترک اوسپر قبضہ کرسکتے ہین - زمین بطور خود زرخیز ہے مگر بعض خارجی اسباب کے لحاظ سے زراعت اچھی حالت مین نہین ہے - یہ خارجی اسباب زیادہ تر اس وجہ سے ہین کہ ٹرکی کو تیرہ برس سے زیادہ ہوے کہ کبھی جنگ سے مہلت نہین ملی اور

اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ امن اگر فی الواقع اسے امن کہا جائے کب تک قایم رہتی ہے ÷

بھیڑونکی پرورش بہت اعلے درجے پر پہونچ گئی ہے اور اونکی درآمد بکثرت ہوتی ہے ـ لوہا بھی بکثرت دستیاب ہوتا ہے ـ دوسرے اشیاء معدنی جو اس ملک مین موجود ہین یہ ہین ـ سیسہ چاندی مین ملا ہوا ـ تانبا ـ گندہک ـ نمک اور کوئلہ ـ

صنعتونکی یہ کیفیت ہی کہ اونی اور سوتی کپڑے بنے جاتے ہین ـ قالین ـ نشال ـ توپ ـ بندوقین ـ اور چمڑا تیار ہوتا ہے ـ اور رنگنے اور چھاپنے کے کارخانے کھلے ہوے ہین ÷

یورپین ٹرکی مین ۷۶۰ میل ریل جاری ہے اور ایک ٹرین سیدہا قسطنطنیہ سے پیرس تک جاتی اور وہانسے آتی ہے اور چارسو میل تک ایشیا مین ریل جاری ہے اور ۲۰۵ میل اور ریل تیار ہو رہی ہے ـ

ایشیائی ٹرکی کا رقبہ یورپین ٹرکی کی بہ نسبت زیادہ ہے ـ آجکل کے ترکون نے ٹرکی کا نام "امین آباد مسلمین" رکھا ہے ـ لیکن مجھے یقین نہین کہ ترک کبھی یورپ سے بے دخل ہوسکین گے کم سے کم جو

حالت کہ آجکل ہے اوس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ناگہانی موت
نہین مر سکتے کیونکہ بظاہر وہ اپنے آپ کو اسقدر قوی بنا رہے ہین کہ
اتنی قوت پچھلی دو صدیون مین کبھی نصیب نہین ہوئی اور اب تو وہ
یورپ سے بہت ہی مانوس معلوم ہونے لگے ہین کیونکہ ٹرکی کو یورپ
کی سلطنتون مین بھی جگہ دی گئی ہے اور اونکے سفیر انٹی سلیوری کانفرنس
(کانفرنس انسداد بردہ فروشی) وغیرہ مین بھی شریک کیے گئے ہین۔
اس کانفرنس مین سفیر ٹرکی نے دلی خوشی سے انگریزی سفیر کی اس تجویز کی
تائید کی کہ وسط افریقہ مین ہتھیارون اور شراب کی تجارت کی منادی کر دیجائے
ٹرکی تہذیب پھیلانے کے لیے افریقہ مین مشنری بھی بھیج رہی ہے۔ خوشی
کی بات یہ ہے کہ دوسری قومین بھی اب اسکی پیروی کر رہی ہین کیونکہ
مین نہایت فخر کے ساتھ کہتا ہون کہ مسلمانون کی مشنریون نے افریقہ کی قومون
کے لیے وہ کیا ہے کہ جو کسی نے نہین کیا یعنی اخلاق ذمیمہ سے محفوظ رکھکر
خالص اور پاک جوہر تہذیب سے مالامال کیا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ
جسپر ہم نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ دنیا بھر کو مبارکباد دے سکتے ہین کہ مسلمان
اور عیسائی جو اتنے زمانے تک ایک دوسرے کے رقیب رہے اب

کم سے کم دنیا کے ایک حصے میں ایک ہی کام دل لگا کر کر رہے ہیں یعنے
بنی نوع انسان کو فوائد دارین اور ایک تاریک بر اعظم کو نور ایمان سے متمتع
کر رہے ہیں ۔ یہ قدم بہت ہی ٹھیک اٹھا ہے ۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ
مذہب ہمکو ایک دوسرے کی محبت اور ہمدردی سکھاتا ہے نہ یہ کہ مقدس
محاربوں اور جہادوں میں شریک ہوں +

اب میں اپنے اصلی مضمون کیطرف رجوع کرتا ہوں ۔ ایشیاٹک
ٹرکی میں ایشیائے کوچک شام جسمیں فلسطین آرمینیا کا بڑا حصہ اور کردستان اور
ماورالنہر شامل ہیں اور عرب کا مغربی حصہ جوکہ ساحل بحر احمر کے نزدیک
واقع ہے اور الحسی کا بحری ضلع جوکہ خلیج فارس کے مشرقی ساحل پر واقع
ہے داخل ہیں ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی سلطان ہی کی حفاظت میں ہیں۔
اور اونکی اوسیقدر عزت و عظمت کرتے ہیں جیسی کہ ہونی چاہئے اور ہم صرف
اتنا اور چاہتے ہیں کہ کاش صحرائی بدو زیادہ تر پابند قوانین ہوتے +

ایشیاٹک ٹرکی کا رقبہ ۰۰۰‏،۶۸۰ مربع میل ہے اور آبادی
۰۰۰‏،۳۳‏،۶۳‏،۱ ۔ اسمین جزیرہ سیماس کو اور شریک کرنا چاہئے جسکا
رقبہ ۱۸۰ میل اور آبادی ۱۳ ۰۵ ۴ ہے اور جزیرہ سائپرس جہانتک

کہ ۸۰۰۰ ۲ ۸ پونڈ سالانہ خراج بالعوض مالگذاری اور ۵۰۰۰ پونڈ بابت اراضیات نزول ۲۲۰ ۱۶۶ ۴-۱ اوقیہ نمک وصول ہوتا ہے (ایک اوقیہ قریباً ڈیڑھ سیر کے ہوتا ہے) مگر یہ محاصل انگلستان اور فرانس کو اوس نقصان کے معاوضے مین دیا جاتا ہے جو اونکو ٹرکی کے ضمانت کردہ قرضہ بابت ۱۸۵۵ء کے متعلق ہوا تھا۔ اس جزیرے کا رقبہ قریباً ۳۵۸۴ میل مربع ہے اور آبادی ۱۸۶۱۷۳ جنمین سے قریباً ایک چوتھائی مسلمان ہین اور باقی کلیسائے یونانیہ کے پیرو ہین۔ انگریزی ڈسٹرکٹ اضلاع کی عدالتونکے حاکم ہین اور ہر ضلع مین دو دو دیسی حاکم اونکے مددگار ہین جنمین سے ایک مسلمان ہوتا ہے اور ایک عیسائی۔ یہ جزیرہ ابھی تک سلطنت عثمانیہ مین داخل ہے +

ایشیائی ترکی مین مسلمانون کی تعداد ایک کرور بیس لاکھ منجملہ ایک کرور ساٹھہ لاکھ پچاس ہزار کل آبادی کے ہے۔ اس مین سے یونانیون کی تعداد دس لاکھ ہے +

افریقہ مین ٹری پولی اور بارقہ ٹرکی کے زیر فرمان ہین اور ان دونون کا رقبہ کل ۳۹۹۰۰۰ مربع میل اور آبادی دس لاکھ دس ہزار ہے

مصر ٹرکی کا باجگذار ہے ۔ مصر کچھ ایسے موقع سے واقع ہوا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ٹرکی کی حکومت سے آزاد نہین کر سکتا ۔ گو کہ مصر عملی طور پر خود مختار ہے لیکن ظاہرا ماتحتی کا دم بھرتا ہے ۔ کیونکہ اگر دولت عثمانیہ کے سایہ عاطفت مین نہ ہو تو کسی دوسری سلطنت کا شکار آسانی سے ہوجائے اور خدیو کو اپنی واقعی خود مختاری سے دست بردار ہونا پڑے ۔ خراج کی مقدار ۶۹۵۷۹۲ پونڈ سالانہ ہے ۔ خدیو کا خطاب سلطان کے فرمان مورخہ ۱۴ مئی ۱۸۶۷ء کے بموجب دیا گیا تھا اور موروثی ہے ۔ جب کہ انگریزی فوج مصری فوج کی مدد سے عرابی پاشا کی مشہور بغاوت کے فرو کرنے مین کامیاب ہوئی تو ایک اور انقلاب ہوا ایک شخص جسکا نام (مین نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہون) محمد احمد تھا اوٹھا اور اوسنے مہدی ہونے کا دعوے کیا اور سوڈان مین بغاوت پھیلا دی ۔ مصریونکو میرے ہمنام نے شکست دی اور جنرل گارڈن اپنے فرائض کو حد درجہ عمدگی اور شرافت کے ساتھ انجام دینے مین قتل ہوگئے ۔ اگرچہ اوسوقت تک (انگلستان مین) کنسرویٹو اور لبرل فرقون مین بحث ہو رہی تھی کہ

خرطوم کو کمک بھیجنی چاہیے - ان واقعات کے بعد وادی نیل کا بالائی حصّہ
اور دیگر وسیع قطعات ممالک تا خط استوا جو تحت حکومت مصریہ آگئے تھے نکلگئے
تھے اب مصر کا رقبہ صرف ۳۹۴۰۰۰ مربع میل رہ گیا ہے اور ستر لاکھ آبادی
ہے جنمین سے نوّے ہزار آٹھ سو چھیالیس یورپین ہین +

ممالک - نیوبیہ - سنیار - کردفان - دارفور - اور
دوسرے اضلاع عبد اللہ التعایشی محمد احمد کے جانشین کے مطیع فرمان
ہین - محمد احمد نے خلیفہ کا بھی لقب اختیار کر لیا تھا اور مرتے وقت یہی
خطاب اوسنے اپنے وفادار مرید عبد اللہ التعایشی کو عطا کیا - ڈاکٹر امین پاشا
اگست ۱۸۸۹ء تک اوس صوبے پر مصر کیطرف سے گورنر تھے جو کہ خط استوا
کے نزدیک واقع ہے لیکن آخر کار مسٹر اِسٹینلی نے اونکو اس بلا سے نجات
دی - مصر کی مالی حالت نے انگریزی نگرانی کی بدولت بے انتہا ترقی کی ہے
۱۸۸۹ء مین کل مداخل ایک کرور پونڈ تھا اور مخارج مین تین لاکھ پونڈ کی
کمی تھی جس سے کسیقدر تسلی ہوتی ہے +

عہدنامہ مورخہ ۲۴ - اکتوبر ۱۸۸۸ء کے بموجب نہر سویز کسی کی
ملک نہین ہے - ہر قوم کے مسلح اور غیر مسلح جہاز زمانہ امن و جنگ مین بے روک

جا سکتے ہین - لیکن کون ایسا ہے جو اسکا مطالب نہین سمجھتا - فرض کرو کہ فرانس اور انگلستان مین جنگ ہو تو کیا یہ سمجھہ مین آسکتا ہے کہ اونکے جہاز بے خوف ایک دوسرے کے پاس سے گذرا کرینگے اور کسی قسم کی روک قایم نہ کی جائے گی - عملی طور پر انگلستان خدیو کے دانشمند وزیر کا منصب ادا کر رہا ہے اور خدیو بھی اتنی عقل رکھتے ہین کہ ہست نیست کو بخوبی سمجھتے ہین -

صوبہ **ٹونس** پہلے سلطان کا ماتحت تھا لیکن اب فرانس کا دست نگر ہے +

فرانس کو اسمین بڑا مزا آتا ہے کہ جہانتک امکان مین ہو دوسرے ملک کو اپنے اغوش حفاظت مین جگہ دے - اسکی ایک نمایان مثال مڈیگاسکر ہے جسکو فرانس نے اپنی حفاظت مین لینا چاہا تھا لیکن وہانکے باشندون نے دوسرون کی مدد سے اس مہربان دور اندیش کی سرپرستی کو پسند نہ کیا - لیکن ٹونس مین عہدنامہ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۸۱ع کے بموجب "فرانس کا عمل اوسوقت برخاست ہو جائے گا جبکہ حکام فرانس و ٹونس اسکو بالاتفاق تسلیم کرینگے کہ مقامی گورنمنٹ انتظام و سیاست ملک کو قایم رکھہ سکتی ہے" مین نے ٹونس کو سلطنت عثمانیہ کے دائرہ حکومت مین شامل نہین کیا کیونکہ اصل یہ ہے کہ وہ اب فرانس

کا ایک صوبہ ہو گیا ہے ۔

سلطنت عثمانیہ کا کل رقبہ سترلاکھ دس ہزار مربع میل ہے اور آبادی
۳۲۵۰۰۰۰۰ ہے ۔ سلطنت عثمانیہ کے محکمہ کروڑگیری کے تختہ جات کے معائنہ
سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ ۱۹۱۲ء مین ٹرکی کی کل تجارت دو کروڑ اسی لاکھ تیس ہزار
پونڈ (بیالیس کروڑ روپیہ) کی ہوئی اسمین سے ایک کروڑ اسی ہزار پونڈ کی برآمد
اور بقیہ کی درآمد ہوئی ۔ برآمد و درآمد پر سرکاری محصول ۱۵۰۱۹۴ پونڈ
(سوا دو کروڑ روپیہ) وصول ہوئے ۔ اشیاء برآمد ۔ تمباکو ۔ میوہ جات ۔ ریشم
افیون ۔ روئی ۔ قہوہ ۔ کھالین ۔ اون ۔ سرسون ۔ ویلونیا ۔ اور قالین وغیرہ
ہین ۔ ان مین سے بہت سی اشیاء ایشیاء سے حاصل ہوتی ہین ۔ حال مین
شراب کی برآمد بھی شروع ہوئی ہے اور ممکن ہے کہ یہ البانیا کے انگور کے
باغونکے مالکون کے لیے آمدنی کا ایک معقول ذریعہ ہو ۔

درآمد کی اشیاء خاصکر سوتی اور اونی کپڑے ہین ۔ دخانی جہازون
کی دو کمپنیاں ہین ۔ ایک کا نام محسوسہ اور دوسری کا ڈچی ۔ اول الذکر
۳۲ دخانی جہازون کی مالک ہے اور آخر الذکر ۔ جہازون کی ۔ ٹرکی کے تجارتی
جہازونکے متعلق کوئی قابل اعتبار اطلاع نہین ملی لیکن گمان غالب ہے کہ انکی

معقول تعداد ہے - فرانس مین ۱۵۲۶۶ تجارتی کشتیان ہین اور کل تجارت کیقدر ادنیٰ کروڑ پونڈ سے زیادہ ہے -

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ سنہ ۱۸۹۹ء مین کل بحری تجارت روم دو کروڑ اسی لاکھ کی ہوئی جو تجارت فرانس کا گیارہوان حصہ ہے - اگر اسکو بیس حصہ بھی کم کر دیتے ہین تو بھی ٹرکی مین ۳۶۳۷ تجارتی کشتیان ہونی چاہئین - لیکن پھر بھی یہ خیال کرکے کہ کچھہ تجارت دوسرے ملکون کے جہازون کی مدد سے ہوتی ہوگی اور اسلیے ۳۶۳۳ کو کل تعداد مین سے تفریق کر دینے سے ۴۰۰ کشتیان رہجاتی ہین - یہ ممکن ہے کہ میرا قیاس غلط ہو - مگر آجکل تجارتی جہازون کی تعداد کی نسبت کوئی اطلاع بغیر وہان گئے نہین مل سکتی ہے[1] سنہ ۱۸۹۸ء مین بلجیم مین ۶۷ تجارتی کشتیان تھین جنمین سے چھپن دخانی تھین - صرف انہین اعداد پر بھروسہ کرکے مین نے قیاس کو دخل دیا ہے ؛

پچھلے سال مارچ کے مہینے مین ٹرکی قومی قرضے کی یہ صورت تھی

(۱) گلاٹا کے ساہوکارون کی دستاویز کی بابت ۷۰۰۰۰۰ پونڈ

---

[1] اسکے لکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ٹرکی مین تجارتی کشتیون کی تعداد فی الواقع ۴۰۰ کے قریب ہے -

(۲) راس المال مجتمع ... ۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ

(۳) قرضہ ضمانتی خراج مصری بکفالت دول فرانس و انگلستان ... ۱۴۰۰۰۰۰ پونڈ

(۴) دستاویزات ریلوے ... ۱۴۰۰۰۰۰ پونڈ

(۵) اندرونی قرضہ قریباً ... ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ

(۶) بقایاے تاوان جنگ روسی جسکی بابت سال بسال اقساط ادا کیجاتی ہیں ... ۳۰۸۰۳۵۷ پونڈ

میزان کل ... ۱۴۳۸۰۳۵۷۰ پونڈ

عہدنامہ برلن کے بموجب بلگیریا جو کہ ٹرکی کے ماتحت ہے اور سرویا۔ جبل اسود یعنے مانٹی نیگرو اور ریونان پر اس گرانبہا قرضے کی جزوی ادائی واجب کی گئی ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ یہ قرضہ انھین کی بدچلنی کیوجہ سے ہوا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان ستم در یاستون نے اس لحاظ سے اپنے فرائض کو بہت ہی جزوی طور پر انجام دیا ہے۔

مشرقی رومیلیا کا خراج جسکی تعداد قانون انتظامی کے بموجب ۲۴۱۰۰ مقرر کی گئی تھی لیکن بعدہین ۲۰۰۴۳۰۰ کردی گئی بلگیریا سال بسال ادا کرتی

رہتی ہے کیونکہ شرقی رومیلیا در اصل بلگیریا ہی کے ایک حصے کا نام ہے
کل آمدنی علاوہ اوسکے جو قرضے کی ادائی مین گئی ۱۹۱۰-۱۹۰۹ء عیسوی مین
۲۳ ۶۲ ۶۳ ۸۴ ۲ ۱ پونڈ تھی اور خرچ آمدنی سے تخمیناً تیس لاکھ زیادہ تھا لیکن تاہم
اور قرضے کی ضرورت نہ پڑی اور سرکار نے کسی نہ کسیطرح تمام خرچ کو پورا
کر دیا - اس زائد خرچ کی یہ وجہ تھی کہ شاہی بیڑے کی توسیع اور مرمت کیگئی
تھی +

۱۸۸۵ء مین قسطنطنیہ کی آبادی ۸۷۱۵۶۱ یا ہندوستان کے
آباد ترین شہر بمبئی سے ایک لاکھ زیادہ تھی - قسطنطنیہ مین انگلستان کا سفیر
مقرر ہے اور سلطنت عثمانیہ کے قریباً ساٹھ شہرون مین انگریزی کانسل اور
وائس کانسل رہتے ہین - ان مین سے تین مسلمان ہین -

بحری اور برّی فوج مین سواے چند انگریز وںکے کل مسلمان ہین اور
چند فرانسیسی اور جرمن استاد ہین اونکا نام جنگی فہرست مین درج نہین
ہے - اس مین فوجکی تعداد ۱۰۰۰۰ - افسر ۸۰۰۰ - اغیر کمیشن یافتہ اور
کم درجے کے عہدہ دار ہین - اسمین اون فوجون کا شمار نہین ہے جو کہ افریقیہ
اور جزیرۂ اقریطس (کریٹ) اور ملک عرب مین متعین ہین جنکی مجموعی تعداد

معتدبہ ہے ۔ فوجین ۲۷۸ پلٹنین پیادونکی ہین ۱۹۲ رجمنٹین سوارونکی اور ۱۵۹ میدانی اور ۳۰ پہاڑی توپخانے (ہر توپخانے مین چھہ توپین ہوتی ہین) اور چھہ پلٹنین انجنیرونکی ہین اور اسکے علاوہ ۵۰۰۰ قلعہ شکن توپچی ہین ؛

کل فوج ۷ دستون مین منقسم ہے جنکے صدر مقام قسطنطنیہ ایڈریانوپل ۔ مناسطر ۔ ارض روم ۔ بیروت ۔ بغداد ۔ اور صنعان واقع ملک عرب ہین ۔ ٹرپولی مین ایک علحدہ دستہ ہے اور ایک بریگیڈ اقریطش مین متعین ہے جسکی قوت کو حال کی بغاوت کیوجہ سے دوگنا کردیا گیا ہے شاید اسموقع پر یہ کہنا کچھہ بیجا نہ ہو کہ چند سال پیشتر جزیرۂ اقریطش کے باشندون کو اوسی قسم کی خودمختاری (ہوم رول) دی گئی تھی جسکی آجکل آئرلینڈ کو بعض لوگون کے قول کے بموجب بیحد ضرورت ہے ۔ لیکن اقریطش نے یہ نظیر قایم کردی ہے کہ ابھی خودمختاری نے اچھی طرح جڑ بھی نہ پکڑی تھی کہ اپنی بالادست سلطنت کے مقابلے مین بغاوت کا ڈنکا بجایا اور یونان سے چشم حمایت کی لیکن امید ہے کہ شورش کبھی کامیاب نہ ہوگی کیونکہ تمام اعلے سلطنتون نے نہایت دانشمندی اور حق پسندی

سے یونان کو بخوبی سمجھا دیا کہ اگر اوسنے ہاتھ پاؤن ہلائے تو ترکی کے
قوی غیظ و غضب کے بد نتیجے اوسکو تن واحد برداشت کرنے پڑینگے
اور کوئی دوسری سلطنت اوسکی حمایت کے لیے کھڑی نہ ہوگی + [سلہ]

زمانہ جنگ مین باقاعدہ ترکی فوج کی تعداد قریباً دس لاکھ کے ہوتی
ہے جسمین ہر قسم کی سپاہ داخل ہے - علاوہ اسکے ردیف ہین جنکے
بارہ دستہ ہین اور تعداد بھی غیر محدود ہے مگر یہ (مستحفظ) بیقاعدہ
ہین اور مناسب ہوگا کہ سلطان انکو علحدہ کر کے اپنی بے قاعدہ فوجکی
تعداد بڑہائین +

تعداد کے لحاظ سے مشہور ہی کہ ترکی فوجکا یورپ کی سلطنتون مین
ساتوان نمبر ہے لیکن مین خیال کرتا ہون کہ دنیا بھر مین اوسکا پانچوان
نمبر ہے اور اس خیال کی تائید مین معقول دلائل بھی پیش کر سکتا ہون
اس بات کا زبان پر لانا ہی فضول ہے کیونکہ تاریخ گواہی دے رہی
ہے کہ لڑنے کی قابلیت کے لحاظ سے ترکون سے بہتر سپاہی ہونے

سلہ اسکے لکھنے کے بعد سے اقریطش مین امن وامان قایم ہوگیا ہی - بعض انگریزی اخبارون
نے شاکر پاشا حاکم اقریطش کی بہت تعریف کی ہی +

کبھی میدان جنگ میں قدم نہیں رکھا - حال میں جب شہنشاہ جرمن قسطنطنیہ
گئے تھے تو ایک مشہور ہفتہ وار اخبار نے لکھا تھا کہ "وہ شہنشاہ جرمن نے
حال میں کہا ہے کہ ترکی فوج نہایت عمدہ طور پر مرتب ہے اور سلطنت کی
فوجی ضرورتوں کا مقابلہ بخوبی کر سکتی ہے - آئندہ زمانے میں ترکی سے
جنگ کرنا ایک پرہمت اور مشکل مہم ہوگی - ہر سلطنت کو ایسی مہم کے خطروں
میں مبتلا ہونے سے پہلے بہت پس و پیش کرنا ہوگا" اگر اون گرانبہا
تحائف کا بھی پورا پورا لحاظ کر لیا جائے جو کہ سلطان نے شہنشاہ کو دیے
تو بھی کہہ سکتے ہیں کہ اونھوں نے جو کچھ کہا وہ نہایت ایمانداری سے
کہا +

دولت عثمانیہ کی بحری فوج میں ۲۴ جنگی جہاز ہیں جو ہر طرح سامان
جنگ سے آراستہ ہیں اور جنمیں سے ۱۵ آہن پوش ہیں اور بارہ تارپیڈو
کی کشتیاں ہیں - زمانہ امن میں بحری سپاہ کی تعداد بارہ ہزار ہوتی ہے
اسمیں وہ دو آتشی جہاز اور تین تارپیڈو کی کشتیاں شامل نہیں ہیں جو
پچھلے سال کے آخر میں اور خرید لی گئیں - اسطرح کل میزان ۲۶ جنگی
جہاز جنمیں سے ۱۷ آہن پوش اور پندرہ تارپیڈو کی کشتیاں ہوئیں [1]

[1] اس کے لکھنے کے بعد سے چند اور جہاز بھی تیار ہوئے ہیں +

دخانی کشتیونکی تعداد بحری فوجمین ۱۶۰ اب ہے انسے ہرکام لیا جاسکتا ہے مگر
اُن مین سے بہت سی کشتیونکی مرمت ہو رہی ہے کیونکہ پچھلی جنگ کے بعد
سے وہ بالکل بیکار پڑی تھین -

ٹرکی مین بحری اور بری فوجون کی تعلیم کے لیے مدرسے ہین گو
اکثر مدرسے حال ہی مین کھلے ہین مگر اڈریانوپل مین مدتون سے فوجی یونیورسٹی
ہے - نوجوان افسران مدرسونکی تعلیم سے فارغ ہوکر فرانس یا جرمنی کو عملی
کام سیکھنے کے لیے بھیجے جاتے ہین - بری اور بحری دفاتر بیشک اس قابل ہین
کہ دولت عثمانیہ کو اونپر ناز کرنا چاہیئے اور یہ افواہین کہ سپاہ کو تنخواہ نہین
ملتی بالکل خیالی قصّے ہین - اسمین شک نہین کہ چند سال پیشتر ایسا ہی حال تھا
لیکن سلطنت کے کسی حصّے مین بھی اب ایسا حال نہین ہے +

انتظام مملکت مین ترکون نے ابھی اتنی ترقی نہین کی لیکن اسمین
کلام نہین کہ کئی سال تک امن قایم رہنے سے بہت سے عمدہ انقلاب
پیدا ہو جائینگے - محمود ثانی اور عبدالعزیز کے با وقعت
اشتہار کے مضامین خصوصاً قانون حدشرع [illegible] کے پورا ہونے کے لیے ابھی
چند سال کا انتظار درکار ہے - ملک کی صورت حال پر بہت کچھ منحصر ہے

چنانچہ ہندوستان کی حکومت کی عمدگی مین کلام نہین لیکن وہان بھی ملکہ معظمہ کے
فیاضانہ اعلان کی تمام باتین یا وہ وعدے جو ایام غدر کے بعد کئے گئے تھے
ابھی تک پورے نہین ہوئے - مین تو بتا ہی چکا ہون کہ یہ باتین زیادہ تر صورت حال
پر منحصر ہین اور ایسی باتون پر نکتہ چینی کرنا خودسری اور حماقت پر دلالت کرتا ہے
گورنمنٹ ہند اپنے وعدونکے پورا کرنے کی کوشش مین کوتاہی نہین کرتی اسیطرح
گورنمنٹ ترکی کا بھی عمدرآمد ہے - لیکن اگر اوسکو یکبارگی کامیابی نہین ہوتی تو
کیا یہ انصاف کی بات ہو کہ ہم اوسپر ظالم و جابر ہونیکا الزام لگائین - دوسرے
لوگونکے کام مین نقص نکالنا بہت آسان ہے لیکن کر دکھانا نہایت ہی مشکل چیز ہے
یہ یقین ہے کہ دولت عثمانیہ کی نیت بخیر ہے اور یہ مشہور ہے کہ نیت خود راستہ
پیدا کر لیتی ہے - اصلاح کوئی آسان چیز نہین ہے بلکہ ایک نہایت ہی مشکل کام ہے
ترکی مین ایک اور چیز بھی ہے جو میری از راہ انصاف رائے مین نہایت ہی قابل افسوس
ہے اور چونکہ وہ بالکل سلطان ہی کے ہاتھ مین ہے اسلیئے مین اونکو اس الزام
سے بری نہین کر سکتا - میرا مطلب حرم سے ہے - حرم سرا کا دستور نہ صرف بانی
بزرگ مذہب کے پاک اصولون کے خلاف اور اوس امتیازی اخلاق کے
متضاد ہے جو تہذیب تو مونکے ساتھ پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ سے نہایت

ناموزون طور سے روپیہ ضایع ہوتا ہے[1] میری راے مین اسکی بدولت
غلامون کے اعلے خاندان کی شریفانہ صفات آہستہ آہستہ گھٹتی چلی جاتی ہین
مین ترکی کا تو دلدادہ ہون مگر اس رواج سے دلی نفرت ہے اور میری نفرت
کی بھی یہی وجہ ہے کہ مین اوسکی بہبودی کا دل سے خواہان ہون۔ یہ کہا جا سکتا
ہے کہ اسکا الزام موجودہ سلطان پر نہین ہے اور اونکے حرم سرا اونکی ذات سے
بالکل جدا ہے۔ جب جرمنی کی شہنشاہ بیگم محلسرا مین تشریف لے گئین تو سلطان
کی دو بیٹیون نے پرشیا کے قومی گیت پیانو پر بجایا اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ ایک حد تک سلطان اپنے خاندان کی خبرگیری کرتے ہین اور
اس لحاظ سے مین خیال کرتا ہون کہ وہ حرم کو بھی پسند نہین کرتے کیونکہ
حرم سرا مین سواے ولیعہد کے اور کسی بچے کی بہت ہی کم خبرگیری کیجاتی
ہے۔ کم سے کم ہمکو دل سے امید کرنی چاہئے کہ یہ رواج بہت جلد نیست و
نابود ہوجائے گا دنیا بھر مین کسی چیز سے اسکی تائید نہین ہوسکتی اور جسقدر
جلد یہ دھبہ مٹ جاے اوتنا ہی ترکی کے لیے اچھا ہوگا۔

---

[1] صرف خاص قریباً ۱۵ لاکھ پونڈ سالانہ کا ہے اور پانچہزار لوگ محلسرا مین پرورش
پاتے ہین۔

سلطان کے ہاتھ مین گورنمنٹ ہی اور انکے بعد وزیر اعظم اور
دوسرے وزراء کا درجہ ہے اور اجتماعاً یہ سب لوگ "باب عالی" کہلاتے
ہین۔ شاہی پارلیمنٹ بھی ہے جو کہ بالکل انگریزی اصولون پر مبنی ہے
بالفعل مندرجۂ ذیل وزراء باب عالی مین داخل ہین +

(۱) وزیر اعظم — ہز ہائینس کامل پاشا
(۲) وزیر صیغۂ خارجیہ (خارجی ناظری) — ہز اکسلنسی سعید پاشا
(۳) وزیر صیغہ داخلیہ — شیر پاشا
(۴) وزیر صیغۂ مال — اگول پاشا
(۵) وزیر صیغۂ تعلیم — نیف پاشا

باب عالی سے بالکل وہی کام لیا جاتا ہے جو کہ انگلستان مین
کیبنٹ وزراء سے لیا جاتا ہے۔

باب عالی کی وجہ تسمیہ عام طور پر معلوم نہین ہے لیکن اصل یہ ہے
کہ ترک اپنے سرکار کو جنگی اصطلاحات کے استعارہ سے خیمہ کہتے ہین یا
اگلے زمانے مین سرکاری مہر کو "باب عالی خیمہ شاہی" کہتے تھے۔ اہل
اطالیہ نے ترکی الفاظ کا ترجمہ کر لیا اور "لا پورٹا سبلائما" کہنے

سے لگے اور یہی اصطلاح یورپ کے مختلف ملکون مین مختلف زبانوں کے خاص تناسب کے لحاظ سے مروج ہوگئی - باب عالی سے مراد سرکار شہنشاہی عثمانیہ سے ہے - اب ہم اس استعارے کو اور بھی توسیع دیتے ہین - سلطنت کا ایوان چار ستون پر قایم ہے وہ یہ ہین اولاً وزراء ثانیاً قاضیان عسکر - ثالثاً دفتردار (خزانچی) اور رابعاً نشانذی (معتمدین) علاوہ انکے آغایان بیرون یعنے حکام خرچی اور آغایان اندرون یعنے عہدہ داران محل ودربار - اسکے بعد علما کا طبقہ ہے جنکی وہی حالت ہے - جوکہ ہندوستان اور اس ملک (انگلستان) مین فرقۂ وکلاء کی ہے - عالم کا درجہ حاصل کرنے کے لیے تعلیم کی ایک خاص اور مشکل سلسلہ کو طے کرنا بہت سے امتحانون مین کامیاب ہونا اور کئی ڈگریان حاصل کرنا ضروری ہے - قانونی فرقہ صرف لایق ہی لوگو نیر محدود رکھنے کے لیے بہت ہوشیاری سے کام لیا جاتا ہے - طبقۂ علما مین سے تمام مدرس اور حکام عدالت اور چھوٹے شہرون اور ضلعون کے قاضی اور بڑے شہرونکے ملا اور "استنبول آفندی" یعنے قسطنطنیہ کے ناظم مقرر کیے جاتے ہین ✦

اناطولیا اور رومیلیا کے قاضیان عسکر یعنے اعلے حکام عدالت اور مفتی بھی ایسی فرقے سے ہوتے ہین - یہ بھی قابل گذارش ہے کہ فرقہ علما کو سوا اسکے کہ شرع اسلام کلام اللہ پر مبنی ہے - مذہب سے اور کوئی تعلق نہین ہے - دنیا مین کوئی ملک ایسا نہین ہے جہان علمائے مذہبی کی قوت ایسی قدر محدود ہو جتنی کہ ترکی مین ہے یا جہان طبقہ علما عر زیادہ سربرآوردہ ہو - دنیا مین عثمانیون سے زیادہ کوئی قوم اپنے اوستادون یا ان لوگون کا ادب نہین کرتی جو کہ زیور علم سے آراستہ ہین یعنی دوسرون کی رہبری کے قابل ہین -

عثمانیون مین ایک اور بات بھی ہے جو خاص مہذب ہونے کی دلیل ہے مگر جسکو بہت ہی کم لوگ جانتے ہین - یہ مینوسپل یعنے مقامی معاملات مین اپنا انتظام آپ کر لینے کا مادہ ہے -

ہر پیشے کے متعلق ایک انجمن ہوتی ہے جسکو "اصناف" کہتے ہین اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر موضع مین میونسپلٹی ہے - اہل دیہہ اپنے مقدمون کو آپ ہی منتخب کرتے ہین - مقدم سے وہ لوگ مراد ہین جو سرکاری محاصل وصول کرتے ہین - وہ میونسپلٹی کے روپے کو

جنکی تعداد بعض اوقات بہت زیادہ ہوتی ہے خرچ کرسکتے ہین۔ چھوٹے چھوٹے معاملات کا پنچایت سے فیصلہ کرسکتے ہین۔ اہم معاہدون کی تصدیق کرسکتے ہین اور جب عہدہ دارون کی طرف سے زیادتی ہوتی ہے تو وہی دادو فریاد کا ذریعہ بنائے جاسکتے ہین۔

یہ قانون صرف عثمانیون پر ہی ختم نہین ہے بلکہ آرمینون اور عیسائیون سے بھی متعلق ہے +

اعلے طبقے کے مدرسے جنکی تعداد بہت ہے۔ اور محمد ثانی کے زمانہ سے یعنے پندرہوین صدی کے وسط سے کوئی ایسا شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤن نہین ہے جہان متعدد مکتب نہ ہون۔ جو لوگ دانشمند یعنے ایم اے کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہین او نہیں جب سے یا یہ کہئے کہ پندرہوین صدی مین واجب تھا کہ صرف ونحو منطق علم مابعد الطبیعت تشریح اعضاے انسان معانی وبیان بلاغت اقلیدس اور فلکیات مین امتحان پاس کرین۔ اوس زمانے کے پیرس یا اکسفورڈ کی یونیورسٹی کے سلسلہ تعلیم سے اگر اسکا مقابلہ کیا جائے گا تو یہ کچھہ کم نہ ثابت ہوگا۔ اگر دانشمند طبقہ علماء مین داخل ہونا چاہتا تو اوسکو

شروع شریف مین تعلیم پانا بھی ضروری ہوتا۔ یا یہ ممکن تھا کہ وہ کسی چھوٹے مدرسے کی اعلے مدرسی قبول کرلیتا مگر اس سے وہ علما کے حقوق یا آیندہ اپنے صیغے مین اعلے عہدون پر ترقی کرنے سے محروم ہوجاتا۔ ٹرکی کی موجودہ حالت کی آجکل یہ صورت ہے اور مین کہہ سکتا ہون کہ سلطنت مین ترقی کے سارے آثار نمایان ہین۔ کوئی شخص انکار نہین کرسکتا کہ ابھی بہت سے باتین تدارک کے قابل موجود ہین لیکن چونکہ اس تقریر کی غرض یہ ہے کہ ٹرکی کی حالت کا نقشہ انکھون کے سامنے لایا جائے نہ یہ کہ خرابیون کے رفع کرنے کے لیے علاج اور تدبیرین بتائی جائین اسلیے اب مین اس داستان کو ختم کرتا ہون۔ لیکن ختم کرنے سے پہلے مین آپ کی اجازت سے موجودہ سلطان کے خاندان کے حالات بیان کرنا چاہتا ہون۔

عبد الحمید (سلمہ اللہ تعالے) ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۱۵ شعبان المعظم ۱۲۶۵ھ (؟) کو پیدا ہوئے اور سلطان عبد المجید کے دوسرے بیٹے عبد الحمید اپنے بھائی مراد خامس کے تخت سے اوتارے جانے کے بعد ۳۱۔ اگست ۱۸۷۶ء عیسوی کو تخت نشین ہوئے +

سلطان مراد خامس ابھی تک زندہ ہین مجنون ہو جانے کی وجہ سے کاروبار سلطنت سے سبکدوش کیے گئے +

سلطان موجودہ کے مزاج مین نہایت ہی اعتدال پسندی ہے اور اپنے کام کو ایسی تندہی سے کرتے ہین جیسا کہ بادشاہ کو کرنا چاہیے — مشہور ہے کہ سلاطین یورپ مین وہ خلیق ترین بادشاہ ہین —

سلطان کی ایک نکاحی بی بی ہین مگر حرم کا سلسلہ بھی جاری ہے اور اس کی یہ وجہ ہے کہ حرم لوازمات سلطنت مین داخل ہے نہ یہ کہ سلطان کی ذاتی خواہشون کا نتیجہ ہو۔ لیکن باوجود اسکے سلطان کو اس الزام سے بری کرنا ایک نہایت مشکل کام ہے اور نہ میری خواہش ہے کہ ایسی کوئی کوشش کرون +

سلطان کے سات بچے ہین —

(۱) محمد سلیم آفندی جو ۱۱ جنوری ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوے —

(۲) زکیہ سلطانہ جو ۱۲ جنوری ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئین —

(۳) نعیمہ سلطانہ جو ۵ - اگست ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئین —

(۴) عبد القادر آفندی جو ۲۳ فروری ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوے —

(۳) احمد آفندی جو ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوے -
(۴) نائبہ سلطانہ جو ۱۸۸۳ء مین پیدا ہوئین -
(۵) محمد برہان الدین آفندی جو ۱۸۸۵ء مین پیدا ہوے -

سلطان کے ولیعہد اونکے بھائی محمد رشید آفندی ہین - جو ۳ نومبر ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوے - آپ ملاحظہ فرما چکے کہ ترکونکی کیا حالت تھی اونکا قدم ترقی یورپ کی تمام قومو نسے آگے رہتا تھا اور ہر کس و ناکس اونکے آگے سر جھکاتا تھا اور آخر کار کسطرح گذشتہ زمانے کے تمام عالیجاہ عالی حوصلہ قومون کی طرح تنزل و ادبار مین مبتلا ہو گئے اور اب پھر اون لوگون کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کر رہے ہین جنکی ذی ہمت ارادون اور زبردست کوششون نے زمانہ جنگ مین ہلال کا خوف اور زمانہ امن مین ہلال کی ہیبت دول یورپ اور بنی نوع انسان کے دلمین پیدا کر دی تھی +

عہدنامۂ برلن

عہدنامہ برلن پر دستخط ہونے سے پہلے روس نے اپنی حکمت عملی سے ترکون سے ایک اور عہدنامے کی تصدیق کرائی جو کہ سین اسٹیفانو مین

ہوا تھا اور جسکی شرائط کچھ ایسی بر باد کن نھین کہ سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہی ہوجاتا لارڈ سالسبری نے نہایت بیدار مغزی اور لیاقت سے اوس عہدنامے پر ایک عام گشتی مین نکتہ چینی کی اور یورپ کو بتا دیا کہ اس عہدنامے کے ذریعے سے روس نے ٹرکی کے پورے انہدام کی بنیاد رکھی ہے اس سے یورپ کی سلطنتون کو بہت ہراس ہوا اور اونھون نے روس کو اسبات پر مجبور کیا کہ وہ اس عہدنامے کو منسوخ کرکے ایک اور عہدنامہ از سر نو کرے ۔

اس لحاظ سے تمام بڑی بڑی سلطنتون نے تجویز کیا کہ ایک مجلس شورے قایم کیجائے چنانچہ اسکا برلن مین جون اور جولائی کے مہینون مین بتدبیر پرنس بسمارک انعقاد ہوا ۔

رومیلیا سرویا اور مانٹی نیگرو کی حدود وسیع کئے گئے اور یہ ریاستین خودمختار کردی گئین ۔

اون ممالک کا ایک بڑا حصہ جو دریاے ڈینوب اور کوہ بلقان کے مابین واقع ہے ۔ ایک خودمختار ریاست بلگیریا کے نام سے قایم کیا گیا اور تجویز ہوا کہ رعایا اپنے بادشاہ کو آپ منتخب کرلے لیکن سلطان کی حکومت

کا سایہ اوسپر قایم رکھا گیا اور کچھ خراج بھی مقرر ہوا۔

بلگیریا کے تمام قلعے سوائے رسچک سلسٹریا۔ اور وارنا کے مسمار کردے گئے۔ کوہ بلقان کے جنوب مین مشرقی رومیلیا کے نام سے ایک ریاست قایم کی گئی جسپر سلطان کی براہ راست حکومت قایم ہے۔

باسنیا اور ہرزیگوونیا کا انتظام آسٹرو ہنگری کے سپرد کیا گیا اور رومانیا نے بسار بیا کا وہ حصہ روس کی نذر کیا جو سنہ ۱۸۵۶ء مین زار کی حکومت سے علحدہ کر لیا گیا تھا اور اسکے معاوضے مین اوسکو ڈوبرشا کا ضلع دیا گیا

ایشیا مین قرص اردہان اور باطوم روس کے حوالے کیے گئے

ایک دوسرے عہدنامے کے بموجب انگلستان کو جزیرہ سائپرس اس شرط سے حوالہ کیا گیا کہ ایشیاٹک ٹرکی کی حفاظت کی ذمہ داری کرے۔ مین پہلے بیان کر چکا ہون کہ سائپرس خراجگذار ہے اور در اصل سلطنت عثمانیہ کا ایک جزو ہے۔ یہ عہدنامہ جون سنہ ۱۸۷۸ء مین لکھا گیا۔ آپ کو اس سے معلوم ہوگا کہ عہدنامہ برلن کے لکھے جانے سے پہلے ہی انگلستان نے سلطنت عثمانیہ کی ایشیا مین حمایت کرنے کے لیے مصمم ارادہ کر لیا تھا

انگریزون نے جزیرہ سائپرس پر جولائی سنہ ۱۸۷۸ء مین قبضہ کیا +

جلد سوم   حسن   نمبر ۱۱

اب مین آپ سے اجازت چاہتا ہون کہ جس مہربانی اور توجہ سے کہ آپ نے اس تقریر کو سنا ہے اوسکا شکریہ ادا کرون اور اس مضمون کو ختم کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگون سے درخواست کرون کہ آپ میری اس دعا مین شریک ہون ۔ اے خدا ! اے خدا !! ٹرکی کو جو کہ اسلام کا اخیر حصن حصین اور ہمارے مذہب کا مرکز ہے پھر وہ مبارک دن نصیب کر کہ وہ مہذب دنیا مین اپنے مرتبے کو حاصل کرے اور یہ مریض شفا پا جائے اور مدتہائے دراز تک بخوشی و شادمانی سلامت و برقرار رہے ۔ آمین ! فقط

راقم

محمد احمد (دستخط)

لندن
مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء

تعلیم و تربیت اطفال

تمام گھر کی خوشی مجسم صورتون مین تمام خاندان کی عزت چلتے پھرنے والے پتلون مین - ملک کی آیندہ قسمت قوم کی اچھی یا بری ہونے والی حالت بچے ہوتے ہین - انکی بری حالت ملک کی بدقسمتی کی دلیل - اور انکی عمدہ کیفیت قوم کی سرسبزی کی نیک فال ہے - دنیا مین جتنے آدمی نامور گذرے اونھون نے بہت بڑا ذخیرہ اپنی آیندہ عزت و عظمت کا طفلی ہی سے جمع کر لیا تھا گو اونکو ہنوز نہ معلوم ہوا ہو کہ انکی ذہنی دامن نیرنگستان عالم کے کیسے کیسے خوشنما پھولون سے پر ہو گئے ہین - اور گو انھون نے قدرت کی تخم ریزی کو جو انکے مزارع قلوب مین ہوئی وقعت سے نہ دیکھا ہو حقیقت مین آگے بڑھ کے ان کی ناموری کی اصل الاصول ہوئی - اشرف المخلوقات کے عظیم الشان لقب سے ممتاز ہونے والے گو تمام جنس انسان بحیثیت مجموعی ہے کیونکہ جوہر عقل منجملہ اور عطیات ناتناہی کے بہت بڑا مابہ الامتیاز رکھا گیا ہے - مگر درحقیقت اسی ممتاز لقب کے شایان حضرت کامل الانسان ہین ع بسکہ ہر کام کا دشوار ہے آسان ہونا آدمی کو بھی میسر نہین انسان ہونا - اور یہ کاملیت خصائل حمیدہ اسی عہد طفلی کے پوشیدہ قوتون کا بڑا ہوا اثر ہے مثل ہے کہ ہونہار بروے کے چکنے پات عہد طفلی کے جزئیات نخی آیندہ عظمت کے مبصرونکی نظرون مین کھلے آثار ہوتے ہین شیخ کا قول تخصیصی درحقیقت تعلیمی تاثیر لیے ہوے ہے ع

۵ بالائے سرش ز ہوشمندی — مے تافت ستارۂ بلندی

یہ مختصر کیفیت جو اوپر بیان ہوئی قدرتی عطیات کا جو روز ازل ہر خمیر انسانی
میں قضاء قدر کے ہاتھوں تفویض ہوئی - ایک مختصر خلاصہ ہے - جب عہد طفلی
ایسا عمدہ زمانہ اور ایسا محمود وقت ہے تو ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اگر ان
نعمائے قدرت میں بمناسبت حالات صدہا سال اور پشت ہا پشت کے انسانی
تجربات سے امداد پہونچائی جائے - تو یہ پتلۂ انسانی جو بعض اوقات عدم تعلیم
و تربیت سے چہ خفتہ وچہ بیدار مساوی ہوتا ہے - کل درجات عزت و مرتبت
جو مختلف صیغوں میں اوسکے لیے امانتاً رکھے گئے ہیں طے کر ڈالے - زمانہ
طفولیت ہی ایک ایسا وقت ہے جسمیں ہر قسم کی تعلیم و تربیت کی صلاحیت
ہو سکتی ہے - خیالات میں لچک اور عادات میں خامی کچھ ایسی پائی جاتی ہے
کہ جدہر قوت کے ساتھ موڑ دیے جائیں اوسیطرف ترقی ہوگی - اور اگر اپنے
ہی حال پر چھوڑ دیے جائیں تو ایک روز پختگی حاصل کرنے پر ناقابل اصلاح
ہو جائینگے - تعلیم و تربیت جو ہمیشہ سے جزو لاینفک تسلیم ہوئے ہیں - اور روز بروز
عملاً اوسپر اور زور دیا جا رہا ہے اسکے لیے عہد طفلی نہایت موزون موسم سمجھا گیا
ہے - جب کہ ہر قسم کی تخم ریزی کی صلاحیت غیر مزروعہ آراضی وار زمین

پائی جاتی ہے - اچھے اور برے تخم اور تخم ریزی کی ذمہ داری ظاہر ہے کہ دہپر نہین ہے ہان اوسکو قبولیت سے انکار بھی نہین ہے ورا گر اوسکو چند سے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو پھر اوسمین صلاحیت زراعت تعلیمی بھی باقی نہین رہجاتی غرض انسان کا دل حالت طفولیت مین بالکل غیر مزروعہ اراضی کیطرح ہے اور سہ

از مکافات عمل غافل مشو   گندم از گندم بروید جو ز جو

جسطرح ایک کے یہ مطابق ہے اسیطرح دوسرے سے متعلق -

تعلیم بلا تربیت اور تربیت بلا تعلیم ہر دو فرداً فرداً ناقص ایک بغیر دوسرے کے ایسی ہی ہے جیسے دولت بغیر علم کے اور علم بغیر دولت کے - قوم اور ملک پر وہی مجموعی اثر دولت و علم کا ہوتا ہے جو تعلیم و تربیت کا مجموعی فائدہ شخص واحد پہ ہوتا ہے - ہمارے ملکی و قومی ادبار کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ اوسمین علم و دولت مفقود ہوگیا ہے اور ذاتی خصوصیت اعلے سوسائٹی مین اسلیے نہین ہوتی کہ تعلیم و تربیت ناقص ہماری دو قدم آگے رہتی ہے -

انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اسکے حواس خمسہ ظاہری مکمل نہین ہوتے

اور قواے باطنی تو اور بھی مخفی اور ساکن حیثیت مین ہوتے ہین مگر انکی ترقی
دن دونی رات چوگنی ہوتی ہے - جسقدر مناظر ایک بچے کی نظر سے گذرتے
ہین وہ بغیر خفیہ اثر کیے ہوے نہین رہتے گو اوسکا اظہار طفل سے زبان کی
زبان سے نہین ہوتا مگر بہت جلد وہ قدرتی جذبات سے متاثر ہوکر پیارے
لہجون اور اشارون مین بتلاتا اور مزید تفتیش کی کوشش کرتا ہے - اور
اسکی یہ کیفیت روز افزون ترقی پر ہوتی ہے - والدین اور دوسرے
اعزا کا یہ کام ہے کہ اسکی خواہشات اور سوالات کو پوری اور سچے جواب دیکر
اسکے قواے روحانی کو بڑھائین بخلاف اسکے اکثر ہوتا ہے کہ بچون کے
سوالات کو بے حقیقت اور نہایت معمولی اور بعض وقت تکلیف دہ سمجھکر
والدین اوسکے منہ کو گھرک کر یا دوسری طرح سے بند کر دیتے ہین - اور بہت سے
سوالات کو جو یکے بعد دیگرے وہ کرتا - یکبارگی تاریکی مین ڈال دیتے
ہین حقیقت مین یہ فعل ابھرتے ہوے شوق کو روکنا - اور کھلتی ہوئی
کلی کو توڑ لینا ہے جس سے اوسکے دیگر اندرونی نمودار قوا کو آیندہ
کے لیے سخت نقصان پہونچتا ہے - اور پھر کسی عجیب اور جدید چیز کو دیکھکر
جسکا سلسلہ روز اوسکی نظر سے گذرتا ہے پوچھتے ہوے تکلف کرتا ہے -

اور بالآخر بہت سی ضروری باتوں سے جو پہلے ہی معلوم ہوتی تھیں وقت پر محروم رہجاتا ہے لڑکا جیون جیون بڑہتا جاتا ہے اوسکا ذخیرۂ علم وسیع ہوتا جاتا ہے مگر بے ترتیب - وہ عالم کے دلفریب سمان کو دیکھکر خوش ہوتا ہے اور اپنے ہی لہجہ مین خوشی کا اظہار کرتا ہے - اسکے اندرونی قوا جو قدرتاً تعلیم پذیر ہین اوسکو مجبور کرتے ہین کہ اپنے بڑون سے جو نزدیک ہین ماہیت اشیاء اور حقیقت حال دریافت کرے مگر افسوس ہے کہ بعض اوقات اسکے ضروری الوقت اور مفید مطلب سوالات کا جواب زجر و توبیخ مین دیا جاتا ہے اور بعض وقت اماپ شاپ کچھ کا کچھ کہکر دفع الوقتی کیجاتی ہے آگے چلکر کند ذہنی کھوٹ اور عدم تشویق کی شکایت بہت کچھ انھین وجوہ سے سنی جاتی ہے کیونکہ جو مادہ آیندہ کیلئے مفید شاہراہ پر نکلا تھا اوسکا شروع ہی مین گلا گھونٹ دیا گیا پھر اوس سے اور امید رکھنی فضول -

جب لڑکا پڑہنے کے قابل ہوتا ہے تو اوسپر ایک عجیب مہیب پھر قایم ہوجاتا ہے کبھی سختگی حد سے زیادہ اور کبھی رعایت ضرورت سے سوا کیجاتی ہے دونون بے ترتیب ہونے سے اپنے اپنے موقع پہ نقصان دہ ہوتے ہین ظاہر ہے کہ جب ایک پودا لگایا جاتا ہے تو

اوسکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی پوری قدرتی قوت سے کام لے
اور قدرت نے جسقدر سامان اوسکی نشو نما کا رکھا ہے اسکے لیے بہم پہونچایا
جاتا ہے۔ اسی پودے کو مناسب حال گرمی و روشنی پہونچائی جاتی ہے۔ آس
پاس کی گھانس نکالڈالی جاتی ہے مبادا قوت تقسیم ہوجاے۔ مگر ہماری طرز
تربیت کا اثر ہمارے بچون پر برعکس پڑتا ہے اسکے قدرتی جوش کو روکتے
اور اسکے حوصلونکو جو قدرتی تحریک سے ہوتا ہے پامال کراتے ہین۔ اسکو
بولتے ہوے اسلیے خاموش کردیتے ہین کہ کہین گستاخ نہ ہوجاے۔
بات پوچھتے ہوئے اسواسطے چپ کردیتے ہین کہ بے ادب نہ ہوجاے۔
کھیل کود سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مبادا آوارہ نہ ہو۔ جسطرح ایک پودا
جو عمدہ زمین پر نہین ہوتا اپنی معمولی قد و قامت حاصل نہین کرسکتا اور زراعت
کافی غذا نہ پانے سے اپنی حد تک بارآور نہین ہوتی۔ انسانی پودے
بھی ناموزون روک تھام سے پوری حد تک دماغی نشو و نما نہین کرسکتے
اس تحریر سے میری یہ غرض نہین ہے کہ قوا سے اندرونی کی ترقی کیلیے
ان کو انکو مطلق العنان کردینا چاہیئے جو فی الواقع ایک دوسری سخت بلا لانیوالی
ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ رعایت و مزاحمت دونون باقاعدہ اپنے اپنے

موقع پر ہو جو تربیت کا خاص منشا ہے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است　　　چو رگزن کہ جراح و مرہم نہ است

بعض اوقات نوخیز طالب علموں کو بدقسمتی سے وہ معیب صورت تلخ مزاج استاد ملتے ہیں جو انکے تو اسے اندرونی کی پامالی اپنے دل لبھا و لبی کھجور کی چھری سے کرتے رہتے ہیں - تربیت تو درکنار انکو تعلیم کا مذاق بھی نہیں ہوتا کیونکہ یہ جبر و زور فو تونکو روکنا نہ ملکی مدارس کا اقتضا ہے اور نہ علمی مکاتب کا جو لوگ زیادہ تر اپنے طالب علم پر ہاتھ صاف کرتے ہیں یقیناً وہ اوس عزت کے مستحق نہیں ہوتے جو ایک مدبر لایق اوستاد کو شایان ہو اور جو بغیر اندرونی جراح کو نقصان پہونچائے ہوئے اور ابھرتے ہوئے شوق کی دستگیری کرتے ہوئے مصروف تعلیم ہوتا ہے -

مین نے اوپر بیان کیا ہے کہ تعلیم بلا تربیت قریب قریب فضول کے ہے - مین اسموقع پر جناب نواب عماد اللہ بہادر کی مشہور اسپیچ کے چند فقرے جو اسی رسالہ حسن مین چھپ چکے ہین یہان لکھنا چاہتا ہون جس سے معلوم ہوگا کہ ہمارے ناظم صاحب تعلیمات نے تعلیم و تربیت کو کسقدر ایک دوسری سے وابستہ کیا ہے - وہ فرماتے ہین "ایک طالب علم جسکی تربیت

درستی اور باقاعدہ طور پر عمل ہو۔ دُنیا میں ہزار درجہ زیادہ اعتبار حاصل کریگا بہ نسبت وتس بے تربیت طالبعلموں کے جو مضمون سنکر طوطے کی طرح سبق یاد کرکے یونیورسٹی کے امتحانوں میں کامیابی حاصل کی ہو۔ جو لڑکے انتظام کی سختی سے مدرسہ چھوڑ دیتے ہیں انکا مدرسے سے باہر ہی تشریف رکھنا بہتر ہوگا۔ عمدہ اور عاقلانہ تربیت کا یہ کام ہے کہ بچوں کو کم سنی میں اسطرح پرورش کرے کہ جوانی کی خطاؤں سے بچتے رہیں"۔

عہد طفلی میں اگر تربیت کی بنیاد مضبوط پڑ جاتی ہے تو آئندہ زندگی کے مختلف پیچیدہ مراحل عزت و امتیاز سے بسر ہو جاتے ہیں جو محض تعلیم سے حاصل نہیں ہو سکتے جیسا کہ ہمارے ناظم صاحب تعلیمات فرماتے ہیں۔ "ایک تربیت یافتہ سے ہمیشہ یہ امید ہے کہ وہ مردانہ وار اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتا رہے گا۔ اور غیر تربیت یافتہ شاید عبارت آرائی کرینگے شکسپیر کے اشعار صفحہ کے صفحہ زبانی سنادینگے مگر انکو نہ کبھی اپنے اوپر اور نہ دوسروں پر حکومت کرنے کی لیاقت ہوگی"۔

تعلیم کا مسئلہ درحقیقت ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جو ہنوز باوجود اسقدر وسعت تجربہ مکمل نہیں ہوا۔ گورنمنٹ انگلشیہ جو ایک نہایت تجربہ کار

اور تعلیم دہندہ حکومت ہے۔ اسپنے ہی تعلیمی مسئلہ کو ہنوز ایک حد معیّن اور
مستقیم پر نہین پہنچایا۔ اور روزمرہ کے تغیرات سے پایا جاتا ہے کہ تجربہ حاصل
کیا جارہا ہے اور کوئی مستقل صورت اب تک پیدا نہین ہوئی۔ محاسن کی
تائید اور معائب کی تردید کیجاتی ہے اور جو تعلیمی پالسی عرصے سے قایم ہوچکی
ہے اسمین اب تصرف نکالا جاتا ہے اور وہ طریقہ جو کسیوقت متروک
کردیا گیا تھا ضرورتاً تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ کیفیت ظاہر کرتی ہے کہ ہنوز مسئلہ تعلیم
امتحان کی حالت مین ہے۔

بہرحال جو کچھ حالت ہو تعلیمی فوائد سے کوئی زیرک انکار نہین کرسکتا
اور اسلیے جو طریق سب سے زیادہ از روے تجربہ ملکی ضرورتون سے مستحسن
ثابت ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے اور طفلی ہی سے مناسب تربیت کے ساتھ
شاہراہ پر لگا دینا چاہیے کیونکہ اسوقت اگر طبیعت کو میلان ہوگیا جو از خود ہونا
محال ہے تو جسکا پڑ جائے گا اور پھر رفتہ رفتہ خود پڑھنے کی کوشش کیجاے گی
پابندی وقت ایک نہایت ضروری امر تسلیم کیا جاتا ہے جسکی ضرورت
سب سے زیادہ ہم لوگون مین پائی جاتی ہے۔ جس فیاضی سے ہم گران بہا
اوقات کو صرف کرتے ہین شاید حاتم کو اپنی دولت صرف کرنے مین بھی

اسقدر وسعت کی ضرورت نہ رہی ہوگی ۔ چونکہ ابتدائی عمر مین اوقات کی قدر کا کوئی خیال پیدا نہین کرایا جاتا اسلیے اوسکی سبے جوتی مدت العمر جاگزین خاطر رہتی ہے ۔ لطف یہ ہے کہ بیکاری سے اسقدر فرصت نہین ملتی کہ تنگی اوقات کی شکایت کم کیجائے ۔ یہ مستند مقولہ ہے کہ وقت زر ہے ایک سکے ہونے سے دوسرا بھی جاتا رہتا ہے تشابیہ الفاظ مین یہ کہا جاسکتا ہے کہ پورا ایک گھنٹہ گلاب کے ایک پورے پھول کی مانند ہے پھول کی دو چار پنکھڑیان الگ ہوجانے سے اوسکی عزت نہین کیجاتی اور نہ وہ پھول ہی رہجاتا ہے ۔ اسی صورت سے ایک گھنٹے کے چند لمحے کھو دینے سے اوسکی عزت پوری نہین ہوتی اور پورے گھنٹے کا صحیح الاطلاق اوسپر نہین ہوسکتا ۔ اوقات منضبط ہونے سے درحقیقت بہت کام ہوتے ہین ۔ اور لطف یہ ہے کہ ہر کام وقت پر عمدگی اور سہولیت کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر بھی وقت تفریح و دیگر مشاغل کا باقی رہجاتا ہے جو غیر انضباط حالت مین ممکن نہین ۔ مین نے ایک تذکرے مین دیکھا کہ مسٹر گلیڈاسٹون وزیر اعظم انگلستان اپنے اوقات کو نہایت عمدگی سے بسر کرتے تھے ۔ وزارت عظمے کے عظیم الشان کام کے سوا پارلیمنٹ مین شرکت اور مختلف مباحث کی جوابدہی کے علاوہ ... کم و بیش ایک درجن

مختلف انجمنون مین تشریف لیجایا کرتے تھے - اور پھر بھی تفریح و سیر کا کافی وقت نکال لیتے تھے - ہم لوگون کو اب تک وقت سے زیادہ کوئی کم قیمت شے نہین ملی اور جس بیدردی سے اوس کو مدت العمر صرف کرتے ہین اوسکا کبھی اندازہ بھی نہین کرتے اور اسیلیے اکثر کام بے ترتیب و نامکمل رہجاتے ہین - میری دانست مین کم عمر لوگونکو پہلا اور موثر سبق انضباط وقت کا دیا جاتا ہے -

گو ہندو مسلمان عملاً اپنے دنیاوی کامون مین پابند اوقات علے العموم نہ ہون مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو مذاہب کے پیشواؤن نے اسی ضروری مسئلہ کا بڑا لحاظ کر رکھا تھا - صبح و شام اشنان و پرارتھنا ہندون مین - اور پانچون وقت کی موقت نماز مسلمانون مین اس امر کا کافی ثبوت ہے - کہ اسی مذہبی طریقے سے ہمارے پیشواؤن نے ہمکو اپنے دنیاوی کامون مین بھی منضبط رہنے کیلیے ہدایت کی ہے - غالباً عیسائی مذہب مین ایسی پابندی مذہباً نہین رکھی گئی - لیکن قضیہ بالعکس ہوا کہ جہان مذہبی پیرایہ مین ارشاد انضباط اوقات تھا وہان خاموشی رہی - اور جہان کوئی قطعی حکم نہ تھا اون لوگون نے اپنے ہر کام کو ایک ایک منٹ سے وابستہ کر رکھا ہے -

ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی آیندہ بہبودی کی تمنا [illegible]

او سکے ترکیب مین بنیاد قایم کردین - اور السعی منی و الاتمام من اللہ تعالے
ملحوظ خاطر رکھین - عمدہ تعلیم و تربیت کا اثر کبھی ضایع نہین ہوتا بشرطیکہ اوس کی
ابتدا مناسب وقت پر ہووے - یہ بڑی بے تمیزی اور سخت غلطی ہے کہ ماتا
یا کسی عارضی وجہ سے باپ یا دیگر اولیا کم عمر بچے کی تعلیم و تربیت سے اغماض
کرین اور اوسکی زندگی کے اصول جس سے وہ آیندہ فائدہ اوٹھا سکنے والا ہے
بگاڑین - یہ تو ضرور ہے کہ بچۂ انسان وہی کرے گا جو اپنے بڑون کو
کرتے دیکھے گا - اوسکو بجاے خود نیک و بد کی تمیز ہوتی نہین - پس مناسب
وقت نگرانی والدین خصوص باپ پر فرض قطعی ہے -

اب تعلیم پر نظر کرتے ہوے اسکی مختلف شاخون اور طرز تعلیم پر غور
کرنا چاہتے - انسانی ضروریات اس قدر وسیع اور اسکے تعلقات ایسے بسیط
ہین کہ علم کی کسی ایک شاخ کے حاصل کرنے سے اوسکی ضرورتون کی تکمیل
ممکن نہین - لہذا عام طور سے عملدرآمد اُن شاخون کا زیادہ ہوتا ہے جو ارباب
دانش کے نزدیک ضروری الوقت ہین مگر تاہم بعضے ملکی مصلحتون سے اور
بعضے کسی اور خیال سے ضروری تعلیمی امور فروگذاشت بھی کر دیے جاتے ہین
ہندو مسلمان - پارسی - یہودی - جینی وغیرہ ان کے مذاہب کے لحاظ سے

رسم و رواج اور اخلاق مین بھی فرق عظیم اور حکومت انگریزی تعلیم دہندہ ان سب سے
نرالی۔ یعنے عیسوی۔ جو اپنے ملکی مصالح سے مختلف نکتون پر غور کرتی
ہے۔ ادہر ملکی باشندون کا اقتضا کچھہ اور اودہر ملکی مصلحتون کی ضرورتین
کچھہ اور۔ ہندو مسلمانون کے مذہبی خیالات تعلیمات سے جدا ہو نہین سکتے
گورنمنٹ انگریزی مذہب اور علم کو بالکل متغائر خیال کرتی ہے۔ مگر وہی ہوتا ہے
جو بالادست کی خواہش ہو۔ چنانچہ آج مدارس مین گورنمنٹی تعلیم جاری ہے
جو بہت کچھہ مضر خیالات مذہبی و قدیمی رسم و رواج ہے۔ لیکن جو کچھہ ہو تعلیم
و تربیت کیطرف اولیاے اطفال کا پوری کوشش سے متوجہ ہونا اور ضروری الوقت
تعلیمی عزت حاصل کرنا فرض عظیم ہے۔ بعض زبردستی سے بچہ ہوا نے والے
حضرات کے لیے سرمایہ فخر اور کل اعتراضات کا جواب بھی ہوتا ہے کہ انھون نے
اپنے بچے کو تو مدرسے مین داخل کر دیا۔ گو انکی عنایت اسقدر نسبتاً
فی زمانہ ناغنیمت ہے۔ مگر تعلیم و تربیت کے بے جس سے مفید نتیجے
کی خواہش ہو اسقدر مختصر عنایت کافی نہین جب تک ماں باپ بچونکی نگرانی
اپنے طور سے خود نہ رکھین اور عمدہ تعلیم و تربیت کے جو بان نہ ہون
کامیابی عنقا ہے۔ کیونکہ گو مدرسون نے اب بہت کچھہ ترقی کی ہے
اور تعلیم و تربیت اطفال کے بڑے بڑے نتیجہ خیز دستورالعمل بنائے ہین

ہین ۔ تاہم خاص نگرانی ضروری ہے چند سال پیشتر تو یہ بھی کیفیت نہ تھی ۔ اگر کچھ حاصل ہونے کو تھی تو انگریزی دوسری زبانین بالکل تاریکی مین ڈالدی گئی تھین ۔ چنانچہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ مین مدرسۂ عالیہ مین بغرض تعلیم علوم مختلفہ داخل کیا گیا ۔ اسوقت مین عربی مین کتب ہائے متداولہ سے فارغ ہوکر منطق وغیرہ شروع کر چکا تھا مگر وہان داخل ہونے پر مجھکو از سرنو میزان دیگئی ہرچند مین نے اپنی عربی قابلیت کا ثبوت پہونچایا امتحان دیا ۔ مگر پابندی جماعت کے لحاظ سے تمام سال اوسی میزان کا ورق رہا ۔ قافیہ تنگ ہوگیا ۔ سال بھر کے بعد وہ اوستاد بدل گئے ۔ جب دوسرے صاحب تشریف لائے تو پھر از سرنو میزان شروع ہوئی ۔ الغرض اسی میزان کے گردان مین دو تین برس سرگردان رہا ۔ جو کچھ پہلے کا کمایا ہوا تھا وہ بھی پیٹ کھاتے مین رہا ۔ فارسی مین علی ہذا تاریخ فرشتہ کے سوائے اور کچھ پڑھایا نہ جاتا تھا ۔ جو کچھ مفید ایام بسر ہوسے وہ انگریزی تعلیم مین لیکن اوسکا چوتھائی حصہ کرکٹ اور ٹنس وغیرہ کے نذر ہوجاتا گو مین خوب جانتا ہون کہ طرز تعلیم اور کورس مین اب ترقی ہوگئی ۔ لیکن شاید یہ کہنا غلط نہ ہوکہ ہمارے اس ملک کی تعلیم اب تک ملکی ضرورتون کے پایہ سے

گری ہوئی ہے

تعلیم و تربیت اطفال کے لیے ذاتی خصوصیات سے متجاوز ہوکر اوّل درجہ ہمسایون کی تعلیم و تربیت کا لحاظ ضروری ہے یہ بحث ایک قومی تعلیم کا پہلو لیے ہوے ہے مگر بنا بر خارج از بحث اسلیے نہ سمجھی جائے گی کہ تعلیم و تربیت کے سوا ایک دوسرا بہت قوی اثر صحبت کا ہوتا ہے جو نفس انسان پر پڑتا ہے - یہ ممکن نہین کہ بچونکی طبیعت اس انداز پر ابتدا سے قایم کیجائی کہ وہ اپنے ہم عمر بچون سے بالکل ملنے نہ پائین - یہ تو ایک جائز قدرتی میلان ہے - اور اس راہ سے قطعًا سختی سے علحدہ رکھنا غالبًا اور بعض اثر کم عمر بچوں کے دلوں پر ڈالنا ہو - علاوہ اسکے اگر ایک گروہ مین ایک شخص کا خاص مذاق پیدا ہوا جسکا کوئی مائل نہین تو وہ صاحب مذاق کو کیسے ہی ہون پتلہ وحشت ہو جائینگے - اب تک اور غالبًا ہمیشہ سوسائٹی کا بڑا اثر ہے اور رہےگا - اگر ایک شخص کے علم و فضل و تہذیب و شائستگی کی قدر شناسی اوسکی سوسائٹی مین نہین ہے اور اوسکو اوسکی ہمراہی اوز برابر والے نظر اعزاز سے نہین دیکھتے عام اس سے کہ اونمین جوہر شناسی بوجہ لاعلمی کے نہین ہے - یا خیالات

باہم تباین ہین تو وہ شخص ملک اور قوم کو کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتا اور کوئی محبت اور دلچسپی اپنے ملک سے نہین ہو سکتی پس ضرور ہے کہ اپنا اغراض اپنی سوسائٹی ہی مین قربان کرے اور اونھین سکے خیالات کو درجہ بدرجہ ترقی دیتا رہے اوسوقت جانبین کی خوشی اور مسرت کا جو اندازہ ہوگا وہ اپنے ہی مکان کو سجانے سے زیادہ ہوگا اور یہ اوسیوقت ممکن ہے جب کہ اپنے دوسرے ہمقوم علم و فضل سے آراستہ ہون اور اونکو بصیرت اچھے اور بُرے افعال کی ہو۔

اندنون جب کہ انگریزی تعلیم کو بخوبی اشاعت ہو رہی ہے امرا و دیگر اولالعزم عہدہ دار اپنے ہونہار بچونکو تکمیل و تعلیم و تربیت کے لیے انگلستان بھیجتے ہین۔ انگلستان بھیجنا درحقیقت بچونکو ایک پسندہ شاہراہ پر لگانا ہے کیونکہ امید کیجاتی ہے کہ یہ طلبا زیور علم و تربیت سے آراستہ ہوکر ہمارے ملک کی عزت افزائی کرین گے مگر چونکہ گل کے ساتھ خار ہونا اقتضاے قدرت ہے اور گل کی صحبت مین اکثر کانٹا نظر انداز ہو جاتا ہے۔ مگر حیث کر گل توڑنے مین اکثر کانٹے جو نمایان نہین رہتے چبھ جاتے ہین۔ قریب قریب انگلستان بھیجنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ ہم بھی جانتے ہین کہ ہندوستان میں

ایسے بہت سے نیک نہاد - رفاہ جو - مہذب انگریز ولایت سے آتے
ہین جو تاج انگلستان کے چمکتے ہوے ہیرے اور باشندگان ہندوستان پر
سایہ رحمت ہوتے ہین اسلیئے قطع نظر عہدہ اور جاہ و عزت کے انگریزون
کے عمدہ عادات و خصائل کی خواہش کیجاتی ہے - مگر اسکے خاردار
پہلو کیطرف جوش خواہش مین کم نظر کیجاتی ہے - اوّل تو ہند و مسلمان
دونون کے مسلمہ فرائض مذہبی کی تعمیل دشوار - اگرچہ ہندون سے مسلمان
مذہبًا بہت کم مقید پابندی ہین مگر یہ کمی بھی شاید وہان پوری نہین اوتر سکتی
دوم یہ کہ انگلستان کے باشندون کے خصائل ذمیمہ کیطرف اگر ذہن عالی
جھکا جسکا ثبوت ممنوع ماکولات و مشروبات مین بخوبی پایا جاتا ہے تو یہ قیاس
ملک اور قوم کے لیے بجائے مفید ہونے کے سخت مضر ہے - محاسن کی
نسبت ذمائم کا اثر انسان کے خصوص ناتجربہ کار کے دلپر عجلت اور مقبولی
سے ہوتا ہے اور محاسن کی تحصیل رفتہ رفتہ عرصے مین ہوتی ہے - اگر
ولایت مین جاکر اقتباس معائب کیطرف نادانستہ طبیعت جھکی اور ملک و
رسم و رواج کی انتہائی آزادی سے ایسا میلان طبع ہونا مشکل نہین تو
بھی ملک کی بدقسمتی ہین ایسے لوگ زیادہ شرکت کرین گے اور سوسایٹی

میں فرائیم کی کثرت ہوگی۔ آزادی خیال اور اعمال کا سبق کچھ ایسا مرکوز خاطر
ہوجاتا ہے کہ ہر موقع پہ جہاں کچھ بھی رکاوٹ کا خوف ہوتا ہے پڑھکر سنادیا
جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ انگلستان جانا کلیتاً نہیں چاہیے
بلکہ میری غرض تعلیم و تربیت اطفال ہے۔ یعنے ابتدائی عمر میں ایسی عمدہ تعلیم
اور تربیت پختگی سے دینی چاہیئے کہ انگلستان ایسے آزاد اور طمع خیز مقام
میں ظلمت خطا رسکو اسموقعہ پر اگر موجودہ دور سلطنت حیدر آباد کو تمام ازمنہ ماسبق پر
ترجیح دیجاوے تو غالباً بے موقع ہوگا۔ جبکہ ہمارے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت
بندگان عالی مدظلہ العالی کے شاہانہ الطاف رعایا سے سلطنت رفعیہ کی تعلیم
و تربیت میں مبذول ہے۔ شریف لڑکیوں کے لیے نہایت عمدہ مدرسے
اور معلمہ کا بندوبست کردیا جو ایک دن اپنے بچوں کی لایق فایق مائیں بنیں گی
اور عہد طفلی میں تعلیم و تربیت سے وہ فائدہ پہونچائیں گی جو دوسری ماما ئیں
برسوں میں بھی نہ کر سکیں۔ خوردسال بچوں کے لیے کنڈرگارٹن۔ نوجوانوں کے
لیے مدرسہ عالیہ نظام کالج اور دوسرے بہت سے اعلیٰ مدارس نہایت
دریا دلی سے قایم فرمائے اور ہر جگہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا لحاظ رکھا گیا
لایق طالب علموں کے لیے بیش قدر وظائف مقرر کیے۔ قدرتی جائز امنگوں

اور حوصلوں کے بیے ہرطرح کے کھیل و تفریح کے سامان فراخ دلی
سے شاہانہ دستگیری فرمائی - مزید بر آن انگلستان کیطرح سول سروس
کا نہایت گران خرچ درجہ نوجوان طالب علموں کے لیے قایم کیا اور اسمین ملکی
عہدے کے لحاظ سے ہر ضروری شاخ کی عمدہ تعلیم کا بند و بست
اسکی اور وسعت دیجائے عمدہ اور لایق پروفیسر والایت طلب کیے
طالب علموںکو زیادہ وسعت سے موقع تحصیل علم و فن کا دیا جائے - تعلیم و تربیت
کا موجودہ حالت سے زیادہ اہتمام ہو - صحبت بد سے بچنے اور عمدہ چال
چلن اختیار کرنے کے لیے وسیع بورڈنگ ہوس قایم ہو - جیدہ اشخاص
جو عمدہ خصائل کے لیے مشہور ہون مامور بورڈنگ ہوس ہون - غرض
جو کچھ ولایت مین عمدہ تعلیم و تربیت کا اثر ہو سکتا ہے اوسکا سامان
کیا جائے تو ملک کے زیادہ نوجوان تھوڑے خرچ مین انتظام حکومت
عالیہ کے لیے پیدا ہو سکتے ہین - اس سے ہمارے ملک کے اعزہ
تمام ہندوستان متفق الخیال ہو جائے گا اور اعلے حضرت بندگان
کا دور مبارک ممالک دور و دراز مین ضرب المثل ہوگا فقط

راقم
کشن پرشاد

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین - محمد یوسف منیجر رسالہ حسن -

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد ہ سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہی اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھہ خطر ورگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ کسی سبب سے ہون بجز خلقی اور مادر زاد نامردیکے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے - ترکیب کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے - قیمت فی شیشی صمہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہے

دوالی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ ر پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی - خواص آن یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون - اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید - دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ - وار دواہ و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ مین تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی -

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ - امراض ضعف بصر دماغ و صفائی خون و انواع و اقسام تپ جڑیا چوتھیا - تپ دق - استسقالحمان - آتشک - سوزاک - جریان - سفید داغ - ناسور - بواسیر خونی و بادی اور شرا الجزاری - اور چانڈ و نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے - ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صمہ محصول عہ ر

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں ۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن۔

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد و سالہ تک کو یکیان نفع ہوا ہی اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر و رگ و پٹہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادر زاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے ۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے ۔ قیمت فی شیشی عہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن ہوتا ہے

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو با جزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ ر پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی ۔ خواص آن یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں ۔ اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید ۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ ۔ وا رواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہوکر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی ۔

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع و اقسام تپ جڑیا چوتھیا ۔ تپ دق ۔ استسقا طحال ۔ آتشک ۔ سوزاک ۔ جریان ۔ سفید داغ ۔ ناسور ۔ بواسیر خونی و بادی اور ہنرا لجواری ۔ اور جا نڈ و نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں انکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل عہ محصول عمہ ر

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں ۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن ۔

یہ روغن قوت باہ کے لیے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد ہ سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہی اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھہ خطر ورگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادر زاد نامردیکے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے ۔ ترکیب کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے ۔ قیمت فی شیشی صہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن ہوتا ہے

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی ۔ خواص آن یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں ۔ اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید ۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ ۔ وار واح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی ۔

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع و اقسام تپ جڑیا چونہیا ۔ تپ دق ۔ استسقا لحمی ۔ آتشک ۔ سوزاک ۔ جریان ۔ سفید داغ ۔ ناسور ۔ بواسیر خونی و بادی اور شرا الجواری ۔ اور چاندی و لونشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں انکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صہ محصول عمر

مین ایک دو بار کے استعمال سے درد وجریان حیض دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ
درد سر بالکل دفع ہو جاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۲ ماشہ قیمت صہ محصول ۳ ؍

جہان نما اس عرق کے لگانے سے انکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے پھولے درد دھند
سرخی چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہے قیمت صہ محصول ۴ ؍ وزن عرق ۲ ماشہ

خضاب نایاب

بے مثل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام الناس مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنے چوتھے پانچوین
روز مہندی لگا کر باندہنا اور بعد تین گھنٹے کے پھر وسمہ لگا کر باندہنا اسمین قریب چھہ گھنٹے کے وقت
ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا ہے اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے
کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ
نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہے ۔ انہین دقتونکے سبب سے
یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر
طلب کرین اسمین کوئی مبالغہ نہین تھوڑی سی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون ۔
دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ ۔ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو
مفرح دماغ ہے ۔ بالون مین سختی نہین دیتا ہے بلکہ ملایم رکھتا ہے ۔ سیاہی مین بالونکو اصلی بالونکے
کرتا ہے ۔ دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین
دوسرے تیسرے لگائیے تو بال سیاہ مثل اصل بالونکے ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکیگا ۔ ایک بوتل مین
۳۰ روپیہ بھر یعنے ڈیڑہ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل عـہ علاوہ محصول نصف شیشی عـہ چہارم شیشی
عـہ ۔ ہر موسم مین حکم عنبر رکھتا ہے میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے ۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنے سرٹیفکٹ جو صاحبان بیماران
نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط قریب ہزار بارہ سو کے موجود
ہین ہو شاید اوسکا رسالون مین نہ ہونگے چاہئے کہ طلب فرما کر ملاحظہ فرماوین میری ادویہ سے ہزارہا صحت
پاتے ہین اور نیز سفارش بہت ملکونکے سارٹیفکٹ موجود ہین آپ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بہت ضخیم ہے

لیے اپنے شہر کے ہمجولی کی خوشامد کر کے سارٹیفکیٹ بنائے ہیں۔ پس ہم نے سارٹیفکیٹ شائع کرنا خلاف
زیبائش تاکید ہوگا نہ ہوئے۔ ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجائش نہیں رکھتی اور جس سے
لطف زندگی تادم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب
کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابو الحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی۔

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو ۱۸۸۲ء سے
جاری ہے ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے مل سکتی ہیں۔

طلاء جو استعمال بچپن کے نقص کو نیز رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ ضعف اعضائے رئیسہ
و معدہ تاریکی چشم و درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام خواہش نفس کی انتہا ضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے۔

سوزاک نیا ہو یا پرانا علی العموم ۲۴ گھنٹہ میں اپنا اثر سوزش زخم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ عمر

اسیر آتیل خوشبودار بالونکو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام۔ ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر
کو مٹاتا ہے فی شیشی ۔۔ روپیہ

حب آتشک بلا منہ آئے قے و دست دور کرتا ہے پھر پہونچتا نہیں دو ہفتہ عہ

کحل الجواہر سرمہ مقوی بصر۔ حافظ بینائی دافع نزول و دہند جالا خارش پانی جانا
۳ ماشہ سے ۱۰

عجیب الاثر منجن دانت کا ہلنا کیڑے کا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑھوں کی
خرابیاں ۴ تولہ عکا

حب بواسیر بادی خونی مسوں کی شکایت قبض کو مفید دو ہفتہ عکا

حب ذیابیطس بار بار آنا پیشاب کا پیاس و کمزوری کو و لاغری کو دافع ہے فی تولہ ۵ روپیہ

عرق قایم مقام افیون و چانڈو و بلا ضرور و حرج نشہ چھوٹ جاتے فی تولہ عہ

عرق ماء اللحم انگوری مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر دل و دماغ معدہ درد سر
جاتا رہے وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بے قاعدگی ایام حیض القوہ فالج عشہ

ملاحظہ طلب

(۱) جن حضرات نے ہنوز قیمت رسالہ بابت ایام گذشتہ عنایت نہیں فرمائی ہے امید ہے کہ جلد تر عنایت فرما کر شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

(۲) مقامات کے تبدل و تغیرات سے دفتر کو براہ راست اطلاع ہونی چاہیے تاکہ آسانی سے رسالہ پہنچا کرے ورنہ دیر یا عدم رسی کی شکایت معاف۔

(۳) رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو شایع ہو جاتا ہے اگر احیاناً کوئی رسالہ تا اختتام ماہ انگریزی نہ پہنچے تو دفتر کو فوری اطلاع ضروری ہے تاکہ عدم رسی کا تدارک ہو و بشرط گنجایش دوسری کاپی بھیجی جا سکے۔

(۴) مضامین نویس حضرات کی توجہ اپنی تحریر کی جانب خاص کر اس معنی کی ہونی چاہیے کہ تحریر صاف و سطروں کے بیچ تکلف نہ ہو پڑھنے کے قابل ہو اور نیز تصحیح الفاظ و عبارت جا بجا قلمزد نہ کیا جائے۔

(۵) ہر ایک مضمون حتی الامکان رسالہ کے بارہ صفحوں میں ہونا چاہیے کوئی مضمون جو بہت طویل نہ ہو بہ آیندہ نہ اٹھا رکھا جائے۔ ایک سلسلہ کا کل مضمون یکبارگی دفتر میں بھیج جانا چاہیے۔

(۶) مضامین میں غیر مانوس یا غیر ضروری انگریزی الفاظ کا استعمال ناظرین کی زبان پر ثقالت پیدا کرتا ہے امید ہے کہ اس واجبی شکایت پر مضامین نویس حضرات خیال رکھیں گے۔

(۷) دفتر کے انتظامی استقام سے احباب مطلع فرماتے رہیں ہر اصلاح پیش کردہ پر شکر گذاری سے توجہ کی جاتی ہے۔

(۸) نیز [illegible] سے اب کوئی واسطہ نہیں لہذا کل خط و کتابت و ترسیل مضامین دفتر بنام عالی جناب نواب عماد نواز جنگ بہادر [illegible] راقم ہونی چاہیے۔

محمد یوسف منیجر

بحکم نواب عماد نواز جنگ بہادر

ضمیمہ

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں ۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن ۔

یہ روغن قوت باہ کے لیے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد ہ سالہ تک کو یکساں نفع ہوا ہے اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر و رگ و پٹھ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی اور مادر زاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے ۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ۲ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ۱ر پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے ۔ خواص آن یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں ۔ اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید ۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ دارو اے ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی ۔

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع درد و اقسام تپ جڑیا چوتھیا ۔ تپ دق ۔ استسقا طحال ۔ آتشک ۔ سوزاک ۔ جریان ۔ سفید داغ ۔ ناسور ۔ بواسیر خونی و بادی اور شیرا بخواری ۔ اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل ۲ محصول ۱۲ر

عجیب چیز ۔ تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل و در دسر کیلئے عجیب چیز ہے پیسہ ہی لیوز

مین ایک دوبار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد مسہ بالکل دفع ہوجاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۲ ماشہ قیمت معہ محصول ۳/

جہان نما اس عرق کے لگانے سے انکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے پھولے درد دھند سرخی چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہے قیمت معہ محصول ۴/ وزن عرق ۴ ماشہ

خضاب نایاب

سیلہ تیل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام الناس مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین پہلے دن انہین روز مہندی لگاکر باندہنا اور بعد تین گھنٹے کے پہر وسمہ لگاکر باندہنا اسمین قریب چھہ گھنٹے کے وقت ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین تیل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہے۔ انہین دقتونکے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بہیجکر طلب کرین اسمین کوئی مبالغہ نہین تھوڑی سی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون۔

دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر تیل کیوڑہ باعث درازی مو مفرح دماغ ہے۔ بالون مین سختی نہین دیتا ہے بلکہ ملایم رکھتا ہے۔ سیاہی مین بالونکو اصل بالونکے کرتا ہے۔ دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے لگائے تو بال سیاہ تیل اصل بالونکے ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکیگا۔ ایک بوتل مین ۲۰۰ روپیے بھر یعنے ڈیڑہ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہارم شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واضح ہوکہ بہت سے سندی خطوط یعنے سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہونگے چاہیے کہ طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت ملکونکے سارٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بہیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون

سے نے اپنے شہر کے رئیسوں کی خوشامد کر کے سارٹیفکٹ بناسئے ہیں رئیس میرسے سارٹیفکٹ منگا کر ملا
حظہ فرمائیں تا کہ دھوکا نہ ہو۔ ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجائش نہیں رکھتی ادویہ
لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب
کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم مقصود حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی۔

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائیں

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں ۲۰ برس سے
جاری ہیں ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدھ آنہ سے مل سکتی ہیں۔

طلاء جو ایام بچپن کے نقص رگوں کی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ ضعف اعضائے رئیسہ
و معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام دواؤں سے ہو کمی اشتہا ضعف جگر سستی کاہلی کو دور کرتا ہے۔

سوزاک نیا ہو یا پرانا علی العموم ۲۴ گھنٹہ میں اپنا اثر مثل ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ عہ

اکسیر تیل خوشبودار بالوں کو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر
کو مٹاتا ہے فی شیشی ... روپیہ

حب آتشک بلا خوف آبلے دست و دو کرتا ہے پھر ہوتا نہیں دو ہفتہ للعہ

کحل الجواہر سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و دھند جالا خارش پانی جانا
۳ ہفتہ سے

عجیب الاثر منجن دانت کا ہلنا کیڑے کا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی
خرابیاں ۴ تولہ للعہ

حب بواسیر بادی خونی مسوں کی تسکین قبض کو مفید دو ہفتہ للعہ

حب ذیابیطس بار بار آنا پیشاب کا پیاس و کمزوری کو دلاغری کو دافع ہے فی تولہ عہ

عرق قایم مقام افیون و چانڈو و بلا ضرر و بے رنج نشہ چھوٹ جاتے فی تولہ عہ

عرق ماء اللحم انگوری مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر دل و دماغ معدہ درد سر
تاب تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ سے بے قاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ

فی بوتل ۳ ۳ لوتل سے کم۔

روغن اعجاز ۔ ناسور۔ بہگندر۔ بالو کا سوراخ خنازیر بدگیڑے زخمونکے کالی کہانسی ستے ایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عہ

رسالہ دافع آتشک و سوزاک ۔ رسالہ ہیضہ ۔ رسالہ بواسیر ۔ مضرات و مسکرات ۔ رسالہ حافظ صحت

۳ ۔ ۶ ۔ ۱۰ ۔ ۱۰ ۔ ۱۰

اشتہار فروخت مقطعہ

حیدرآباد میں ایک مقطعہ دوسو بیگہ کا فروخت ہونیکو ہے جسمین دو کنٹے اور تین باولیان ہیں خشکی کی زراعت گہانس کا گنجہ اور جو بینہ وغیرہ بہت کچہہ موجود ہے قیمت اس مقطعہ کی ستر ہزار روپیہ ہے جو صاحب خریدنا دیکہنا یا تفصیلی حالت دریافت کرنا چاہیں دستخط کنندہ ذیل رجوع کریں بصورت تعویق یہ عمدہ مقطعہ ہاتہ سے نکل جاوے گا فقط

ساڑہے چار روپے مین

ربڑ کا چھاپہ خانہ

کوئی دفتر محکمہ عدالت کارخانہ اس ضروری چیز سے خالی نہ رہنا چاہیے اہل قلم کا معین و مددگار ہے بہت آسان کوئی جہگڑا نہیں ۔ معمولی کاغذ پر لکہکر پریس کے ربڑ پر چسپان کردو سب حروف ربڑ پر اوتر آوینگے فوراً بلا امداد کسی شے کے سو پچاس کاغذ علیحدہ رجو ہون تین چہاپ لو عجیب منظر طلسم ہے مختصر و سبک ہردم ساتہہ رہ سکتا ہے مکمل ربڑ پریس تقطیع ۱۲+۸ انچہ کی قیمت ساڑہے چار روپیہ ۔ الفباکلان تقطیع ۱۵+۱۰ انچہ کی قیمت سات روپیہ محصول وغیرہ

حیدرآباد و نظام

ذیل کی کیفیت جو حیدرآباد کے متعلق ہے نہایت
دلچسپی سے کتاب انگلینڈ اینڈ انڈیا
یا ہندوستان کی موجودہ تصویر
مصنفہ مسٹر اوون ایڈیٹر
ایم آر سی ایس آئی

ترجمہ کی جاتی ہے

دامن کوہ نیلگری سے ملک سرکار نظام تک ایک بڑا لمبا سفر کرنا پڑتا ہے مگر وہ کبھی دلچسپی سے خالی نہیں کیونکہ مسافروں کو جنوبی ہند کے ایک عمدہ خطہ سے گذرنا ہوتا ہے اور ہند بھر میں کہیں ایسے اختلافات آب و ہوا و شکل ممالک نظر نہیں آتے۔ جیسے کہ یہاں چھوٹے چھوٹے قصبے اور ان میں تاڑ کے پتوں کی جھونپڑیاں۔ جوار۔ روئی۔ تمباکو۔ زعفران*۔ ارنڈی۔ چانول۔ اور

* زعفران کا کھیت تو یہاں کہیں نہیں ہے۔

دوسرے ضلعے کے کھیت جابجا موجود ہیں۔ جہاں کہیں پانی کا چشمہ یا نالا یا
یا جھیل ہے وہیں لوگ آ بسے ہیں کہ پانی سے نفع اوٹھا دیں۔ قدیم سے بہت
سی تدابیر عمل میں آئی ہیں کہ جن سے اوس پانی کو قرب و جوار کے کھیتوں میں
پہونچاتے ہیں اور وہ تھوڑے سے ہی دنوں میں زرخیز سبزہ زار ہو جاتے ہیں
مدراس میں ہر جگہہ کہیں تو متبرک برگد کے درختوں کے نیچے ایک گھوڑوں کا
اصطبل نظر آتا ہے جسمیں گھوڑے نہایت خوبصورتی سے پتھروں میں تراشے
ہوے ہیں یا نقش کیے گئے ہیں یا رنگے گئے ہیں اور بعض جگہہ میں آس پاس
تیس تیس سنگ خارا اور معمولی پتھروں میں مجموعہ کے طور پر۔ راستوں پر کے
مندروں اور دیولوں میں بھی اسی قسم کی شکلیں نظر آتی ہیں۔ تمام جنوبی ہندستان
میں یہ وہ گھوڑے ہیں جو اولی اور دان کو چڑھائے گئے تھے یا
تشبیہہ ہے او سچے سراو اکی جو دنیا کی ابتدا میں پیدا کیا گیا یا علامت
ہے اسوامد یا گھوڑے کی قربانی کی۔ اسکے سوا تو مجھے اور کچھہ
نہیں معلوم ہوتا کیونکہ مجھے اس قدر فرصت نہیں ملی کہ میں ان عجیب مورتوں کو
بغور دیکھتا غالباً آرکیولوجسٹ یعنی علماے آثار قدیمہ اون سے خوب
واقف ہوں گے۔

جب اناج پکنے کے دن قریب ہوتے ہیں کھیتوں میں مچان بنائے جاتے ہیں
جنپر کاشتکار اور انکے لڑکے گوپھن سے جانوروں کو اڑایا کرتے ہیں
اور جب تھک جاتے ہیں تو ایک لکڑی پر اپنی چادر ڈال رکھتے ہیں جس سے
پرندے ڈرتے ہیں اور کھیتوں میں جابجا لکڑیوں پر ٹھلیاں رکھدیتے ہیں
جس سے جانوروں کو یہ خیال ہو کہ کھیت میں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔
بعض لوگ ان علامتوں کو فال نیک بھی تصور کرتے ہیں - یہاں اور بنگال
میں ریل کے نزدیک بڑی ہل چل ہوا کرتی ہے دیسی لوگوں سے ہمیشہ
گاڑیاں بھری رہتی ہیں لاکھوں غریب خوشدل اور صابر آدمی تفریح طبع یا
بغرض رسم و رواج مذہبی یا کسی اور کام کاج کے واسطے سفر کرتے ہیں اپنے
پاس کچھ سامان نہیں رکھتے مگر کمر دوپٹے یا ساڑی کے پلو میں باندھ لیتے ہیں
راستے میں مفت کا پانی اور سستی چیزیں ملکر بہت خوش رہتے ہیں مثلاً
چنے - مرمرے - کچے ناریل - اور مٹھائی - اور تشنہ لب مسافر ایک قدرتی
پیالے میں شہد اور دودھ سا عرق (ناریل) جو خدا نے انکے واسطے سرد فرحت بخش
اور خوشگوار پیدا کیا ہے کیوں نہ پئیں جسکو بیچنے والا اپنے چاقو سے ایک
ہی ہاتھ میں صاف کر دیتا ہے اور اندرونی سطح سفید نظر آنے لگتی ہے -

آبراکو نہر پر جو ملتان سے تقریباً چالیس میل کی دوری پر شمال
و غرب کی جانب پھیلی ہے اور مسافر کئی سو میل طے کر کے دکن میں
واڑی خاکستر تک پہونچتا ہے۔ شب وقت ہم ان میدانوں اور پہاڑوں
اور جنگلوں میں سے گذرے سفید چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ پہاڑیوں پر کہیں کہیں آگ
نظر آتی تھی اور کبھی گیدڑوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ہندوستان میں صبح اور رات کا وقت بہ
نسبت دن کی گرمی کی بجز بہت معتدل ہوتا ہے جیسے کوئی ستارہ کا نام مشرق میں نظر آتا اور چاند کا آفتاب سے
ایک تیر کے برابر فاصلہ پہ تھا اور دیکھتے ہی سارا جنگل ہر سبز خوشنما معلوم ہوتے ہیں
اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تمام مشرقی حصہ سنہرا اور مغربی گلابی رنگ کا
نظر آتا ہے اس وقت آرام و آسائش اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے
میں (جیسے کہ ہم کو آتے ہوئے پانڈی تک گذرے) ایک نقرئی بہشت معلوم
ہوتی تھی۔ درختوں کے نیچے سایہ میں پتھروں کی عجیب صورتیں معلوم ہوتی ہیں
جہاں ریلے میں لاکھوں جگنو چمکتے ہوئے نظر آتے تھے اور اپنی قدرتی آوازیں
یہ کیڑے خدا کی حمد میں گیت گاتے ہیں جیسا کہ بعض شاعر نے اس کی تعریف
کی ہے۔

چاندنی رات میں جب کہ ہوا سرد ہوتی ہے اور جنگل ایک عجیب پرستان

"نظر آتا ہے تو ہندوؤن کے محاورے کتنے بھلے معلوم ہوتے ہین مثلاً (رات ماں کا بیٹا) جو رات کی آسایش کے بارے مین کہا جاتا ہے یا چاند کا ٹکڑا جو کسی پیارے محبوب کی شان مین کہا جاتا ہے — مویشی اپنے مکانون مین۔ لومڑی۔ چرخ اور دوسرے جنگلی جانورون سے محفوظ ہین۔ کہین کہین آگ جلتی ہوئی نظر آتی ہے اور کہین مٹی کے چراغ کی روشنی بتلاتی ہے کہ کوئی مسافر اوترا ہے۔ یا کوئی چھوٹی جھوپڑی ہے درختون مین۔ طبیعت نہین چاہتی کہ دوڑتی ہوئی گاڑیون کی کھڑکیون نین سے مسافر منہہ پھیر لے اور گدیون پر اونگھتی ہوئی نیند کے مزے بھولے۔

دوپہر کو کاویری دریا اور رائچور رستے گذر کے ملک نظام مین ہم وادی جنکشن پر پہونچے۔ یہ ایسی جگہہ ہے جس سے دکن کا پورا فوٹو معلوم ہوتا ہے کہ چٹیل۔ خشک۔ کانٹون دار جھاڑیان۔ فصیلدار گاؤن۔ کہین کہین پہاڑیان سیاہ بغیر درخت کے جنپر ٹوٹے پھوٹے قلعے نظر آتے ہین۔ پانی کے نزدیک گاؤنکی آبادی اور بڑے بڑے بلند درختونکی کثرت ایسا کہ جنمین شہزادی دمانتی کی (دمن) راجہ نل کی تلاش مین بھٹکتی پھرے کیونکہ یہ وہی جگہہ ہے جہان خس نہین اوگتا کیونکہ اوسکے ایک تنکے سے

جلد سوم　　　　حسن　　　　نمبر ۱۲

کسی ایک بزرگ کی آنکھ پھوٹ گئی تھی اور اونھون نے بد دعا دی تھی۔
یہین ہین وہ اسوکا کے درخت جنکی شہزادی موصوفہ نے تعریف کی ہے
اور یہین ہین وہ جنگل جہان شیر۔ اور شکاری۔ اور بہت سے فانی گردن نلے سودا
کے اوسکو ملے۔ مین لفٹننٹ گورنر بنگالہ کے ساتھ تھا کہ نل اور دمن کا
ناٹک ایک کلکتہ کی کمپنی نے نہایت خوبصورتی سے میرے سامنے کیا
اوسکے سوانگ بہت ہی قابل تعریف تھے گر دیسی لوگون مین قصون کو ایسے
دبے ہوے آواز سے ناک مین بیان کرتے اور گاتے ہین کہ مغربی
کان بہت جلد تھک جاتے ہین واڑی سے پونا اور گھاٹ سے گذر کر
بمبئی تک صرف چوبیس گھنٹے کا راستہ ہے اور ہم فورًا مغرب کی جانب پھر جاتے
مگر یہان پر حضرت بندگان عالی نظام حیدرآباد کی طرف سے پیام پہونچا کہ حیدرآباد
مین حضرت کی طرف سے ہم لوگون کی دعوت ہے۔ حیدرآباد یہان سے اکیانوے
میل مشرق کیطرف ہے بس ہم کو مہی آرام گاڑی مین ملا جب کہ اوسکو ہم لین سے
دوسری لین پہ بدلتے رہے تاکہ صبحکو حیدرآباد کی ٹرین مین شامل ہو سکے۔
موسم گرما اب اچھی طرح سے شروع ہو چکا اور دکن کے وسیع میدان تمازت آفتاب
سے تمتما رہے تھے۔ ہماری ٹرین حیدرآباد کے پہاڑی اور جنگلی اضلاع

نانڈوڑ اور دھارور کے گھنے جنگلوں میں سے گذر کر بلدہ حیدرآباد
کے اطراف میں کوہسار ملک ہے۔ ٹوٹی اور اونچی پہاڑیاں سیاہ اور سرخ کھلی ہوئی
نظر آتی ہیں۔ یہی پتھر (بولڈرز) جب کبھی کانوال اور اسکی ڈھلانیں
نظر آتے ہیں تو کیسے عجیب معلوم ہوتے ہیں۔ دریاں ہزاروں برس سے پتھر کی بڑی
چٹانیں دھوپ سے گرم ہو کر اور پھر بارش یا رات کی سردی سے سرد ہو کر
جابجا آڑے یا ترچھے طور پر شق ہوگئی ہیں۔ اور پھر انھیں دراڑوں میں سے
پانی اور ہوا نے گھسکر اپنا کام کیا۔ یہاں تک کہ وہ چٹانیں ایسی معلوم ہوتی ہیں
کہ بڑے بڑے پتھر کی سلیں ایک دوسری پر رکھی ہیں گویا دیوؤں نے اپنی گڑھی
یا دیول بنانے کے واسطے پہاڑ پر پہاڑ لا کر رکھ دیئے ہیں۔ کہیں انھیں چٹانوں
کے ٹکڑے ایک دوسرے پر مینار کی شکل میں بہت بلند ہیں اور چوٹی کا پتھر
ہزاروں برس کے موسم کے اثر سے ایسا نقش و نگار ہوگیا ہے کہ مشکل سے یقین
ہوتا ہے کہ یہ قدرتی طور پر ایسا ہی ہے اور قدیم ٹائٹنک معماروں کا بنایا ہوا
نہیں ہے۔ سیکڑوں جگہ پر ایسا دیکھا گیا ہے کہ ایک بہت بڑا چٹانی پہاڑ ایک چھوٹے
سے پتھر کے ایک نقطہ پر ٹھیرا ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک بچہ ذرا
ڈھکیل دے تو ہزاروں من کا بوجھ لڑھک کر جنگل میں جا گرے۔

آتش فشان کے سنگ ریزون مین سونا اور لوہا قیمتی پتھر ملتے ہین حیدرآباد
کی نزدیک داہنی جانب گوگولکنڈہ کا پہاڑ نظر آتا ہے یہان بادشاہ کی گرمیون مین
رہنے کی جگہ ہے جسکا ذکر الف[الف] لیلے مین ہے اور جسکے ہیرونکی شہرت تمام دنیا مین
پھیلی ہوئی ہے - اگر وہ قصے صحیح ہین تو یہ وہی جگہ ہے جہان سندباد نے
دیکھا تھا کہ جواہرات کی گھاٹیون مین سوداگر گوشت کے ٹکڑے پھینکا کرتے
تھے تاکہ چیل اور عقاب اپنے گھونسلون مین لیجائین اور پھر جب اونکے گھونسلے
تلاش کرتے تو بڑے بڑے جواہرات گوشت مین لپٹے ہوے ملتے تھے
یہان پر ہر شخص مسلح رہتا ہے - نیزۂ عرب شمشیر سند - ہر شخص کے پاس موجود ہے
ہرچند کہ یہ برا دستور ہے مگر اوس سے کوئی زیادہ خطرہ نہین - بڑی بڑی
بندوقین اور قرابینین جو حیدرآبادیونکے کندھے یا کمر سے لٹکتی رہتی ہین
ایسی ہین کہ اگر چلائی جاوین تو بمقابلہ دشمن کے خود چلانے والے کو زیادہ
مضرت بخشین گی -

اسمین شک نہین کہ گو حیدرآباد کوئی قدیم شہر نہین ہے اور نہ عمارات اسکی
بڑی ہین مگر ہند مین ایک عجیب اور دلچسپ شہر ہے قطب شاہ نے سنہ ۱۵۸۹ع
مین گولکنڈہ کو عمدہ پانی کے نہ ہونے کیوجہ سے چھوڑکر حیدرآباد کو پایہ تخت بنایا

[الف] الف لیلہ مین اسکا ذکر نہین ہے -

اور اسنے ایک خواص محبوبہ کے نام سے اسکا نام بھاگمتی رکھا۔
اور اسکی آراستگی کے واسطے نفیس مسجد اور چار مینار بنائے سلطان
کی خواص کا نام یادگار تو باقی نہین رہا صرف اب حیدرآباد کے
نام سے مشہور ہے۔ فصیل کے باہر دریا نہ موسی بہتا ہے بارش
مین تو کسیقدر اسمین زور ہوتا ہے مگر دوسرے موسمون مین کچھ تھوڑا
پانی رہتا ہے اور اوسکے بیچ مین کہین کہین پانی مثل تالابون کے
جابجا اکھٹا ہوجاتا ہے یہان پر ہاتھی نہلائے جاتے ہین علاوہ
ان کے اور عوام لوگ بھی نہایا کرتے ہین۔ اس دریا پر تین بڑے
پل ہین جنکے سبب سے بیرون کے ہندونکی** آبادی خاص شہر سے علحدہ
ہوتی ہے۔ شہر مین سب چیز مسلمانون کے ڈھنگ پر ہے۔ لانبی
سفید گلیان جنکے سامنے کماندار دوکانین تھوڑے تھوڑے فاصلہ
پر مسجدین جنکے نقشین بلند منارے چھتون سے بلند نظر آتے ہین
فارسی۔ عربی۔ ہندی* کتبہ اونپر موجود ہین۔ دوکاندارون کی دوکان

** مذہب کے لحاظ سے آبادی تقسیم نہین۔

* ہندی اردو کتبہ مساجد مین یہان کہین نہین۔

نمبر ۱۱   حسن   جلد سوم

اور مسجد کی سیڑھیوں [illegible] روزانہ فقیروں کی کثرت سے یہ شہر ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ [illegible] دمشق ہے یا قاہرہ [illegible] راستے پر [illegible]
کی کثرت ہے ۔ مسلمانوں کی سفید پگڑیاں ۔ عربیوں کی سرخ رومی ٹوپیاں
اور حاجیوں کے سبز [illegible] ہر طرف نظر آتے ہیں جیسا کہ پیشتر بیان
ہو چکا ہے ۔۔۔ مسلمان کے لوگ سر سے پاؤں تک مسلح
رہتے ہیں ۔ سچ تو یہ ہے کہ پستول ۔ تلوار ۔ جنبیا ۔ بندوق ۔ برچھے
باندھنے کا حیدرآباد میں ویسا ہی فیشن ہے جیسا کلکتہ ڈیلی میں چھڑی
رکھنے کا ۔ پیرو پر عرب لوگ اپنی لانبی بندوقیں گھٹنوں پر تسل برچھیوں
کے لیے ہوئے اور تلوارے لٹکتے ہوئے ٹہلتے ہیں ۔ خوش پاش
مسلمان جو بازار میں نکلتے ہیں تو تلوار کے پھل سے اپنی موچھوں کو تاؤ
دیتے ہیں ۔ امرا ہاتھی پر اپنی تلوار کو زانوں پر رکھ لیتے ہیں ۔
ایلچی جب کسی کا خط پہونچانے جاتا ہے تو اوس خط کو اپنی چھڑی کے
سیان میں رکھ لیتا ہے ۔ جوتوں کی منڈی میں دوکاندار جو بیٹھے ہیں
اون کے روپیوں میں چھرے کھڑکتے ہیں اور فیصدی بیس یا اکیس دوکانوں پر
ہتھیار بکتے ہیں ۔ تمام شہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آدھے ہا ہے بر

چڑہا ہوا ہے - اور بلوے کے وقت مین ذراسی ٹھیس سے اوڑ جاتیگا
مگر صرف یہ خیال ہی خیال ہے - اسمین شک نہین کہ یہان کی آبادی کی
طبیعت مین ایک خودمختاری اور آزادی ایسی ہی ہے کہ جو اور کہین نہین
پائی جاتی اور اگر کوئی یورپین کسی مجمع اور بازار مین جاوے تو تعجب
نہین کہ کشمکش مین بلے برے آلی سے دھکے کھاوے - مگر کوئی فساد کیقصور
یا کج اخلاقی مجھے نظر نہین آئی - بلکہ کہتے ہین کہ جھگڑے فساد یہان بہت
ہی کم ہوتے ہین - تلوار اور ہتہیارون سے اسقدر الفت ہے کہ گویا اونکی
پرستش کرتے ہین اسطرح پر کہ جیوسی ڈائیس جنے اپنی پہلی کتاب مین
مہذب قومون کو ہتہیار بندی کی ممانعت کی ہے - البتہ دیکھکر بہت ناراض ہوتا
اسلحہ مین جوہردار پانچہزار روپیے کی سروہی خمدار - عباسی (
یعنے ایران کا اختراع - اصیل - نیمچہ - تیغہ - کرچ - دہوپ - نوازخانی
قسم اجنبر نہایت خونخوار شکل کی تلوار ہے - قرابینیون کے بھی مختلف نام
ہین جیسے - شیربچہ - اور صف شکن - جنبیون مین اونٹ کی ہڈی
کے دستے اور سکین ہر عرب کے پاس رہتے ہین - ٹہانون کے
پاس کٹار - اور روہیلون کے پاس پیش قبض رہتی ہے - ان کے

[illegible] بہت ۔ قرولی ۔ جو ایسے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ہتھیلی میں چھپائے جائیں
[illegible] ۔ ہرن کے سینگ کا بنا ہوا مرمیں لوکدار چھرا ۔ اور
[illegible]

مجھے ان ہتھیاروں کی تشریح امیر کبیر بہادر کے یہاں معلوم ہوئی
امیر کبیر بہادر کے یہاں ایسے ہتھیار بہت سے ہیں بلکہ مجھسے بھی ان ہتھیاروں
میں سے چند منتخب کرنے کے لیے اصرار کیا گیا ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حیدرآباد
کے خونخوار ہتھیاروں پر ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے ۔

میں نے پہلے گولکنڈہ کا ذکر کیا ہے اور اوسکے نزدیک ایک بڑے
پہاڑ کا ۔ گولکنڈہ میں جو ایک مختصر ڈنر ہمکو دیا گیا وہ البتہ قابل یادگار رہیگا
سنگ خارا کا گنبد جو قطب شاہیوں میں سے کسی ایک بادشاہ کا مقبرہ ہے
اوسکے بیرونی ھال میں میز آراستہ ہوا تھا ۔ افسوس ہے کہ اس
گنبد پر سفیدی کر دی گئی ہے مگر تاہم اوسکی عظمت میں فرق نہیں آیا
یہ مقام رنگین چراغوں اور قمقموں سے آراستہ ہو اور یہ وہی ہے
جسکو مارکو پولو نے ۱۲۹۲ عیسوی میں شہزادی رددراما دیبی سے
ملاقات کے وقت دیکھا تھا مارکو پولو نے اوسکو اسطرح پر بیان کیا ہو

یہان بعض اونچے پہاڑ ہین کہ جب بارش شدت کی ہوتی ہے تو پانی
اونسے شدت سے بہتا ہے جب بارش موقوف ہوتی ہے اور پانی
کا بہنا بند ہو جاتا ہے تو لوگ پانی کی گذرگاہ تلاش کرتے ہین اونکو وہان
ہیرے دستیاب ہوتے ہین - موسم گرما مین بھی قیمتی پتھر پہاڑون پر بہت
سے ملتے ہین - مگر گرمی اس شدت کی ہوتی ہے کہ وہان جانا دشوار ہے
پھر اسی مسافر نے وہی قصہ سند باد عقاب اور گوشت کا بیان کیا ہے اسکو
ٹیوی رنیر بھی یہان ہیرونکی تلاش مین آیا تھا اوسنے ساٹھ ہزار آدمیون
کھودتے ہوئے دیکھا - اسیطرح کوہ نور جو ایک مشہور پتھر ہے دستیاب ہوا
اسمین شک نہین کہ قرب وجوار مین بہت سے جواہرات ملین گے مگر اون کا
ٹھیک تمام معلوم نہین اور وہ مشہور ہیرا جو سب سے آخر مین دستیاب ہوا
نظام کے نام سے مشہور ہوا اور گو ایک کاشتکار نے اوسکو توڑ ڈالا تھا تاہم
اوسکے ایک ٹکڑے کی قیمت سات لاکھ بیس ہزار پونڈ قرار دی گئی تھی -
فی الحقیقت اگر یہان اچھی طرح سے تلاش کیا جائے تو اوسکا نتیجہ ایسا
ہوگا کہ جنوبی افریقہ اور برازل کے معدن والے متحیر ہون گے ہمین
تو گولکنڈہ مین کوئی سنگین کام نہ تھا سوا اے دعوت کے جسمین ہمارے

نہایت مہربان دوست کپتان اور مسز کلارک بادشاہ مرحوم کے عظیم الشان
گنبد میں ہمارے ساتھ تھے تاکہ ہند کی چاندنی رات کا لطف اوٹھائیں
ان مکانوں میں آنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے کہ قلندر اور درویش
جنکا ذکر افسانوں میں ہے کیوں اکثر گنبدوں میں سکونت اختیار کرتے ہیں
حیدرآباد کا شاہی رنگ زرد ہے اور شاہی جھنڈے کے بیچ میں ایک
گول قرص کی شکل ہوتی ہے لوگوں نے اسکو چاند یا ڈھال کی نقل قرار دی
ہے مگر دراصل وہ چپاتی کی شکل ہے۔

جب کہ نظام اوّل ایک خطرناک مہم پر جا رہے تھے تو ایک بزرگ
نے اونکو اپنے کھانے کی روٹی دی۔ بادشاہ نے اوسکو اپنے ساتھ
رکھا اور فتح پائی۔ اوسی تاریخ سے نظام نے اپنے جھنڈے پر
پر نصب تھا کلچہ کی شکل قایم کی۔ مسٹر تھوری نوٹ نے ۱۸۶۷ء میں اس
عمارت کا حال بیان کیا ہے جس سے بہتر ہو نہیں سکتا وہ کہتے ہیں "چار مینار
ایک مربع شکل کی عمارت ہے ہر طرف سے ساٹھ فیٹ چوڑی اور
پچاس فیٹ اونچی۔ اسکے چاروں طرف چار کمانیں ہیں اور ہر ایک
فیٹ اونچی اور ۳۰ فیٹ چوڑی ہے اور پھر ایک کمان کے

ساٹھ فٹ اونچا اور چوڑا راستہ ہے۔ اسمیں نیچے اوپر دو برآمدے ہیں اور سب سے اوپر ایک چھت۔ کنارونپر پتھر کے چھجے ہیں۔ ہر کونے پر ہشت پہلو برج ۔ ۸۰ فیٹ اونچا اور ہر ایک مین چار برآمدے ہین۔ تمام عمارت مین گلابی کے پھول اور عمدہ نقش کندہ کیے ہوتے ہین۔ تمام راستے اسی عمارت سے نکلتے ہین۔ اور یہان ہند کی مختلف قومین اور ہاتھی اس قدر نظر آتے ہین کہ شاید رستے راس کماری تک کسی شہر مین نہ ہونگے۔ لمبے قد اور چوڑے سینے عرب جنکے پاس چاندی کی منڈھی ہوئی بندوقین و بجابجسم سیاہ و سندھی روہیلے معہ نیلے جامے اور وقیرا ہین سکھ پٹھان لمبے لمبے بال اور میلے کپڑے پہنے ہوئے۔ راجپوت روغنی چمڑے کی ڈھالین لیے ہوتے۔ ایرانی بخارا کے لوگ۔ ترک۔ مرہٹے۔ مدراسی۔ پارسی وغیرہ۔

چار مینار کے نزدیک ہی حضرت بندگان عالی کا جو محلہ ہے جہان مسلمان عہدہ دار امرا اور سکندرآباد کی چند بیم صاحبون کے ساتھ ہمین ڈنر مین شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اعلیٰحضرت نے اپنے مہمانون کو بالا خانہ کے سنگ مرمر کے چبوترے پر دعوت دی تھی جس کے

اطراف سفید محل کی عمارات ہین - حضرت کا قد میانہ ہے - آنکھین سیاہ جس سے فراست ٹپکتی ہے اور نرم چہرہ - اونکا کوٹ سیاہ تھا جسپر ستارۂ ہند کے آسمانی دمین چمکتی تھین - اور ہیرے جڑے ہوے قبضے کی تلوار - اسٹاف کے خوش وضع افسر اطراف مین کھڑے ہوے جنمین سے ہر ایک نے اس عظیم الشان شہزادہ ہند کو جھک جھک سلام زمین بوس کیے اور اونکی پذیرائی مین حضرت نے اشارہ فرمایا - سیڑھیون کے نیچے مسلح عرب شمشیر برہنہ لیے ہوئے پہرہ دے رہے تھے - اور جب کوئی معزز مہمان آتا تو سلامی دیتے تھے - تھوڑی ہی دیر مین وزیر اعظم نواب سرسالار جنگ بہادر جوان اور طویل القامت تشریف لائے جنکے چہرے سے آثار دانائی اور فراست نمایان تھے اور جنکی وضع نہایت خوشنما تھی - طریقۂ آداب بجا لائے اون کے بعد مسٹر کارڈوری رزیڈنٹ - اور جنرل سلیٹا جو دہلی مین اٹلی کیطرف سے وکیل ہین

یہ شاہی دعوت سنہری برتنون مین کشادہ ھال مین بالکل یورپین طرز پر تھی - سوا اسکے اقسام کے پلاؤ اور سالن موجود تھے اور ان کھانون مین باورچی خانہ مبارک سے کوئی سبقت نہین لیجا سکتا - بعد ڈنر اور چائی نوشی کے

مگار اور یار آئے جلسہ برخاست ہوا - اور سب سے پہلے حضرت گولکنڈہ
کو روانہ ہوئے جہاں وہ مقیم تھے - ڈنر کے پہلے اور بعد مجھے حضرت سے
گفتگو کا اعزاز حاصل ہوا اور میں نے اونکو نہایت عالی خیال عقلمند اور
خلیق پایا -

دوسرے روز وزیر اعظم کے یہاں بریکفاسٹ (ناشتہ) تیار پایا
یہ اپنے باپ کے نام سے مشہور ہیں اور سالار جنگ کی کارکردگی کی لیاقت
اور نوابانہ وغیرہ کے مورث ہیں - مدار المہام کا محل ایسا ہی ہے جیسا کہ
حیدر آباد میں اور امرا کا باغ نہایت شاداب کشادہ عالی جبین ہوا اور روشنی
کا بخوبی گذر ہو گو کیا چونہ نہ آسکے - مسلمان عہدہ دار مدار المہام کے
نزدیک تھے اور اس سے زیادہ خوشگوار مجلس ہو نہیں سکتی ہے - اونکی ٹوپیاں
سیاہ اور نیلگون پر نہیں سے کر نہید لگے ہوئے جنکو سپید اور رنگین پگڑیوں
کے ساتھ بہت عمدہ مناسبت تھی - منجملہ اونکے ایک سید علی تھے
جو سر رشتہ تعلیمات کے ڈائرکٹر تھے - انگریزی اور ہندی زبان فصیح
عربی فارسی اور مرہٹی میں فارغ التحصیل سنسکرت میں اونہوں نے چند اشلوک
نہایت صحت کے ساتھ پڑھے - اوسی روز ہم نے ریذیڈنسی میں ٹیفن کھائی

یہ عمارت بھی بڑی عالی شان ہے اور وہ منزلہ شل برٹش بری کے
عجائب خانے کے معلوم ہوتی ہے آکسفرڈ کی قدیم باتین مجھکو اور رزیڈنٹ
صاحب کو یاد آئین اتنے برس کے بعد اون پرانی باتون کا یاد آنا کیسا بھلا
معلوم ہوا یہان پر حیدرآباد کے پولٹیکل معاملات کا ذکر کرنا مناسب نہ ہوگا
خلاصہ یہ کہ ہمارے زمانۂ قیام مین بعض اہم مسائل پیش تھے اور زمانہ نازک تھا
مگر پولٹیکل معاملات کے تفکرات ہماری مہمانداری کے کسیطرح مانع نہ ہوسکے
اور اس شریف اور خلیق مسلمانون کے شہر مین ہماری دعوت پہ دعوت ہوئی
ایک شام کو میر عالم کے تالاب پر شامیانہ مین مدارالمہام کیطرف سے دعوت
ہوئی - یہ خوبصورت شفاف تالاب گولکنڈہ کی پہاڑیون کے نیچے باندھا
گیا ہے - سیکڑون رنگین قندیلین شام کی ہوا مین عجیب لطف دیتی تھین
کھانے کے پہلے اور بعد رقص و سرود رہا آدھی رات کے قریب چاندنی
رات مین جب کہ جگنون ادہر ادہر چمکتے تھے ہم گاڑیون پر سوار ہوکر قدیم
گنبدون سے گذر کر واپس آئے - دوسرے روز لنگم پلی کے باغ مین
امیر کبیر کیطرف سے جو حضرت سے قرابت قریبہ رکھتے ہین مدعو تھے
یہان کا سما نہایت دلچسپ تہا - کھانے کے بعد نواب صاحب مجھے

اپنی بارہ دری کو لے گئے جہان حسین اور تربیت یافتہ گارڈ لوں کا پہرہ تہا۔ نواب صاحب کا احاطہ۔ عقاب۔ ہاتہی۔ وغیرہ کے سبب سے ۲ فرلیف معلوم ہوتا تہا جیسا کہ مین نے پہلے ذکر کیا ہے۔ نواب صاحب نے مجہے اپنا سلح خانہ دکھلایا۔ اسمین پورانی اور نئی تلوارین نہایت آبدار بیش قیمت سنہری اور جڑاو کام کی کہ جنکے دیکھنے سے عقل کا خیال بھی ہوا ہے اسکے بعد بہت سی وہ تین ٹیفن اور ڈہنر ایسی ہوئین کہ بیطے الاعتقاد مہان بھی قایل ہو جاے کہ بادشاہان گولکنڈہ کی قدیم امارت کی روایات ہنوز معدوم نہین ہوئی ہن +

ہماری روانگی کے قبل جو نواب صاحب کیطرف سے دعوت ہوئی اس فیاضانہ مہمان نوازی کی کیفیت بیان کرنے کے لیے لفظ کافی نہین ملتے ہین کہ پورے طور سے ادا کرون یہ ڈنر دار المہام کے محل کے دیوان خانے مین دیا گیا۔ آئینہ خانے کے بڑے ہال میں ہزارون رنگین قندیلین اطراف کی کمانین اور بیچ کا حوض پہولون کے گولدون سے گہرا ہوا بالا خانے پر سیاہ خام تہرے جو وقت ان کا عکس آئینون مین پڑتا تہا عجیب کیفیت پیدا کرتا تہا۔ سنگ مرمر کے

فرش پر ناچ ہو رہا تھا اور قطب شاہی خاندان کی بہادری کے گیت
گائے جاتے تھے ۔ عہدہ دار اور بڑے خدمتگار زرین چمکدار
پوشاکیں پہنے ہوئے ۔ سنہری اور ریشمین کوچوں پر بے تکلف بیٹھے
ہوئے تھے ۔ اس محل کے اطراف عجیب مکانات ہیں ۔ مثلاً ایک
چینی خانہ جسمین ہر زمانہ ہر طرز کا چینی کا کام تھا ۔ غزلی ۔ اور بعض انکے
سبز نیلگون رنگ ایسے ہیں کہ جو ان کا شوقین ہو عاشق ہو جائے
دوسرا سلاح خانہ قدیم و قیمتی ہتھیاروں سے معمور ۔ ایک اور عمارت
جسکی چمکدار دیواریں نقش و نگار اور جنگی اور محبت آمیز تصویرین رنگو لکھائی
ہیں ۔ ڈنر کے وقت مدار المہام نے ملکہ معظمہ کا جام تندرستی نوش کیا
اور اونکے بھائی نے حضرت بندگان عالی کا ایسی صحیح فصیح اور باقاعدہ
اسپیچ جیسی نواب سالار جنگ نے بیان کی کم سننے میں آئی ہے ۔
ہم نے کس مشکل سے اپنے تئیں اس سلطانی جلسے سے علیحدہ کیا دل تو
ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ ایسی عنایت آمیز صحبت سے علیحدہ ہوں ۔ یہاں مہمانوں کے
واسطے اگر خطرہ تھا تو صرف اس قدر تھا کہ عنایت اور نوازش کا ہجوم اونکو
مار نہ ڈالے اسلئے اس عظیم الشان سلطنت کے شہزادے سے کار پردازوں

تک اور میزبانوں سے لیکر تحصیل کے نوکروں تک سے ہم پر اس قدر عنایت
اور التفات کا اظہار رہا کہ اس جلسے کو چھوڑ کر مغرب کی طرف لمبے
طول و طویل سفر کے لیے آمادہ ہونا نہایت گراں گذرتا تھا مگر ہندوستان کے
شہروں اور مقامات کی سیر اور تفریح اب عنقریب ختم ہونے کو ہے اور
ہم دکن کے میدان اور گھاٹیوں میں پانسو میل اوتر کر بمبئی پہونچے
جہاں سے ہمارا سفر تقریباً سات ہزار میل کا سمندر اور خشکی کے راستے
سے مقرر ہوا تھا۔

تحریر و تقریر

اندرونی جذبات اور خیالات کے ظاہر کرنے کے واسطے قدرت نے ہر ایک جاندار کو کم یا زیادہ بولنے کی طاقت دی ہے۔ اور یہی ایک فطرتی ذریعہ ہے کہ جو ہمجنس جانداروں کے آپسکے میل جول اور تعلق کو قایم رکھتا ہے۔ بولنے کی طاقت جاندار مخلوقات کو درجہ بدرجہ ملی ہے اور جسقدر کہ ادنے درجہ کی مخلوقات مین ناکمل ہے اوسیقدر بتدریج ترقی کرتے کرتے انسان مین جو اشرف المخلوقات ہے کمال کو پہونچی ہے۔ بولنے مین ترقی کا سلسلہ انسان مین محدود نہین کر دیا گیا ہے بلکہ برابر جاری ہے۔ پیدایش کے وقت سے مرنیکے وقت تک جس شخص کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اوسکے بولنے کی طاقت ابتدا سے آخر عمر تک حالت سکون مین نہین رہی بلکہ ایک کم حقیقت ابتدا سے ترقی کرتے کرتے ایک خاص حد تک پہونچی۔ اور اگر مختلف انسان کے بولنے کی طاقت کا آپسمین مقابلہ کرو تو ظاہر ہوگا کہ گو فرداً فرداً ہر ایک نے اپنی عمر کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ

اس خاص صفت میں بھی ترقی کی لیکن آپس میں ایک دوسرے کی ترقی
کی رفتار مختلف ہوئی ۔ یہاں تک کہ اگر زمانے کی کسی ایک وقت کے
بولنے کی طاقت کا اوسکے کسی دوسرے وقت کے بولنے کی طاقت
سے مقابلہ کیا جائے تو دونوں یکساں حالت میں پائی نہ جائے گی
یعنی قدرت نے بولنے یا تقریر کی طاقت تھوڑی بہت سب جانداروں کو
دی ہے اور اوسکی تکمیل انسان میں ہوئی ہے ۔ اور اس سے یہ بھی
معلوم ہوا کہ قدرت نے ہم کو صرف تقریر ہی سکھائی ہے ۔ اور جہاں
جہاں اوسکا پورا عمل دخل ہے وہاں اظہار خیالات کا ذریعہ محض اور
صرف تقریر ہے ۔ غیر ذی روح مخلوقات البتہ بولنے سے معذور ہے
لیکن اوسکے جسم کی ہر حالت کچھ ظاہر ضرور کرتی ہے بشرطیکہ
دیکھنے والی آنکھ اوس پر ڈالی جائے ۔ کیا درختوں کا ساکت کھڑا رہنا
خزاں میں اپنے پتے تبدیل کرنا ۔ مقررہ وقت پر برومند ہونا ۔ پھلوں کے
بوجھ سے اپنی شاخیں جھکا دینا ۔ جسطرف کوئی روک ہو اوسطرف
اپنی شاخیں نہ لیجانا ۔ خراب آب وہوا میں سرسبز نہ رہنا ۔ وغیرہ
وغیرہ ہم کو ان باتوں کا سبق نہیں دیتے ہیں کہ اپنے اوپر

بھروسہ کرنا چاہئے۔ خموشی اولی ہے۔ رسم ورواج۔ لباس عادات
وغیرہ ایک خاص مدت کے بعد تبدیل ہونے چاہئین۔ دوسرون کو
اپنے اوپر تکلیف گوارا کرکے فائدہ پھونچانا چاہئے۔ جسقدر سخی زیادہ
ہو اوسیقدر زیادہ انکساری کی عادت کرے۔ برے پروسیون سے
پرہیز اور بری صحبت سے بچنا چاہئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ چاند وسورج کا گرد
کرنا اور زمین کو روشن کرنا۔ چاند کا روشنی سورج سے حاصل کرنا۔ چھوٹے
سے حقیر بادل کا دونون کو کبھی کبھی ڈہک کر بے نور کر دینا۔ وغیرہ وغیرہ
کیا ان باتون کا اشارہ نہین کرتے ہین کہ وقت کی پابندی چاہئے
بڑون پر لازم ہے کہ اپنے سے چھوٹون کے رہنما ہون۔ تعلق کا سلسلہ
ایک کا دوسرے کے ساتھہ لگا ہوا ہے۔ تھوڑی سی کدورت بڑے
روشن دل کو معطل کر سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ کم یا زیادہ
ہر ایک خموش مخلوقات کچھہ نہ کچھہ ضرور بتلا دیتی ہے۔ بیشک وہ بولتی
نہین ہے لیکن اونکے حالات قدرت کی کتاب کی سطرین ہین یا خالق
کی گلستان کا آٹھوان باب ہین کہ خاص حروف کے لباس مین جنکو نگاہ
والے پہچانتے ہین ہمکو بہت کچھہ سکھاتے ہین۔ اسی کو تو دیکھکر

شیراز کا بلبل جوش مین آکر یک اوٹھا تھا کہ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

سب سے اول زمانے مین جس تحریر کا اجرا ہوا اور جسکا پتہ اسوقت بھی ملتا ہے، وہ قدرت کے پرمعانی حروف تھے ۔ نقل تھی سے یعنے اوس زمانے مین ذی روح یا غیر ذی روح مخلوقات کی پوری تصاویر کے ذریعے سے اپنے مطالب کو ادا کیا جاتا تھا ۔ یہ تحریر اب تک مصر کے میناروں کے کتبون مین موجود ہے اور جہان تک دریافت ہوا ہے یہ مینار بعید سے بعید زمانے کے یادگار ہین ۔ اس قسم کی تحریر کو جو علامات کے لباس مین مروج ہوئی تھی ھائروگلی فکس کہتے ہین ہائروگلی فکس کے قدمون کے آثار بلاکم وکاست اس وقت تک ہمارے سکون مین موجود ہین ۔ اور اون قومی صفات مخلوقات کی تصاویر کے لباس مین برابر دکھائی جاتی ہین ۔ چین بھی ایک قدیم ملک ہے اور اوسنے ہمیشہ سے دیگر ممالک سے کسی قسم کا تعلق نہین رکھا ۔ اوسکے حروف دوسرے درجے پر ہائروگلی فکس کی ترقی کا ثبوت دیتے ہین ۔ چین کے حروف مختلف اقسام کے پھولون کی کسقدر سچی تصویرین ہین

یہ پھول کسقدر شگفتہ ہوکر دلدمنتہ الکبرا کے حروف ہوتے۔ اور
ان سے پوتانی اور یونانی سے برمی حروف نکالے گئے ہوں گے
اور اسکے بعد سنسکریت۔ عربی۔ انگریزی۔ اور اردو حروف مختلف طور
پر ترکیب پاکر پیدا ہوتے ہونگے۔ جیسے کل ممالک اور زمانوں کے
حروف کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے
کہ حال کے موجودہ حروف سب ایک ہی خاندان میں ہیں اور مورث اعلے
ان سب کی قدرت ذی روح اور غیر ذی روح مخلوقات ہے۔
اوپر کے بیان سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تقریر انسان کے ساتھ
پیدا ہوتی ہے اور اوسکی معلم بلا واسطہ قدرت ہے اور انسان اوس کو
اپنے دیگر قوا کے ذریعے سے ترقی دے لیتا ہے اور تحریر مبدا عمل
قدرتی اشیا کی نقل ہے اور انسان نے اوسکو اپنی کوشش سے
اوسکی موجودہ حالت تک ترقی دی ہے۔ تقریر چونکہ انسان کی پیدا
کے ساتھ ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ اسلیے اول اوسکا ظہور ہوتا ہے
اور تحریر چونکہ انسانی کوشش کا نتیجہ ہے اسلیے وہ پیدایش کے
بعد ایک خاص وقت پر نمودار ہوتی ہے۔ تقریر ایک عام عطیہ

قدرت کا ہے اور ہر شخص کو کم یا زیادہ ملتا ہے اور تحریر ایک کسبی شے ہے
اسلیے خاص ہی خاص اوس سے مستفید ہوسکتے ہین - اور قدرتی اور
مصنوعی لوازمات مین اسقدر فرق بھی چاہیے -

تقریر کے ذریعے سے خیالات ظاہر کرنے کے واسطے یہ
امر لازمی تھا اور ہے کہ مخاطب متکلم کے پاس موجود ہو - غائب مخاطب
تک اپنے خیالات پہونچانے کی ضرورت نے انسان کو تحریر کے ایجاد
کرنے پر مجبور کیا - اور یہ ایک ایسی سخت ضرورت تھی کہ ہر جگہ اور
ہر زمانے مین انسان کی ساتھ رہی اور انسان کو سوائے اس کے
کبھی چارہ نہین ملا کہ اوسکو پورا کرے - جو باتین صرف زبان پر رہتی
ہین وہ بہت جلد مٹ جاتی ہین - جو تحریر مین آجاتی ہین وہ ایک ملک
سے دوسرے ملک کو اور ایک زمانے سے دوسرے زمانے کو
پہونچتی ہین - اگر تحریر نہ ہوتی تو علوم کے خزانے جو اسوقت ہمارے
قبضے مین ہین ہم سے صدیون پہلے زمین مین دفن ہو گئے ہوتے
اور جو معلومات ہم نے حاصل کی ہین وہ ہم ہی تک محدود رہتین اور
ہمارے ہی ساتھ آخر کار پیوند زمین ہو جاتین - ہماری ترقی بالکل

تحریر کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ دوسرے ملک کے واقعات اور حالات کو اور گذشتہ زمانے کے کارنامونکو صرف تحریر کی بدولت ہم اسطرح دیکھہ رہے ہین کہ گویا وہ ہمارے سامنے گذر رہے ہین اور انہین پر ہم اپنی آیندہ بہبودی کی بنیاد قایم کرتے ہین۔ تحریر ایک جہاز یا ریل ہے جسکے ذریعہ معلومات اور علوم کے بیش قیمت مال کو ایک ملک سے دوسرے ملک مین پہونچاتی ہے۔ اگر تحریر نہ ہوتی تو کچہہ شبہہ نہین ہے کہ انسان اسوقت تک گو زمانے کا آغاز ہوے صدیان گذر گئی ہین یا ضرور ڈارون کی بتائی ہوئی سیڑہی پر ہوتا۔ اِن باتون پر لحاظ کرکے ضرور تحریر کو تقریر پر فوقیت کا قطعی فتوے خاص اِس معاملے مین دیا جا سکتا ہے۔

تقریر کا پورا اثر اونہین لوگون تک محدود ہوتا ہے جو مقرر کے سامنے موجود ہوتے ہین بلکہ اونمین سے بھی صرف اوسیقدر اشخاص تک جو مقرر کے دس بیس گز کے فاصلے پر چارون طرف بیٹھے یا کھڑے ہوتے ہین اور جنکے کان تک اوسکی آواز پہونچتی ہے۔ مقرر کی آواز اگر بلند نہین ہے تو اوسکا اثر اور بھی سمٹ جائیگا

ایک خفیف سا شور معترل کوشش کو بے سود کر دے گا بلکہ اوس کی زبان بند کر دے گا پس معلوم ہوا کہ تقریر اس معنی کر بہت ہی نازک اور جلد بگڑ جانے والا آلہ اثر پہونچانے کا ہے - برخلاف تحریر کے کہ جسکے واسطے تمام میدان دنیا کا صاف ہے اور اوسکا اثر بجلی کی سرعت کے ساتھہ عالم کے چاروں کونوں تک پہونچتا ہے - کوئی پہاڑ کوئی سمندر اوسکی اشاعت کو روک نہیں سکتا - اوسکا اثر ایک بڑے زبردست اور سیاہ بادل کیطرح جھوم کر ایک خاص جگہ سے اوٹھتا ہے اور بہت تھوڑے عرصے مین تمام دنیا مین چھا جاتا ہے اور ہر ایک ملک کی کھیتی کو اپنی گولا دہار بارش سے نفع پہونچاتا ہے - اوسکا پانی بہکر ندیون اور سمندر مین نہین چلا جاتا ہے بلکہ جگہ جگہ گویا حوضون مین جمع ہوکر آئندہ زمانہ کی زراعت کی بھی آبپاشی کرتا ہے - علاوہ اسکے تقریر اگر اپنے محدود طبقے سے نکلکر باہر جانا چاہے تو سوا اسکے کہ تحریر کے پاؤن سے چلے اور کوئی ذریعہ ممکن نہین - تقریر کے واسطے تحریر میرے خیال مین ایسی ہی ہے کہ جیسے ایک بوڑھے کے واسطے عصا - اس صورت خاص مین بھی برتری کا تاج تحریر ہی کے

مہرپد رکھا جاتا ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ اگر وہی ایک مضمون تقریر اور تحریر دونوں کے ذریعے سے ادا کیا جائے تو تقریر ہی کا ذریعہ نسبتاً زیادہ اثر پیدا کرے گا تاکہ اگر مضمون فی الواقع نادر ہے تو تقریر سامعین کو وجد میں لا سکتی ہے برخلاف اسکے تحریر وجد یا پوری پوری محویت پیدا نہین کر سکتی۔ جس حالت مین کہ مضمون ایک ہی ہے اور تحریر یا تقریر دونوں ذریعوں سے وہ دل تک پہونچایا جاتا ہے اور دل بھی انسان کا ایک ہی ہے تو کسقدر تعجب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ذریعوں کے اثر مین زیادہ فرق کیون ہوتا ہے۔ تحریر آنکھونکی اور تقریر کانون کی راہ سے دل تک پہونچتی ہے بس اگر فرق ہے تو اسقدر ہے کہ دلمین مضمون کے باریاب ہونیکی راہین جدا ہین۔ اور ان آنکھ اور کانونکی راہون کے اثر مین کمی اور بیشی کر دینے کی کوئی خصوصیت ذہن مین نہین آتی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سمجھا جائے ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

بمقابلہ کان کے آنکھ کا ذریعہ زیادہ موثر ہوتا مگر یہ بھی نہین ہے۔ شاید

راستے دور اور قریب کے ہون ۔ کان سے دل قریب ہو اور آنکھوں سے دور اور اسلیے کانون کی راہ سے مضمون جلد دل تک پہونچ جاتا ہے اور آنکھوں کی راہ سے پہونچتے پہونچتے مضمون کی گرمی کم ہوجاتی ہے یہ وجہ بھی اطمینان نہین دیتی کیونکہ دل کان اور آنکھہ دونون سے برابر فاصلے پر معلوم ہوتا ہے شاید اس قیاس سے عقدہ کشائی ہو کہ جیسے موتی یا سونا سیپ یا گھریا سے نکلنے کے وقت اپنی آب وتاب مین بے مثل ہوتا ہے لیکن کچھہ وقت تک رکھے جانے سے اوسکی چمک ماند ہوجاتی ہے اور ان دونون حالتون مین جب وہ دیکھے جائین تو دلپر مختلف اثر کرتے ہین ۔ وہ زیادہ جب ہی خوشنما معلوم ہوتے ہین کہ جب سیپ یا گھریا سے نکلنے کے بعد فوراً ہی دیکھے جائین ۔ مضمون مین بھی زبان سے نکلتے وقت سونے یا موتی کی سی آب وتاب ہوتی ہے کہ فوراً سامعین کو لبھالیتی ہے لیکن تحریر مین آتے آتے اور ناظرین تک پہونچتے پہونچتے زیادہ دیر ہوجانا لازم ہے اور یہ دیر اوسکی چمک اور دمک کم کردیتی ہے اور اسلیے اوسکا اثر اسقدر نہین ہوتا جسقدر تقریر کے ذریعے سے ہوتا ہے ۔ علاوہ اسکے قدرتی ذریعے ادائے مضمون

کا زبان یا تقریر ہی ہے اور قلم یا تحریر مصنوعی ذریعہ ہے۔ پس دونوں
ذریعوں میں زیادہ فرق ضرور ہونا چاہیئے۔ اور یہی وجہ معلوم ہوتی
ہے کہ تحریر کو صرف آنکھیں دل تک پہونچاتی ہیں۔ اور تقریر کو آنکھیں
اور کان دونوں۔ کان کے ذریعے سے تو مقرر کی آواز دل تک
جاتی ہے اور آنکھوں کے ذریعے سے مقرر کے مختلف حرکات جسمانی
جو تقریر کے ساتھ ساتھ مضمون کی ظاہری تصویر بھی کھینچتی جاتی ہے
خلاصہ یہ کہ مقرر اپنے مضمون کو ادا کرتے ہوئے اپنی آواز سے کان
کی اور اپنی حرکات جسمانی سے آنکھوں کی دعوت کرتا ہے اور اسیواسطے
دلپر بمقابلہ محرر کے دوگونہ زیادہ اثر کرتا ہے۔ اس خاص صفت اثر
میں تقریر کو برتری ہے۔

مضمون پیدا کرنے کی طاقت انسان میں دو حالت سے خالی ہوگی
یا تو وہ ادنے سے غور کرنے سے عالی خیالات پیدا کرسکتی ہے
یا عالی خیالات بڑی مشقت اور غوض کے بعد اوسکے ہاتھ لگتے ہیں
پہلی حالت کو آمد اور دوسری حالت کو آورد کہتے ہیں۔ مقرر کیواسطے
آمد ایک لازمی شئے ہے لیکن جسکی دسترس صرف آورد تک ہے

وہ کبھی عمدہ مقرر نہین ہوسکتا - کیونکہ تقریر کرنے کے وقت اتنی مہلت کہان ملتی ہے کہ آنکھین بند کرکے کچھہ دیر سوچا جاسکے اور پھر کہا جائے اوسمین تو خیالات بجلی کی سرعت کے ساتھہ پے در پے دلمین پیدا ہون اور زبان کے تار پر روان رہین - تحریر مین آمد اور آورد دونون ایکسان نتیجہ دے سکتی ہین صرف فرق اسقدر ہے کہ آمد والا جلد اور آورد والا دیر مین اپنے خیالات کاغذ پر جمع کرتا ہے - آمد کی طاقت اس خاص عطیہ قدرت کا ہے اور اسلیے خاص ہی لوگ اوس سے بہرہ یاب ہوتے ہین - بدیہی ثبوت اسکا یہی ہے کہ مقرر یعنی فصیح و بلیغ اسقدر کم پیدا ہوتے ہین کہ اونکا شمار اونگلیون ہی پر کیا جاسکتا ہے لیکن محرر (اگر یہ لفظ اِن معنون مین استعمال کیا جاسکے) اس کثرت سے ہوئے اور ہوتے جاتے ہین کہ چاہے سمندر کے کنارے کی ریگ کے ذرّون کا شمار کرلیا جائے لیکن اونکی تعداد کا قیاس مین آنا ممکن نہین - مضمون لکھنے والے کو اسقدر آسانی ہوتی ہے کہ وہ تنہائی مین بیٹھکر اطمینان سے اپنے خیالات کاغذ پر لاتا ہے اور اوسکو دوبارہ سہ بارہ پڑھکر جس پہلو سے چاہتا ہے قایم کرتا ہے

اور جسوقت چاہتا ہے لکھتا ہے اور جسوقت چاہتا ہے نہین لکھتا ہے
ضرورت سمجھتا ہے تو کتابین اپنے مضمون کے متعلق دیکھتا ہے اور
اور لوگون سے راے لیتا ہے اور مضمون کو ختم کر کے بھی دوسرون
سے اصلاح لے سکتا ہے لیکن یہ سب دروازے مقرر پر بند
ہوتے ہین۔ اوسکی زبان سے اوس وقت پر جو کچھہ نکل گیا وہی ٹھیک
ہے اگر اوسنے کوئی بیجا بات کہدی تو اوسکا کچھہ دفعیہ نہین کر سکتا
اوسکا فقرہ یا لفظ تیر کی طرح کمان سے نکلتا ہے اور پھر واپس نہین
آسکتا۔ فی الواقع مقرر کی حالت نہایت نازک ہوتی ہے اور بڑی
بڑی ذمہ داریان اوسکے سر پر ہوتی ہین اسی لیے ایسے بہادر بہت کم
پیدا ہوتے ہین جو تقریر کے بوجھہ کو اوٹھا سکین۔ تقریر کے وقت
سیکڑون نگاہین مقرر پر تلی ہوتی ہین۔ سب کی نگاہون کا وہی فوکس
ہوتا ہے اوسکے کل حرکات و سکنات سخت نکتہ چینی کے تختۂ مشق
ہوتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ وہ سخت آزمایش مین پڑتا ہے اور ایسین
سے بلاشبہ عام آدمی کا کام نہین کہ اپنے نام اور عزت کو سلامت
لیکر نکلے۔ تقریر کے ضروری نتایج کچھہ خاص باتین مان لی گئی ہین

جس تقریر میں وہ پیدا نہیں ہوتیں اوسی پر نامکمل اور لچر ہونے کا فوراً افسوسناک
لگا دیا جاتا ہے - تقریر ایک نازک چیز ہے کہ کم لوگ اوسکی تکمیل کی جانب
متوجہ ہوتے ہیں - اور اسمیں نام پیدا کرنا ہر ایک انسان کا کام نہیں ہے
لاکھوں میں ایک آدہ مقرر ہوجاتا ہے - جب ہم اوسکی مشکلات سے
واقف ہوگئے تو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اوسکی تکمیل کی کوشش میں
وقت ضایع کیا جائے - اس سے تو یہ ہی بہتر ہے کہ کوئی اور مناسب
راہ کوشش کے عمل ہونے کی نکال لیجائے - اگر کسیکے پاس وہ سب
مادے اور مصالحے موجود ہوں کہ جو عمدہ مقرر بننے کے واسطے لازمی
ہیں تو اوسکی پیشقدمی واجبی ہے - اوسیکو کوشش بھی کرنا چاہئے
اور وہی عمدہ مقرر ہوجائے گا - لیکن صرف ہوس بے ذاتی قوت کے
کیا نتیجہ پیدا کرسکتی ہے -

مقرر کی پہلی سیڑہی لکھنا پڑہنا سیکھنا ہے - اوسکو پہلے اپنی تحصیل علم
کو مکمل کرنا چاہئے اور اوسکے بعد اوسکی مدد سے بذریعہ تحریر کے
اپنے خیالات ضبط کرنے میں مہارت پیدا کرنا چاہئے - اس کے
بعد تیسرا درجہ تقریر کرنے کا ہے - اسی سلسلہ سے تقریر کی ترقی اور

جلد سوم — حسن — نمبر ۱۲

تکمیل باقاعدہ ہوگی۔ اور بلاشبہ تحصیل علم اور تحریر جب تک تکمیل نہو جائیگی
تقریر خامی کی حالت مین رہے گی۔ عمدہ منشی یا محرر مقرر ہو سکتا ہے
جو عمدہ منشی یا محرر نہین وہ کس بنیاد پر اور کس زور پر عمدہ تقریر کر سکتا ہے
لہذا جسکو تقریر کا شوق پیدا ہو وہ پہلے لکھنے مین پوری مہارت حاصل
کرے اور اسکے بعد تقریر کے میدان مین قدم رکھے۔ تقریر کے لیے
تحریر ایسی ہی ہے کہ جیسے روح کے واسطے جسم ہی نہ ہو تو روح کس چیز
مین قیام کرے گی۔ جب تک معلومات کا پورا پورا ذخیرہ جمع نہ ہو جائے
اور انسان اپنے خیالات جیتی کے ساتھ تحریر مین نہ لا سکے تو تقریر
مین مہارت پیدا کرنے کی اوسکی کوشش ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص بلا
قانون یاد کیے صرف کبھی کبھی لکچر سنکر وکالت مین نام پیدا کرنے
کی کوشش کرے۔

اس امر کا تصفیہ کسیقدر بے موقع معلوم ہوتا ہے کہ تقریر اور تحریر دونون
مین برتری کسکو ہے۔ مین دونون کو مختلف کامون کے لیے سمجھتا
ہون۔ اور اون سے دو مختلف کام نکلتے ہین۔ اگر دونون ہم جنس
ہوتین تو البتہ ایک کے حق مین ضرور ڈگری دیجاتی۔ اگر کوئی پوچھے

کہ چاند اور سورج دونوں میں کون ترجیح کے لایق ہے تو اسکا
کیا جواب دیا جاسکتا ہے ۔ یہی کہا جائے گا کہ دونوں اپنے اپنے
کام میں اچھے ہیں ۔ دونوں میں علاقہ اسقدر ہے کہ چاند کو روشنی
سورج کی بدولت ملتی ہے ۔ جیسا کہ تقریر کی امداد تحریر سے ہوتی
ہے ۔ لیکن بجائے ایک کے دوسرا کام نہیں دے سکتا ۔ ایک
کو دوسرے پر فضیلت دینے میں یہ ضرور لازم آئے گا کہ جو پسند
کیا جائے وہ قایم رکھا جائے ۔ اور دوسرا جو زیادہ بکار آمد ثابت نہ ہو
خارج کر دیا جائے ۔ لیکن جیسے کہ چاند و سورج کے معاملے میں یہ
بات ناممکن ہے اسیطرح تقریر اور تحریر کے متعلق بھی محال ہے
پس اگر بڑی عرق ریزی کے بعد کوئی شخص اپنے خیال میں اس بات
کے ثابت کرنے کا فخر کرے کہ ان دو شے تقریر یا تحریر میں سے ایک کو
برتر ٹہرایا تو اس سے کیا عملی فائدہ نکل سکتا ہے ۔ میں تو خیال کرتا ہوں
کہ اوسکی محنت "کوہ کندن اور کاہ برآوردن" سے زیادہ مفید نہ ہوگی
جسکو شاید ہی کوئی عقل سلیم پسند کرے ۔ پس میرے خیال میں
دونوں چیزیں قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہیں ۔ اور

تحریر میں ضرورت مہارت پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے اور اگر استطاعت مقتضی ہو تو تقریر پر بھی کماحقہ دسترس حاصل کی جائے فقط

راقم
فریدالدین احمد خان

رانڈون کے نکاح کا ثبوت

عقلی دلائل سے۔ گو ضمناً کچھ نقلی کی بھی بحث آ گئی ہو

میرے عزیز بھائی بہنو تم خوب جی لگا کے سوچو سمجھو اور فکر کرو کہ تمہارا خالق
حکیم مطلق ہے۔ اور اوسنے کوئی چیز خالی از حکمت نہین پیدا کی زمین و
آسمان۔ جن و انس۔ چرند پرند بلکہ ہر پھول پتے اور ہر برگ و بر سبکے
کو نہایت عجیب و غریب صنعت سے بنایا ہے اور اون مین غیر محدود
حکمتین رکھی ہین جنمین غور کرنے سے بڑے بڑے عقلا یہان تک
کہ انبیا بھی متحیر ہو گئے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم
الحکیم پکار او ٹھتے ہین۔ اگر کوئی شخص ہزارہا اور لکھوکھا برس کی عمر پائے
اور نہایت غوض اور بڑی محنت کے ساتھ اون اون صنعتون اور اون
اون حکمتون کو جو انسان کے ہر عضو عضو مین ہے۔ بلکہ تمام درختون
کے ہر پھول پھول اور ہر پتے پتے مین خالق نے رکھی ہین اور ان کو
بیان کرنا چاہے تو یقیناً وہ شخص تھک کر مر جائے۔ دنیا بھر کے درختون کے

قلم ٹوٹ جائیں اور سات سمندر کی روشنائی سوکھ جائے لیکن وہ ایک پتی کا بیان بھی ہرگز پورا نہ کرسکے گا۔ جب کان دہر کے ہم سنتے ہیں تو صرف انسان ہی نہیں بلکہ تمام حیوانات کے روئیں روئیں چھوٹے بڑے سب درختوں کے پتے پتے جنگل پہاڑ ویران اور آباد سارے زمین کے ذرے کنوئیں تالاب نالہ ندی اور سب دریا کے قطرے قطرے سے ربنا ما خلقت ھذا باطلاً کی سہانی سہانی آواز سنائی دے رہی ہے۔

میرے بھائی بہنو۔ تم لوگوں کو حکیم علے الاطلاق یعنے خداوند تعالے نے نکاح کا حکم بغیر حکمت اور مصلحت کے نہیں فرمایا ہے بلکہ اوسمیں نہایت قیمتی قیمتی بیش بہا منافع رکھے ہیں جنمیں سے پہلا بلکہ یوں کہتے جسکے لیے نکاح بنایا گیا ہے وہ اولاد ہے کیونکہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے کہ تناسل کا سلسلہ قیامت تک قایم رہے۔ انسان کی کثرت سے دنیا آباد رہے اور انسان سچے خدا کے پہچاننے اور اوسکی پرستش کرنے میں سرگرم رہے اگر نکاح نہ ہوتا تو دو حال سے خالی نہ تھا یا حرام کاری ہوتی یا سرے سے

دنیاداری ہی نہ ہوتی - پہلی صورت میں نسب کا پتہ نہ چلتا نہ یہ معلوم ہوتا کہ کون کسکا باپ اور کون کسکا بیٹا ہے اور اس حالت میں جانوروں کی طرح نہ ایک کو دوسرے کی پروا اور محبت ہوتی نہ وہ بے انتہا عجیب و غریب فائدے حاصل ہونے جو اب نہایت قدر کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں - نہ انسان کو جانوروں پر شرافت ہوتی نہ آپس میں ایک کو دوسرے پر عزت ہوتی نہ شاہزادے کو گدا زادہ پر فضیلت ہوتی نہ دنیا میں چند ین ہزار مختلف قومیں ہوتیں اور انتظام معیشت بالکل درہم و برہم ہوجاتا - غرض ایسے ہی وجوہات ہیں جنکے باعث زنا مطلق حرام کردی گئی - اور حق سبحانہ تعالے کی مقدس ذات جسطرح تمام نقصانات سے پاک ہے اوسی طرح اس سے بھی پاک ہے کہ وہ زنا ایسی قبیح چیز کو انسان جیسے اپنے ذی عقل بندوں کے لیے روا رکھتا - اور دوسری صورت میں انتظام معیشت درکنار - انسان کا نام و نشان تک باقی نہ رہجاتا حاصل یہ کہ انسان کا وجود قیامت تک قایم رہنے کے لیے حکمت الٰہیہ اسطرف متوجہ ہوئی کہ اوسنے نکاح کو مقرر فرمایا - گو حق تعالے

تو سب طرح کی قدرت ہے ۔ وہ حضرت عیسےٰ کیطرح بغیر باپ کے
اور حضرت آدم کیطرح بغیر باپ اور بغیر ماں کے اسقدر انسان پیدا
کر سکتا ہے جسکی حد و حساب نامعلوم ہے لیکن اوسکی حکمت آمیز عادت
یون جاری ہوئی ہے کہ ہر چیز کیلئے اوسنے کوئی نہ کوئی سبب
بنایا ہے اور دنیا کا انتظام انہیں اسباب پر جاری فرمایا ہے جو
اوسکی وحدانیت اوسکی قدرت اور اوسکی عجیب و غریب صنعت و
حکمت وغیرہ وغیرہ پر کامل درجے کا ثبوت ہے اور بڑی طاقت
اور بڑے زور سے اوسکی سچی الوہیت پر شہادت دے رہا ہے
جسکی بے شمار آوازیں زمین سے آسمان تک گونج رہی ہیں ۔ اس
انتظام اور ظاہری اسباب میں جو غیر محدود حکمتیں حکیم شاہنشاہ نے
رکھی ہیں وہ کسیکی سمجھ میں جیسا کہ چاہئے نہ آئی ہیں اور نہ آسکتی
ہیں ۔ مگر جہان تک مقدور بشری میں رہا ہے کچھ نہ کچھ سمجھنے اور سمجھانے
کا قصد کیا ہی جاتا ہے اور اسوجہ سے اون حکمتوں کا نہایت مختصر
نمونہ اگر ہدیہ ناظرین کیا جاوے تو غیر مناسب نہ ہوگا بلکہ امید ہے
کہ غافل دلوں سے غفلت کا پردہ اوٹھ جاتے اور اپنی طاقت کے

موافق اونکو غور کرنیکا موقع ملے۔ اور غالبًا ذکر ہم اونھین اوس کا کرین گے جن پر دن رات اونکی نظرین پڑ رہی ہین پر وہ سوچ نہین کرتے ہان مگر اے دوستو جب تم سوچ کروگے تو ہوان ہون غور کی نگاہ سے دیکھو گے اوسکی بے انتہا حکمتین اور عجیب و غریب صنعتین تمپر کھلتی جاینگی اور تم اونکی قدر کروگے۔ ادھر سچے خدا کی پرستش کرنے والو ذرا تم اپنے نرالے معبود کی نرالی قدرت کا تماشا دیکھو۔ ہزارہا قسم کے بیج جنکی قسمین اوسیکو معلوم ہین زمین مین بو دے جاتے ہین یا از خود درختون سے گر کر زمین مین جگہ لے لیتے ہین جب اونمین زمین کی رطوبت اپنا اثر کرتی ہے تو کھیونکے وہ بڑے ہو جاتے ہین اور اون مین سے دو سرے پیدا ہو جاتے ہین گو پورے بیج کی طبیعت ایک ہے اور اوسیکے ساتھ زمین اور آسمان کی نسبت ایک سے۔ چاند سورج اور سب تارونکا اثر برابر پڑتا ہے لیکن خدا تعالی کی عجیب و غریب قدرت اون دونون سرون مین سے ایک کو اوپر کھینچ لاتی ہے اور دوسرے کو نیچے گھسیٹ لیجاتی ہے۔ پھر کچھ روز بعد اونھین دونون کو دو درخت بنا دیتی ہے۔ اوپر والا درخت

علاوہ اسکے اور بہت بیش بہا منافع لکڑی سے لیے جاتے ہین اور
وہ اتنے ہین ہین جنکو ہم لکھہ سکین کیونکہ ہمارے علم کے اعتبار سے
غیر متناہی ہین۔ ہزارہا قسم کے درختون مین لکڑی کی جگہہ مختلف نام کے
مزہ وہ چیزین ہوتی ہین جو جانورونکے لیے بلکہ بعضے بعضے انسانون کے
لیے بھی غذا مین پڑتی ہین جیسے گھانس پھوس اکرپی اور گنہ وغیرہ وغیرہ
پھول اور پتیونکی سیر کیجیے تو ہزارہا قسم کے البیلے رنگ برنگ کے پھول
اور طرح طرحکی خوش اسلوب پتیان تمہاری نظر سے گذرینگی بلکہ ایک
ایک پھول نہین نہین ایک ایک پنکھڑ اور ایک ایک پتی مین تم کو مختلف
رنگ دکھائی دینگے۔ اگر بڑے بڑے باغون مین کبھی تمہارا اتفاق
ہو تو نئے ڈہنگ نئے رنگ کے پھول اور پتیون کے دیکھنے سے
تم اس بات کے یقین کرنے مین کچھہ بھی تامل نہ کروگے کہ خالق نے
ہزارہا طرح کے عجیب وغریب پھول اور پتیان اس قسم کی پیدا کی ہین
جو کبھی تمہارے خیال مین بھی نہ آئی ہونگی۔ پھول اور پتیون کے
دیکھنے سے دلکو تفریح ہوتی ہے۔ روحکو تازگی آتی ہے بعض
تو بعض لکڑی اور اکثر پھولون کی مہکار تی ہوئی یا بھینی بھینی خوشبو

۔ چمن چمن کے دماغ میں پہونچنے سے کچھ دماغ ہی نہیں معطر ہو جاتا ہے
ہر ایک مسلمان کے دل اور زبان سے صلی علی نکل آتا ہے عموماً پھول
اور لکڑی ہی کی برکت سے خوشبو دار تیل قسم قسم کے عطر اور دار گجے
بھی میسر آتے ہیں پھلوں پر غور کیجیے تو انواع الانواع اور اقسام اقسام
کے پھل تمہارے ملاحظہ میں آئیں گے۔ بعضے پھل اس قسم کے ہیں
جنمیں اوپر چھلکا ہے جو دوا علاج میں کار آمد ہوتا ہے اور اندر مغز ہے
جو دوا اور غذا دونوں کا کام دے سکتا ہے اور اصل مقصود ہی
مغز ہے مثال جیسے بادام اور بعضے اس قسم کے ہیں کہ چھلکا معیت
انکا گودا کھایا جاتا ہے اور درمیان میں گٹھلی ہوتی ہے گو قلت
اہتمام کے باعث پھینک دیجاتی ہو لیکن دوا یا جانوروں کی غذا میں صرف
ہو سکتی ہے مثال جیسے خرما اور بھلیند ا۔ خرمے کی گٹھلی شہد میں گھس کے
یا اور بعض اوویہ نباتیہ کے ساتھ ملا کے آنکھ کے جالے اور ماندگی
کو صاف کر دیتی ہے اور عرب میں ببول کی پتّی کے ساتھ اونٹوں کے
لیے نہایت طاقتدار غذا ہے۔ اور جامون کی گٹھلی کا مغز اسہال
مرض کے لیے نافع ہے۔ اور بعضے پھل اس قسم کے ہوتے ہیں جنمیں

جنمین نہ پوست نکالنے کی ضرورت ہے نہ تخم پھینکنے کی حاجت ہے
وہ چھلکا بیج سمیت نوش فرمائے جاتے ہیں مثال جیسے انجیر اور گولر
وغیرہ۔ اور بعضے اس قسم کے ہیں کہ اوپر پوست ہے۔ پوست کے
نیچے گودا اور گودے کے نیچے گٹھلی۔ گٹھلی میں اوپر پوست اور
اندر مغز ہے۔ اور پھل کے گودے کیطرح گٹھلی کا مغز بھی دوا یا ذائقہ
یا پیٹ بھرنے کے لیے کھایا جاتا ہے۔ مثال جیسے آم غرض اسیطرح
خدا جانے اور نہ کس کس قسم کے پھل اور کیسی کیسی نعمت سے
اپنے بندوں کے لیے پیدا کیے ہیں اور پھر جیسے تو پھل ہزار ہا
قسم کے ہیں ویسا ہی گٹھلیاں بھی۔ جڑیں جنکو ہم نے اور ہم سے بہت
صدی پہلے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں نیچے والے درخت
سے تعبیر کی ہے اور جو در اصل اوپر والے درخت کے ثمر بننے اور
قایم رہنے کے لیے پیدا کی گئی ہیں وہ اپنے اصلی فائدے کے
سوا اور بھی بہتیرے منافع پہونچانے کے لیے تیار ہیں جیسے پیلو کی
جڑ مسواک اور مثلاً سنبھل بیخ کاسنی بیخ بادیان بیخ سوسن بیخ نرگس
اور عود صلیب وغیرہ وغیرہ صدہا مرضون کے لیے دوا ہیں کہ بیماری

نظر کے سامنے گذر رہی ہیں۔

اسے حضرات طوالت کے خوف سے درختوں کے بہتیری اجزا جیسے گوند وغیرہ کا ذکر ہمکو چھوڑ دینا پڑا اور جن اجزا کا ذکر کیا ہے اونکا بھی نہایت ہی اختصار کے ساتھ ۔ میرے دوستو ذرا او سکی نرالی قدرت کا تماشا دیکھو یہ بیج جو زمین سے اوگا ہے ۔ وہ ایک صورت اور ایک طبیعت کا تھا ۔ اب اوگنے کے بعد مختلف صورت مختلف طبیعت کی مختلف چیزیں پیدا کردیں ۔ اوسی اللہ نے ۔ درخت کو جانے دو وہ صرف ایک پھل میں ایک دوسری ضد مختلف طبیعتیں پیدا کر دیتا ہے مثلاً ترنج پر غور کرو تو اوسکا زرد چھلکا گرم خشک ہے اور چھلکے کے نیچے جو دبیز گودا ہوتا ہے وہ میٹھے ترنج کا تو سرد تر ہے اور کھٹے کا بعض اطبا کے نزدیک سرد خشک بعض کے نزدیک سرد تر اور بعض کے نزدیک تری اور خشکی میں معتدل ہے اور اوسکا جو پردون کے درمیان غلاف میں رہتا ہے اور کھایا جاتا ہے سو وہ میٹھے کا سرد تر ہے اور کھٹے کا سرد خشک اور بیج دونون کا گرم خشک ہے ۔ دیکھو ایک ہی پھل کے اجزا بعضے گرم ہیں اور بعضے سرد بعضے خشک ہیں اور بعضے تر اور ہر ایک کی صورت

سلطان

اور رنگت بھی جدا جدا ہے۔ کوئی شک نہین ہے کہ یہ غیر محدود رنگ
برنگ کی چیزین جنکو دست قدرت نے نہایت درجہ کی صنعت اور غائت
مرتبہ کی حکمت سے انتظام کے موافق بنایا ہے زبان حال کی بلند
آواز سے وحدہ لاشریک لہ پکار رہی ہین پھر دیکھو تو اوسنے
کوئی چیز بیکار نہین پیدا کی ہے۔ ایک ایک شئے مین جانے کتنے کتنے
منافع کوٹ کوٹ کر بھر دیے ہین اور نے مرتبہ یہ ہے کہ دنیا مین کوئی
اور چیز اور کوئی جزو نہین پیدا کیا ہے جسمین کسی نہ کسی مرض کی دوا نرکھی
ہو۔ چونکہ نیم دوا کے باب مین ضرب المثل ہے لہذا نیم سے قطع نظر کر کے
نظیر کے لیے ہم کسی اور درخت جیسے آم کے اجزا پر غور کرین گے۔ شیرین
اور پختہ آم قوی۔ ارواح۔ اعضائے رئیسہ۔ آلات تنفس۔ شری سعدہ
امعا۔ گردہ۔ مثانہ۔ اور باہ کو قوی کرتا ہے بدن کو فربہ کرتا ہے
اور رنگت کو صاف کرتا ہے گو کسیقدر نقصان بھی ہو جس سے دنیا مین
کوئی شئے خالی نہین ہے۔ تاہم اسکے اصلاح کے لیے حکیم مطلق نے
اور اور چیزین بتادی ہین (اور تم غور کرو گے تو یہ بھی کھل جائیگا کہ
ہر ایک چیز مین کسی نہ کسی قدر مضرت رکھنے مین بھی بڑی حکمت اور

اور بڑی مصلحت ہے - ہان مگر اسکے سمجھنے کے لیے عقل سلیم درکار ہے
حاصل یہ کہ اوسنے ضرر کو بھی خالی از حکمت نہین پیدا کیا ہے - الحق فعل
الحکیم لا یخلو عن الحکمت - لیکن اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ لوگ سب بے سمجھے
بوجھے ممنوع اور ضرر رسان چیزون کا استعمال شروع کردین) کچا آم ترش آم
کیطرح قاطع صفرا ہے - اور بھنا ہوا (لو) کا زہر دفع کرنے کے لیے تو
نہایت ہی سریع التاثیر دوا ہے - پھر اوسکا سہل الوصول ہونا اور
خاصکر کے لو کی بادشاہت کے زمانے مین کثرت سے پایا جانا اور
بھی خدا کی بڑی حکمت اور رحمت ہے - آم کی کیریان مناسب ادویہ
کے ساتھہ مرکب کرنے سے جریان اور سرعت انزال کو دفع کرتی
ہین - کچے آم کے چھلکے تنہا یا کچھہ اور مناسب دواؤن کے ساتھہ تلی
کے تیل مین ڈالکے دھوپ مین رکھنے اور کچھہ روز بعد وہ تیل سر
مین ڈالنے سے بال بڑھتے ہین سیاہ ہوتے ہین اور گرنے سے
محفوظ رہتے ہین آم کی گٹھلی کا مغز دستون کے لیے نافع ہے - مغز
تخم انبہ کھنہ - مغز تخم جامون کھنہ - اور ہلیلہ سیاہ اسہال مزمن کی
دوا ہے - بول یعنی آم کے پھول بحجۃ الصوت یعنے آواز بیٹھ جانے

کو نفع پہونچاتی ہے اور آم کی جیبی کے ضرر کو دفع کرتی ہین۔ آم
کے تازے پتون کی ٹہنیون سے جو پانی نکلتا ہے۔ وہ اون
دالون کے لیے مفید ہے جو آنکھہ کے پلک پر نکلتے ہین اور گنجیہ
کے نام سے یاد کیے جاتے ہین اور خشک پتون کا دہوان ریحی
درد گردہ کے لیے فائدہ مند ہے۔ آم کی لکڑی کی راکھہ نزف الدم
کو اور اوسکی مسواک تجربہ یعنے منہ کی بدبو دفع کرتی ہے۔ آم کی چھال
اور اودویہ مناسبہ کے ساتھہ ملا کے آبزن نفاس یعنے لڑکا پیدا ہونے
کے بعد کا خون کو و نیز رطوبت کو نکالدیتی ہے اور رحم کو گرم کرتی ہے
اور قوت بخشتی ہے المختصر بڑے حکیم نے ہر شے کے ہر جزو جزو مین
جا بجا کیا کیا اثر رکھے ہین اور وہ ہمکو معلوم نہین بلکہ جسقدر اوس نے
بتا دیے ہین اونکے بھی بیان کرنے کا یہ مقام نہین ہے۔ اور یہی
وجہ ہے جو ہم نے صرف ایک آم کی مثال پر کفایت کی اور وہ بھی
اختصار کے ساتھہ۔ الحق دنیا مین جتنی چیزین پیدا ہوئین اور ہونیوالی
ہین اون سب کو یہان تک کہ جانورونکو جو تمہاری طرح جاندار اور چلتے
پھرتے ہین خالق نے تم انسان ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ گو بعضے

جانور جسمانی طاقت مین تم سے بہت زیادہ ہون لیکن محض اپنے فضل و
کرم سے عقل کی وہ جوہر دار تلوار تمہارے ہاتھ مین دیدی ہے جسکے
زور سے تم اونپر بھی بادشاہت کرتے ہو۔ اگرچہ بادی النظر مین بہت سی
چیزین جیسے شیر۔ بھیڑیے۔ سانپ۔ بچھو۔ سنکھیا۔ اور جتنی چیزین مردم خوار
اور زہر دار ہین بالکل نقصان ہی نقصان مین ڈوبی ہوئی دکھائی دینگی
لیکن جب چھان بین کر دیکھوگے تو غیر محدود فائدے اور بے شمار منافع
جو ظاہری نقصان کے پردے مین چھپے ہوے ہین نظر کے سامنے
اکھڑے ہونگے۔ افسوس اگر سامعین کی سمع خراشی کا خوف ہم کو آنکھین
نہ دکھاتا تو ممکن تھا کہ کسیقدر تفصیل کے میدان مین جولانی کرکے ہمارا قلم
بتا دیتا کہ ان درندے جانورون اور زہریلی چیزون کے باعث بہتیرے
ضرر رسان اور موذی جانورون سے ہمکو کیونکر نجات ملتی ہے اور یہ کہ مثلاً
بھیڑیے اور شیر کی چربی کیسے کار آمد روغن۔ اور سنکھیا کے تیل سے تم
کیسے کیسے منافع اوٹھا سکتے ہو۔

مین ڈرتا ہون کہ معزز ناظرین بعضے ہنسینگے اور بعضے جھنجلا کے
پوچھینگے کہ اس بے وقت کے راگ سے راقم مضمون نے کیا نفع سوچا ہے

لہذا مین پہلے ہی سے معذرت کرتا ہون - کیا کرون قلم جسکو خالق نے
پیدا کیا ہے کسیقدر اوسکی صنعت اور حکمت کا نمونہ بیان کیے بغیر نہ رک سکا
اور حق تو یہ ہے کہ راگ نہین ہے بلکہ اپنی عاجزی اور لاعلمی پر بے اختیار
رو اوٹھا ہون اور دوستو یہ کہ جب کوئی روتا ہے تو خواہی نخواہی کچھہ
نہ کچھہ اواز نکل ہی پڑتی ہے اور اوسکی غیر منضبط ہچکیان سامعین کو سخت
ناگوار ہوتی ہین - پس اے میرے دوستو تم از بہر خدا مجھے معذور رکھو
اور یہ عرض کرنے کی اجازت دو کہ یہ رونا وہ رونا ہے جو کسیوقت اور
کسی موقع پر نازیبا نہین ہے ہر جگہ اور ہر آن مین مستحسن ہے اور سننے
کے قابل - اور اس سے قطع نظر کیجئے تو یہان اس مبارک رونے کے لیے
اور بھی وجہین ہین - اوّل یہ کہ اسباب کا مشاہدہ کرنے سے کہ جن مخلوق
کے لیے دنیا مین یہ ساری چیزین پیدا کی گئی ہین خود اوسیکے ایک بڑے
یا کمزور حصے پر بے وجہ کا ظلم ہو رہا ہے - میرا دل بھر آیا اور جب اوس
ظلم کے دفع کرنے کی طاقت میرے ہاتھہ مین نہ تھی تو ہمدردی سے
رو رو کے فریاد کرنے کے سوا کوئی تدبیر نہ سجھائی دی - شاید قوم کے
دل پسیج اوٹھین - اونکو اپنی بیوہ بہنون اور بیٹیون پر رحم آجائے - اور

دوسرے یہ کہ جنکے لیے یہ سب چیزین پیدا کی گئی ہین - خود اونکی[1] پیدائش
اور اونکی ترقی مین ہماری قوم[2] کہنڈت ڈال رہی ہے - کہنڈت کیا ڈال رہی
ہے اپنے خالق سے لڑائی لیکے اپنے آپ کو جہنم سیاہ کی مستحق بنا رہی ہے
اور جب مین اپنے نادان بھائی بہنونکو جہنم کا رستہ چلتے ہوئے دیکھون
تو آپ ہی انصاف کیجئے کیونکر نہ رو اوٹھون - تیسرے یہ کہ جب قادر ذوالجلال
حکیم مطلق نے - زمین - آسمان - چاند - سورج - اور تارے - آگ -
ہوا - پانی - مٹی - پھول - پھل - اور پتی - اور چرندے چگنے والے
جانور غرض کہ تمام جمادات کل نباتات اور سائر حیوانات کو نہایت حکمت
اور مصلحت سے نہایت مناسب انداز پر پیدا کیا ہے اوس حکیم کا حکم
ہوگا غایت درجے کی حکمت اور مصلحت سے ہوگا - اب اس تمہید کے
بعد سنو اور یقین مانو کہ رانڈون کا نکاح اوسی حکیم کا حکم ہے - اور
ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اوس حکیم کا جو حکم ہے غایت درجے کی حکمت
اور مصلحت سے ہے - اب کوئی شخص رانڈون کے نکاح کو برا نہ سمجھیگا
مگر وہ جو ایسے حکیم شاہنشاہ کی حکمت بھرے حکم کو برا مانے گا اور اوسکی
قدرت اور اوسکے علم پر ایمان نہ لائے گا - او مختصر لفظون مین یون سمجھئے

---

[1] یعنی انسان -

[2] ظاہر ہے کہ انسان کی پیدایش اور ترقی کا ذریعہ نکاح ہے اور قوم کو ہرگاہ کہ بیوہ عورتکے نکاح کی دشمنی پر ضد ہے تو لامحالہ انسان کی پیدایش اور ترقی کی بھی وہ (قوم) دشمن ہی -

کہ اوسکے دماغ مین خلل ہوگا۔ غور کرنے کا مقام ہے۔ ہرگاہ اوس نے
کسی چیز کو یہان تک کہ نہایت حقیر اور کمزور کو اور یہان تک کہ درندون اور
زہریلی چیزونکو بھی بیکار نہین پیدا کیا ہے۔ شیر۔ بچھو۔ اور سنکھیا مین
بھی انسان کے لیے بڑے بڑے منافع رکھے ہین تو بھلا عورتون کو
انسانی جامہ پہنا کے اور عقل کا نورانی جوہر دیکے کب بیکار پیدا کیا ہوگا
اوسنے عورت اور مرد کا جوڑا اسلیئے بنایا ہے کہ انسان کی کثرت سے
(جیساکہ ہم عرض کر آئے ہین) دنیا آباد رہے۔ عورتین۔ انبیا۔ اولیا
اور علما۔ صلحا کی مائین بنی ہین۔ خدا کے بندو اگر خدا نے انکو عورتون
پر حکومت دی ہے تو تم اوسکی بے زبان بیوہ لونڈیون کی حق تلفی مت
کرو۔ شرعی۔ آزادی کے ساتھہ اونکے نکاح ہونے دو۔ ہمارے پیغمبر
صلعم کے بعد اب کوئی نبی تو ہو نہین سکتا ہان تم اونکو علما۔ صلحا۔ اور
اولیاء کی مائین بننے دو۔ اگر تمہارے ساتھہ ہم آواز ہو کے ہم یہ بھی
کہہ دین کہ اونکے نکاح مین کسیقدر نقصان بھی ہے تو اسبات کے پوچھنے
سے ہرگز نہین خاموش رہ سکتے کہ دنیاوی امور مین وہ کونسی شی
ہے جسمین کسی نہ کسیقدر نقصان کی آلایش نہین ہے۔ ہماری دانست

ہین تو اسقسم کی کوئی ایک بھی نظیر ڈہونڈے نہ ملے گی - دنیا مین
جو چیز ہے کچھہ نہ کچھہ نقصان بھی (جیسا کہ اوپر ہم تسلیم کر چکے ہین) لگا دیا
گیا ہے - لہذا جب کسیکو کسی امر کے چہوڑنے یا اختیار کرنے مین تقدم
تاخر ہو تو اوسکا فرض ہے کہ نفع و نقصان کا موازنہ کرے نقصان کا پلہ
بھاری ٹھیرے تو بالتامل چہوڑ دے اور جو منفعت کا پلہ وزنی ثابت ہو
تو پھر آئے موقع کو جانے نہ دے - چنانچہ اس قاعدے کے موافق
جسپر تمام عقلا کا اتفاق ہے - جب نکاح بیوگان کے منافع اور نقصان
کا ہم اندازہ کرتے ہین تو نقصان کچھہ مقدار ہی مین نہین کم دکھائی دیتے
ہین بلکہ نہایت خفیف اور کمزور بھی نظر آرہے ہین - اور منافع کو کیا
کہنا وہ تو نہایت ہی نہایت عظیم الشان ڈھیر کے ڈھیر ہماری نظر کے
سامنے چلے آرہے ہین - جون جون ہم اونکو تولتے اور شمار کرتے ہین
وہ اور بڑہتے ہی جاتے ہین - ہم تولتے تولتے اور شمار کرتے کرتے تھک
گئے پر اونکو نہ کم ہونا تھا نہ کم ہوئے - کوئی شک نہین ہے کہ اوس
خفیف نقصان کو ان عظیم الشان منافع کے مقابلے مین اتنی بھی وقعت
نہین ہے جو ایک بوند کو ہے دریا کے مقابلے مین کیونکہ بوند کو پانی

ہونے کے باعث دریا سے ہم جنس تو ہے اور یہ جنکو ہمارے نادان بھائی غلط طریقے پر بڑے بڑے نقصانات سمجھ رہے ہین ۔ واقع مین نقصان کی جنس مین داخل ہی نہین ہین ۔ چنانچہ دوسرے باب مین تصریح کرکے شافی جوابات دیکے انشاء اللہ ہم اپنے ناظرین کی تشفی کردین گے ۔ اور اوسوقت امید ہے کہ نادان سے نادان حضرات بھی اگر انصاف کرینگے جبکی امید اور تمنا ہے تو بالاتفاق ہم آواز ہوکے پکار اوٹھینگے کہ ہمکو جہالت کے جادو سے ابھی تک اچھی باتین بُری معلوم ہوتی تہین ۔ تھا کچھ بھی نہین صرف طلسمی خیالات ڈرا رہے تھے بارے خدا کا شکر ہے کہ اوسکی دعوے ہوئی عقلی اسم اعظم کی برکت سے طلسم ٹوٹ گیا تو کچھ شبہ نہ رہا وہ کل نقصانات محض خیالی اور فرضی تھے اور واقع مین کچھ بھی نہ تھا ۔ اگر کسیقدر نہایت کمی اور کمزوری کے ساتھہ ہین بھی تو اس لایق ہرگز نہین کہ بے شمار منافع جلیلہ کے دربار مین کسیقعت کی نگاہ سے دیکھی جاوین اور اس امر سے انکار کرنے کی کسیکو مجال نہین ہے کہ کسی نہایت خفیف نقصان کے باعث جلیل القدر کثیر التعداد منافع کو چھوڑ دینا کمال جہالت اور نادانی کی بات ہے ۔ پھر جسطرح بیاہ دینے مین قیمتی قیمتی منافع ہین ویسا

ویسا ہی ہٹہلار کہنے مین صدہا زہریلے نقصانات بہی ہین - آہ اس سے زیادہ اور کیا رونے کی بات ہوگی کہ ہماری قوم کے دلون پر تعصب بہرے جہالت کے پردے پڑے ہوئے ہین نہ بیاہ دینے کے منافع دکہائی دیتے ہین نہ ٹہہلار کہنے کے نقصانات سجہائی دیتے ہین ہان اس سے بہی زیادہ حیرت انگیز اور رولانے والی یہ بات ہے کہ نقصان منافع کیصورت اور منافع نقصان کیصورت مین بھیس بدلکر سامنے سے گذر رہے ہین - اگرچہ اونکا شناخت کرنا بہت ہی آسان ہے پر افسوس کہ ہم بے پروائی کی شراب مین کچہہ ایسے متوالے ہین کہ زمین و آسمان کی مطلق خبر ہی نہین - اور ایسے وقت بلبل شیراز کا یہ شعر ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

پھر ذرا خدا کی قدرت پر غور کرو - وہ جاندار سے بے جان پانی کو کیونکر پیدا کرتا ہے اور اوس بے جان پانی کو چند روز بعد چلتا پھرتا جاندار بنا دیتا ہے - تم دیکہتے ہو یہ سفید پانی جسکو منی کہتے ہین

ایک صورت اور مزا جیرت ہے لیکن نو مہینے کے بعد وہ نہایت خوش اسلوب اور عجیب و غریب دل لبھانے والی شکل پر دکھائی دیتا ہے جس میں ہاتھ ۔ پاؤں ۔ ناک ۔ کان ۔ اور سر ۔ دل ۔ دماغ اور جگر ۔ گوشت پوست ۔ استخوان ۔ اور رگ و پے وغیرہ وغیرہ مختلف رنگ اور مختلف وضع کی مختلف چیزیں اپنی اپنی جگہ پر کس خوشنما سب انداز سے رکھی گئی ہیں ۔ وہی پانی جس سے تمہاری طبیعت نفرت کرتی تھی اور تم اوسکو ناپاک کیطرح صرف اپنے آپ ہی سے نہیں کپڑے سے بھی جدا کرنے میں کوشش کرتے تھے جب پاک صاف اور ستھری شکل کے روپ میں آکے جوں ہی اپنی جھلکی دکھا دیتا ہے تم دل و جان سے اوس پر عاشق ہو جاتے ہو اوسکی پرورش اوسکی دلجوئی اور اوسکے آرام کے لیے کس محبت اور کس شوق سے سخت سخت تکلیفیں گوارا کرنے میں خوشیاں مناتے ہو ۔ اور خصوصاً ماں تو اوس پر اپنی جان ہی صدقے کر دیتی ہے ۔ہاں مگر ایک مرتبہ اوسکے بیوہ ہو تے ہی جانے کیا ہو گیا جو تمام عزیز اقارب عقارب بن گئے اور ماں باپ کی وہ پر جوش محبت جو

انا ولا غیری کا ڈنکا بجا رہی تہی وہمی پڑ گئی - نہین بیٹے غلطی کی مان باپ
تو اور بہی زیادہ جانی دشمن بنکے بہا لے کا کام دے رہے ہین - آہ
جن سے بڑہ کے پہلے کوئی دوست اور بہی خواہ نہ تہا وہی اب تکلیف دہی
اور سخت ایذا رسانی پر قسم کہا کے بیٹھے ہین - نہ معلوم اوس بے گناہ نے
کون ایسی بڑی ناقابل معاف خطا کی ہے جسکے پاداش مین ابدی سوگ
کی زنجیرون سے جکڑ دی گئی ہے - تم ہی انصاف کرو جوانی کا عالم رنگین
کا زمانہ تسپر یہ وحشت بہرا دایمی قیدخانہ کہین کیسی حسرتون کا خون نہ کر رہا
ہوگا - افسوس کہ وہ جرم جسنے اس ناقابل برداشت عقوبت کو واجب
کر دیا میری سمجہہ مین نہین آتا - حضرات وارثین اگر آپ کے نزدیک
پایہ ثبوت پر پہونچگیا ہو تو مجہکو بہی بتا دیجئے - مین اپنی بیجا سفارش سے
آپ کی سمع خراشی کا گناہ اپنی گردن پر نہ رکہون - توبہ کر کے آپ کا ساتہ
دون اور کہون ہان یہ اسی لایق ہین ؎

فعل ناکردہ را سزا این است

لیکن اگر آپ اونکا قصور نہ ثابت کر سکین گے (اور یقیناً نہ ثابت ہوگا)
فاتقو النار التی وقودها الناس والحجارہ - تو اس سخت ظلم کا سخت گناہ

آپ ہی کے سر جائے گا۔ نکاح مین جو جو فوائد حکیم مطلق نے رکھے ہین اگرچہ وہ اس سے بہت زیادہ ہین کہ اونکے ہزار حصون مین سے ایک حصہ بھی ہمارے سمجھہ مین آسکے اور ہم اوسکے لکھنے کی جرات کرسکین لیکن کچھہ نہ کچھہ عرض کیے بغیر چپ ہو رہنا بھی لوذ فت سے پہلے سکوت کرنا ہے سردست ہم نکاح کے صرف ایک فائدے پر جو فقط دو نفع پر مشتمل ہوگا کفایت کرین گے۔

نکاح کا معظم فائدہ بلکہ یون کہیے جسکے لیے نکاح بنایا گیا ہے اولاد ہے اور اولاد مین نہایت قیمتی قیمتی منافع ہین اوّل یہ کہ اولاد کے لیے کوشش کرنے مین (بشرطیکہ حلال طریقے پر ہو) اللہ کی محبت اور اوسکی اطاعت ہے کیونکہ اوسکی عمدہ ترین مخلوق انسان کے جنس بڑہنے اور باقی رہنے کا ذریعہ بھی اولاد ہے۔ میرے دوستو تم سنو اور غور کرو مرد کی مشابہت کسان سے ہے اور عورت کی رحم کی مشابہت کھیت سے ہے۔ مرد کا پانی بجائے تخم کے ہے اور عورت کا پانی زمین کے اوس جز کی جگہ ہے جسکے ساتھہ ملکے بیج اوگتا اور بڑہتا ہے۔ پہر عورت کے پیٹ کے خون سے بچے کو ایسا ہی غذا پہونچتی رہتی ہے جسطرح پودون کو زمین کے اجزا سے

اور یہ سب امور شرعی قباحت اور بے حیائی اور منع سے جدا رہتے ہیں کہ اصل مقصود
نکاح سے اولاد ہے اور خواہش نفسانی محض اس مصلحت سے پیدا کی گئی ہے
کہ اولاد حاصل کرنے کے لیے ابھارتی اور شوق دلاتی رہے ۔ اس تمہید کے
بعد اب فرض کیجئے کہ ایک بادشاہ نے جسکو زراعت سے بڑا شوق ہے تمام
غلاموں کو اپنے یہ حکم دیا کہ حلال طریقے پر زمین تیار کر کھیتی کریں پھر اونھیں میں
سے ہر ایک غلام کے ساتھ ایک شحنہ بھی مقرر کر دیا جو غفلت کے وقت تعمیل
حکم کے لیے ابھارتا اور یاد دلاتا رہے ۔ با این ہمہ اگر کوئی غلام کھیتی
سے انکار کرے اور ان بیجوں کو جو بادشاہ نے عنایت فرمائے تھے
ضایع کر ڈالے اور شحنہ کی ہدایت ایک کان سے سنی تو دوسرے سے
اڑا دے نہ اڑا سکے تو بیجوں کے ڈالنے کا ارادہ ناجائز کھیت میں کرے
جو ضایع کرنے سے بھی بدتر ہے تو فرمائیے اوس نافرمان غلام پر بادشاہ
کسقدر ناراض ہوگا ۔

پوشیدہ نہ رہے کہ بادشاہ سے مراد اللہ ہے جو فی الحقیقت
سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے ۔ اور غلام سے مرد لوگ اور حلال طریقے
پر کھیت لینے سے نکاح کرنا اور بیج سے مرد کا پانی اور شحنہ سے خواہش نفسانی

اور غیر کے کھیت بیج ڈالنے سے حرامکاری مراد ہے۔ پس جسنے باوجود قدرت کے نہ نکاح کیا اوسنے اوس پانی کو جواولاد حاصل کرنے کے لیے اوسکو ملا تھا ضایع کرڈالا۔ تواب کون نہ کہے گا کہ اوسنے اپنے آپ کو خدا کی نافرمانی اور عدول حکمی کا مجرم بنالیا اور خاصکر کے اوسوقت مین کہ بیج کو جلق لگا کے ضایع کردیا ہو پھر اس سے بڑھکے کہ ناجائز جگہ مین ڈالنے پر جرارت کی ہو۔ اب فرض کیجیے اوسی بادشاہ نے جو زراعت کا بہت بڑا شایق ہے اپنی اوس رعایا کو کھیتی کرنے کا حکم دیا جسکے پاس کھیت سب ہے۔ اور بیج نہین ہے مگر بیج حاصل کرنے کے لیے نہایت عمدہ اور سہل الوصول تدبیر بتادی ہے۔ حکم یون ہے کہ وہ رعایا بادشاہ کی ہدایت کے موافق بیج بہم پہنچاے اور اوسکو اپنے کھیت مین جگہ دیے پھر اوس رحیم بادشاہ نے اتنے ہی پر اکتفا نہین کی۔ کمال مہربانی سے ہر ایک رعایا پر ایک زبردست مگر شیرین زبان سزاول بھی مقرر کردیا جو غفلت اور سستی کے وقت اوبھارتا اور یاد دلاتا رہے ہے۔ اور سزاول بھی کیسا سزاول نرا سزاول جو اپنی چرب لسانی سحر بیانی سے سمجھا بجھا کے ستاتا رہے ہے تاکہ کام کے وقت رعایا کا جی نہ اوکتاے بلکہ اور مزہ آتے

باوجود اس مزید اہتمام کے جو بدنصیب رعایا بیج لینے سے انکار کرے ۔
کھیت پاڑ رکھے ۔ جس جز دین یہ صلاحیت رکھی گئی ہے کہ اوسکے ساتھہ
ملکے بیج اوگے اور بڑہے اوسکو رائیگان کردے جو مادہ غذا پہونچانے کے
لیے بنایا گیا ہے اوسکو ستیاناس کرڈالے اور مشفق سزاوں کی نصیحت نہ مانے
جبرًا اور قہرًا اوسکو ٹال دے نہ ٹال سکے تو بھوری کا بیج لینے پر مستعد ہو جائے
تو کوئی شک نہین ہے کہ اوس عدول حکمی اور سخت نافرمانی سکے باعث
وہ بدنصیب رعایا غضب سلطانی کی مستحق بن گئی ۔ افسوس کہ یہ بدقسمت رعایا
وہ لاکھون بیوائین ہین جنھون سنے اپنی قابل زراعت کھیت محض بیکار
ڈال رکھے ہین اور اوسکے مدہ کو جسکے ساتھہ مرد کا پانی ملنے سے لڑکا پیدا
ہوتا ہے رائیگان کررہی ہین اور مہینے کے خون کو جسین بچے کے لیے
غذائیت اور اوسکی پرورش کا مادہ رکھا گیا ہے ستیاناس کئے دیتی ہین
پھر خدانخواستہ اگر کسینے قدرتی جوش مین بیتاب ہوکر جوانی کی امنگ
مین اگر معیوب طریقے پر بیج لینے کی ٹھان لی تو اور بھی زیادہ نافرمانی
ہوئی اور اسکے ساتھہ دونون جہان کی روسیاہی بھی ۔ ہمارے اس
وحشیانہ برتاوے کے سبب بیواؤن پر اور بیواؤن سے کچھہ کم نہین نہین

ہمنا نے غلطی کی ہیواؤن سے زیادہ بیواؤن کی والیون پر اور جو
بیواؤن کے نکاح مین رخنہ ڈالین اون پر بغاوت کا اطلاق صادق آرہا ہے
ہائے اِن سب لوگون کو خدا ایسے تہار شہنشاہ سے باغی بنکے اوسکی حکمت
بگاڑنے کا قصد کرکے سوائے اسکے کہ اپنی دنیا و دین کو غارت کرلین اور
کیا حاصل ہے ۔ کوئی اِن سے پوچھے کیا ان کو یہ بھی امید ہے کہ اوسپر
سے بغاوت کرکے کچھہ لوٹ لین گے ۔ اور تو مین نہین جانتا یہان
رسوائی اور وہان بھڑکتی ہوئی دوزخ کی انگار البتہ بڑے مزے سے لوٹ
سکین گے ۔ میرے بھائی بہنو مین تم کو یقین دلاتا ہون کہ جو اطاعت بادشاہ
کی تمپر لازم ہے اوس سے بہت زیادہ خداوند خلاق کی اطاعت تمپر
فرض ہے ۔ بادشاہ تو تمہاری جان و مال کی صرف ظاہری حفاظت کرتا
ہے اور خدائے تعالے جسنے تمکو پیدا کیا ہے اور پرورش بھی کرتا ہے
تمہاری جان و مال کا مالک اور حافظ حقیقی ہے ۔ بادشاہ سے چھپکر تم
اپنی زندگی کا وقت پورا کر سکتے ہو اور جو تم پوشیدہ طور پہ کرتے ہو
بادشاہ کو اوسکی خبر مشکل سے ہوسکتی ہے یا ہوتی ہی نہین لیکن خدائے علیم
سے نہ تم چھپ سکتے ہو نہ کوئی تمہارا کام چھپ سکتا ہے ۔ وہ گھر ۔ باہر

جنگل - پہاڑ - اور دریا ہر جگہ کی نہایت چھوٹی اور بڑی چیز کو دیکھتا اور جانتا
ہے - وہ تمہارے دل کی ان کہی بات کو سمجھتا ہے - ایک بادشاہ کا مجرم
بھاگ کر دوسری بادشاہت مین امن و امان کے ساتھ رہ سکتا ہے لیکن
اوس احکم الحاکمین کے مجرم کو کہین بھی مفر نہین ہے - اور ہو تو کیونکر ہو
اوسکی بادشاہت سے خارج تو کسیکی بادشاہت ہی نہین خشکی و تری
زمین و آسمان سب جگہ پر اوسیکی بادشاہت ہے اور اس سے بھاگنے
کا قصد وہی کر سکتا ہے جو اوسکی زمین اور اوسکے آسمان کے سوا کوئی دوسری
زمین دوسرا آسمان پہلے ڈھونڈھ لے - بادشاہ اپنی سلطنت کا انتظام کرنے
مین اپنے ایسے ہزاروں لاکھوں آدمی کا محتاج رہتا ہے اور یہی وجہ
ہے کہ مجبور ہو کے اوسکو بہتیری وہ باتین کرنی پڑتی ہین جنکو وہ کرنا نہین
چاہتا اور خداوند صمد نہ کسیکا محتاج ہے نہ اوسکے کارخانے مین کسیکو چون
کرنے کی مجال ہے - وہ جو چاہتا ہے اوسکے کرنے پر قادر ہے اور
کرتا ہے - ہان جبتک اوسے منظور ہے مہلت دیتا جاتا ہے اور
جب چاہتا ہے پکڑ لیتا ہے اور جب پکڑ لیتا ہے پھر نہین چھوڑتا ہے -
میرے بھائی بہنو - مین مگر سچے دل سے نصیحت کرتا ہون کہ اپنے خالق

سے تم بگاڑ مت کرو اوسکی اچھی حکمت مین کھنڈت نہ ڈالو۔ وہ سب بادشاہونکا
بادشاہ ہے اوس سے بغاوت کرکے جہنم ایسے کالکوٹھری کے قیدی
بننے کا شوق مت کرو۔ جس آتشی تنور سے دنیا کی آگ پنین نہین۔ خود
اوس بھڑکتے ہوئے تنور کی ایک آگ دوسری آگ سے پناہ مانگتی ہو اور
رُب اکلت بعضہا بعضاً پکار رہے ہو اوسکا کندہ بننے پر خوشیان مت
مناؤ۔ حضرات اسلئے تمہین اسبات مین شک کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے کہ
بیوہ چاہے کتنی ہی صاحب اولاد کیون نہ ہو خدا کی مخلوق اور زیادہ
بڑھانے کے لیے پھر بھی اوسکے نکاح کی ضرورت ہے (بشرطیکہ قابل
ولادت ہو)

دوسرا نفع۔ مسلمانون کی اولاد بڑھانے سے حضرت صلعم کی محبت اور
اطاعت ثابت ہونے اور اولاد مین کھنڈت ڈالنے سے آپکی دلی تمنا
کا خون کرنے اور آپ سے عداوت مول لینے کے بیان مین (نیز
مسلمانونکی قلت اور کثرت کے ذکر مین)

اسے بزرگتر پیغمبر صلعم کی امت ہونے کی عزت حاصل کرنے والو۔ اے
اللہ کے پیارے محبوب کا نام سنکر جی اوٹھنے والو اور اوس شفیع محشر کی

شفاعت پر بھروسہ رکھنے والو تمکو خوشخبری ہو کہ جون جون تم اولاد کے لیے
کوشش کروگے ویسے ویسے حضرت صلعم سے تمہاری محبت بڑھتی رہے گی
جنکے جمال جہان آرا پر تم بے دیکھے عاشق ہو اور اوس آقائے نامدار کی
جنکی حلقہ بگوشی کا تمکو فخر ہے اطاعت و فرمانبرداری کی عزت ملتی رہے گی
اور کیون نہین تمہاری اولاد کا بڑھنا کیا ہے خدا کے پوجنے والون اور
حضرت صلعم کی رسالت ماننے والون کا بڑھنا ہے اسوجہ سے تو حضرت صلعم
کی دلی تمنا ہے کہ جہان تک ہوسکے تم مسلمانون کی اولاد بڑہے۔ آپ
فرماتے ہین "تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم"[1] ترجمہ تم نکاح کرو
اون عورتون سے جو اپنے خاوندون کا بڑا پیار کرتی ہین اور اون کے
لڑکے زیادہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ مین تمہارے باعث بڑہانے والا ہون
(یعنے اپنی امت کو قیامت کے دن) پھر ارشاد ہوتا ہے "تناکحوا تناسلوا
اباہی بکم الامم یوم القیامۃ"[2] ترجمہ تم نکاح کرو نسل بڑہاؤ مین تمہاری

---

[1] دیکھو ابوداؤد و نسائی کتاب النکاح مین حضرت معقل بن یسار کی روایت ۱۲
[2] دیکھو زرقانی شرح مواہب جلد (۵) نوع ثالث فی سیرتہ صلعم فی نکاحہ مین جسکو عیاض سے اور عیاض نے تفسیر ابن مردویہ سے اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے۔ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی لکھتے ہین ہر چند اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے لیکن محدثین نے اسکی تصدیق کی ہے اور شواہد دیئے ہین ۱۲ منہ

کثرت سے قیامت کے دن اور امتون پر فخر کرون گا ۔ حضرات یہ حدیثین
و نیز دوسری احادیث نبویہ صاف کہہ رہے ہین کہ نکاح کی ہدایت فرمانے سے
اصل مقصود امت کا بڑہنا ہے اور یہی سبب ہے کہ جب بعض فقرا صحابہ کو نکاح
کی وسعت نہ رکھنے (یعنے بیوی کا نان و نفقہ دینے کی طاقت نہ ہونے)
کے باعث گناہ مین پڑ جانے کا یہان تک خوف بڑہا کہ اونہون نے اپنے
آپ کو بدہیا کر ڈالنا گوارا کر لیا اور حضرت سے اجازت مانگی تو آپ نے
قطعی ممانعت فرمائی اور بدہیا ہونے کی جگہ پر آپ نے روزے بتاتے
کیونکہ کثرت کے ساتھہ روزہ رکھنے سے خواہش نفسانی فرو ہو سکتی ہے
انسان گناہ سے بچ سکتا ہے لیکن بدہیا ہو جانے کے بعد پھر تو مقدرت
کی حالت مین بھی مایا ہے کتنا ہی بڑا دولت مند کیون نہ ہو جائے
حضرت صلعم کی امت بڑہانے مین ہرگز نہین کامیاب ہو سکے گا ۔ اگر
اوس حکم سے جو صراحت کے ساتھہ قران و حدیث مین عقد بیوگان کے
لیے آیا ہے ۔ قطع نظر کیا جائے ۔ اور اسباب سے کہ خدا کی کمزور
لونڈیون حضرت کی بیوہ کلمہ پڑہنے والیون پر نہایت سخت سخت
ظلم ہو رہے ہین جنکی برداشت کرنے کی اون کو طاقت نہین ہے

سے ہے چشم پوشی کیجا ئے اور اسطرح اونکا نکاح فرض نہ بتانیوالی اور دوسری چیزون سے تجاہل عارفانہ کر لیا جائے اور صرف حضرت صلعم کی محبت اور اطاعت پر غور فرمایا جائے تو بھی ہم مسلمانون کے نزدیک اونکے نکاح کی اشد ضرورت ہے اگر کسیطرحکا خلجان اب بھی باقی رہگیا ہو تو چند مقدمات کو جو ابھی ہم بتاتے ہین ترتیب دیجئے اور نتیجہ نکالنے پر دیکھئے تشفی آپ کے سامنے کھڑی ہے ہان لیجئے کان دھر کے سنئے "رانڈون کا نکاح کرنے سے مسلمانون کی اولاد بڑہتی ہے اور مسلمانون کی اولاد بڑہنے سے حضرت صلعم کی امت بڑہتی ہے اور حضرت صلعم کی امت بڑہنے سے حضرت صلعم کی دلی تمنا حاصل ہوتی ہے اور حضرت صلعم کی دلی تمنا حاصل ہونے والے کام سے حضرت صلعم کی محبت اور اطاعت بڑہتی ہے" نتیجہ نکلا "رانڈون کا نکاح کرنے سے حضرت صلعم کی محبت اور اطاعت بڑہتی ہے - اللہ کی محبت اور اطاعت بڑہتی ہے" ملا دینے سے یہ نتیجہ نکلے گا "رانڈون کا نکاح کرنے سے اللہ کی محبت اور اطاعت بڑہتی ہے" اور اس بیان سے ارباب دانش پر پوشیدہ نہ رہے گا کہ رانڈونکو نکاح سے روکنا یا رخنہ ڈالنا یا اونکے نکاح پر راضی نہ ہونا گویا حضرت صلعم کی دلی تمنا

کا خون کرنا اور آپ سے قلبی عداوت کا لینا ہے۔ اور جسنے ایسا کیا وہ
خدا سے عداوت اور خدا کی نافرمانی کر چکا۔ اب جسکا جی چاہے کہ وہ آپکی
دلی تمنا کا خون کر سکے آپ سے عداوت لے اور خدا کا دشمن بن سکے
خدا کے باغیوں میں اپنا نام لکھائے وہ رانڈوں کا نکاح نکرے اور
جو آپ کے ارشاد آپ کی خوشنودی پر قربان ہو جانے والے خدا کے
پیارے گروہ میں داخل ہونا چاہے اوسکو لازم ہے کہ جہان تک
جلد ہوسکے رانڈوں کا نکاح کردے نہ کر سکے تو اپنی طاقت بھر کوشش
کرنے میں دریغ نہ کرے۔ بس اسمین دین و دنیا کی عزت اور دونوں
جہان کی شرافت سمجھے۔ اے مسلمانون تم خدا اور رسول کے باغی بننے
سے پرہیز کرو۔ آگ کی بیڑیاں آگ کی ہتکڑیاں آگ کی ٹوپیاں آگ کے
کرتے اور آگ کے تمام کپڑے پہننے کا شوق مت کرو آگ میں پڑنے کے
قصد سے باز آؤ۔ خدا کے دوست بنکے خدا کی بہشت کے باغوں میں
اپنے گھر بناؤ۔ سیر کرو دیکھو بھالو۔ رنگ برنگ کے جوڑے پہنو۔ رنگا رنگ
تختوں پر جلوس کرو اور وہیں اپنے حشم و خدم سمیت نہایت ناز و نعمت سے ابدالآباد
تک زندہ رہنے سے خوش رہو۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھہ غور کرتے ہین کہ ہندوستان مین جیسا کہ پہلے حصے کے
دوسرے باب مین ہم عرض کر آئے ہین مرد عورت سب ملا کے پانچ کرور
سوا لاکھہ کے قریب مسلمان ہین جنمین سے کچھہ اوپر چالیس لاکھہ بیوہ عورتین
ہین ۔ کاش یہ بیوہ بیاہی گئی ہوتین اور فی بیوہ زیادہ نہین صرف دو ہی
لڑکون کا اوسط رکھیے تو آج ہندوستان کی مردم شماری کے نقشے مین کچھہ
اوپر اسی لاکھہ مسلمان اور نظر آتے ۔ اور وہ پانچ کرور سوا لاکھہ کے ساتھہ بلکہ
چھہ کرور سے زیادہ پہونچ جاتے اور اگر دو نہین صرف ایک ہی لڑکے کا
اوسط فرض کیجیے تو بھی کچھہ اوپر چالیس لاکھہ مسلمان گھٹ جاتے ہین یہ نقصان
تو ایک وقت کا ہے آپ اتنا ہی نقصان ہر قرن مین مانیے پھر ان اسی
یا چالیس لاکھہ کی نسل گھٹ جانے سے روز بروز جانے کتنے کتنے کثیر التعداد
مسلمان گھٹ جاتے اور اس وقت مین کتنے کرور موجود ہوتے ۔ خیر آج تک
تو جو ہونا تھا سو ہوا ۔ اب آیندہ ہی کے لیے کچھہ سوچ کیجیے بھلا اب تو
مسلمانون کی قوم حضرت کی امت ترقی کرتی رہے اور گھٹنے کا منہ نہ دیکھے
حضرات یہان سے ایک بات اور نکلی ۔ بیوہ چاہے کتنی ہی صاحب اولاد
کیون نہ ہو پھر بھی حضرت صلعم کی امت اور مسلمانون کی قوم بڑھانے کے لیے